

## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سورة النساء (۴)

آیت نمبر (1 تا 2)

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا ۝۱ وَأَتُوا الْيَتَامَىٰ أَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيثَ بِالطَّيِّبِ ۚ وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَهُمْ إِلَىٰ أَمْوَالِكُمْ ۚ إِنَّهُ كَانَ حُوبًا كَبِيرًا ۝۲﴾

ح و ب

(ن)

حُوبًا کس جرم کا ارتکاب کرنا۔ گنہگار ہونا۔  
حُوبٌ اسم ذات۔ جرم۔ گناہ۔ آیت زیر مطالعہ۔

وَاتَّقُوا کا مفعول اول اللہ ہے اور الْأَرْحَامَ مفعول ثانی ہے۔ تَسَاءَلُونَ دراصل تَتَسَاءَلُونَ ہے۔ کَانَ کی خبر ہونے کی وجہ سے رَقِيبًا حالت نصبی میں ہے۔

ترکیب

ترجمہ

يَا أَيُّهَا النَّاسُ	اتَّقُوا	رَبَّكُمُ	الَّذِي	خَلَقَكُمْ	مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ
اے لوگو!	تم لوگ تقویٰ کرو	اپنے رب کا	جس نے	پیدا کیا تم لوگوں کو	ایک جان سے

وَخَلَقَ	مِنْهَا	زَوْجَهَا	وَبَثَّ	مِنْهُمَا	رِجَالًا كَثِيرًا
اور اس نے پیدا کیا	اس سے	اس کا جوڑا	اور اس نے پھیلانے	ان دونوں سے	بہت سے مرد

وَنِسَاءً	وَاتَّقُوا	اللَّهُ الَّذِي	تَسَاءَلُونَ	بِهِ
اور عورتیں	اور تم لوگ بچو	اس اللہ (کی ناراضگی) سے	تم لوگ باہم مانگتے ہو	جس (کے حوالے) سے

وَالْأَرْحَامَ	إِنَّ	اللَّهُ	كَانَ	عَلَيْكُمْ	رَقِيبًا	وَأَتُوا
اور رشتہ داروں (کی حق تلفی) سے	یقیناً	اللہ	ہے	تم لوگوں پر	نگران	اور تم لوگ پہنچاؤ

الْيَتَامَىٰ	أَمْوَالَهُمْ	وَلَا تَتَبَدَّلُوا	الْخَبِيثَ	بِالطَّيِّبِ	وَلَا تَأْكُلُوا
یتیموں کو	ان کے مال	اور تم لوگ مت بدلو	گندے کو	پاکیزہ سے	اور تم لوگ مت کھاؤ

أَمْوَالَهُمْ	إِلَىٰ أَمْوَالِكُمْ	إِنَّهُ	كَانَ	حُوبًا كَبِيرًا
ان کے مال	اپنے مالوں کے ساتھ	یقیناً یہ	ہے	ایک بڑا جرم ہے

كَانَ کا ترجمہ تھا کہ بجائے کیا گیا ہے، کیونکہ یہاں آفاقی صداقت کا بیان ہے۔ اسی طرح لَا تَتَّبِعُوا الْيَهُودَ بِالطَّبِيبِ کا ترجمہ قاعدے کے مطابق کیا گیا ہے۔ قاعدہ یہ ہے کہ بدلے میں جو لیتے ہیں وہ بنفسہ آتا ہے اور جو دیتے ہیں اس پر پ کا صلہ آتا ہے، لیکن یہاں معنی مراد یہ نہیں ہے کہ یتیم کے مال میں سے گندی چیز لے کر اس کی جگہ پاکیزہ چیز مت رکھو۔ بلکہ مراد اس کے برعکس ہے۔ مفسرین نے اس کی یہ توجیہ کی ہے کہ یتیم کے مال سے اچھی سمجھ کر جو چیز لوگے وہ تمہارے لیے حرام ہے، اس لیے گندی ہے اور اپنی جو ناکارہ چیز اس کی جگہ رکھو گے وہ تمہارے لیے حلال ہے، اس لیے پاکیزہ ہے۔

### آیت نمبر (3:5)

﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَىٰ فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبْعَ ۚ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ۚ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ ۖ أَلَّا تَعُولُوا ۗ﴾ وَأَتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً ۚ فَإِنْ طِبَّنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوهُ هَنِيئًا مَّرِيًّا ۚ وَلَا تَوُتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيَمًا وَارْزُقُوهُمْ فِيهَا وَاكْسُوهُمْ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَعْرُوفًا ۝۵﴾

ع و ل

عَوَّلًا (ن) (1) نا انصافی کرنا۔ (2) بوجھل ہونا۔ عیال دار ہونا۔ آیت زیر مطالعہ۔

ن ح ل

نَحْلًا (ف) کسی کو کوئی چیز خوشی سے دینا۔  
نِحْلَةً اسم ذات ہے۔ (1) عطیہ۔ تحفہ۔ (2) خوشدلی۔ آیت زیر مطالعہ۔  
نَحْلٌ شہد کی مکھی۔ ﴿وَأَوْحِي رَبُّكَ إِلَى النَّحْلِ﴾ (16/ النحل: 68) ”اور الہام کیا تیرے رب نے شہد کی مکھی کی طرف۔“

ه ن ع

هَنَاءٌ (ف) کھانے کا خوشگوار ہونا۔  
هَنِيئٌ فَعِيلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ ہمیشہ اور ہر حال میں خوشگوار۔ آیت زیر مطالعہ۔

م ر ع

مَرءًا (ف) کھانے کا مفید ہونا۔  
مَرِيءٌ فَعِيلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ ہمیشہ اور ہر حال میں مفید۔ آیت زیر مطالعہ۔  
مَرءًا زمانہ طرز کا ہونا۔  
مَرْوَعَةً مروت والا ہونا۔  
مَرءٌ اسم ذات ہے۔ (۱) انسان (جس میں عورت اور مرد دونوں شامل ہیں)۔ (۲) آدمی۔ مرد۔ ﴿يَوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ﴾ (78/ النبأ: 40) ”جس دن دیکھے گا انسان اس کو جو آگے بھیجا اس کے دونوں ہاتھوں نے۔“ ﴿مَا يُفَرِّقُونَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ ط﴾ (2/ البقرہ: 102) ”وہ، جدائی ڈالتے ہیں جس سے مرد اور اس کی بیوی کے مابین۔“

اِمْرُءٌ (حالتِ نصبی اِمْرُءٌ ۱۔ حالتِ جزی اِمْرِی۔ شروع میں ہمزۃ الوصل ہے)۔ اسم ذات ہے۔ (۱) انسان۔ (۲) آدمی۔ مرد۔ ﴿لِحُلِّ اِمْرِئٍ مِنْهُمْ مَّا اَکْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ﴾ (24/ النور: 11) ”ہر انسان کے لیے ان میں سے وہ ہے جو اس نے کمایا گناہ میں سے۔“ ﴿اِنَّ اِمْرُءً هَلَکَ﴾ (4/ النساء: 176) ”اگر کوئی مرد ہلاک ہوا۔“ ﴿مَا کَانَ اَبُوکَ اِمْرًا سَوًّیًّا﴾ (19/ مریم: 28) ”نہیں تھا تیرا باپ کوئی برا آدمی۔“

اِمْرَاۃٌ (جِ نِسَاءٌ اور نِسْوَةٌ۔ (اس میں بھی ہمزۃ الوصل ہے)۔ اسم ذات ہے۔ عورت۔ ﴿وَقَالَتِ اِمْرَاَتُ فِرْعَوْنَ﴾ (28/ القصص: 9) ”اور کہا فرعون کی عورت نے۔“ ﴿وَقَالَ نِسْوَةٌ فِی الْبَدِیْنَةِ﴾ (12/ یوسف: 30) ”اور کہا کچھ عورتوں نے اس شہر میں۔“

اَلَّا دراصل اَنْ لَا ہے۔ یَتِیْمٌ واحد اور اس کی جمع یتیمٰی مذکر اور مؤنث دونوں کے لیے آتا ہے۔ یہاں یتیم لڑکیاں مراد ہیں۔ فَوَاحِدَةً کی نصب بتا رہی ہے کہ یہ فعل محذوف کا مفعول ہے۔ یعنی یہ فَاَنْکَحُوْا وَاِحِدَةً ہے۔ نَحْلَةً حال ہے۔ مِنْہُ کی ضمیر صَدَقَتْ کے لیے ہے۔ هٰذِیْنِ مَّرِیْنِیْنِ حال ہے کُلُوْہُ کی ضمیر مفعولی کا، جو شَیْءِ کے لیے ہے۔ جَعَلَ کا مفعول الَّتِی ہے۔

ترکیب

ترجمہ

وَ اِنْ	خِفْتُمْ	اَلَّا تُفْسِدُوْا	فِی الْیَتِیْمِیْنِ	فَاَنْکَحُوْا
اور اگر	تمہیں خوف ہو	کہ تم لوگ انصاف نہیں کرو گے	یتیم (لڑکیوں) میں	تو تم لوگ نکاح کرو

مَا	طَابَ	لَکُمْ	مِّنَ النِّسَاءِ	مَثْنٰی	وَوَلَدَتْ	وَرُبَّعَ
ان سے جو	پسندیدہ ہوں	تمہارے لیے	عورتوں میں سے	دو دو	اور تین تین	اور چار چار

فَاِنْ	خِفْتُمْ	اَلَّا تَعْدِلُوْا	فَوَاحِدَةً	اَوْ مَا
پھر اگر	تمہیں خوف ہو	کہ تم لوگ برابر نہیں کرو گے	تو پھر (نکاح کرو) ایک سے	یا اس سے جس کے

مَلَکَتْ	اٰیْمَانُکُمْ	ذٰلِکَ	اَذْنٰی	اَلَّا تَعُوْلُوْا
مالک ہوئے	تمہارے داہنے ہاتھ	یہ	زیادہ قریب ہے	کہ تم لوگ نا انصافی نہ کرو

وَاَتُوا	النِّسَاءَ	صَدَقْتِهِنَّ	نِحْلَةً	فَاِنْ	طِبْنَ
اور تم لوگ ادا کرو	عورتوں کو	ان کے حق مہر	خوش دلی سے	پھر اگر	وہ (خواتین) پسند کریں

لَکُمْ	عَنْ شَیْءٍ	مِّنْہُ	نَفْسًا	فَکُلُوْہُ	هٰنِیْنًا
تمہارے لیے	کوئی چیز (دینا)	اس میں سے	اپنے آپ	تو تم لوگ کھاؤ اس کو	خوشگوار ہوتے ہوئے

مَرِیْنًا	وَلَا تُؤْتُوا	السُّفْہَاءَ	اَمْوَالَکُمْ	الَّتِیْ	جَعَلَ	اللّٰہُ	لَکُمْ
مفید ہوتے ہوئے	اور تم لوگ مت دو	نادانوں کو	اپنے مال	جس کو	بنایا	اللہ نے	تمہارے لیے

قَبِیْلًا	وَارْزُقُوْہُمْ	فِیْہَا	وَ اٰکُسُوْہُمْ	وَقُوْلُوْا
کھڑے ہونے کا ذریعہ (معیشت میں)	اور رزق دو ان کو	اس میں سے	اور پہناؤ ان کو	اور کہو

لَهُمْ	قَوْلًا مَّعْرُوفًا 633
ان سے	بھلی بات

نوٹ-1

مادہ ”ص دق“ کی لغت ایت نمبر 23/2 میں دی گئی ہے۔ وہاں لفظ صَدُقَہ رہ گیا تھا۔ اس کے معنی ہیں بیوی کا حق مہر۔ اس کی جمع صَدَقَاتُ ہے۔ اسی طرح مادہ ”ق دم“ کی لغت آیت نمبر ۱/۵ میں دی گئی ہے۔ وہاں لفظ قِيَامٌ رہ گیا تھا۔ یہ مصدر بھی ہے اور اسم الفاعل قَائِمٌ کی جمع بھی قِيَامٌ آتی ہے۔ جیسے سَجَدًا وَ قِيَامًا (64/25)۔ سجدے کرنے والے ہوتے ہوئے اور کھڑے ہونے والے ہوتے ہوئے۔ اس کے علاوہ قِيَامٌ اسم ذات بھی ہے۔ اس کے معنی ہیں وہ چیز جس پر کھڑا ہوا جائے۔ جیسے کِتَابٌ وہ چیز جس پر لکھا جائے۔ یہاں مال کے حوالے سے قِيَامًا آیا ہے۔ اس کا مطلب ہے معاشی لحاظ سے جس پر کھڑا ہو یعنی معیشت کا ذریعہ۔

نوٹ-2

زیر مطالعہ آیت نمبر 3 میں بہ یک وقت چار تک شادیاں کرنے کی اجازت دی گئی ہے، لیکن ایک سے زیادہ شادی کی مخالفت کرنے والے جدید تعلیم یافتہ لوگ بھی اسی آیت سے استدلال کرتے ہیں کہ یہ اجازت مخصوص حالات میں مخصوص لوگوں کے لیے ہے اور چار شادیاں کرنے کی عام اجازت اسلام میں کہیں نہیں ہے۔ اس مسئلہ کو ایک مثال کی مدد سے آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔

روزوں کے متعلق جب یہ آیت اُتری کہ تم لوگ کھاؤ پیو یہاں تک کہ سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے واضح ہو جائے (187/2) تو ایک صحابہ سحری کے وقت سیاہ اور سفید دھاگے کو دیکھا کرتے۔ جب رنگوں کا فرق واضح ہو جاتا تو کھانا پینا بند کر دیتے۔ تو حضور ﷺ نے انہیں سمجھایا کہ صاحبِ کلام یعنی اللہ تعالیٰ کی اس آیت سے یہ مراد نہیں ہے۔ اس مثال کے حوالے سے یہ اصول ذہن نشین کر لیں کہ قرآن مجید کی کسی آیت کے اور خاص طور پر عمل ہدایات والی آیات کے جو معانی مراد رسول ﷺ اور صحابہ کرامؓ نے بیان کیے ہیں، وہ ہمارے لیے حرفِ آخر ہیں۔ جب اہل زبان کے لیے ممکن نہیں تھا کہ صرف آیات کے الفاظ سے وہ اللہ تعالیٰ کی منشاء اور مرضی معلوم کر لیں، تو پھر ہم کس گنتی میں۔ چہ پدی چہ پدی کا شور بہ۔

متعدد احادیث اور اقوال صحابہؓ سے اس آیت کے معنی مراد کا علم ہوتا ہے۔ اُس وقت نہ صرف عرب بلکہ پوری دنیا میں کثرتِ ازدواج کا رواج تھا۔ اس آیت میں اس کی حد بندی کی گئی ہے۔ چار سے زیادہ شادیاں کرنے پر پابندی عائد کی گئی ہے اور چار تک شادیاں کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔

کہتے ہیں کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ چوتھی اور تیسری کو چھوڑ دیں، ہم لوگ تو وہ ہیں جو دوسری شادی کو بھی بہت برا سمجھتے ہیں۔ اس لیے عائلی قانون میں اس پر پابندی عائد کر دی گئی ہے۔ اس درخت کا پھل یہ سامنے آیا کہ آج اسلامی جمہوریہ پاکستان کے اسلامی معاشرے میں لیڈی سیکرٹری یا گرل فرینڈ رکھنا رواج کی بات ہے، داشتہ رکھنا تو کمال کی بات ہے، لیکن دوسری شادی کرنا معاشرتی عذاب کی بات ہے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔ حیران ہوں دل کو روؤں کہ پیٹوں جگر کوئیں۔



## آیت نمبر (6)

﴿وَابْتَٰلُوا اٰلِيٰتِيْ حَتّٰى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ فَاِنْ اَنْتُمْ مِنْهُمْ رُّشْدًا فَادْفَعُوْا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۚ وَلَا تَاْكُلُوْهَا اِسْرَافًا ۚ وَبِدَارًا اَنْ يَّكْبُرُوْا ۚ وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۚ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهَدُوْا عَلَيْهِمْ ۚ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ۝۶﴾

ب د ر

(ن)

بُدُوْرًا کام میں جلدی کرنا۔  
 بُدُوْر اسم علم ہے۔ مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک مشہور جگہ کا نام جہاں جنگ بدر ہوئی تھی۔  
 بِدَارًا کسی کام کو وقت سے پہلے کرنا۔ عجلت کرنا۔ آیت زیر مطالعہ۔

(مفاعله)

ترکیب

اَنْتُمْ کا مفعول رُشْدًا ہے۔ لَا تَاْكُلُوْا کا مفعول ھا کی ضمیر ہے جب کہ اِسْرَافًا اور بِدَارًا حال ہیں۔ غَنِيًّا اور فَقِيْرًا،  
 كَانَ کی خبریں ہیں۔ فَاَشْهَدُوْا کا مفعول مخدوف ہے۔ عَلَيْهِمْ متعلق فعل ہے اور اس میں ھُمْ کی ضمیر اٰلِیٰتِی کے لیے ہے۔  
 بِاللّٰهِ كَفٰی کا فاعل ہے۔ حَسِيْبًا حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہوا ہے۔

ترجمہ

وَابْتَٰلُوا	اٰلِیٰتِی	حَتّٰى	اِذَا	بَلَغُوا	النِّكَاحَ	فَاِنْ
اور تم لوگ آزما کر	تیموں کو	یہاں تک کہ	جب	وہ پہنچیں	نکاح (کی عمر) کو	پھر اگر

اَنْتُمْ	مِنْهُمْ	رُّشْدًا	فَادْفَعُوْا	اِلَيْهِمْ	اَمْوَالَهُمْ	وَلَا تَاْكُلُوْهَا
تم لوگ پاؤ	ان میں	کچھ معاملہ نہیں	تو لوٹاؤ	ان کی طرف	ان کے مال	اور مت کھاؤ اس کو

اِسْرَافًا	وَبِدَارًا	اَنْ	یَّكْبُرُوْا	وَمَنْ	كَانَ
ضرورت سے زیادہ ہوتے ہوئے	اور عجلت کرتے ہوئے	کہ (کہیں)	وہ بڑے ہو جائیں	اور جو	ہے

غَنِيًّا	فَلْيَسْتَعْفِفْ	وَمَنْ	كَانَ	فَقِيْرًا	فَلْيَاْكُلْ	بِالْمَعْرُوْفِ
مالدار	تو اسے چاہیے کہ وہ باز رہے	اور جو	ہے	محتاج	تو اسے چاہیے کہ وہ کھائے	دستور کے مطابق

فَاِذَا	دَفَعْتُمْ	اِلَيْهِمْ	اَمْوَالَهُمْ	فَاَشْهَدُوْا	عَلَيْهِمْ	وَكَفٰی
پھر جب	تم لوگ لوٹاؤ	ان کی طرف	ان کے مال	تو تم لوگ گواہ بناؤ	ان پر	اور کافی ہے

حَسِيْبًا	بِاللّٰهِ
حساب لینے والا ہوتے ہوئے	اللہ

نوٹ-1

پچھے آیت نمبر- ۵ میں ہدایت ہے کہ نادانوں کو اپنے مال مت دو۔ اس میں اَلسُّفَهَاءُ کے لفظ میں ۳۳۳ موت ہے۔ پھر اَمَوَالَهُمْ نہیں کہا بلکہ اَمَوَالُكُمْ کہا ہے۔ یعنی یہ نہیں کہا کہ ان کے مال مت دو، بلکہ کہا ہے کہ اپنے مال مت دو۔ اس سے معلوم ہو گیا یہ ہدایت یتیموں کے لیے مخصوص نہیں بلکہ عام ہے، خواہ وہ اپنے بچے ہوں یا یتیم ہوں۔ ہدایت یہ ہے کہ بچوں کو پیسہ دینے کے بجائے ان کی ضرورت کی اشیاء فراہم کرو۔

اس آیت سے بچوں کو جیب خرچ دینے کی ممانعت کا جواز پیدا کرنا میرے خیال میں درست نہیں ہے۔ کیونکہ اس طرح بچوں کی مالی معاملات میں تربیت کرنے اور ان میں معاملہ فہمی پیدا کرنے کا عمل رُک جائے گا۔ البتہ اس آیت سے یہ راہنمائی ضرور حاصل ہوتی ہے کہ ضروریات فراہم کرنے کے ساتھ جیب خرچ دینے میں احتیاط کی جائے اور کھلا جیب خرچ نہ دیا جائے۔ یز اس بات کی نگرانی ضرور کی جائے کہ بچے اپنا جیب خرچ کہاں اور کیسے خرچ کرتے ہیں۔ اس طرح جیب خرچ کو ان کی مالی تربیت کا ذریعہ بنایا جائے۔

نوٹ-2

اپنے بچوں کی تربیت کے لیے عموماً ہر شخص فکر مند ہوتا ہے۔ اس لیے آیت نمبر- ۶ میں یتیموں کا خصوصیت سے ذکر کر کے ہدایت دی کہ بچوں کے بالغ ہونے سے پہلے تک ان کو آزماتے رہو۔ کیونکہ آزمائش تربیت کا جزو لا ینفک ہے۔ مالی تربیت میں آزمائش کا مطلب یہ ہے کہ چھوٹے چھوٹے خرید و فروخت کے معاملات ان کے سپرد کر کے ان کی صلاحیت کا امتحان لیتے رہو اور ان کی ذہنی بلوغت کا اندازہ کرتے رہو۔

نوٹ-3

یتیموں کا مال ان کے حوالے کرنے کے لیے دو شرطیں عائد کی گئی ہیں۔ ایک بلوغت دوسرے رشد۔ رُشد کا لفظ نکرہ لا کر اس کی طرف اشارہ کر دیا ہے کہ مکمل دانشمندی شرط نہیں ہے، بلکہ کسی قدر ہوشیاری بھی اس کے لیے کافی ہے کہ یتیموں کے مال ان کے حوالے کر دیئے جائیں۔

دوسری شرط کے متعلق امام ابو حنیفہؒ کی رائے ہے کہ سن بلوغ کو پہنچنے پر اگر یتیم میں رشد نہ پایا جائے تو اس کے ولی کو زیادہ سے زیادہ سات سال اور انتظار کرنا چاہیے۔ پھر خواہ رشد پایا جائے یا نہ پایا جائے، اس کا مال اس کے حوالے کر دینا چاہیے۔ امام شافعیؒ کی رائے ہے کہ مال حوالے کرنے کے لیے بہر حال رشد کا پایا جانا ناگزیر ہے۔ مولانا مودودیؒ کی رائے ہے کہ ایسی صورت میں قاضی سے رجوع کیا جائے اور اگر قاضی پر ثابث ہو جائے کہ اس میں رشد نہیں پایا جاتا تو وہ اس کے معاملات کی نگرانی کے لیے کوئی مناسب انتظام کر دے۔

### آیت نمبر (7 تا 10)

﴿لِّلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ ۖ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ۝۷ وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْبَةَ أُولُو الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينُ فَأَرْضُوهُمْ مِنْهُ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوفًا ۝۸ وَلِيَحْشَ الَّذِينَ لَوْ تَرَكَوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعْفًا خَافُوا عَلَيْهِمْ ۖ فَلْيَتَّقُوا اللَّهَ وَلْيَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ۝۹ إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا ۖ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا ۝۱۰﴾

ق س م

(ض)

قَسَبًا

633

کسی چیز کے حصے کرنا اور بانٹ دینا۔ تقسیم کرنا۔ ﴿أَهُمْ يَقْسِبُونَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ط﴾ (43/ الزخرف: 32) ”کیا یہ لوگ بانٹتے ہیں تیرے رب کی رحمت کو۔“

مَقْسُومٌ

اسم المفعول ہے۔ تقسیم کیا ہوا۔ بٹا ہوا۔ ﴿لِكُلِّ بَابٍ مِنْهُمْ جُزْءٌ مَقْسُومٌ ع﴾ (15/ الحجر: 44) ”ان میں سے ہر ایک دروازے کے لیے ایک بٹا ہوا حصہ ہے۔“

قِسْمَةٌ

قَسَمٌ

اسم فعل ہے۔ بانٹ۔ تقسیم۔ آیت زیر مطالعہ۔  
اسم ذات۔ اولیاء مقتول پر تقسیم کیا جانے والا حلف۔ پھر ہر حلف اور قسم کے لیے آتا ہے۔ ﴿وَإِنَّهُ لَقَسَمٌ لِّئَوْ تَعْلَمُونَ عَظِيمٌ﴾ (56/ الواقعة: 76) ”اور یقیناً یہ ایک عظیم قسم ہے، اگر تم سمجھو۔“

اِقْسَامًا

(افعال)

حلف اٹھانا۔ قسم کھانا۔ ﴿وَاقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ﴾ (6/ الانعام: 109) ”اور انہوں نے قسم کھائی اللہ کی اپنے حلف کی کوشش کرتے ہوئے۔“

تَقْسِيْبًا

(تفعیل)

مُقَسِّمٌ

بتدریج بانٹنا۔  
اسم الفاعل ہے۔ بانٹنے والا۔ ﴿فَالْبُقْسِیْتُ أَمْرًا﴾ (51/ الذریت: 4) ”پھر کام تو تقسیم کرنے والیاں۔“

مُقَاسَسَةً

(مفاعله)

دوسرے کو قسم دینا۔ ﴿وَقَاسَسَهُمَا إِنِّي لَكُمَا لَمِنَ النَّاصِحِينَ﴾ (7/ الاعراف: 21) ”اور اس نے قسم دی ان دونوں کو کہ یقیناً میں تم دونوں کے لیے بیشک نصیحت کرنے والوں میں سے ہوں۔“

تَقَاسَبًا

(تفاعل)

تَقَاسَمٌ

ایک دوسرے سے قسم لینا۔

فعل امر ہے۔ ایک دوسرے سے قسم لو۔ ﴿قَالُوا تَقَاسَمُوا بِاللَّهِ لَنُبَيِّتَنَّهُ وَأَهْلَهُ﴾ (27/ النمل: 49) ”انہوں نے کہا تم لوگ ایک دوسرے سے حلف لو کہ ہم لازمًا شب خوں ماریں گے اس پر (صالح علیہ السلام پر) اور اس کے گھر والوں پر۔“

اِقْتِسَامًا

(افتعال)

مُقْتَسِمٌ

اہتمام سے بانٹنا۔

اسم الفاعل ہے۔ اہتمام سے بانٹنے والا۔ ﴿كَمَا أَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِينَ﴾ (15/ الحجر: 90) ”جیسا کہ ہم نے اتارا اہتمام سے تقسیم کرنے والوں پر۔“

اِسْتِقْسَامًا

(استفعال)

بانٹ چاہنا۔ تقسیم کرنے کی کوشش کرنا۔ ﴿وَمَا دُبِیحَ عَلَى الثُّبُوبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَمِ ط﴾ (5/ المائدہ: 3) ”اور وہ جو ذبح کیا گیا آستانوں پر اور یہ کہ تم لوگ تقسیم کرو فال کے تیروں سے۔“

س د د

(ن)

سَدًّا

سَدٌّ

کوئی رخنہ بند کرنا۔ درست کرنا۔ دیوار یا آڑ کھڑی کرنا۔

اسم ذات بھی ہے۔ دیوار۔ آڑ۔ ﴿وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا﴾ (36/ یٰسین: 9) ”اور ہم نے بنائی ان کے سامنے ایک آڑ۔“

سَدِيدٌ

فَعِيلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ درست۔ ٹھیک۔ آیت زیر مطالعہ۔

ص ل ی

(ض)

صَلِيًّا

کسی چیز کو آگ پر بھوننا۔ آگ میں ڈالنا۔



(س)	صَلِّيَا اِصْلَ صَالِ اِصْلَاءَ نُصْلِ تَصْلِيَةً صَلِّ	آگ کی تپش جھیلنا۔ آگ میں گرنا۔ آیت زیر مطالعہ۔ فعل امر ہے۔ توجل۔ ﴿اِصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ﴾ (36/ یٰسین: 64) ”تم لوگ جلو اس میں آج بسبب اس کے جو تم انکار کیا کرتے تھے۔“ اسم الفاعل ہے۔ جلنے والا۔ ﴿اِنَّهُمْ صَالُوا النَّارِ﴾ (38/ ص: 59) ”بیشک یہ لوگ آگ میں جلنے والے ہیں۔“ کسی کو آگ میں داخل کرنا۔ گرانا۔ ﴿فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا ط﴾ (4/ النساء: 30) ”تو عنقریب ہم داخل کریں گے اس کو آگ میں۔“ مضارع مجزوم میں جمع متکلم کا صیغہ ہے۔ ﴿نُصْلِيْهِ جَهَنَّمَ ط﴾ (4/ النساء: 115) ”اور ہم داخل کریں گے اس کو دوزخ میں۔“ کسی کو آگ میں بھونا۔ فعل امر ہے۔ تو بھون۔ تو جلا۔ ﴿خُذُوْهُ فَعُلُوْهُ ط ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُوْهُ ل﴾ (69/ المائدة: 30، 31) ”تم لوگ اس کو پکڑو پھر اسے طوق ڈالو پھر بھڑکتی آگ میں اس کو بھونو۔“ اہتمام سے جلنا۔ آگ تاپنا۔ سینکا۔ ﴿اَوْ اَتِيْكُم بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ع﴾ (27/ الزمل: 7) ”یا میں لاؤں تمہارے پاس ایک سلگتا انگارہ شاید تم لوگ آگ تاپو۔“
-----	---	--

س ع ر

(ف)	سَعْرًا سَعِيْرٌ سُعْرٌ تَسْعِيْرًا	(۱) کسی کو اشتعال دلانا۔ بھڑکانا۔ (۲) آگ جلانا۔ فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ ہمیشہ جلنے والی آگ۔ شعلوں والی آگ۔ آیت زیر مطالعہ۔ دیوانگی۔ پاگل پن۔ جنون۔ ﴿اِنَّ الْبُجُرْمِيْنَ فِيْ ضَلٰلٍ وَّ سُعِيْرٍ﴾ (54/ القمر: 47) ”یقیناً مجرم لوگ گمراہی اور جنون میں ہیں۔“ کثرت سے آگ جلانا۔ آگ کو خوب بھڑکانا۔ ﴿وَ اِذَا الْجَحِيْمُ سُعِرَتْ ط﴾ (81/ الصّٰوِر: 12) ”اور جب بھڑکتی آگ خوب بھڑکائی جائے گی۔“
-----	--	--

ترکیب

تَرَكَ کا فاعل اَلْوَالِدَيْنِ اور اَلْاَقْرَبُوْنَ ہیں اور اَلْاَقْرَبُوْنَ فعل تفضیل ہے۔ تَرَكَ کا مفعول مِمَّا (مِنْ مَا) کا مآ ہے۔  
نَصِيْبًا مَّفْرُوضًا حال ہے۔ حَضَرَ کے فاعل اُولُو الْقُرْبٰی وَالْيَتٰی وَالْمَسْكِيْنِ ہیں۔ اَلْقِسْمَةُ ظرف ہونے کی وجہ سے حالت نصبی میں ہے۔ مِنْهُ کی ضمیر مِمَّا کے مَا کے لیے ہے۔ لَوْ تَرَكَوْا کا لَوْ شرطیہ ہے، خَافُوا اس کا جواب ہے۔  
ذُرِّيَّةً اسم جمع ہے اس لیے اس کی صفت جمع مکسر آئی ہے۔ ظُلُمًا حال ہے۔

لِلدِّجَالِ	نَصِيْبٌ	مِمَّا	تَرَكَ	اَلْوَالِدَيْنِ	وَالْاَقْرَبُوْنَ
مردوں کے لیے ہے	ایک حصہ	اس میں سے جو	چھوڑا	ماں باپ نے	اور قریبی رشتہ داروں نے
وَلِلنِّسَاءِ	نَصِيْبٌ	مِمَّا	تَرَكَ	اَلْوَالِدَيْنِ	وَالْاَقْرَبُوْنَ
اور عورتوں کے لیے ہے	ایک حصہ	اس میں سے جو	چھوڑا	ماں باپ نے	اور قریبی رشتہ داروں نے

ترجمہ

مِمَّا	قَلَّ	مِنْهُ	أَوْ	كَثُرَ	نَصِيبًا مَّفْرُوضًا	وَوَدَّ	حَضَرَ
اس میں سے جو	کم ہو	اس سے	یا	زیادہ ہو	فرض کیا ہوا حصہ ہوتے ہوئے	اور جب	حاضر ہوں

الْقِسْمَةِ	أُولُو الْقُرْبَىٰ	وَالْيَتَامَىٰ	وَالْمَسْكِينِ	فَارْزُقُوهُمْ	مِنْهُ
تقسیم کے وقت	قربت والے	اور یتیم	اور ضرورت مند لوگ	تو تم لوگ دوان کو	اس میں سے

وَقُولُوا	لَهُمْ	قَوْلًا مَّعْرُوفًا	وَلْيَخْشَ	الَّذِينَ	لَوْ	تَرَكَوْا	مِنْ خَلْفِهِمْ
اور تم لوگ کہو	ان سے	بھلی بات	اور چاہیے کہ ڈریں	وہ لوگ جو	اگر	چھوڑیں	اپنے پیچھے

ذُرِّيَّةً ضِعْفًا	خَافُوا	عَلَيْهِمْ	فَلْيَتَّقُوا	اللَّهَ	وَلْيَقُولُوا
کمزور اولاد	تو وہ خوف کریں	ان کے بارے میں	پس چاہیے کہ تقویٰ کریں	اللہ کا	اور چاہیے کہ کہیں

قَوْلًا سَدِيدًا	إِنَّ الَّذِينَ	يَأْكُلُونَ	أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ	ظُلْمًا	إِنَّمَا
ٹھیک بات	بیشک وہ لوگ جو	کھاتے ہیں	یتیموں کا مال	ظلم کرتے ہوئے	تو کچھ نہیں سوائے اس کے کہ

يَأْكُلُونَ	فِي بُطُونِهِمْ	نَارًا	وَسَيَصْلَوْنَ	سَعِيرًا
وہ کھاتے (یعنی بھرتے) ہیں	اپنے پیٹوں میں	ایک آگ	اور وہ گریں گے	شعلوں والی آگ میں

مادہ ”ص ل و“ سے باب تفعیل کا فعل امر اصلاً صَلَّوْ بٹا ہے، جو قاعدے کے مطابق تبدیل ہو کر صَلَّ استعمال ہوتا ہے جس کے معنی ہیں تو نماز پڑھ۔ مادہ ”ص ل ی“ سے باب تفعیل کا فعل امر اصلاً صَلَّی بٹا ہے اور قاعدے کے مطابق تبدیل ہو کر یہ بھی صَلَّ استعمال ہوتا ہے جس کے معنی ہیں تو آگ میں بھون۔ اس طرح دونوں ہم شکل ہو جاتے ہیں، لیکن عبارت کے سیاق و سباق میں ان کی تمیز آسانی سے ہو جاتی ہے۔

نوٹ-1

### آیت نمبر (4/ النساء: 11)

﴿يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلَّذِي لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ ۚ فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ وَإِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ۚ وَلِابْنِ بَوِيهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ ۚ إِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ لَهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَإِنْ كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ ۚ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۚ آبَاؤُكُمْ وَ أَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُونَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ۚ فَرِيضَةٌ مِّنَ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝﴾

ث ل ث

(ن)

ثُلُثًا

ثَلَاثُ

کسی چیز کا تیسرا حصہ لینا۔ ایک تہائی لینا۔

اسماء العدد میں سے ہے۔ تین۔ ﴿خَلَقًا مِّنْ بَعْدِ خَلْقٍ فِي ظُلُمَاتٍ ثَلَاثٍ ط﴾ (39/ الزمر: 6) ”پیدائش کے بعد پیدائش تین اندھیروں میں۔“ ﴿فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ﴾ (2/ البقرہ: 196) ”تو تین دن کے روزے ہیں حج میں۔“



تیس۔ ﴿وَوَاعَدْنَا مُوسَى ثَلَاثِينَ لَيْلَةً﴾ (7/ الاعراف: 142) ”اور ہم نے وعدہ کیا موسیٰ علیہ السلام سے تیس راتوں کا۔“

کسی چیز کا تیسرا حصہ۔ ایک تہائی۔ آیت زیر مطالعہ۔  
ترتیب میں تیسرا ﴿قَالُوا إِنَّ اللَّهَ شَالَتْ ثَلَاثَةٌ م﴾ (5/ المائدہ: 73) ”انہوں نے کہا کہ اللہ تین کا تیسرا ہے۔“

تکرار کا عدد ہے۔ تین تین۔ پیچھے آیت نمبر۔ (4/ النساء: 3) دیکھیں۔

ثَلَاثُونَ

ثُلُثٌ

ثَالِثٌ

ثُلَاثٌ

ث ن ی

(ض)

کسی چیز کو تہہ کرنا۔ دوہرا کرنا۔ ﴿إِنَّهُمْ يَكْتُمُونَ صُدُودَهُمْ﴾ (11/ ہود: 5) ”بیشک وہ لوگ دہرا کرتے ہیں اپنے سینوں کو۔“

فَاعِلٌ کا وزن ہے۔ (۱) دُہرا کرنے والا۔ (۲) ترتیب میں دوسرا۔ ﴿ثَانِي عَطْفِهِ﴾ (22/ الحج: 9) ”اپنی گردن کو دُہرا کرنے والا ہوتے ہوئے۔“ ﴿إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ﴾ (9/ التوبہ: 40) ”جب نکالا ان (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ان لوگوں نے جنہوں نے کفر کیا، دو کا دوسرا ہوتے ہوئے۔“

ثَنِيًّا

ثَانٍ

إِثْنَانِ

مَثْنًى

مَثَانِي

نصب اور جبراً ثَنَيْنِ (ان میں ہمزۃ الوصل ہے)۔ اسماء العدد میں سے ہے۔ دو۔ ﴿لَا تَتَّخِذُوا آلَ الْهَيْثِ اثْنَيْنِ﴾ (16/ النمل: 51) ”تم لوگ مت بناؤ دو آلہ۔“

مَفْعَلٌ کا وزن ہے اور تکرار کا عدد ہے۔ دو دو۔ پیچھے آیت (4/ المائدہ: 3) دیکھیں۔  
مَفَاعِلُ کے وزن پر یہ مَثْنًى کی جمع ہے۔ بار بار دُہرانا۔ پھر اسم المفعول کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ بار بار دُہرایا جانے والا۔ ﴿وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِي﴾ (15/ الحجر: 87) ”اور بے شک ہم نے دیا ہے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو سات آیتیں بار بار دُہرائی جانے والی میں سے۔“

کسی اصول سے کسی کو الگ کرنا۔ مستثنیٰ کرنا۔ ﴿إِذْ أَقْسَمُوا لِكَيْصْرٍ مُّنتَهَا مُصْبِحِينَ﴾ (۱۷) وَلَا يَسْتَنْتُونُ ﴿۱۸﴾ (68/ القلم: 17-18) ”جب ان لوگوں نے قسم کھائی کہ وہ لازماً کاٹیں گے اس کو یعنی کھیت کو صبح ہوتے ہی اور انہوں نے استثناء نہیں کیا یعنی ان شاء اللہ نہیں کہا۔“

إِسْتِثْنَاءٌ

(استفعال)

ن ص ف

(ن۔ض)

نَصْفًا

نِصْفٌ

إِنْصَافًا

(افعال)

کسی چیز کا برابر دو حصوں میں ہونا۔ (۱) آدھا ہونا۔ (۲) برابر ہونا۔  
آدھا حصہ۔ آیت زیر مطالعہ۔  
کسی چیز کے برابر دو حصے کرنا۔ (۱) آدھا کرنا۔ (۲) برابر کرنا۔ انصاف کرنا۔ اس باب سے کوئی لفظ قرآن مجید میں استعمال نہیں ہوا۔

س د س

(ن۔ض)

سَدَسًا

سُدُسٌ

سَادِسٌ

چھٹا ہونا۔ چھٹا حصہ لینا۔  
چھٹا حصہ۔ (یعنی کسی چیز کے برابر چھ حصے کیے جائیں تو ایک حصہ پوری چیز کا چھٹا حصہ ہوگا۔“  
آیت زیر مطالعہ ہے۔  
ترتیب میں چھٹا ﴿وَيَقُولُونَ خَسَفَتْ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ﴾ (18/ الکہف: 22) ”وہ لوگ کہیں گے پانچ ہیں، ان کا چھٹا ان کا کتا ہے۔“



(1) ماں، باپ یا کسی ایک کی طرف سے نسبی بھائی ہونا۔ (2) دودھ شریک بھائی ہونا۔ (3) معنی کے لحاظ سے بھائی ہونا۔ ہم عقیدہ یا ساتھی ہونا۔

أُخُوَّةٌ

(ن)

یہ دراصل أَخُو ہے جو قاعدے کے مطابق تبدیل ہو کر أَخ استعمال ہوتا ہے۔ (آسان عربی گرامر، حصہ سوم، پیرا گراف 77:13)۔ بھائی۔ نسبی، دودھ شریک اور معنوی، ہر طرح کے بھائی کے لیے آتا ہے۔ جب یہ مضاف بنتا ہے تو اس کی رفع، نصب اور جر أَخُو، أَخَا اور أَخِي ہوتی ہے۔ ﴿إِنْ يَسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ أَخٌ لَهُ مِنْ قَبْلُ ۚ﴾ (12/ یوسف: 77) ”اگر اس نے چوری کر چکا ہے اس کا بھائی اس سے پہلے۔“ ﴿إِذْ قَالَ لَهُمُ أَخُوهُمْ نُوحُ ۙ﴾ (26/ الشعراء: 106) ”جب کہا ان سے ان کے بھائی نوحؑ نے۔“ ﴿قَالُوا أَرْجِهْ وَأَخَاهُ ۙ﴾ (7/ الاعراف: 111) ”انہوں نے کہا کہ ٹال دو اس کو اور اس کے بھائی کو۔“ ﴿فَمَنْ عَفَىٰ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ ۙ﴾ (2/ البقرہ: 178) ”تو وہ، معاف کیا گیا جس کے لیے اس کے بھائی کی طرف سے کچھ بھی۔“

أَخٌ

﴿/﴾ ”

یہ أَخ کا تنبیہ ہے۔ ﴿فَاَصْدَحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ﴾ (49/ الحجرات: 10) ”پس تم لوگ صلح کراؤ اپنے دونوں بھائیوں کے مابین۔“

أَخَوَانٌ

یہ أَخ کی جمع ہے۔ ﴿إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ ط﴾ (17/ بنی اسرائیل: 27) ”یقیناً بے جا خرچ کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں۔“

أَخَوَانٌ

اسم الجمع ہے۔ اس میں بھائی بہن سب شامل ہیں۔ ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ﴾ (49/ الحجرات: 10) ”کچھ نہیں سوائے اس کے کہ تمام مومن آپس میں بھائی بہن ہیں۔“

إِخْوَةٌ

جِ أَخَوَاتٌ۔ بہن۔ ﴿يَا خَتَّ هَرُونَ﴾ (19/ مریم: 28) ”اے ہارون کی بہن۔“ ﴿أَوْ بَيُّوتَ إِخْوَانِكُمْ أَوْ بَيُّوتَ أَخَوَاتِكُمْ﴾ (24/ النور: 61) ”یا اپنے بھائیوں کے گھروں میں یا اپنی بہنوں کے گھروں میں۔“

أُخْتُ

دِرَايَةٌ

(ض)

إِذْرَاءٌ

(انفال)

کسی چیز کا عرفان حاصل کرنا۔ جاننا۔ سمجھنا۔ آیت زیر مطالعہ۔  
کسی کو کسی چیز کا عرفان دینا۔ ﴿لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا تَكَوَّنَتْ عَلَيْكُمْ وَلَا أَدْرَاكُمْ بِهِ ۖ﴾ (10/ یونس: 16) ”اگر اللہ چاہتا تو میں اسے پڑھ کر نہ سناتم لوگوں کو اور نہ وہ باخبر کرتا تم کو اس سے۔“ وَمَا أَدْرَاكَ اور وَمَا يُدْرِيكَ عربی محاورے ہیں۔ ان کا لفظی ترجمہ ہے۔ ”اور اس نے کیا بتایا تم کو۔ اور وہ کیا بتاتا ہے تم کو۔“ لیکن اس میں ان کا مفہوم ہے ”اور تم کیا جانو۔ اور تم کیا جانتے ہو۔“

مَثَلُ حَظِّ الْأُنثِيَيْنِ مرکب اضافی ہے اور مبتداء مؤخر ہے، اس کی خبر محذوف ہے، جب کہ لِلَّذِي قَاتَمَ مقام خبر مقدم ہے۔  
ثُمَّ مَا بھی مرکب اضافی ہے اس لیے ثُلُثَانِ کا نون اعرابی گرا ہوا ہے۔ وَرِثَ کا فاعل أَبَوَاهُ ہے۔ ذَيْنِ کی جر بتا رہی ہے کہ یہ

مِنْ بَعْدٍ پر عطف ہے۔ اَبَاءُكُمْ وَاَبْنَاؤُكُمْ مبتداء ہیں اور آگے پورا جملہ اس کی خبر ہے۔ نَفْعًا تمیز ہے اور فَرِيضَةً حال ہے۔

633

ترجمہ

يُوصِيكُمُ	اللَّهُ	فِي أَوْلَادِكُمْ	لِلذَّكَرِ	مِثْلُ حَظِّ الْأُنثِيَيْنِ		
تاکید کرتا ہے تم لوگوں کو	اللہ	تمہاری اولاد (کے بارے) میں	مذکر کے لیے ہے	دو مؤنث کے حصے کی مانند		
فَإِنْ كُنَّ	نِسَاءً	فَوْقَ اثْنَتَيْنِ	فَلَهُنَّ	ثُلُثًا مَّا	تَرَكَ	
پھر اگر ہوں	کچھ عورتیں	دو کے اوپر	توان کے لیے ہے	اس کا دو تہائی جو	اس نے چھوڑا	
وَإِنْ كَانَتْ	وَاحِدَةً	فَلَهَا	النِّصْفُ	وَلِأَبَوَيْهِ	لِكُلِّ وَاحِدٍ	
اور اگر ہو	ایک (مؤنث)	تو اس کے لیے ہے	آدھا	اور اس کے ماں باپ کے لیے	ہر ایک کے لیے	
مِنْهُمَا	السُّدُسُ	مِمَّا	تَرَكَ	إِنْ كَانَ	لَهُ	وَكُلٌّ
ان دونوں میں سے	چھٹا حصہ ہے	اس میں سے جو	اس نے چھوڑا	اگر ہو	اس کی	کوئی اولاد
فَإِنْ	لَمْ يَكُنْ	لَهُ	وَكُلٌّ	وَوَرِثَتَهُ	أَبَوُهُ	فَلِأُمِّهِ
پھر اگر	نہ ہو	اس کی	کوئی اولاد	اور وارث ہوں اس کے	اس کے ماں باپ	تو اس کی ماں کے لیے ہے
الْثُلُثُ	فَإِنْ كَانَ	لَهُ	إِخْوَةٌ	فَلِأُمِّهِ	السُّدُسُ	مِنْ بَعْدِ وَصِيَّتِهِ
ایک تہائی	پھر اگر ہوں	اس کے	بھائی بہن	تو اس کے ماں کے لیے ہے	چھٹا حصہ	اس وصیت کے بعد
يُوصِي	بِهَا	أَوْ دَيْنٍ	أَبَاؤُكُمْ	وَأَبْنَاؤُكُمْ	لَا تَدْرُونَ	
اس نے وصیت کی	جس کی	یا کسی قرضے کے بعد	تمہارے ماں باپ	اور تمہارے بیٹے	تم نہیں جانتے	
أَيُّهُمْ	أَقْرَبُ	لَكُمْ	نَفْعًا	فَرِيضَةً	مِّنَ اللَّهِ	
ان میں سے کون	زیادہ قریب ہے	تمہارے لیے	بلحاظ نفع کے	فرض ہوتے ہوئے	اللہ (کی طرف) سے	
إِنَّ اللَّهَ	كَانَ عَلِيمًا	حَكِيمًا				
بیشک اللہ	علیم ہے	حکیم ہے				

نوٹ۔ 1

آیت زیر مطالعہ میں گنتی کے کچھ الفاظ آئے ہیں۔ ان کو اَسْمَاءُ الْعَدَدِ کہتے ہیں۔ ان کے استعمال کے کچھ قواعد ہیں جن کی تفصیل کتاب ”عربی کا معلم“ حصہ چہارم میں دی ہوئی ہے۔ ان میں سے چند ابتدائی باتیں درج ذیل ہیں:

1۔ پہلے یہ سمجھ لیں کہ آج کل عربی میں گنتی لکھنے کے جو ہندسے ہیں یعنی 1-2-3 وغیرہ، ان کو ارتقام ہندیہ کہتے ہیں۔ عربی کے اصل ہندسے 1-2-3 وغیرہ ہیں اور ان کو ارتقام عربیہ کہتے ہیں۔ اہل یورپ نے اُنڈلس کے مسلمانوں سے یہ ہندسے سیکھے تھے۔

2۔ ایک اور دو کی گنتی کے لیے اسم العدد اور معدود مرکب توصیفی کی طرح آتے ہیں اس لیے جنس کے لحاظ سے بھی ایک دوسرے کے مطابق ہوتے ہیں جیسے قَلَمٌ وَاحِدٌ۔ وَرَقَةٌ وَاحِدَةٌ اور قَلَمَانِ اثْنَانِ۔ وَرَقَتَانِ اثْنَتَانِ۔

3۔ تین سے دس تک کی گنتی کے لیے اسم العدد مضاف اور معدود مضاف الیہ کی طرح آتے ہیں اور جنس میں ایک دوسرے کے برعکس ہوتے ہیں۔ جیسے تِسْعَةُ مُعَلِّیْنَ اور تِسْعُ مُعَلِّمَاتٍ۔

4۔ اگر ہم کہیں کہ ”گھوڑے سوار دودو، تین تین، چار چار ہو کر آئے“ اور اس کا عربی ترجمہ اس طرح کریں جَاءَتْ  
الْفُرْسَانُ اثْنَيْنِ اثْنَيْنِ ثَلَاثَةً ثَلَاثَةً أَرْبَعَةً أَرْبَعَةً، تو یہ ترجمہ درست ہوگا لیکن عربی میں اس کا رواج نہیں ہے۔ نوٹ  
کریں کہ اس ترجمے میں اسماء العدد حال ہونے کی وجہ سے حالت نصبی میں آئے ہیں۔ عدد کے تکرار کے لیے ایک ایک کا مفہوم ادا  
کرنے کے لیے عام طور پر فُرَادٍ آتا ہے۔ دودو کے لیے اِثْنَانٍ کو مَفْعَلُ کے وزن پر مَثْنٰی لاتے ہیں۔ جب کہ تین تین  
سے نو نو کے لیے اسم العدد کو فُعَالُ کے وزن پر استعمال کرتے ہیں۔ جیسے ثَلَاثٌ اور مَبْعُوعٌ وغیرہ۔

اس سورہ میں مختلف مقامات پر وراثت کے متعلق متعدد آیات آئی ہیں۔ ان کے حوالے سے اسلام کے قانون وراثت کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ ایسی تمام آیات کو یکجا کر کے متعلقہ احادیث اور فقہاء کے اقوال کی روشنی میں ان کا مطالعہ کیا جائے۔ کسی ایک آیت یا چند آیات کے حوالے سے قانون وراثت کو سمجھنے کی کوشش ایک سعی لا حاصل ہے۔ اس لیے ان اسباق میں قانون وراثت کی وضاحت شامل نہیں ہوگی۔

نوٹ 2۔

آیت نمبر (12)

﴿وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُنَّ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمْ الرُّبْعُ مِمَّا تَرَكَنَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِيْنَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۖ وَلَهُنَّ الرُّبْعُ مِمَّا تَرَكَتُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ وَلَدٌ ۖ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الشُّنُّ مِمَّا تَرَكَتُمْ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۖ وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُورِثُ كَلَلَةً أَوْ امْرَأَةً وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتُ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۖ فَإِنْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصَىٰ بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۖ غَيْرَ مُضَارٍّ ۖ وَصِيَّةً مِّنَ اللَّهِ ۖ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَلِيمٌ ١٣﴾

ر ب ع

کسی چیز کا چوتھا حصہ لینا۔ ایک چوتھائی لینا۔  
اسماء العد میں سے ہے۔ چار۔ ﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَشِي عَلَىٰ أَرْبَعٍ﴾ (24/النور: 45) ”اور ان میں سے وہ بھی ہے جو چلتا ہے چار پر یعنی چار ٹانگوں پر۔“  
چالیس۔ ﴿وَإِذْ وُعِدْنَا مُوسَىٰ أَرْبَعِينَ يَوْمًا﴾ (2/البقرہ: 51) ”اور جب ہم نے وعدہ کیا موسیٰ سے چالیس راتوں کا۔“  
کسی چیز کا چوتھا حصہ۔ ایک چوتھائی۔ آیت زیر مطالعہ۔

رَبُّعًا

(ن)

أَرْبَعُ

ان میں سے وہ بھی ہے جو چلتا ہے چار پر یعنی چار ٹانگوں پر۔“  
چالیس۔ ﴿وَإِذْ وَعَدْنَا مُوسَىٰ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً﴾ (2/ البقرہ: 51) ”اور جب ہم نے وعدہ کیا  
موسیٰؑ سے چالیس راتوں کا۔“

أَرْبَعِينَ

رُبْعٌ

ترتیب میں چوتھا۔ ﴿سَيَقُولُونَ ثَلَاثَةٌ رَّاعِيَهُمْ كُلُّهُمْ﴾ (18/ البقرہ: 22) ”وہ لوگ کہیں گے تین ہیں اور چوتھا ان کا کتا ہے۔“

تکرا کا عدد ہے۔ چار چار۔ پیچھے آیت نمبر ۴/ ۳ دیکھیں۔

رابع

رُبَاعُ

## ترکیب

تَرَكَ کا فاعل اَزَّوَاَجُكُمْ عاقل کی جمع مکسر ہے، جس کا فعل واحد مذکر اور واحد مؤنث، دونوں طرح 333 سکتا ہے۔ البتہ آگے یُکُنْ اور لَهْنْ آیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہاں اَزَّوَاَجُكُمْ (تمہارے جوڑے) سے مراد تمہاری بیویاں ہیں۔ دَیْنِ کی جڑ بتا رہی ہے کہ یہ وَصِیَّةٌ پر عطف ہے۔ وَاِنْ کَانَ میں کَانَ تائمہ ہے۔ رَجُلٌ اور اَمْرَاةٌ اس کے فاعل ہیں اور کمرہ موصوفہ ہیں۔ یُورَثُ کَلَامٌ صفت ہے۔ ثلاثی مجرد میں وَرَثَ لازم ہے، جس کا مجہول نہیں بن سکتا۔ اس لیے یُورَثُ باب افعال کا مجہول ہے۔ اس کا نائب فاعل اس میں شامل ہو کی ضمیر ہے جو رَجُلٌ اور اَمْرَاةٌ کے لیے ہے۔ کَلَامٌ ان کا حال ہے۔ کَانُوا کا اسم اس میں شامل ہُمْ کی ضمیر ہے جو اَخٌ اور اُخْتُ کے لیے ہے اور اس کی خبر اُسْمٰیثَر ہے۔ وَصِیَّةٌ کا حال ہونے کی وجہ سے غَیْرُ مَضَّارِ حالت نصبی میں آیا ہے۔

## ترجمہ

وَلَكُمْ	نِصْفُ مَا	تَرَكَ	اَزَّوَاَجُكُمْ	اِنْ	لَمْ یُکُنْ	لَهْنٌ	وَكَدْ
اور تمہارے لیے	اس کا آدھا ہے	چھوڑا	تمہاری بیویوں نے	اگر	نہ ہو	ان کا	کوئی بچہ

فَاِنْ	كَانَ	لَهْنٌ	وَكَدْ	فَلَكُمْ	الرُّبْعُ مِمَّا	تَرَكَ
پھر اگر	ہو	ان کا	کوئی بچہ	تو تمہارے لیے	اس میں سے چوتھائی حصہ ہے جو	انہوں نے چھوڑا

مِنْ بَعْدِ وَصِیَّةٍ	یُوصِیْنَ	بِهَآ	اَوْ دَیْنٍ	وَلَهْنٌ
اس وصیت کے بعد	انہوں نے وصیت کی	جس کی	یا کسی قرضے کے بعد	اور ان کے لیے

الرُّبْعُ مِمَّا	تَرَکْتُمْ	اِنْ	لَمْ یُکُنْ	لَكُمْ	وَكَدْ	فَاِنْ	كَانَ	لَكُمْ	وَكَدْ
اس میں سے چوتھائی حصہ ہے جو	تم نے چھوڑا	اگر	نہ ہو	تمہارا	کوئی بچہ	پھر اگر	ہو	تمہارا	کوئی بچہ

فَلَهْنٌ	النُّسْنُ مِمَّا	تَرَکْتُمْ	مِنْ بَعْدِ وَصِیَّةٍ	تُوصُونَ	بِهَآ
تو ان کے لیے	اس میں سے آٹھواں حصہ ہے جو	تم نے چھوڑا	اس وصیت کے بعد	تم نے وصیت کی	جس کی

اَوْ دَیْنٍ	وَ اِنْ	كَانَ	رَجُلٌ	یُورَثُ	کَلَامٌ
یا کسی قرضے کے بعد	اور اگر	ہو	کوئی ایسا مرد	جس کا وارث بنایا جاتا ہے	اس حال میں کہ وہ کلام تھا

اَوْ اَمْرَاةٌ	وَلَاکَ	اَوْ	اُخْتُ	فَلِکُلِّ وَاحِدٍ	مِنْهُمَا
یا کوئی ایسی عورت ہو	اور اس کا	ایک بھائی	یا	ایک بہن ہے	تو ہر ایک کے لیے

السُّدُسُ	فَاِنْ	کَانُوا	اَکْثَرُ مِنْ ذٰلِکَ	فَهُمْ	شُرَکَاؤُ	فِي الثَّلَاثِ
چھٹا حصہ ہے	پھر اگر	وہ لوگ ہوں	اس سے زیادہ	تو وہ لوگ	شریک ہیں	ایک تہائی میں

مِنْ بَعْدِ وَصِیَّةٍ	یُوصٰی	بِهَآ	اَوْ دَیْنٍ	غَیْرُ مَضَّارٍ
-----------------------	--------	-------	-------------	-----------------

اس وصیت کے بعد	وصیت کی گئی	جس کی	یا کسی قرضے کے بعد	بغیر نقصان دینے والی ہوتے ہوئے
وَصِيَّةً	مِّنَ اللَّهِ	وَاللَّهُ	عَلَيْمٌ	حَلِيمٌ
تاکید ہوتے ہوئے	اللہ (کی طرف) سے	اور اللہ	جاننے والا ہے	بردبار ہے

نوٹ-1

لغوی اعتبار سے ایسی میت کو بھی کلالہ کہتے ہیں جس کا والد اور اولاد نہ ہو، اور میت کے والد اور اولاد کے علاوہ جو وارث ہوں، ان کو بھی کلالہ کہتے ہیں۔ لیکن اس آیت کا اور آخری آیت نمبر-176 کا، دونوں کا سیاق و سباق بتا رہا ہے کہ ان میں کلالہ کا لفظ میت کے لیے آیا ہے۔ اس کے علاوہ رسول اللہ ﷺ سے کَلَالَةٌ کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”وہ، جو مر اس حال میں کہ نہیں ہے اس کی کوئی اولاد اور نہ ہی والد۔“ (مفردات القرآن)۔

### آیت نمبر (4/ النساء: 13 تا 14)

﴿تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ ۚ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ وَذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيهَا ۚ وَلَهُ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۝﴾

ترکیب

مَنْ شرطیہ ہے۔ شرط ہونے کی وجہ سے يُطِيعُ کے بجائے مضارع مجزوم يُطِيعُ آیا ہے۔ پھر اسے اگلے لفظ یعنی اللہ سے

ملانے کے لیے قاعدے کے مطابق زبردی گئی ہے۔ يُدْخِلْهُ جواب شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم ہوا۔ جَنَّاتٍ اس کا مفعول ثانی ہے۔ اس لیے حالت نصب میں آیا ہے اور نکرہ مخصوصہ ہے۔ خَالِدِينَ حال ہے۔ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ خبر معرفہ ہے اور اس کی ضمیر فاعل مخدوف ہے۔ يَعْصِ اور يَتَعَدَّ شرط ہونے کی وجہ سے حالت جزم میں ہیں۔ يُدْخِلْهُ کا مفعول ثانی نَارًا ہے اور خَالِدًا حال ہے۔ عَذَابٌ مُّهِينٌ مبتدا مؤخر نکرہ ہے اور اس کی خبر مخدوف ہے۔

ترجمہ

تِلْكَ	حُدُودُ اللَّهِ	وَمَنْ	يُطِيعِ	اللَّهُ	وَرَسُولَهُ	يُدْخِلْهُ
یہ	اللہ کی حدیں ہیں	اور جو	اطاعت کرے گا	اللہ کی	اور اس کے رسول کی	تو وہ داخل کرے ان کو

جَنَّاتٍ	تَجْرِي	مِنْ تَحْتِهَا	الْأَنْهَارُ	خَالِدِينَ	فِيهَا	وَذَٰلِكَ
ایسے باغات میں	بہتی ہیں	نیچے سے جن کے	نہریں	ہمیشہ رہنے والے ہیں	جن میں	اور یہ

الْفَوْزُ الْعَظِيمُ	وَمَنْ	يَعْصِ	اللَّهُ	وَرَسُولَهُ	وَيَتَعَدَّ
ہی شاندار کامیابی ہے	اور جو	نافرمانی کرے گا	اللہ کی	اور اس کے رسول کی	اور تجاوز کرے گا

حُدُودُكَ	يُدْخِلُهُ	نَارًا	خَالِدًا	فِيهَا
اس کی حدوں سے	تو وہ داخل کے گا اس کو	ایک ایسی آگ میں	ہمیشہ رہنے والا ہے	جس میں

وَلَهُ	عَذَابٌ مُّهِينٌ
اور اس کے لیے ہی	ایک رسوا کرنے والا عذاب ہے

السلام وعلیکم رحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ ہم سب کی یہ سعی قبول فرمائے اور آخرت میں نجات کا ذریعہ بنائے۔ جس جس نے بھی اس کا رخیہ میں مال، جان اور صلاحیتوں کو لگایا اللہ قبول و منظور فرمائے

انجمن خدام القرآن فیصل آباد میں اس کے فوٹو کا بی بھی دستیاب ہیں اور محترم ڈاکٹر جہاں زیب صاحب کے اس کتاب میں اضافہ جات کے ساتھ مطالعہ قرآن حکیم کے نام سے دستیاب ہیں

رابطہ کے لئے: [www.khuddam-ul-quran.com](http://www.khuddam-ul-quran.com) , [info@khuddam-ul-quran.com](mailto:info@khuddam-ul-quran.com)

03217805614, 0412437618, 0412437781

قرآن اکیڈمی سعید کالونی نمبر 2 کینال روڈ فیصل آباد



## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سورة النساء (۴)

آیت نمبر (15 تا 16)

﴿وَالَّتِي يَاتَيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِسَائِكُمْ فَاُسْتَشْهِدُوا عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةٌ مِّنْكُمْ ۚ فَاِنْ شَهِدُوا فَاُمْسِكُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ حَتَّىٰ يَتَوَفَّيَهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ اللَّهُ لَهُنَّ سَبِيلًا ۝ وَالَّذِنْ يَاتِيْنَهَا مِنْكُمْ فَاَذُوْهُمَا ۚ فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا ۚ اِنَّ اللَّهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝﴾

یَاتِیْنِ مضارع میں جمع مؤنث غائب کا صیغہ ہے، الْفَاحِشَةُ اس کا مفعول ہے (دیکھیں آیت نمبر 2/23 کا نوٹ۔ 2) اَرْبَعَةٌ تَمِیز ہے۔ یَتَوَفَّیْ کا فاعل الْمَوْتُ ہے۔ یَاتِیْنَهَا میں ہا کی ضمیر مفعول الْفَاحِشَةَ کے لیے ہے۔

ترکیب

ترجمہ

وَالَّتِي	يَاتِيْنِ	الْفَاحِشَةَ	مِنْ نِسَائِكُمْ	فَاُسْتَشْهِدُوا	عَلَيْهِنَّ	اَرْبَعَةٌ
اور جو عورتیں	کرتی ہیں	بے حیائی	تمہاری عورتوں میں سے	تو گواہ طلب کرو	ان پر	چار

مِّنْكُمْ	فَاِنْ	شَهِدُوا	فَاُمْسِكُوهُنَّ	فِي الْبُيُوتِ	حَتَّىٰ
تم میں سے	پھر اگر	وہ لوگ گواہی دیں	تو تم لوگ روکوان کو	گھروں میں	یہاں تک کہ

يَتَوَفَّيَهُنَّ	الْمَوْتُ	اَوْ	يَجْعَلَ	اللَّهُ	لَهُنَّ	سَبِيلًا	وَالَّذِنْ	يَاتِيْنَهَا
پورا پورا لے لے ان کو	موت	یا	بنائے	اللہ	ان کے لیے	کوئی راہ	اور جو دوسرا	کرتے ہیں وہی

مِّنْكُمْ	فَاَذُوْهُمَا	فَاِنْ	تَابَا	وَاَصْلَحَا
تم میں سے	تو اذیت دوان دونوں کو	پھر اگر	دونوں توبہ کریں	اور دونوں اصلاح کریں

فَاَعْرِضُوْا	عَنْهُمَا	اِنَّ اللَّهَ	كَانَ تَوَّابًا	رَّحِيْمًا
تو تم لوگ درگزر کرو	دونوں سے	یقیناً اللہ	توبہ قبول کرنے والا ہے	رحم کرنے والا ہے

ان آیات میں ایسے مردوں اور عورتوں کے بارے میں سزا تجویز کی گئی ہے جن سے فاحشہ یعنی زنا کا صدور ہو جائے۔ اس کے ثبوت کے لیے چار گواہ طلب کئے جائیں گے۔ اگر چار سے کم لوگ گواہی دیں تو ان کی گواہی نامعتبر ہے۔ ایسی صورت میں مدعی اور گواہ جھوٹے قرار دیئے جاتے ہیں اور ایک مسلمان پر الزام لگانے کی وجہ سے ان پر حدِ تذف جاری کر دی جاتی ہے۔ ان دونوں آیتوں میں زنا کے لیے کوئی حد بیان نہیں کی گئی بلکہ صرف اتنا کہا گیا کہ ان کو تکلیف پہنچاؤ اور زنا کا عورتوں کو گھروں میں بند کر دو۔ آیت کے آخر میں فرمایا کہ اگر وہ دونوں توبہ کریں اور اپنی اصلاح کر لیں تو ان سے تعرض مت کرو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ سزا کے بعد اگر توبہ کر لیں تو پھر انہیں ملامت نہ کرو اور مزید سزا مت دو۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ توبہ سے سزا بھی معاف ہوگئی کیونکہ آیت میں توبہ سزا کے بعد مذکور ہے۔

نوٹ۔ 1

نزول کے اعتبار سے قرآن کریم کی ان دو آیتوں کی ترتیب یہ ہے کہ شروع میں تو ان کو ایذا کا حکم نازل ہوا اور اس کے بعد عورتوں کے لیے یہ حکم نازل ہوا کہ ان کو گھروں میں بند رکھا جائے یہاں تک کہ ان کو موت آجائے یا ان کی زندگی میں کوئی حکم آجائے۔ چنانچہ بعد میں وہ ”سبیل“ بیان کر دی گئی جس کا اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں وعدہ فرمایا تھا۔ (معارف القرآن سے ماخوذ)۔ مذکورہ حکم سورہ نور کی آیت نمبر ۲ میں ہے جس کا مفہوم (ترجمہ نہیں) یہ ہے کہ ”زانی عورت اور زانی مرد میں سے ہر ایک کو سزا کوڑے مارو۔ اور اللہ کے دین کے معاملے میں تمہیں ان پر ترس نہ آئے اگر تمہارا اللہ اور آخرت پر ایمان ہے اور ان دونوں کو سزا دیتے وقت مومنوں میں ایک گروہ موقع پر موجود ہونا ضروری ہے۔“ یعنی مرد اور عورت دونوں کو برسر عام سزا دینا ضروری ہے خواہ ہم مغربی طاغوت کو منہ دکھانے کے قابل رہیں یا نہ رہیں۔ جس کا اللہ اور آخرت پر ایمان ہے اس کا مسئلہ یہ ہے کہ اس نے اللہ کو منہ دکھانا ہے۔ دنیا کو منہ دکھانا اس کا مسئلہ ہے جو زبان سے اللہ اور آخرت کا اقرار کر لے لیکن دل یقین سے حالی ہو۔

نوٹ۔ 2

شادی شدہ ذانی کے لئے رجم کی سزا قرآن مجید میں کہیں ذکر نہیں ہے۔ اس کا ثبوت ہمیں احادیث میں ملتا ہے۔ اس وجہ سے ہمارے جدید تعلیم یافتہ طبقہ کے اکثر لوگوں کے ذہن الجھن کا شکار ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسے لوگ حدیث کو اگر مانتے بھی ہیں تو اسے قرآن مجید سے کمتر درجہ کی چیز سمجھتے ہیں۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ یہ بات بالکل غلط ہے اور کسی درجے میں بھی قابل قبول نہیں ہے۔ ایسے لوگوں کو مخلصانہ مشورہ ہے کہ وہ سنی سنائی بات پر کوئی رائے قائم کرنے کے بجائے حدیث کی ضرورت و اہمیت اور ثقافت یعنی قابل اعتبار ہونے کے متعلق خود تحقیق کر کے کوئی رائے قائم کریں۔ اگر انہوں نے غیر متعصب ذہن کے ساتھ یہ تحقیق کی ان شاء اللہ سوا نیزے پر دکتے ہوئے سورج کی طرح یہ حقیقت عیاں ہو جائے گی کہ قرآن اور حدیث الگ الگ دو چیزیں نہیں ہیں بلکہ یہ ایک ہی سکتہ رائج الوقت کے دو رخ ہیں۔ اس سلسلہ میں فاؤنڈیشن کے حدیث کا جائزہ“ کورس کا مطالعہ بھی ان شاء اللہ مفید ہوگا۔

اس ذہنی الجھن کی دوسری وجہ بھی لاعلمی پر مبنی ہے۔ عام خیال یہ ہے کہ اسلامی قوانین کے ماخذ قرآن اور حدیث ہیں۔ یہ بات اس حد تک تو درست ہے کہ اسلامی قوانین کی غالب اکثریت کے یہی دو ماخذ ہیں، لیکن صرف یہی دو نہیں ہیں۔ اسلامی قوانین کے کچھ اور ماخذ بھی ہیں جن کی وضاحت ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے اپنے ”خطبات بہادپور“ میں کی ہے۔ ان میں سے ایک تو رات ہے۔ اصول یہ ہے کہ تو رات میں درج اللہ کے جن احکام کی قرآن و حدیث میں توثیق کر دی گئی وہ اب اسلامی قوانین کا حصہ ہیں۔ اب نوٹ کر لیں کہ رجم کی سزا تو رات میں درج ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اس پر عمل کر کے اس کے اسلامی قانون ہونے کی حیثیت کو ہر قسم کے شک و شبہ سے بالاتر کر دیا ہے۔

### آیت نمبر (17 تا 18)

﴿إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللَّهِ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السُّوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوبُونَ مِنْ قَرِيبٍ فَأُولَٰئِكَ يَتُوبُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ ۖ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝١٧ وَلَا تَبْتَغُوا عَنَّا وَلَا الَّذِينَ يَمُوتُونَ وَهُمْ كُفَّارٌ ۖ أُولَٰئِكَ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝١٨﴾

ع ت د

649

(ک)

عَتَادًا

تیار ہونا۔ آمادہ ہونا۔

عَتِيدٌ

فَعِيلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ تیار۔ ﴿مَا يَلْفُظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ﴾ ﴿١٥﴾

(50/ بقی: 18) ”وہ منہ سے نہیں نکالتا کوئی بات مگر یہ کہ اس کے پاس ہوتا ہے ایک تیار محافظ۔“

(افعال)

إِعْتَادًا

تیار کرنا۔ آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب

التَّوْبَةُ مبتداء ہے۔ اس کی خبر محذوف ہے جو کہ ثابت ہو سکتی ہے۔ عَلَى اللَّهِ اور الَّذِينَ، دونوں متعلق خبر ہیں۔ السُّوءَ صفت ہے اس کا موصوف الْفِعْلُ يَأْلَعَمَلٌ محذوف ہے۔ التَّوْبَةُ اسم ہے کیس کا، اس کی خبر بھی محذوف ہے اور یہاں عَلَى اللَّهِ بھی محذوف ہے۔ الَّذِينَ اور وَلَا الَّذِينَ دونوں متعلق خبر ہیں۔

ترجمہ

إِنَّمَا	التَّوْبَةُ	عَلَى اللَّهِ	لِلَّذِينَ	يَعْمَلُونَ
کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	توبہ (تو ثابت) ہے	اللہ پر	ان لوگوں کے لیے جو	کرتے ہیں

السُّوءَ	بِجَهَالَةٍ	ثُمَّ	يَتُوبُونَ	مِنْ قَرِيبٍ	فَأُولَٰئِكَ
بُرا (کام)	نادانی میں	پھر	وہ لوگ توبہ کرتے ہیں	قریب (یعنی جلدی) سے	تو یہ لوگ ہیں

يَتُوبُ	اللَّهُ	عَلَيْهِمْ	وَكَانَ اللَّهُ	عَلِيمًا	وَكَيْسَتْ
توبہ قبول کرتا ہے	اللہ	جن کی	اور اللہ ہے	جاننے والا	اور (ثابت) نہیں ہے

التَّوْبَةُ	لِلَّذِينَ	يَعْمَلُونَ	السَّيِّئَاتِ	حَتَّىٰ	إِذَا	حَضَرَ
توبہ (اللہ پر)	ان لوگوں کے لیے جو	عمل کرتے رہتے ہیں	برائیوں کا	یہاں تک کہ	جب	سامنے آتی ہے

أَحَدَهُمْ	الْمَوْتُ	قَالَ	إِنِّي تُبْتُ	الْثَنَ	وَلَا الَّذِينَ
ان کے کسی ایک کے	موت	تو وہ کہتا ہے	بے شک میں توبہ کرتا ہوں	اب	اور نہ ہی ان کے لیے جو

يَمُوتُونَ	وَ	هُمْ	كَفَّارًا	أُولَٰئِكَ	أَعْتَدْنَا	لَهُمْ
مرتے ہیں	اس حال میں کہ	وہ	کفر کرنے والے ہیں	یہ لوگ ہیں	ہم نے تیار کیا	جن کے لیے

عَذَابًا أَلِيمًا
ایک دردناک عذاب

نوٹ۔ 1

پہلے یہ سمجھ لیں کہ توبہ کسے کہتے ہیں۔ کیونکہ قبول ہونے یا قبول نہ ہونے کا سوال صرف سچی توبہ سے متعلق ہے۔ جھوٹی توبہ کا اس سوال سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ سچی توبہ کے تین اجزاء ہیں۔ پہلی شرط یہ ہے کہ اپنے کیے پر ندامت ہو۔ ایک حدیث میں ہے کہ توبہ نام ہی ندامت کا ہے۔ دوسری شرط یہ ہے کہ آئندہ وہ کام نہ کرنے کا پختہ ارادہ عزم

کرے۔ تیسری شرط یہ ہے کہ اگر ممکن ہو تو اپنے کیے کی تلافی کرے، مثلاً نماز، روزہ اور زکوٰۃ کی قضا کرے، کسی کا حق مارا ہے تو اسے ادا کرے، کسی کو تکلیف پہنچائی ہے تو اس سے معافی مانگے، کوئی ایسا شخص وفات پا چکا ہے تو اس کے لیے دعائے مغفرت کرے وغیرہ۔

یہ بھی سمجھ لیں کہ خطا کا صدور، پھر اس پر ندامت اور اعتراف، انسانیت کا عطر ہے۔ اگر کبھی خطا نہ کرے تو انسان فرشتہ ہو جائے گا، بنی مجود کے بجائے ساجد ہو جائے گا۔ اگر خطا پر نادم نہ ہو اور اس کا اعتراف نہ کرے تو انسان شیطان ہو جائے گا (معارف القرآن سے ماخوذ)۔ اس حوالے سے اب یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ غلطی کرنا اتنی بری بات نہیں ہے۔ برائی کی اصل جڑ یہ ہے کہ انسان اپنی غلطی کو تسلیم نہ کرے۔

نوٹ-2

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر انسان سچی توبہ کرے تو اس کی قبولیت کا کیا امکان ہے۔ آیت نمبر-۱۷ میں اس کے لیے پہلی شرط ”بِجَهَالَةٍ“ ہے۔ اس کا ظاہری مفہوم یہ ہے کہ انجانے میں گناہ کرے تب توبہ قبول ہوگی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کا یہ مطلب لیا ہے کہ گناہ کے انجام اور عذاب سے غفلت اس کا سبب بن گئی ہو خواہ وہ اسے گناہ جانتا ہو اور قصداً کیا ہو۔ جیسے یوسف علیہ السلام سے ان کے بھائیوں نے جو کیا قصداً کیا تھا پھر بھی قرآن مجید میں اسے جہالت کہا گیا ہے (۸۹/۱۲)۔ اس لیے امت کا اس پر اجماع ہے کہ جو شخص قصداً گناہ کرے تو اس کی بھی توبہ قبول ہو سکتی ہے اگر وہ سچی توبہ کرے۔

اسی آیت میں توبہ کی قبولیت کے لیے دوسری شرط ”مِنْ قَرِيبٍ“ ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ قریب کا کیا مطلب ہے؟ اس کی وضاحت ایک حدیث سے ہوتی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ اس وقت تک قبول فرماتا ہے جب تک بندے پر غرغره طاری ہو جائے۔ اس طرح مِنْ قَرِيبٍ کا مطلب ہے کہ انسان کا عرصہ حیات قلیل ہے اور موت اس کے بالکل قریب ہے۔ (معارف القرآن سے ماخوذ)۔

### آیت نمبر (19 تا 22)

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرِهًا ط وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ لِتَذْهَبُوا بِبَعْضِ مَا آتَيْتُمُوهُنَّ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَنَّ بِفَاحِشَةٍ مُبِينَةٍ ط وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ط فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَلَيْكُمْ أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا ۝۱۹ وَإِنْ أَرَدْتُمْ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَكَانَ زَوْجٍ وَآتَيْتُمْ أَحَدَهُنَّ قِنطَارًا فَلَا تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْئًا ط اتَّخِذُوا مِنْهُ بُهْتَانًا ۝۲۰ وَإِذَا مَبِيتُهُنَّ ۝۲۱ وَكَيْفَ تَأْخُذُونَهُ وَقَدْ أَفْضَى بَعْضُكُمْ إِلَى بَعْضٍ وَأَخَذْنَ مِنْكُمْ مِيثَاقًا غَلِيظًا ۝۲۲ وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ط إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَمَقْتًا ط وَسَاءَ سَبِيلًا ۝۲۳﴾

ع ش ر

(ض-ن)

عَشْرًا

عَشْرٌ

نو میں شامل ہو کر دسواں ہونا۔

اسم العدد ہے۔ دس۔ ﴿مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرٌ أَمْثَلِهَا﴾ (6/ الانعام: 160)  
 ”جو آئیگی کے ساتھ تو اس کے لیے اس کی جیسی دس ہیں۔“

دسواں حصہ یعنی 10/1 - ﴿وَمَا بَلَغُوا مَعَشَارَ مَا آتَيْنَاهُمْ﴾ (34/ سبأ: 45) ”اور وہ لوگ

مَعَشَارٌ

نہیں پہنچے اس کے دسویں حصے کو جو ہم نے دیا ان کو۔“

عَشْرَاءُ

ج عَشْرَاءُ۔ دس ماہ کی حاملہ اونٹنی جس کا وضع حمل کا وقت قریب ہو۔ ﴿وَإِذَا الْعِشْرَاءُ عَطَلَتْ﴾ (81/ البقرہ: 4) ”اور جب حاملہ اونٹنیاں چھوڑ دی جائیں گی۔“

عِشْرُونَ

بیس۔ ﴿إِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ عِشْرُونَ صَابِرُونَ يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ﴾ (8/ الانفال: 65) ”اگر ہوں تم لوگوں میں بیس ثابت قدم لوگ تو وہ غالب ہوں گے دوسو پر۔“

عَشِيرٌ

فَعِيلٌ کا وزن اسم الفاعل کے معنی میں ہے۔ شامل ہونے والا یعنی ساتھی۔ رفیق۔ ﴿لَيْسَ الْهَوْلَىٰ وَلَيْسَ الْعَشِيرُ﴾ (22/ الحج: 13) ”یقیناً بہت ہی برا کارساز ہے اور یقیناً بہت ہی برا رفیق ہے۔“

عَشِيرَةٌ

قبیلہ۔ برادری۔ رشتہ دار۔ ﴿وَإِذْ رَدَّ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ (26/ الشعراء: 214) ”اور آپ خبردار کر دیں اپنے قریبی رشتہ داروں کو۔“

مَعَشَرٌ

جماعت۔ گروہ۔ ﴿يَمْعَشِرَ الْجَنِّ قَدْ اسْتَكْثَرْتُمْ مِنَ الْإِنْسِ﴾ (6/ الانعام: 128) ”اے جنوں کے گروہ! تم نے بہت گھیر لیے انسانوں میں سے۔“

مُعَاشَرَةٌ

(مفاعلہ)

عَاشِرٌ

باہم مل جل کر رہنا۔  
فعل امر ہے۔ تول جل کر رہ۔ آیت زیر مطالعہ۔

ف ض و

فَضَاءٌ

(ن)

کسی چیز یا جگہ کا کشادہ ہونا۔

إِفْضَاءٌ

(انفال)

کشادہ کرنا۔ صحبت کرنا۔ آیت زیر مطالعہ۔

م ق ت

مَقْتًا

(ن)

نفرت کرنا۔ بیزار ہونا۔

مَقْتٌ

اسم ذات ہے۔ نفرت۔ بیزاری۔ آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب

لَا يَحِلُّ میں لام کی ضمہ بتا رہی ہے کہ یہ مضارع مجزوم نہیں ہو سکتا۔ اس لیے اس سے پہلے لائے نفی ہے۔ اس کو لائے نہی ماننا ممکن نہیں ہے۔ اس کے آگے اَنْ تَرْتُوْا اِنْسَاءً کڑھا پورا جملہ لَا يَحِلُّ کا فاعل ہے۔ اس جملے میں تَرْتُوْا کا فاعل اس میں اَنْتُمْ کی ضمیر ہے، اِنْسَاءً اس کا مفعول ہے اور کڑھا حال ہے۔ لَا تَعْضُلُوْا فعل نہی ہے۔ يَجْعَلُ کی نصب بتا رہی ہے کہ یہ علیّی اَنْ پر عطف ہے۔ اَتَاخُذُوْنَ کا مفعول ہ کی ضمیر ہے جو قِنْطَارًا کے لیے ہے، جب کہ بُهْتَانًا اور مرکب توصیفی اِنَّمَا مُبَيِّنًا، دونوں حال ہیں۔ فَاحْشَةً اور مَقْتًا، کَانَ کی خبر ہیں۔ سَاءَ فعل ماضی ہے لیکن اس کا ترجمہ حال میں ہوگا (آیت نمبر ۲/۴۹۔ نوٹ ۲) سَبِيلًا تمیز ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا	لَا يَحِلُّ	لَكُمْ	اَنْ	تَرْتُوْا	اِنْسَاءً
اے لوگوں جو ایمان لائے ہو	حلال نہیں ہوتا	تمہارے لیے	کہ	تم لوگ وارث بنو	عورتوں کے

ترجمہ

كُرْهًا	وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ	لِتَذْهَبُوا	بِبَعْضِ مَا	اَتَيْتُمُوْهُنَّ
زبردستی	اور تم لوگ مت روکو ان کو	تا کہ تم لوگ لے جاؤ	اس کے بعض کو جو	تم لوگوں نے دیا ان کو



إِلَّا أَنْ	يَأْتِيَنَّ	بِفَاحِشَةٍ مُّبِينَةٍ	وَعَاشِرُوهُنَّ	649 بِأَلْمَعْرُوفِ
سوائے اس کے کہ	وہ کریں	کوئی کھلی بے حیائی	اور تم لوگ مل جل کر رہو ان سے	بھلے طریقے سے

فَإِنْ	كَرِهْتُمُوهُنَّ	فَعَلَّيْ	أَنْ	تَكْرَهُوا	شَيْئًا	وَّ
پھر اگر	تم لوگ ناپسند کرو ان کو	تو ہو سکتا ہے	کہ	تم لوگ ناپسند کرو	کسی چیز کو	حالانکہ

يَجْعَلُ	اللَّهُ	فِيهِ	خَيْرًا كَثِيرًا	وَأِنْ	أَرَدْتُمْ
(ہو سکتا ہے کہ) پیدا کرے	اللہ	اس میں	بہت زیادہ بھلائی	اور اگر	تم لوگ ارادہ کرو

اسْتَبْدَالَ زَوْجٍ	مَكَانَ زَوْجٍ	وَأَتَيْتُمْ	إِحْدَاهُنَّ	قِتْطَارًا
بیوی بدلنے کا	کسی دوسری بیوی کی جگہ	اور تم نے دیا	ان کی کسی ایک کو	ایک ڈھیر (مال)

فَلَا تَأْخُذُوا مِنْهُ	شَيْئًا	أَتَأْخُذُونَ	بُهُتَاتِنَا
تو تم لوگ مت لو اس میں سے	کوئی چیز	کیا تم لوگ لیتے ہو اس کو	جھوٹا الزام لگاتے ہوئے

وَأَشْمَأُظِمْنَا	وَكَيْفَ	تَأْخُذُونَ	وَّ	قَدْ أَفْضَى
اور کھلا گناہ ہوتے ہوئے	اور کیسے	تم لوگ لو گے اس کو	حالانکہ	صحت کر چکا ہے

بَعْضُكُمْ	إِلَى بَعْضٍ	وَأَخَذَنَ	مِنْكُمْ	مِثْنًا قَاعًا غَلِيظًا
تم میں کا کوئی	کسی سے	اور انہوں نے لیا	تم سے	ایک پکا وعدہ

وَلَا تَنْكِحُوا	مَا	نَكَحَ	أَبَاؤُكُمْ	مِنَ النِّسَاءِ
اور تم لوگ نکاح مت کرو	اس سے، جس سے	نکاح کیا	تمہارے اجداد نے	عورتوں میں سے

إِلَّا	مَا	قَدْ سَلَفَ	إِنَّهُ	كَانَ	فَاحِشَةً	وَمَقْتًا	وَسَاءَ
سوائے اس کے کہ	جو	گز رگیا ہے	یقیناً یہ	ہے	بے حیائی	اور بیزاری	اور برا ہے

سَبِيلًا							
بلحاظ راستے کے							

ان آیات میں ان غلط رسوم کی ممانعت ہے جو اسلام سے پہلے خواتین کے ضمن میں عام تھیں۔ عورت کی جان اور مال کو مرد کی ملکیت تسلیم کیا جاتا تھا۔ شوہر کے انتقال کے بعد اس کے ترکہ کی طرح اس کی بیوہ کے بھی مالک بن جاتے تھے۔ اُس سے اگر خود نکاح کرتے تو مہر نہیں ادا کرتے تھے اور اگر کسی دوسرے سے نکاح کراتے تو مہر خود رکھ لیتے تھے۔ بیوی کو اگر میکے یا کہیں اور سے کوئی چیز ملتی تو شوہر اس کا مالک ہوتا تھا۔ اس طرح کی اور رسومات کی نفی کرتے ہوئے ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے عورت کی شخصیت کے حق کو اور اس کے حق ملکیت کو تسلیم کرنے کا حکیم دیا ہے۔



## 649

م م ع

خ و ل

ص ل پ

(ن)	صَلَبًا	ہڈیوں سے گودا نکالنا۔ سولی پر چڑھانا (قتل کرنے کے لئے) ﴿وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ﴾ (4/النساء: 157) ”ان لوگوں نے قتل نہیں کیا اس کو اور نہ ان لوگوں نے سولی پر چڑھایا اس کو“
	صَلَبٌ	جِ أَصْلَابٍ۔ ریڑھ کی ہڈی۔ پیٹھ ﴿يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَائِبِ﴾ (86/الطارق: 7) ”وہ نکلتا ہے سینوں اور پیٹھ کے درمیان سے۔“
(تفعیل)	تَصْلِيْبًا	سولی چڑھانا۔ پھانسی دینا۔ ﴿وَلَا صَلَّيْبَكُمْ فِي جُذُوعِ النَّخْلِ﴾ (20/طہ: 71) ”اور میں لازماً سولی چڑھاؤ گا تم لوگوں کو کھجور کے تنوں پر“

ح ص ن

(ک)

حَصَانَةٌ

حِصْنٌ

مضبوط و مستحکم ہونا۔ محفوظ ہونا۔

ج حِصْنٌ۔ مضبوط جگہ۔ قلعہ۔ ﴿وَاظُنُّوا أَنَّهٗم مَّا نَعْتُهُمُ حِصْنُوهُمْ مِّنَ اللّٰهِ﴾ (59/الحشر: 2) ”اور ان لوگوں نے گمان کیا کہ بچانے والے ہیں کو ان کے قلعے اللہ سے۔“

(افعال)

اِحْصَانًا

حفاظت کرنا۔ محفوظ کرنا ﴿وَعَلَّٰمِنَہٗ صَنَعَةً لَّبُؤْسٍ لَّكُمْ لِيُحْصِنَكُمْ مِّنْ بَاسِكُمْ﴾ (21/الانبیاء: 80) ”اور ہم نے سکھایا اس کو ایک لباس بنانا تمہارے لئے تاکہ وہ تمہاری حفاظت کرے تمہاری جنگ میں۔“

مُحْصِنٌ

مُحْصِنَةٌ

اسم الفاعل ہے۔ حفاظت کرنے والا۔ آیت زیر مطالعہ۔  
اسم المفعول ہے۔ محفوظ کی ہوئی۔ اس بنیادی مفہوم کے ساتھ قرآن مجید میں متعدد مفاہیم میں آیا ہے۔

(۱) شادی شدہ خاتون۔ آیت زیر مطالعہ۔

(۲) آزاد خاتون یعنی جو کنیز نہ ہو۔ خاندانی لڑکی۔ ﴿اَنْ يُّنْكِحَ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ﴾ (4/النساء: 25) ”کہ وہ نکاح کرے خاندانی مسلمان عورت سے۔“  
(۳) پارسا۔ پاکدامن۔ ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ﴾ (24/النور: 4) ”اور وہ لوگ جو تہمت لگاتے ہیں پاکدامن عورتوں پر“

(تفعیل)

تَحْصِيْنًا

مُحْصِنَةٌ

بہت مضبوط کرنا۔ خوب پختہ کرنا  
اسم المفعول ہے۔ بہت مضبوط کی ہوئی ﴿لَا يُقَاتِلُوْكُمْ جَبِيْعًا اِلَّا فِيْ قُرْبٰی مُّحْصَنَاتٍ﴾ (59/الحشر: 14) ”وہ لوگ جنگ نہیں کریں گے تم لوگوں سے سب مل کر مگر کسی قلعہ بند بستی میں۔“

(تفعّل)

تَحْصِنًا

خود کو محفوظ کرنا۔ بچنا۔ ﴿اِنْ اَرَدَنْ تَحْصِنًا﴾ (24/النور: 33) ”اگر وہ عورتیں ارادہ کریں خود کو بچانے کا۔“

س ف ح

(ف)

سَفْحًا

مَسْفُوحٌ

سِفْحًا

مُسَافِحٌ

خون یا آنسو وغیرہ بہانا

اسم المفعول ہے۔ بہایا ہوا ﴿اَوْ دَمًا مَّسْفُوحًا﴾ (6/الانعام: 145) ”یا بہایا ہوا خون۔“  
ایک دوسرے سے بڑھ کر بہنا۔ پھر بدکاری کرنے کے معنی میں آتا ہے۔  
اسم الفاعل ہے۔ بدکاری کرنے والا۔ آیت زیر مطالعہ۔

(مفاعله)

ترکیب

حُرِّمَتْ مَاضِيْ مَجْزُولٌ ہے۔ اس کے آگے جو رشتے مذکورہ ہیں وہ سب اس کے نائب فاعل ہیں اس لئے ان کے مضاف حالت رفع میں آئے ہیں۔ اَنْ تَجْمَعُوْا سے پہلے حُرِّمَتْ عَلَیْكُمْ محذوف ہے۔ كَثَبَ اللّٰهُ كَوْنُفٍ کا مفعول مطلق بھی مانا جاسکتا ہے۔ لیکن بہتر ہے کہ اس کو حال مانا جائے۔ اَنْ تَبْتَغُوْا کا مفعول هُنَّ محذوف ہے۔ مُحْصِنَاتٍ حال ہونے کی وجہ سے حالت نصبی میں ہے۔ غَيْرَ مُسْفِحِينَ میں غَيْرَ کی نصب حال ہونے کی وجہ سے ہے جبکہ مُسْفِحِينَ اس کا مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے مجرور ہوا ہے۔

حُرِّمَتْ	عَلَيْكُمْ	أُمَّهَاتُكُمْ	وَبَنَاتُكُمْ	وَأَخَوَاتُكُمْ	وَعَمَّتُكُمْ
حرام کی گئیں	تم لوگوں پر	تمہاری مائیں	اور تمہاری بیٹیاں	اور تمہاری بہنیں	اور تمہاری پھوپھیاں

وَخَلَّتُكُمْ	وَبَنَاتُ الْأَخِ	وَبَنَاتُ الْأَخْتِ	وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّائِي
اور تمہاری خالائیں	اور بھائی کی بیٹیاں	اور بہن کی بیٹیاں	اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے

أَرْضَعُكُمْ	وَأَخَوَاتُكُمْ مِنَ الرِّضَاعَةِ	وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ	وَرَبَابِبَكُمْ
دودھ پلایا تم کو	اور تمہاری دودھ شریک بہنیں	اور تمہاری عورتوں کی مائیں	اور تمہاری زیر تربیت بیٹیاں

الَّتِي	فِي حُجُورِكُمْ	مِّن نِّسَائِكُمُ اللَّائِي	دَخَلْتُمْ	بِهِنَّ	فَإِنْ
جو	تمہاری گودوں میں ہیں	تمہاری ان عورتوں سے	تم داخل ہوئے	جن میں	پھر اگر

لَمْ تَكُونُوا	دَخَلْتُمْ	بِهِنَّ	فَلَا جُنَاحَ	عَلَيْكُمْ	وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ
تم نہیں ہوئے	داخل	ان میں	تو کوئی گناہ نہیں ہے	تم پر	اور تمہارے بیٹوں کی بیویاں

الَّذِينَ	مِنْ أَصْلَابِكُمْ	وَأَنْ	تَجْعَلُوا	بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ
جو	تمہاری پیٹھوں سے ہیں	اور (حرام کیا گیا تم پر) کہ	تم جمع کرو	دو بہنوں کو

إِلَّا	مَا	قَدْ سَلَفَ	إِنَّ اللَّهَ	كَانَ	عَفُورًا	رَّحِيمًا
سوائے اس کے کہ	جو	گزرا گیا ہے	یقیناً اللہ	ہے	بے انتہا بخشنے والا	ہر حال میں رحم کرنے والا

وَالْمُحْصَنَاتُ	مِنَ النِّسَاءِ	إِلَّا	مَا	مَلَكَتْ	أَيْمَانُكُمْ
اور شادی شدہ خواتین (بھی)	عورتوں میں سے	سوائے اس کے کہ	جن کے	مالک ہوئے	تمہارے داہنے ہاتھ

كَتَبَ اللَّهُ	عَلَيْكُمْ	وَأُحِلَّ	لَكُمْ	مَا وَرَاءَ ذَلِكَ	أَنْ
فرض کیا اللہ نے	تم پر	اور حلال کیا گیا	تمہارے لئے	جو اس کے علاوہ ہے	کہ

تَبَتُّعُوا	بِأَمْوَالِكُمْ	مُحْصِنِينَ	غَيْرَ مُسْفِحِينَ
تم لوگ چاہو (ان کو)	اپنے مال سے	حفاظت کرنے والے ہوتے ہوئے	بدکاری نہ کرنے والے ہوتے ہوئے

فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ	بِهِ	مِنْهُنَّ	فَأْتُوهُنَّ	أَجُورَهُنَّ	فَرِيضَةً
پھر جو تم نے فائدہ حاصل کیا	جس سے	ان میں سے	تو تم لوگ دو ان کو	ان کے حقوق	فرض ہوتے ہوئے

وَلَا جُنَاحَ	عَلَيْكُمْ	فِيهَا	تَرْضَيْتُمْ	بِهِ	مِنْ بَعْدِ الْفَرِيضَةِ
اور کوئی گناہ نہیں ہے	تم پر	اس میں	تم لوگ باہم راضی ہوئے	جس پر	فرض کے بعد

إِنَّ اللَّهَ	كَانَ	عَلِيمًا	حَكِيمًا
یقیناً اللہ	ہے	جاننے والا	حکمت والا

## آیت نمبر (25)

649

﴿وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلاً أَنْ يَنْكِحَ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ فَمِنْ مِمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيَاتِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ۚ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِكُمْ ۖ بَعْضُكُم مِّنْ بَعْضٍ ۚ فَاذْكُوهُنَّ بِأَرْزَانِ اهْلِهِنَّ وَأَتُوهُنَّ أَجُورَهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ مُحْصَنَاتٍ غَيْرَ مُسْفَحَاتٍ وَلَا مُتَّخِذَاتِ أَخْدَانٍ ۚ فَإِذَا أُحْصِنَ فَإِنَّ أَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنَاتِ مِنَ الْعَذَابِ ۚ ذَٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ ۚ وَأَنْ تَصْبِرُوا خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝٢٥﴾

ط و ل

(۱) دراز ہونا۔ لمبا ہونا۔ (۲) خیرات دینا۔ بخشش کرنا۔ (یعنی دولت میں لمبا ہونا) ﴿فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ ۖ﴾ (57/ المائد: 16) ”پھر دراز ہوئی ان پر مدت تو سخت ہوئے ان کے دل۔“

طَوَّلًا

(ن)

اسم ذات ہے۔ لمبا۔ ﴿وَكُنْ تَبْلُغَ الْجِبَالِ طَوَّلًا ۝١٧﴾ (17/ بنی اسرائیل: 37) ”اور تو ہر گز نہیں پہنچے گا پہاڑ کو بلحاظ لمبائی کے۔“

طُولٌ

فَعِيلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ لمبا۔ ﴿إِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْعًا طَوِيلًا ۝٧٣﴾ (73/ الزمر: 7) ”بیشک آپ کے لئے دن میں ایک لمبی مصروفیت ہے۔“

طَوِيلٌ

اسم ذات ہے۔ سخاوت۔ مال۔ دولت۔ ﴿شَدِيدُ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ ۝٤٠﴾ (40/ المؤمن: 7) ”پکڑنے کا سخت، انعام اور فضل کرنے والا۔“ ﴿أَسْتَأْذِنُكَ أَوْ لَوْ الطَّوْلِ ۝٩﴾ (9/ التوبہ: 86) ”اجازت چاہتے ہیں آپ سے دولت والے۔“

طَوَّلٌ

دور کی چیز کی طرف گردن بلند کر کے دیکھنا۔ لمبا۔ ظاہر کرنا۔ ﴿فَطَّأَوْا لَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۝٢٨﴾ (28/ القصص: 45) ”پھر لمبا ظاہر کی ان پر عمر نے، یعنی جن پر لمبی مدتیں گزر گئیں۔“

تَطَاوُلًا

(تفاعل)

ف ت ی

نوجوان ہونا۔ خادم ہونا (زیادہ تر نو عمر لڑکے نوکر رکھے جاتے ہیں)۔

فَتًى

(س)

مثنیہ فَتَيَانِ ج فَتَيَانٌ اور فَتِيَّةٌ نوجوان خادم یا غلام۔ ﴿قَالُوا سَبْعًا فَتًى يَّذُكُّهُمْ يُقَالُ لَهُ إِبْرَاهِيمُ ۝٢١﴾ (21/ الانبیاء: 60) ”انہوں نے کہا کہ ہم نے سنا ایک نوجوان کو، وہ ذکر کرتا ہے ان کا یعنی بتوں کو برا کہتا ہے، جس کو کہا جاتا ہے۔ ابراہیم۔“ ﴿وَدَخَلَ مَعَهُ السَّجْنَ فَتَيَيْنِ ۝١٢﴾ (12/ یوسف: 36) ”اور داخل ہوئے اس کے ساتھ قید خانے میں دونو جوان۔“ ﴿وَقَالَ لِفَتَيْنِهِ اجْعَلُوا بِضَاعَتَهُمْ ۝١٢﴾ (12/ یوسف: 62) ”اور انہوں نے کہا اپنے خادموں سے کہ تم لوگ رکھ دو ان کی پونجی۔“ ﴿إِنَّهُمْ فَتِيَّةٌ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ ۝١٨﴾ (18/ الکہف: 13) ”بیشک وہ لوگ کچھ نوجوان تھے جو ایمان لائے اپنے رب پر۔“

فَتًى

فَتًى

ج فَتَيَاتٍ۔ نوجوان لڑکی۔ خادمہ۔ کنیز۔ آیت زیر مطالعہ۔

فَتَاةٌ

إِفْتَاءٌ

(افعال)

مسئلے کا حل بتانا۔ فتویٰ دینا۔ (ذہنی صلاحیت کے لحاظ سے کسی کو نوجوان کرنا۔ علمی خدمت کرنا) ﴿قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ ۝٤﴾ (4/ النساء: 176) ”آپ کہتے کہ اللہ بتاتا ہے تم کو کلالہ کے بارے میں۔“

فعل امر ہے۔ توبتا۔ توفتوی دے۔ ﴿أَفْتِنَا فِي سَبْعِ بَقَرَاتٍ﴾ (12/ يوسف: 46) ”توبتا ہمیں سات موٹی گایوں کے بارے میں۔“

649

مسئلے کا حل پوچھنا۔ ﴿وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ﴾ (4/ النساء: 127) ”اور یہ لوگ پوچھتے ہیں آپ سے عورتوں کے بارے میں۔“

فعل امر ہے۔ تو پوچھ۔ توفتوی مانگ۔ ﴿فَاسْتَفْتِهِمُ الرِّبَاكَ الْبَنَاتُ وَ لَهُمُ الْبَنُونَ﴾ (37/ الزمر: 149) ”تو آپ ان لوگوں سے پوچھیں کیا آپ کے رب کے لئے بیٹیاں ہیں اور ان کے لیے بیٹے ہیں۔“

أَفْتٍ

اسْتَفْتَاءً

(استفعال)

اسْتَفْتِ

خ د ن

ثلاثی مجرد سے فعل نہیں آتا۔

(x)

(x)

ایک دوسرے سے دوستی کرنا۔ یاری کرنا۔

مُخَادَعَةً

(مفاعله)

ج اخذان۔ م (مذکر و مونث دونوں کے لئے آتا ہے)۔ دوست۔ یار۔ آیت زیر مطالعہ۔

خِذْنُ

ترکیب

مَنْ شرطیہ ہے۔ طَوَّلاً تمیز ہے۔ یَسْتَطِيعُ کی۔ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ جواب شرط ہے اور مِنْ فَعَلْتُمْ اس کا بدل ہے۔ اَعْلَمُ تفصیل کل ہے اور وَاللّٰهُ کی خبر ہے۔ مُحْصَنَاتٍ، غَيْرُ مُسْفَحَاتٍ اور لَا مُتَّخِذَاتٍ، یہ سب حال ہیں۔ ذَلِکَ کا اشارہ فَإِنْ كُفَّوْهُنَّ کی طرف ہے۔

ترجمہ

وَمَنْ	لَّمْ يَسْتَطِيعْ	مِنْكُمْ	طَوَّلاً	أَنْ	يَنْكِحَ	الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ
اور جو	صلاحیت نہیں رکھتا	تم میں سے	بلحاظ دولت کے	کہ	وہ نکاح کرے	مسلمان خاندانی عورت سے

فَمِنْ مَّا	مَلَكَتْ	أَيْمَانُكُمْ	مِنْ فَعَلْتُمْ الْمُؤْمِنَاتِ	وَاللّٰهُ
تو وہ جن کے	مالک ہوئے	تمہارے داہنے ہاتھ	تمہاری مسلمان خادماؤں میں سے	اور اللہ

اَعْلَمُ	بِأَيْمَانِكُمْ	بَعْضُكُمْ	فَمِنْ بَعْضٍ	فَإِنْ كُفَّوْهُنَّ
خوب جانتا ہے	تم لوگوں کے ایمان کو	تم میں کا کوئی	کسی سے ہے	پس تم لوگ نکاح کرو ان سے

بِإِذْنِ أَهْلِهِنَّ	وَأَتَوْهُنَّ	أُجُورَهُنَّ	بِالْمَعْرُوفِ	مُحْصَنَاتٍ
ان کے گھر والوں کی اجازت سے	اور تم لوگ دوان کو	ان کے حقوق	بھلے طریقے سے	محفوظ کی ہوئیں ہوتے ہوئے

غَيْرُ مُسْفَحَاتٍ	وَلَا مُتَّخِذَاتٍ أَخْدَانٍ	فَإِذَا	أُحْصِيَ
بدکاری نہ کرنے والیاں ہوتے ہوئے	اور کچھ دوست نہ بنانے والیاں ہوتے ہوئے	پس جب	وہ محفوظ کردی جائیں

فَإِنْ	أَتَيْنَ	بِفَاحِشَةٍ	فَعَلِيْهِنَّ	نِصْفُ	مَا عَلَى الْمُحْصَنَاتِ
پھر اگر	وہ کریں	کوئی بے حیائی	تو ان پر ہے	اس کا آدھا جو	خاندانی خواتین پر ہے



مِنَ الْعَذَابِ	ذَلِكَ	لِمَن	خَشِيَ	۶۴۹ اَلْعَنَتِ
سزا میں سے	وہ (یعنی کنیز سے شادی کرنا)	اس کے لئے ہے جو	ڈرے	مشکل میں پڑنے سے

مِنْكُمْ	وَأَنْ	تَصْبِرُوا	خَيْرٌ	لَّكُمْ	وَاللَّهُ	عَفُورٌ
تم میں سے	اور (یہ) کہ	تم لوگ صبر کرو	(تو یہ) زیادہ بہتر ہے	تمہارے لئے	اور اللہ	بے انتہا بخشنے والا ہے

رَّحِيمٌ ۵۵						
ہر حال میں رحم کرنے والا ہے۔						

کوئی آزاد یعنی خاندانی شادی شدہ مرد یا عورت زنا کرے تو اس کی سزا جرم کی سزا ایک سو کوڑے ہیں، لیکن یہی جرم اگر کسی غلام یا کنیز سے ہوتا ہے تو خواہ وہ شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ دونوں صورتوں میں اس کی سزا پچاس کوڑے ہیں۔

نوٹ-1

### آیت نمبر (26 تا 28)

﴿يُرِيدُ اللَّهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَيَتُوبَ عَلَيْكُمْ ط وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۲۶﴾ وَاللَّهُ يُرِيدُ أَنْ يَتُوبَ عَلَيْكُمْ ۚ وَيُرِيدُ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الشَّهَوَاتِ أَنْ تَبِيلُوا مِيلًا عَظِيمًا ۲۷ يُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُخَفِّفَ عَنْكُمْ ۚ وَخُلِقَ الْإِنْسَانُ ضَعِيفًا ۲۸﴾

م ی ل

درست سمت چھوڑ کر غلط سمت میں جھکنا۔ اس بنیادی مفہوم کے ساتھ متعدد معانی میں آتا ہے۔

میلًا

(ض)

(۱) بھٹک جانا۔ آیت زیر مطالعہ۔

(۲) جھک جانا۔ ایک طرف کا ہور ہنا۔ ﴿فَلَا تَبِيلُوا كُلَّ الْمِيلِ فَتَنُ رُوحًا كَالْمَعْلَقَةِ ط﴾

(4/ النساء: 129) ”پس تم لوگ ایک کے مت ہور ہو، بالکل ایک طرف ہونا، پھر تم چھوڑ دو اس کو

یعنی دوسری بیوی کو لڑکائی ہوئی کی مانند۔“

(۳) کسی پر حملہ کرنا۔ ﴿فَيَمِيلُونَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَاحِدَةً ط﴾ (4/ النساء: 102) ”تو وہ

لوگ حملہ کر دیں تم پر، یکبارگی حملہ کرتے ہوئے۔“

يَهْدِي اور يَتُوب کی نصب بتا رہی ہے کہ یہ لِيُبَيِّن کی لام پر عطف ہیں۔ جبکہ سُنَنَ الَّذِينَ میں سُنَنَ کی نصب مفعول ہونے کی وجہ سے ہے۔ جو يُبَيِّن اور يَهْدِي دونوں کا مفعول ہے۔ أَنْ يُخَفِّفَ کا مفعول مخذوف ہے جو الْعَنُوت (دشواری) ہو سکتا ہے۔

ترکیب

يُرِيدُ	اللَّهُ	لِيُبَيِّنَ	لَكُمْ	وَيَهْدِيَكُمْ
چاہتا ہے	اللہ	کہ وہ خوب واضح کرے	تمہارے لئے	اور یہ کہ وہ ہدایت دے تم لوگوں کو

ترجمہ



--

كَانَ	يَكْمُ	رَحِيمًا ﴿٢٨﴾	وَمَنْ	يَفْعَلْ	ذَلِكَ	عُدَاوَانًا	وَّظُلْمًا	فَسَوْفَ
ہے	تم پر	رحم کرنے والا	اور جو	کرے گا	یہ	زیادتی کرتے ہوئے	اور ظلم کرتے ہوئے	تو عنقریب

نُصْلِيهِ	نَارًا	وَكَانَ	ذَلِكَ	عَلَى اللَّهِ	يَسِيرًا	إِنْ	تَجْتَنِبُوا
ہم ڈالیں گے اس کو	ایک آگ میں	اور ہے	یہ	اللہ پر	آسان	اگر	تم لوگوں کو

كَبَّأَوْ مَا	تَنْهَوْنَ	عَنْهُ	تُكْفَرُ	عَنْكُمْ	سَيِّئَاتِكُمْ
اس کے بڑوں سے	تم کو منع کیا گیا	جس سے	تو ہم دور کر دیں گے	تم سے	تمہاری برائیوں کو

وَنُدْخِلْكُمْ	مُدْخَلًا كَرِيمًا	وَلَا تَتَّبِعُوا	مَا
اور ہم داخل کریں گے تم کو	داخل کرنے کی باعزت جگہ میں	اور تم لوگ تمنامت کرو	اُس کی

فَضَّلَ	اللَّهُ	بِهِ	بَعْضُكُمْ	عَلَى بَعْضٍ	لِلرِّجَالِ	نَصِيبٌ
فضیلت دی	اللہ نے	جس سے	تمہاری کسی کو	کسی پر	مردوں کے لئے	ایک حصہ ہے

مِمَّا	اَكْتَسَبُوا	وَلِلنِّسَاءِ	نَصِيبٌ	مِمَّا	اَكْتَسَبْنَ
اس میں سے جو	انہوں نے کمایا	اور عورتوں کے لئے ہے	ایک حصہ	اس میں سے جو	انہوں نے کمایا

وَسَأَلُوا	اللَّهُ	مِنْ فَضْلِهِ	إِنَّ اللَّهَ	كَانَ	بِكُلِّ شَيْءٍ	عَلِيمًا
اور تم لوگ مانگو	اللہ سے	اس کے فضل میں سے	یقیناً اللہ	ہے	تمام چیزوں کو	جاننے والا

## نوٹ-1

اُردو میں ہم کہتے ہیں کہ فلاں شخص میرے پیسے کھا گیا۔ حالانکہ پیسہ کھایا نہیں جاتا۔ اس سے دراصل مراد یہ ہے کہ پیسے پر تصرف حاصل کر لیا یا استعمال کر لیا۔ اسی طرح عربی میں لَا تَأْكُلُوا کا مطلب ہے کہ تم لوگ تصرف مت کرو یا استعمال مت کرو۔ باطل یعنی ناحق میں وہ تمام طریقے شامل ہیں جو شرعاً ممنوع اور ناجائز ہیں۔ تجارت میں خرید و فروخت کے علاوہ ملازمت و مزدوری اور کرایہ کے معاملات بھی شامل ہیں (معارف القرآن)

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ سب سے زیادہ پاک کمائی تاجروں کی کمائی ہے، بشرطیکہ وہ جب بات کریں تو جھوٹ نہ بولیں، اور جب وعدہ کریں تو وعدہ خلافی نہ کریں اور جب ان کے پاس کوئی امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت نہ کریں، اور جب کوئی سامان خریدیں تو اُس سامان کو (بلا وجہ) برا اور خراب نہ بتائیں، اور جب اپنا سامان فروخت کریں تو (خلاف واقعہ) اس کی تعریف نہ کریں، اور ان کے ذمہ کسی کا قرض ہو تو ٹال مٹول نہ کریں اور جب ان کا قرض کسی کے ذمہ ہو تو اس کو تنگ نہ کریں۔ (منقول از معارف القرآن)

## نوٹ-2

وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ پچھلے فقرے کا تہمتہ بھی ہو سکتا ہے اور خود ایک مستقل فقرہ بھی۔ اگر پچھلے فقرے کا تہمتہ سمجھا جائے اس کا مطلب یہ ہے کہ دوسروں کا مال ناجائز طور پر کھانا خود اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔ کیونکہ اس کی وجہ سے نظام تمدن خراب ہوتا ہے اور اس کے برے نتائج سے حرام خورد و آدی خود بھی نہیں بچ سکتا۔ اور اس کی وجہ سے آخرت میں عذاب کا مستحق بن جاتا ہے اور اگر اسے مستقل فقرہ سمجھا جائے تو اس کے دو معنی ہیں۔ ایک یہ کہ ایک دوسرے کو قتل مت کرو۔ دوسرے یہ کہ خودکشی مت کرو۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے جامع الفاظ استعمال کئے ہیں اور ترتیب کلام ایسی رکھی ہے کہ اس سے یہ تینوں مفہوم نکلتے ہیں اور تینوں حق ہیں۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ-3

کبیرہ گناہوں سے بچنے میں یہ بھی داخل ہے کہ تمام فرائض و واجبات کو ادا کرے، کیونکہ فرض اور واجب کا ترک کرنا، خود ایک کبیرہ گناہ ہے۔ تو حاصل یہ ہوا کہ جو شخص فرائض اور واجبات ادا کرتے ہوئے تمام کبیرہ گناہوں سے اپنے آپ کو بچالے، تو اللہ تعالیٰ اس کے صغیرہ گناہوں کا کفارہ کر دیں گے یعنی اس کے اعمال صالحہ کو صغیرہ گناہوں کا کفارہ کر دیں گے۔

وضو کرنے سے، مسجد جاتے ہوئے ہر قدم پر، نماز اور دوسرے اعمال صالحہ سے گناہ معاف ہونے کا جو ذکر احادیث میں آتا ہے ان سے مراد صغیرہ گناہ ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کبیرہ گناہ سچی توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتے۔ (متعارف القرآن)

جن فضائل کی تمنا کرنے سے انسان کو اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے ان کا تعلق ایسی چیزوں سے ہے جن پر انسان کا کوئی اختیار نہیں ہے اور جن میں انسان کو کوشش کا کوئی دخل نہیں ہے، مثلاً کسی کام مرد یا عورت ہونا، کسی خاندان میں پیدا ہونا، خوش شکل ہونا، خوش آواز ہونا وغیرہ۔ یہ تقدیری معاملات ہیں۔ جبکہ کچھ فضائل انسان کے اختیار میں ہیں، جیسے علمی، عملی اور اخلاقی کمالات حاصل کرنا۔ ان کے لئے اسی آیت میں ارشاد فرمایا کہ مرد اور عورت دونوں کو ان کی کوشش میں سے ایک حصہ ملے گا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اپنی کم ہمتی اور بے عملی پر پردہ ڈالنے کے لئے تقدیر کا بہانہ بنانا غلط ہے۔ (معارف القرآن)

نوٹ-4

### آیت نمبر (33 تا 35)

﴿وَلِحُلِّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدِينَ وَالْأَقْرَبُونَ ط وَالَّذِينَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ فَآتَوْهُمْ نَصِيبَهُمْ ط إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا ۝۳۳﴾ الرَّجَالُ قَوْمُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَبِمَا أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ ط فَالصَّالِحَاتُ قَانِتَاتٌ حَفِظَتْ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللَّهُ ط وَالَّتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ ۚ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا ط إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا كَبِيرًا ۝۳۴﴾ وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَا ۚ إِنَّ يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُّوفِّقُ اللَّهُ بَيْنَهُمَا ط إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا خَبِيرًا ۝۳۵﴾

و ف ق

(ح) وَفَقًا کسی چیز کا کسی کے ہم آہنگ ہونا۔ مطابق ہونا۔

(مفاعله) وَفَقًا کسی کو کسی کے مطابق پانا۔ ﴿جَزَاءً وَفَقًا﴾ (78/النبا: 26) ”جیسے کا تیسابدلہ ہوتے ہوئے۔“

(تفعیل) تَوْفِيقًا کسی کو کسی کے ہم آہنگ یا مطابق کرنا۔ ہم آہنگی دینا۔ آیت زیر مطالعہ

مَوَالِيَ کی جمع مَوَالِیٰ ہے۔ جَعَلْنَا کا مفعول ہونے کی وجہ سے یہ مَوَالِیٰ تھا، پھر مضاف ہونے کی وجہ سے تنوین ختم ہوئی تو مَوَالِیٰ استعمال ہوا۔ اس کا مضاف الیہ مِمَّا ہے۔ عَقَدَتْ کا مفعول وَالَّذِينَ ہے اور اس کا فاعل أَيْمَانُكُمْ ہے۔ فَالصَّالِحَاتُ مبتداء ہے۔ قَانِتَاتٌ اور حَفِظَتْ اس کی خبریں ہیں۔ خِفْتُمْ کا مفعول مرکب اضافی شِقَاقَ بَيْنِهِمَا ہے۔

ترکیب

وَلِحُلِّ	جَعَلْنَا	مَوَالِيَ مِمَّا	تَرَكَ	الْوَالِدِينَ	وَالْأَقْرَبُونَ
اور سب کے لئے	ہم نے بنائے	اس کے وارث جو	چھوڑا	والدین نے	اور قرابت داروں نے

ترجمہ

وَالَّذِينَ	عَقَدَتْ	أَيْمَانَكُمْ	فَأَتَوْهُمْ	نَصَبَهُمْ	إِنَّ اللَّهَ	كَانَ
اور ان کو جن کو	باندھا	تمہاری قسموں نے	تو تم لوگ دوان کو	ان کا حصہ	یقیناً اللہ	ہے

عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ	شَهِيدًا	الرِّجَالُ	قَوْمُونَ	عَلَى النِّسَاءِ	بِمَا
ہر چیز پر	گواہ	مرد	ذمہ دار کفیل ہیں	عورتوں پر	بسبب اس کے جو

فَضَّلَ	اللَّهُ	بَعْضَهُمْ	عَلَىٰ بَعْضٍ	وَبِمَا	أَنْفَقُوا	مِنْ أَمْوَالِهِمْ
فضیلت دی	اللہ نے	ان کے کسی کو	کسی پر	اور بسبب اس کے جو	انہوں نے خرچ کیا	اپنے مال میں سے

فَالصَّالِحَاتُ	فَنِئْتُ	حِفْظُ	لِّلْغَيْبِ	بِمَا
پس نیک عورتیں	فرمانبرداری کرنے والیاں ہیں	حفاظت کرنے والیاں ہیں	پٹھو پیچھے	اس کی جس کی

حَفِظَ	اللَّهُ	وَالَّتِي	تَخَافُونَ	نُشُوزَهُنَّ	فَعُظُّهُنَّ
حفاظت کی (یعنی حکم دیا)	اللہ نے	اور جن عورتوں سے	جو لوگ خوف کرتے ہو	ان کی زیادتی کا	توصیحت کرو ان کو

وَاهْجُرُوهُنَّ	فِي الْمَضَاجِعِ	وَاصْبِرُوهُنَّ	فَإِنْ	أَطَعْنَكُمْ
اور قطع تعلق کرو ان سے	بستروں میں	اور مارو ان کو	پھر اگر	وہ اطاعت کریں تمہاری

فَلَا تَبْغُوا	عَلَيْهِنَّ	سَبِيلًا	إِنَّ اللَّهَ	كَانَ	عَلِيًّا	كَبِيرًا	وَرِنْ	خِفْتُمْ
تو مت تلاش کرو	ان پر	کوئی الزام	یقیناً اللہ	ہے	بلند	بڑا	اور اگر	تمہیں خوف ہو

شِقَاقَ بَيْنِهِمَا	فَابْعَثُوا	حَكَمًا	مِّنْ أَهْلِهِ
ان دونوں کے درمیان باہمی مخالفت کا	تو کھڑا کرو	ایک منصف	اس (مرد) کے گھر والوں سے

وَحَكَمًا	مِّنْ أَهْلِهَا	إِنْ يُرِيدَا	إِصْلَاحًا
اور ایک منصف	اس (عورت) کے گھر والوں سے	اگر وہ دونوں ارادہ کریں گے	اصلاح کرنے کا

يُوفِّقُ	اللَّهُ	بَيْنَهُمَا	إِنَّ اللَّهَ	كَانَ	عَلِيمًا	خَبِيرًا
تو مطابقت پیدا کرے گا	اللہ	ان کے درمیان	یقیناً اللہ	ہے	جاننے والا	باخبر

عرب میں رواج تھا کہ کچھ لوگ آپس میں باپ بیٹے اور بھائی بھائی کے رشتے قائم کر لیتے تھے۔ اسی کے تحت رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں مہاجرین اور انصار کے درمیان بھائی چارہ کرایا تھا۔ اس رواج میں یہ بھی شامل تھا کہ منہ بولے رشتے دار بھی حقیقی رشتہ داروں کے ساتھ ترکہ میں حصہ لیتے تھے۔ آیت نمبر 33 میں اسی کی ہدایت ہے کہ منہ بولے رشتہ داروں کو بھی ان کا حصہ دو۔ بعد میں آیت نمبر 8/75 نازل ہونے سے یہ حکم منسوخ ہو گیا۔ کیونکہ یہ ایک عبوری حکم تھا۔ اللہ تعالیٰ کے عبوری احکام کی حکمت اور ان کے اختتام کی وضاحت آیت نمبر 2/102 کے نوٹ نمبر 1 میں کی جا چکی ہے۔



## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

### سورة النساء (4)

#### آیت نمبر (36 تا 37)

﴿وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنبِ وَابْنِ السَّبِيلِ ۚ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا ۝﴾<sup>(۳۶)</sup> الَّذِينَ يَبْخُلُونَ وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُونَ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ ۖ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُّهِينًا ۝﴾<sup>(۳۷)</sup>

ج و ر

- (ن) جَوْرًا (1) کسی چیز سے ہٹ جانا۔ گمراہ ہونا۔ بھٹک جانا۔  
(2) کسی چیز کے قریب ہونا۔ پڑوسی ہونا۔ حمایتی ہونا۔  
جَائِرٌ اسم الفاعل ہے۔ بھٹکنے والا۔ ﴿وَعَلَى اللَّهِ قَصْدُ السَّبِيلِ وَمِنْهَا جَائِرٌ ط﴾ (16/ النحل: 9)  
”اور اللہ پر یعنی اُس تک معتدل راہ ہے اور کوئی اس سے بھٹکنے والا ہے۔“  
جَارٌ اسم صفت ہے۔ پڑوسی۔ حمایتی۔ ﴿لَا غَالِبَ لَكُمْ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَإِنِّي جَارٌ لَّكُمْ ۚ﴾ (8/ الانفال: 48)  
”کوئی غالب آنے والا نہیں تم پر آج کے دن لوگوں میں سے اور میں تمہارا حمایتی ہوں۔“  
(افعال) إِجَارَةً (1) کسی کو کسی سے دور کرنا۔ بچانا۔ (2) قریب کرنا۔ پناہ دینا۔ ﴿فَمَنْ يُجِيرُ الْكَافِرِينَ مِنْ عَذَابِ أَلَيْمٍ ۝﴾ (67/ الملک: 28)  
”تو کون بچائے گا کافروں کو ایک دردناک عذاب سے۔“  
(مفاعله) جَوَارًا کسی کے پڑوس میں رہنا۔ ﴿ثُمَّ لَا يُجَاوِرُونَكَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا ۝﴾ (33/ الاحزاب: 60)  
”پھر وہ لوگ تمہارے پاس نہیں رہیں گے اس میں یعنی مدینہ میں مگر تھوڑے دن۔“  
(تفاعل) تَجَاوَرًا ایک دوسرے کے قریب ہونا۔ متصل ہونا۔  
مُتَجَاوِرٌ اسم الفاعل ہے۔ ایک دوسرے کے قریب ہونے والا۔ ﴿وَفِي الْأَرْضِ قُطْعٌ مُتَجَاوِرٌ﴾ (13/ الرعد: 4)  
”اور زمین میں ایک دوسرے کے قریب قطعات ہیں۔“  
(استفعال) اسْتِجَارَةً پناہ مانگنا۔ ﴿وَإِنْ أَحَدٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتَّىٰ يَسْمَعَ كَلِمَ اللَّهِ ثُمَّ أَبْلِغْهُ مَا مَنَّهُ ط﴾ (9/ التوبة: 6)  
”اور اگر مشرکوں میں سے کوئی ایک پناہ مانگے تم سے تو اس کو پناہ دو یہاں تک کہ وہ سنے اللہ کے کلام کو پھر اس کو پہنچا دو اس کے امن کی جگہ میں۔“

ف خ ر

- (ن) فَخْرًا فخر کرنا۔  
فَعُولٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ بے انتہا فخر کرنے والا۔ اترانے والا۔ آیت زیر مطالعہ۔  
فَعَّالٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ بہت فخر کرنے والا۔ پھر استعارۃً پانی رکھنے کے منکے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ ﴿خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ۝﴾ (55/ الرحمن: 14)  
”اس نے پیدا کیا انسان کو ایسی مٹی سے جو ٹھیکرے کی طرح بجتی تھی۔“



(تفاعل)

تَفَاخُرًا ایک دوسرے پر فخر کرنا۔ ﴿وَتَفَاخُرَ بَيْنَكُمْ﴾ (57/ المائد: 20) ”اور تمہارا ایک دوسرے پر فخر کرنا۔“

ترکیب

إِحْسَانًا فعل محذوف أَحْسَنُوا کا مفعول مطلق ہے، جبکہ بِالْوَالِدَيْنِ اور بِذِي الْقُرْبَىٰ سے مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ تک متعلق فعل ہیں۔ يَكْتُمُونَ کا مفعول مآ ہے۔

ترجمہ

وَأَعْبُدُوا	اللّٰهَ	وَلَا تُشْرِكُوا	بِهِ	شَيْئًا	وَالْوَالِدَيْنِ
اور تم لوگ بندگی کرو	اللہ کی	اور شریک مت کرو	اس کے ساتھ	کچھ بھی	اور (حسن سلوک کرو) والدین سے

إِحْسَانًا	وَبِذِي الْقُرْبَىٰ	وَالْيَتَامَىٰ	وَالْمَسْكِينِ
جیسا حسن سلوک کا حق ہے	اور قرابت داروں سے	اور یتیموں سے	اور مسکینوں سے

وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ	وَالْجَارِ الْجُنُبِ	وَالصَّاحِبِ بِالْجَنُبِ	وَابْنِ السَّبِيلِ
اور رشتہ دار پڑوسی سے	اور دوری والے پڑوسی سے	اور پہلو کے ساتھ رہنے والے سے	اور مسافروں سے

وَمَا	مَلَكَتْ	أَيْمَانُكُمْ	إِنَّ اللَّهَ	لَا يُحِبُّ	مَنْ
اور اس سے جس کے	مالک ہوئے	تمہارے داہنے ہاتھ	یقیناً اللہ	پسند نہیں کرتا	اس کو جو

كَانَ	مُخْتَلًا	فَحُورًا	لِلَّذِينَ	يَبْخُلُونَ	وَيَا مُرُون
ہو	تکبر کرنے والا	اترانے والا	وہ لوگ جو	کنجوسی کرتے ہیں	اور ترغیب دیتے ہیں

النَّاسِ	بِالْبُخْلِ	وَيَكْتُمُونَ	مَا	أَتَاهُمُ	اللَّهُ
لوگوں کو	کنجوسی کی	اور چھپاتے ہیں	اس کو جو	دیا ان کو	اللہ نے

وَأَعْتَدْنَا	لِلْكَافِرِينَ	عَذَابًا مُّهِينًا
اور ہم نے تیار کیا	کافروں کے لیے	ایک رسوا کرنے والا عذاب

نوٹ-1

ان آیات میں اصل ہدایت حقوق العباد کی ہے لیکن بات کی ابتداء حقوق اللہ سے کی گئی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ براداری یا سوسائٹی کے دباؤ سے اور حکومت کے قوانین سے بچنے کی کوئی راہ انسان تلاش کر ہی لیتی ہے۔ کسی کو دوسروں کا حق ادا کرنے کے لئے حقیقتاً اگر کوئی چیز آمادہ کر سکتی ہے تو صرف اللہ کے سامنے جوابدہی کا خوف ہے۔ اس لئے دوسروں کا حق ادا کرنے کی تاکید سے پہلے اس احساس کو اجاگر کیا گیا ہے۔

جس کے دل میں یہ احساس پیدا ہو گیا ہے اسے سب سے پہلے یہ فکر لاحق ہوتی ہے کہ کن لوگوں کا ہم پر حق بنتا ہے، جو ہمیں ادا کرنا ہے۔ آیت میں اس کی وضاحت کی گئی ہے۔ اس ضم، ن میں وَالصَّاحِبِ بِالْجَنُبِ کے الفاظ غور طلب ہیں۔ اس کے لفظی معنی ہیں، ہم پہلو ساتھی یعنی ہم نشین۔ یہ بہت ہمہ گیر لفظ ہے۔ اس میں بیوی بچے، دیگر اہل خانہ اور قریبی پڑوسی کے علاوہ وہ لوگ بھی شامل ہیں جن سے کاروبار، ملازمت، سفر اور بازار میں خرید و فروخت کے دوران ہمیں واسطہ پڑتا ہے۔ اسی طرح آج کل غلام نہیں ہوتے لیکن ان کی جگہ گھریلو ملازمین کے حقوق آجاتے ہیں کیونکہ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ کا اطلاق ان پر بھی ہوتا ہے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسے تمام لوگوں کے ہم پر کیا حقوق ہیں۔ اس کے لیے نبی کریم ﷺ ایک اصولی راہنمائی دے گئے ہیں جس کا مفہوم یہ ہے کہ دوسروں کے لیے بھی وہی پسند کرو جو تم اپنے لیے پسند کرتے ہو۔ اس اصول کے تحت ہر شخص آسانی سے معلوم کر سکتا ہے کہ دوسروں کے اس پر کیا حقوق ہیں؟ البتہ چند تعلقات کے کھ پہلوؤں کی اس اصول سے پوری طرح وضاحت نہیں ہوتی۔ مثلاً ایک شوہر بیوی بن کر نہیں سوچ سکتا کہ وہ اپنے لیے کیا پسند کرتی ہے، نہ ہی بیوی شوہر بن کر سوچ سکتی ہے۔ ایک بچہ جب تک خود باپ نہ بن جائے، اس وقت تک وہ نہیں سوچ سکتا کہ ایک والد کیا پسند کرتا ہے۔ تعلقات باہمی کے ایسے پہلوؤں کی وضاحت قرآن مجید اور احادیث میں کر دی گئی ہے۔

اللہ کے بعد بندوں کا حق آتا ہے لیکن ہماری آخرت کے بننے یا بگڑنے کے لحاظ سے بندوں کا حق زیادہ خطرناک ہے۔ کیونکہ اللہ کے حقوق میں کوتاہی سچی توبہ کرنے سے معاف ہو جاتی ہے۔ حد یہ ہے کہ بندہ اگر شرک سے بھی سچی توبہ کر لے تو وہ بھی معاف ہو جائے گا۔ لیکن کسی بندے کا حق اللہ بھی معاف نہیں کرے گا جب تک بندہ نہ معاف کرے۔ اور بندوں سے معاف کرانا بھی صرف اس دنیا میں ممکن ہے۔ آخرت میں کوئی کسی کو معاف نہیں کرے گا۔

بندوں میں سب سے مقدم حق والدین کا ہے، اس لیے اس کے متعلق ہدایات زیادہ ہیں۔ والدین اگر مشرک ہوں اور شرک کا حکم دیں تو ان کی بات نہیں ماننی ہے لیکن اس کے باوجود ان سے بدتمیزی کرنے کی اجازت نہیں ہے اور نہ ان کی خدمت میں کوئی کمی کر سکتے ہیں۔ (آیت نمبر۔ 31/ لقمان: 15)۔ رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا کہ اس کی ناک خاک آلود ہو جس نے والدین کو یا ان میں سے کسی ایک کو بوڑھا پایا یا اور صغیر نہ ہو گیا۔ (مسلم)۔ آپ ﷺ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ جو چاہتا ہے کہ اس کے رزق اور عمر میں برکت ہو، اسے چاہیے کہ صلہ رحمی کرے (بخاری و مسلم)۔ والدین کئی فرمانبرداری یہاں تک کہ اگر آپ نفل نماز پڑھ رہے ہیں اور ان میں سے کوئی آپ کو آواز دیتا ہے تو آپ نیت توڑ کر جائیں، ان کی بات سنیں، کوئی کام ہو تو اسے کر کے پھر نماز پڑھیں۔

ہم لوگوں میں اکثریت کا تاثر یہ ہوتا ہے کہ ہم تو لوگوں کے حقوق کا خیال کرتے ہیں اور حتی الامکان ادا بھی کرتے ہیں اور حتی الامکان ادا بھی کرتے ہیں لیکن دوسرے لوگ اس کا خیال نہیں کرتے۔ نوٹ کر لیں کہ ویسے تو صبر کرنا اچھی بات ہے لیکن اس مرحلے پر خاموشی اختیار کرنا درست نہیں ہے۔ کیونکہ آپ دوسروں کی آخرت کی خرابی کو گوارہ کر رہے ہیں۔ حالانکہ آپ کو اپنی آخرت کی خرابی گوارا نہیں ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ ایسی صورت میں ہم کیا کریں؟ اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہے کہ تم لوگ دعوت دو اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت سے یعنی مناسب اور موزوں موقع محل دیکھ کر، اور اچھی نصیحت سے یعنی انسان کی ذہنی سطح کے مطابق دل لگتی بات کہہ کر، اور اگر کبھی بحث و مباحثہ کرنا ہی پڑ جائے تو ان لوگوں سے مباحثہ کرو خوبصورت انداز میں کیونکہ غصہ کرنے سے اور دوسروں کو برا بھلا کہنے سے تمہاری بات کی وقعت ختم ہو جاتی ہے۔ (16/ النحل: 125)۔ اس لیے ادائیگی حقوق میں اگر کسی کی کوتاہی ہمارے علم میں آئے تو اسے آگاہ کر دینا چاہیے۔ معاشرے میں یہ روش عام ہوگی تو کوئی ہماری کوتاہی سے ہم کو آگاہ کرے گا۔ اگر سب نے خاموشی اختیار کرنے کی روش اپنائی تو حق تلفیوں کا دائرہ وسیع ہوتا جائے گا۔ اور معاشرے کا حسن جاتا رہے گا۔

دوسروں کو ان کی کوتاہی سے آگاہ کرنے کے لیے جس احس طریقے کی مذکورہ آیت میں ہدایت ہے، اس کی عملی تفسیر کی جانب ایک حدیث سے راہنمائی ملتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان، مسلمان کا آئینہ ہے۔ اب غور کریں کہ آئینہ کیا کرتا ہے۔ آپ کے سر یا چہرے پر، جہاں آپ کی نظر نہیں جاتی، اگر کوئی ناپسندیدہ چیز لگی ہوئی ہے، تو آئینہ آپ کو آگاہ کر دیتا ہے۔

آئینہ کا دوسرا کام یہ ہے کہ آپ کی ناپسندیدہ چیز سے وہ نہ صرف آپ کو آگاہ کرتا ہے بلکہ آپ کے علاوہ کسی اور کو بھی نہیں بناتا۔ آئینہ کا تیسرا کام یہ ہے کہ اس کی ببتائی ہوئی چیز کو اگر آپ خود سے دور نہیں کرتے یعنی آئینہ کا مشورہ قبول نہیں کرتے تو وہ آپ سے ناراض نہیں ہوتا نہ وہ کسی سے آپ کی شکایت کرتا ہے اور نہ ہی آپ سے قطع تعلق کرتا ہے بلکہ اپنا کام جاری رکھتا ہے۔ احسن طریقے سے دوسروں کی اصلاح کرنے کے یہ تین اصول ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو دے گئے ہیں۔ جتنا زیادہ ہم اس پر عمل کریں گے۔ اتنا ہی معاشرے کے حسن میں اضافہ ہوگا۔

دوسروں کی اصلاح اسی کو زیب دیتی ہے جس نے خود اپنی اصلاح کر لی ہو۔ اس کے لیے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ اپنے رویہ کو دوسرے کے رویہ کا تابع مت بناؤ، جو تمہارا حق مارتا ہے تم اس کا حق ادا کرو، کوئی تم پر ظلم کرتا ہے تو اس کے ساتھ تم ظلم مت کرو۔ (تفہیم القرآن۔ تفسیر آیت نمبر 13/ الرعد: 22)

### آیت نمبر (38 تا 42)

﴿وَالَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ رِئَاءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ ط وَمَنْ يَكُنِ الشَّيْطَانُ لَهُ قَرِينًا فَسَاءَ قَرِينًا ۖ وَمَا ذَا عَلَيْهِمْ لَوْ آمَنُوا بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَانْفَقُوا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللَّهُ ط وَكَانَ اللَّهُ بِهِمْ عَلِيمًا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۖ وَإِنْ تَكَ حَسَنَةً يُّضْعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَدُنْهُ أَجْرًا عَظِيمًا ۚ فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَؤُلَاءِ شَهِيدًا ۚ يَوْمَ يَدْعُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَعَصَوُا الرَّسُولَ لَوْ تُسَوَّىٰ بِهِمُ الْأَرْضُ ط وَلَا يَكْتُمُونَ اللَّهَ حَدِيثًا ۚ﴾

ق ر ن

(س)	قَرْنًا	دو یا دو سے زیادہ چیزوں کا باہم جمع ہونا۔ اکٹھا ہونا۔ جڑنا۔
	قَرِينٌ	ج قَرْنَاءُ۔ فَعِيلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ ہر وقت جڑا رہنے والا۔ ساتھی۔ ہم نشین۔ ﴿وَقِيضْنَا لَهُمْ قُرْنًا﴾ (41/ حمد السجدة: 25) ”اور ہم نے تعینات کیے ان کے لیے کچھ ساتھی۔“
	قَرْنٌ	ج قُرُونٌ۔ زمانہ۔ ایک سو سال جمع ہونے کا عرصہ۔ پھر ایک زمانے میں ساتھ رہنے والے لوگوں کے لیے آتا ہے۔ امت۔ جماعت۔ ﴿وَأَنشَأْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قَرْنًا آخَرِينَ﴾ (6/ الانعام: 6) ”اور ہم نے اٹھایا ان کے بعد ایک دوسری امت کو۔“ ﴿وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا الْقُرُونَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوا﴾ (10/ یونس: 13) ”اور ہم ہلاک کر چکے ہیں تم سے پہلے قوموں کو جب انہوں نے ظلم کیا۔“
	قَرْنَيْنِ	یہ قَرْنٌ کا متثنیہ ہے۔ ذُو الْقَرْنَيْنِ کا مطلب ہے دو زمانوں یا دو قوموں والا۔ قرآن میں یہ ایک بادشاہ کے نام (اسم علم) کے طور پر آیا ہے۔ ﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْقَرْنَيْنِ ط﴾ (18/ الکہف: 83) ”یہ لوگ پوچھتے ہیں آپ سے ذوالقرنین کے بارے میں۔“
	قَارُونَ	حضرت موسیٰ کی امت کے ایک سرمایہ دار کا نام ہے۔ ﴿إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوسَىٰ فَبَغَىٰ عَلَيْهِمْ ۖ﴾ (28/ القصص: 76) ”پیشک قارون موسیٰ کی قوم میں سے تھا پھر اس نے بغاوت کی ان سے یعنی قوم سے۔“
(افعال)	إِفْرَآئًا	دو یا زیادہ چیزوں کو اکٹھا کرنا۔ باندھنا۔
	مُفَرِّنٌ	اسم الفاعل ہے۔ باندھنے والا۔ ﴿سُبْحَنَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُفَرِّنِينَ﴾

(43/ الزخرف: 13) ”پاک ہے وہ جس نے مسخر کیا ہمارے لیے اس کو اور ہم نہیں پہنچتے اس کو باندھنے والے یعنی قابو پانے والے۔“

خوب کس کے باندھنا۔

(تفعیل) تَقْرِیْنَا

مُقَرَّنٌ

اسم المفعول ہے۔ کس کے باندھا ہوا۔ ﴿وَتَرَى الْمُجْرِمِينَ يَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِينَ فِي الْأَصْفَادِ﴾ (14/ ابراہیم: 49) ”اور تو دیکھے گا اس دن مجرموں کو بندھے ہوئے بیڑیوں میں۔“

اہتمام سے متصل ہونا۔ جڑنا۔

(افعال) اقْتَرَانًا

مُقْتَرِنٌ

اسم الفاعل ہے۔ جڑنے والا۔ ﴿أَوْ جَاءَ مَعَهُ الْمَلِیْکَةُ مُقْتَرِنِينَ﴾ (43/ الزخرف: 53) ”یا آتے فرشتے اس کے ساتھ متصل ہونے والے ہوتے ہوئے یعنی ساتھ رہنے والے۔“

ث ق ل

وزن معلوم کرنے کے لیے ہاتھ میں اٹھانا۔

(ن) ثَقَلَا

ثَقُلْ

ج اَثَقَالٌ۔ اسم ذات بھی ہے۔ وزن۔ بوجھ۔ ﴿وَلِيَحْمِلُنْ أَثْقَالَهُمْ وَ اَثَقَالًا مَّعَ اَثَقَالِهِمْ﴾ (29/ العنکبوت: 13) ”اور وہ لوگ لازماً اٹھائیں گے اپنے بوجھ اور کچھ دوسرے بوجھ اپنے بوجھ کے ساتھ۔“

اسم الآلہ ہے۔ تولنے کے اوزان۔ باٹ۔ آیت زیر مطالعہ۔

مِثْقَالٌ

وزنی ہونا۔ بھاری ہونا۔ ﴿فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ (7/ الاعراف: 8) ”پس وہ، بھاری ہوئے جس کے پلڑے تو وہ لوگ ہی مراد پانے والے ہیں۔“

(ک)

ثِقَالَةٌ

ج ثَقَالٌ۔ فَعِيلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ وزنی۔ بھاری۔ ﴿إِنَّا سَنُلْقِيْكَ قَوْلًا ثَقِيلًا﴾ (73/ المزمل: 5) ”بیشک ہم ڈالیں گے آپ ﷺ پر ایک بھاری بات۔“ ﴿وَيُنشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ﴾ (13/ الرعد: 12) ”اور وہ اٹھاتا ہے بھاری بدلیوں کو۔“

ثَقِيلٌ

کسی کو بھاری کرنا۔ کسی پر بوجھ لادنا۔ ﴿فَلَبَّأَ اَثَقَلْتُ دَعْوَا اللّٰهِ﴾ (7/ الاعراف: 189) ”پھر جب اس نے بھاری کیا تو دونوں نے پکارا اللہ کو۔“

(افعال)

اِثْقَالًا

اسم المفعول ہے۔ لدا ہوا۔ بوجھ تلے دبا ہوا۔ ﴿وَإِنْ تَنَزَّعْتُمْ مِّنْهُ ثِقَلَةٌ إِلَىٰ حِمْلِهَآ﴾ (35/ فاطر: 18) ”اور جب پکارے گی کوئی لدی ہوئی جان اپنے بوجھ کی طرف۔“

مُثْقَلٌ

بوجھ کے سبب سے کسی طرف جھک جانا۔ مائل ہونا۔ گر پڑنا۔ ﴿إِذَا قِيلَ لَكُمُ انْفِرُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اِنَّا قُلْنَا إِلَى الْأَرْضِ ط﴾ (9/ التوبة: 38) ”جب کہا جاتا ہے تم لوگوں سے کہ کوچ کرو اللہ کی راہ میں تو تم لوگ گرے پڑتے ہو زمین کی طرف۔“

(تفاعل)

اِثْقَالًا

ترکیب

يُنْفِقُونَ کا مفعول اَمْوَالَهُمْ ہے، جبکہ رِثَاءَ النَّاسِ حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہوا ہے۔ مَنْ شرطیہ ہے اس لیے یُكُنْ مجزوم ہوا ہے۔ الشَّيْطَانُ اس کا اسم ہے اور قَرِیْنَا اس کی خبر ہے۔ فَسَاءَ میں فعل ماضی ہے لیکن یہ جواب شرط بھی ہے اور آفاقی صداقت (آیت 2/ البقرہ: 49، نوٹ 2) بھی ہے اس لیے اس کا ترجمہ حال میں ہوگا۔ قَرِیْنَا تمیز ہے۔ تِلْكَ کا اسم اس میں شامل ہی کی ضمیر ہے اور حَسَنَةً اس کی خبر ہے۔ يُضْعِفُ کا فاعل اس میں هُوَ کی ضمیر ہے جو اللہ کے لیے ہے۔ وَجَدْنَا کا مفعول بَلَّک ہے اور شَهِيدًا تمیز ہے۔ تَسْوِي فعل مجہول ہے۔ الْأَرْضُ اس کا نائب فاعل ہے۔

ترجمہ

وَالَّذِينَ	يُنْفِقُونَ	أَمْوَالَهُمْ	رِئَاءَ النَّاسِ	وَلَا يَوْمُنُونَ <sup>681</sup>
اور وہ لوگ جو	خرچ کرتے ہیں	اپنے مالوں کو	لوگوں کو دکھاتے ہوئے	اور ایمان نہیں لاتے

بِاللّٰهِ	وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ <sup>ط</sup>	وَمَنْ	يَكُنْ	الشَّيْطَانُ	لَهُ	قَرِينًا	فَسَاءَ
اللہ پر	اور نہ ہی آخری دن پر	اور وہ	ہوا	شیطان	جس کا	ساتھی	تو وہ برا ہے

قَرِينًا <sup>٢٨</sup>	وَمَاذَا	عَلَيْهِمْ	كُو	أَمْنًا	بِاللّٰهِ	وَالْيَوْمِ الْآخِرِ
بطور ساتھی کے	اور کیا ہے	ان پر	اگر	وہ لوگ ایمان لائیں	اللہ پر	اور آخری دن پر

وَأَنْفَقُوا	وَمِمَّا	رَزَقَهُمْ	اللَّهُ <sup>ط</sup>	وَكَانَ	اللَّهُ	بِهِمْ	عَلِيمًا <sup>٢٩</sup>
اور خرچ کریں	اس میں سے جو	عطا کیا ان کو	اللہ نے	اور ہے	اللہ	ان کو	جاننے والا

إِنَّ اللَّهَ	لَا يَظْلِمُ	مِثْقَالَ ذَرَّةٍ <sup>٣٠</sup>	وَلَنْ	تَكُ	حَسَنَةً	يُضْعِفَهَا
یقیناً اللہ	ظلم نہیں کرتا	کسی ذرے کے ہم وزن	اور اگر	وہ ہو	کوئی نیکی	تو وہ بڑھاتا ہے اس کو

وَيُؤْتِ	مِنْ لَدُنْهُ	أَجْرًا عَظِيمًا <sup>٣١</sup>	فَكَيْفَ	إِذَا	جِئْنَا	مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ
اور وہ دیتا ہے	اپنے پاس سے	ایک شاندار بدلہ	تو کیسا ہوگا	جب	ہم لائیں گے	ہر امت سے

بِشَهِيدٍ	وَجِئْنَا	بِكَ	عَلَى هَؤُلَاءِ	شَهِيدًا <sup>٣٢</sup>	يَوْمَئِذٍ	يَوْمَئِذٍ
ایک گواہ کو	اور ہم لائیں گے	آپ کو	ان لوگوں پر	بطور گواہ	اس دن	چاہیں گے

الَّذِينَ	كَفَرُوا	وَعَصَوْا	الرَّسُولَ	كُو	تُسَوَّى
وہ لوگ جنہوں نے	کفر کیا	اور نافرمانی کی	ان رسول کی	کہ کاش	ہموار کر دیا جائے

بِهِمْ	الْأَرْضُ <sup>ط</sup>	وَلَا يَكْتُمُونَ	اللَّهُ	حَدِيثًا <sup>٣٣</sup>
ان پر	زمین کو	اور وہ لوگ نہیں چھپائیں گے	اللہ سے	کوئی بات

آیت نمبر-41 میں هَؤُلَاءِ کا اشارہ رسول اللہ ﷺ کی امت کی طرف ہے۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ امت کے اعمال آپ ﷺ پر پیش کیے جاتے ہیں۔ اس طرح اس آیت سے معلوم ہوا کہ گزشتہ امتوں کے انبیاء اپنی اپنی امت پر بطور گواہ پیش ہوں گے اور آپ ﷺ بھی اپنی امت کے اعمال کی گواہی دیں گے۔ (معارف القرآن)

نوٹ-1

قرآن مجید کے اس اسلوب سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے جو اپنی کسی امت کے متعلق گواہی دے، ورنہ قرآن مجید میں اس کا بھی ذکر ہوتا۔ اس اعتبار سے یہ آیت ختم نبوت کی دلیل بھی ہے۔ (معارف القرآن)

نوٹ-2



## آیت نمبر (43)

681

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَىٰ حَتَّىٰ تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ وَلَا جُنْبًا إِلَّا عَابِرِي سَبِيلٍ حَتَّىٰ تَغْتَسِلُوا وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُم مِّنَ الْغَائِطِ أَوْ لَمَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَسَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوْهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُورًا ۝﴾

س ک ر

(ن)	سَكْرًا	کسی چیز کی روانی کو روک دینا جیسے دریا پر بند بنانا۔
(س)	سَكْرًا	عقل کی روانی کا رک جانا۔ غصہ یا نشہ سے مدہوش ہونا۔
	سَكْرًا	مدہوش کرنے والی چیز۔ نشہ آور چیز۔ ﴿تَتَّخِذُونَ مِنْهُ سَكْرًا﴾ (16/ النحل: 67) ”تم لوگ بناتے ہو اس سے نشہ آور چیز۔“
	سَكْرَةً	مدہوشی۔ نشہ ﴿وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ۖ﴾ (50/ ق: 19) ”اور آتی ہے موت کی مدہوشی حق کے ساتھ۔“
	سُكَرَى	مبالغہ کے وزن فُعْلَانُ کی مؤنث فَعْلَىٰ اور جمع فُعَالَىٰ کے وزن پر آتی ہے۔ اس طرح سَكْرَ کے مبالغہ سَكْرَنِي کی جمع سُكَرَىٰ ہے جسے قرآن مجید میں سُكَرَىٰ لکھا گیا ہے۔ بہت زیادہ مدہوش ہونا۔ آیت زیر مطالعہ۔
(تفعیل)	تَسْكِيرًا	گلا گھونٹنا۔ روک دینا۔ ﴿إِنَّمَا سَكَّرْتُ أَبْصَارُنَا﴾ (15/ الحجر: 15) ”کچھ نہیں سوائے اس کے کہ باندھ دی گئیں ہماری نگاہیں۔“

غ س ل

(ض)	غَسَلًا	کسی چیز کو پانی سے دھونا۔ میل کچیل دور کرنا۔
	اغْسِلْ	فعل امر ہے۔ تو دھو۔ ﴿إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوْهَكُمْ﴾ (5/ المائدہ: 6) ”جب بھی تم لوگ کھڑے ہو نماز کے لیے تو تم لوگ دھو اپنے چہروں کو۔“
	غَسِلِينَ	دور کیا ہوا میل کچیل۔ زخموں کا دھوون۔ ﴿وَلَا طَعَامٌ إِلَّا مِنْ غَسِلِينَ﴾ (69/ الحاقۃ: 36) ”اور کوئی کھانا نہیں ہوگا۔ مگر زخموں کے دھوون میں سے۔“
(افتعال)	اغْتَسَلًا	اہتمام سے دھونا۔ نہانا۔ غسل کرنا۔ آیت زیر مطالعہ۔
	مُغْتَسِلٌ	اسم المفعول ہے جو ظرف کے معنی میں آتا ہے۔ نہانے کی جگہ۔ غسل خانہ۔ ﴿بِرَجْلِكَ ۖ هَذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ﴾ (38/ ص: 42) ”یہ ٹھنڈا پانی ہے نہانے کا۔“

ل م س

(ن-ض)	لَبَسًا	(۱) کسی چیز کو چھونا۔ (۲) کسی چیز کو ڈھونڈنا۔ ﴿وَأَنَّا لَبَسْنَا السَّيَاءَ﴾ (72/ الجن: 8) ”اور یہ کہ ہم نے ٹٹولا آسمان کو۔“
(مفاعلہ)	مَلَا مَسَةً	ایک دوسرے کو چھونا۔ مباشرت کرنا۔ آیت زیر مطالعہ۔
(افتعال)	الْتِمَسًا	اہتمام سے ڈھونڈنا۔ تلاش کرنا۔

التَّبَسُّسُ فعل امر ہے۔ تو تلاش کر۔ ﴿قِيلَ ارْجِعُوا وَرَاءَكُمْ فَالْتَمِسُوا نُورًا ط﴾ (687/ المائدہ: 13) ”کہا جائے گا تم لوگ واپس جاؤ اپنے پیچھے پھر تلاش کرو نور کو۔“

غ و ط

(ن) غَوَّطًا گڑھا کھودنا۔ کسی کو غوطہ دینا۔  
غَاظًا اسم الفاعل ہے۔ غوطہ دینے والا۔ پھر استعارۃً رفع حاجت کی جگہ کے لیے بھی آتا ہے یعنی ہاتھ روم۔  
آیت زیر مطالعہ۔

م س ح

(ف) مَسَحًا کسی چیز پر ہاتھ پھیرنا۔ پونجھنا۔ مسح کرنا۔  
امْسَحْ فعل امر ہے۔ تو مسح کر۔ آیت زیر مطالعہ۔  
الْمَسِيحُ فَعِيلٌ کا وزن ہے اور حضرت عیسیٰؑ کا لقب ہے کیونکہ ان کے ہاتھ پھیرنے سے مریض اچھے ہو جاتے تھے۔

ترکیب

وَلَا جُنُبًا حال ہے اور لَا تَقْرُبُوا الصَّلَاةَ پر عطف ہے۔ عَابِرِينَ بھی حال ہونے کی وجہ سے حالت نصبی میں ہے اور مضاف ہونے کی وجہ سے اس کا نون اعرابی گرا ہوا ہے۔ مَرَضَى سے مَاءً تک ان کی شرط ہے اور فَتَيَّبُوا جواب شرط ہے، جبکہ فَاْمَسَحُوا اس کی وضاحت ہے۔

ترجمہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ	آمَنُوا	لَا تَقْرُبُوا	الصَّلَاةَ	و
اے لوگو جو	ایمان لائے	تم لوگ قریب مت جاؤ	نماز کے	اس حال میں کہ

أَنْتُمْ	سُكْرَى	حَتَّى	تَعْلَمُوا	مَا	تَقُولُونَ	وَلَا جُنُبًا
تم	مدہوش ہو	یہاں تک کہ	تم لوگ جانو	اس کو جو	تم کہتے ہو	اور نہ ہی ناپاک ہوتے ہوئے

إِلَّا	عَابِرِي سَبِيلٍ	حَتَّى	تَغْتَسِلُوا	وَأِنْ	كُنْتُمْ
مگر	کسی راستے کے گزرنے والے ہوتے ہوئے	یہاں تک کہ	تم غسل کرلو	اور اگر	تم ہو

مَرَضَى	أَوْ عَلَى سَفَرٍ	أَوْ جَاءَ	أَحَدٌ	مِنْكُمْ	مِنَ الْغَائِطِ	أَوْ لِمَسْتُمْ
مریض	یا کسی سفر پر	یا آئے	کوئی ایک	تم میں سے	ہاتھ روم سے	یا تم لوگ مباشرت کرو

النِّسَاءَ	فَلَمْ تَجِدُوا	مَاءً	فَتَيَّبُوا	صَعِيدًا طَيِّبًا	فَاْمَسَحُوا
بیوی سے	پھر تم لوگ نہ پاؤ	پانی	تو تم لوگ تیمم کرو	کسی پاک مٹی سے	تو ہاتھ پھیرو

يُوجُوهُكُمْ	وَأَيِّدِيكُمْ ط	إِنَّ اللَّهَ	كَانَ	عَفُوًّا	عَفُورًا ۝۳۹
اپنے چہروں پر	اور اپنے ہاتھوں پر	بیشک اللہ	ہے	بے انتہا درگزر کرنے والا	بے انتہا بخشنے والا

## آیت نمبر (44 تا 46)

681

﴿الَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِّنَ الْكِتَابِ يَشْتَرُونَ الضَّلَلَةَ وَيُرِيدُونَ أَن تَضِلُّوا السَّبِيلَ ۖ وَاللَّهُ  
 أَعْلَمُ بِأَعْدَائِكُمْ ۖ وَكَفَى بِاللَّهِ وَلِيًّا ۚ وَكَفَى بِاللَّهِ نَصِيرًا ۝٤٥﴾ مِنَ الَّذِينَ هَادُوا يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ  
 مَوَاضِعِهِ وَيَقُولُونَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمِعْ غَيْرَ مُسْمِعٍ ۚ وَرَاعِنَا لَيْئًا بِالسِّنْتِهِمْ وَطَعْنَا فِي الدِّينِ ۖ وَ  
 لَوْ أَنَّهُمْ قَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَاسْمِعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَأَقْوَمَ ۚ وَلَكِن لَّعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ  
 فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا ۝٤٦﴾

ط ع ن

(ف)

طَعْنَا کسی کو نیزہ چھونا۔ طز کرنا۔ طعنہ دینا۔ آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب

اُوتُوا کا نائب فاعل اس میں ہُمْ کی ضمیر ہے جو الَّذِينَ کے لیے ہے، جبکہ نَصِيبًا مفعول ثانی ہے۔ کَفَى بِاللَّهِ میں باز آمدہ ہے اور یہ آفاقی صداقت کا بیان ہے اس لیے ترجمہ حال میں ہوگا۔ وَلِيًّا اور نَصِيرًا تیز ہیں۔ کَلِمَہ کی جمع کَلِمٌ ہے۔ غَيْرَ مُسْمِعٍ حال ہے اس لیے اس کا مضاف غَيْرَ منصوب ہوا ہے۔ لَيْئًا اور طَعْنَا بھی حال ہیں۔ اَقْوَمَ فعل تفضیل ہے اور گان کی خبر ثانی ہے۔

ترجمہ

الَمْ تَرَ	إِلَى الَّذِينَ	أُوتُوا	نَصِيبًا	مِّنَ الْكِتَابِ
کیا آپ نے غور نہیں کیا	ان لوگوں کی (حالت کی)	دیا گیا	ایک حصہ	کتاب سے

يَشْتَرُونَ	الضَّلَلَةَ	وَيُرِيدُونَ	أَن	تَضِلُّوا	السَّبِيلَ ۖ
اور وہ لوگ خریدتے ہیں	گمراہی کو	اور چاہتے ہیں	کہ	تم لوگ (بھی) گمراہ ہو	راستے سے

وَاللَّهُ	أَعْلَمُ	بِأَعْدَائِكُمْ ۖ	وَكَفَى	بِاللَّهِ	وَلِيًّا ۚ
اور اللہ	خوب جانتا ہے	تمہارے دشمنوں کو	اور کافی ہے	اللہ	بطور کارساز کے

وَكَفَى	بِاللَّهِ	نَصِيرًا ۝٤٥	مِنَ الَّذِينَ هَادُوا	يُحَرِّفُونَ
اور کافی ہے	اللہ	بطور مددگار کے	جو یہودی ہوئے ان میں وہ بھی ہیں	جو پھیرتے ہیں

الْكَلِمَ	عَنْ مَوَاضِعِهِ	وَيَقُولُونَ	سَمِعْنَا	وَعَصَيْنَا
کلاموں کو	ان کے رکھنے کی جگہوں سے	اور کہتے ہیں	ہم نے سنا	اور ہم نے نافرمانی کی

وَاسْمِعْ	غَيْرَ مُسْمِعٍ	وَرَاعِنَا	لَيْئًا
اور (کہتے ہیں) تو سن	نہ سنایا ہوا ہوتے ہوئے	اور (کہتے ہیں) راعنا	مروڑتے ہوئے

بِالسِّنْتِهِمْ	وَطَعْنَا	فِي الدِّينِ ۖ	وَلَوْ أَنَّهُمْ	قَالُوا
اپنی زبانوں کو	اور طعنہ دیتے ہوئے	دین میں	اور یہ کہ اگر وہ لوگ	کہتے

سَبِّعْنَا	وَاطْعُنَا	وَاسْبِعْ	وَأَنْظُرْنَا	لَكَانَ 681
ہم نے سنا	اور ہم نے اطاعت کی	اور (کہتے) آپ سنیے	اور آپ مہلت دیں ہم کو	تو یقیناً وہ ہوتا

خَيْرًا	لَهُمْ	وَاقْوَمًا	وَلَكِنْ	لَعَنَهُمُ	اللَّهُ	يَكْفُرُهُمْ
بہتر	ان کے لیے	اور زیادہ پائیدار	اور لیکن	لعنت کی ان پر	اللہ نے	ان کے کفر کے سبب سے

فَلَا يُؤْمِنُونَ	إِلَّا	قَلِيلًا ٥٧
پس وہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے	مگر	تھوڑے سے

### آیت نمبر (47 تا 50)

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا الْكِتَابَ آمِنُوا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّن قَبْلِ أَنْ نَطْغَسَ وُجُوهًا فَانزُدَهَا عَلَىٰ أَدْبَارِهَا أَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّا أَصْحَابَ السَّبْتِ ۖ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ۚ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ افْتَرَىٰ إِثْمًا عَظِيمًا ۚ﴾  
 الَّذِينَ يُزَكُّونَ أَنْفُسَهُمْ ۖ بَلِ اللَّهُ يُزَكِّي مَن يَشَاءُ وَلَا يُظْلَمُونَ فَتِيلًا ۚ﴾  
 أَنْظِرْ كَيْفَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ ۖ وَكَفَىٰ بِهِ إِثْمًا مُّبِينًا ۚ﴾

ط م س

کسی چیز کا حلیہ بگاڑ دینا۔ نام و نشان مٹا دینا۔ آیت زیر مطالعہ۔  
 فعل امر ہے۔ تو بگاڑ دے۔ ﴿رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰی اَمْوَالِهِمْ﴾ (10/ یونس: 88) ”اے ہمارے رب! تو برباد کر دے ان کے اموال کو۔“

طَبَسًا

(ض)

اِطْمِسْ

ف ت ل

رَسی بٹنا۔

فَتَّلًا

(ض)

نئی ہوئی باریک بٹی۔ دھاگہ۔ آیت زیر مطالعہ۔

فَتِيلًا

مُصَدِّقًا حال ہے۔ فَتَرَدُّد کا فاسیہ ہے اس لیے مضارع نَزَدَ حالت نصبی میں ہے۔ فاسیہ پر عطف ہونے کی وجہ سے  
 اَوْ نَلْعَنَهُمْ منصوب ہوا ہے۔ اور اس میں هُمْ کی ضمیر وُجُوهًا کے لیے ہے۔ كَانَ کا اسم اَمْرُ اللّٰہ ہے اور مَفْعُولًا اس کی خبر  
 ہے اور یہ آفاقی صداقت کا بیان ہے۔ اَنْ يُشْرِكَ کا نائب فاعل محذوف ہے جو کہ شَيْءٌ ہو سکتا ہے۔ یہ کی ضمیر اللہ کے لیے  
 ہے۔ اِثْمًا عَظِيمًا حال ہے۔ فَتِيلًا تمیز ہے۔ یہ کی ضمیر الْكَذِب کے لیے ہے۔ اِثْمًا مُّبِينًا تمیز ہے۔

ترکیب

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ	آمِنُوا	الْكِتَابَ	بِمَا	نَزَّلْنَا
اے لوگو جن کو	دی گئی	کتاب	اس پر جو	ہم نے اتارا

ترجمہ

مُصَدِّقًا	بِمَا	مَعَكُمْ	مِّن قَبْلِ	أَنْ	نَطْغَسَ
تصدیق کرنے والا ہوتے ہوئے	اس کی جو	تمہارے ساتھ ہے	اس سے پہلے	کہ	ہم بگاڑ دیں

وَجُوهًا	فَنَرَدَّهَا	عَلَىٰ أَدْبَارِهَا	أَوْ	نَلْعَنَهُمْ <sup>1</sup>	كَمَا
کچھ چہروں کو	پس ہم لوٹا دیں ان کو	ان کی پیٹھوں پر	یا	پھر ہم لعنت کریں	جیسے کہ

لَعْنًا	أَصْحَابَ السَّبْتِ <sup>ط</sup>	وَكَانَ	أَمْرُ اللَّهِ	مَفْعُولًا <sup>٢</sup>	إِنَّ اللَّهَ
ہم نے لعنت کی	السبت والوں پر	اور ہوتا ہے	اللہ کا حکم	کیا ہوا	یقیناً اللہ

لَا يَغْفِرُ	أَنْ	يُشْرَكَ	بِهِ	وَيَغْفِرُ	مَا
نہیں بخشے گا	(اس کو) کہ	شریک کیا جائے (کچھ بھی)	اس کے ساتھ	اور وہ بخش دے گا	اس کو جو

دُونَ ذَلِكَ	لِمَنْ	يَشَاءُ <sup>ج</sup>	وَمَنْ	يُشْرِكْ	بِاللَّهِ
اس کے علاوہ ہے	جس کے لیے	وہ چاہے گا	اور جو	شرک کرتا ہے	اللہ کے ساتھ

إِثْمًا عَظِيمًا <sup>٣</sup>	أَلَمْ تَرَ	إِلَى الَّذِينَ
ایک عظیم گناہ ہوتے ہوئے	کیا آپ نے غور نہیں کیا	ان (کی حالت) کی طرف جو

يُزَكُّونَ	أَنْفُسَهُمْ <sup>ط</sup>	بِاللَّهِ	يُرَكِّي	مَنْ	يَشَاءُ
تزکیہ کرتے ہیں	اپنے نفس کا	بلکہ اللہ	تزکیہ کرتا ہے	اس کا، جس کا	وہ چاہتا ہے

وَلَا يُظْلَمُونَ	فَتِيلًا <sup>٤</sup>	أَنْظُرْ	كَيْفَ	يَفْتَرُونَ
اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا	کسی دھاگے برابر بھی	تو دیکھ	کیسے	وہ لوگ گھڑتے ہیں

عَلَى اللَّهِ	الْكَذِبَ <sup>ط</sup>	وَكَفَى	بِهِ	إِثْمًا مُّبِينًا <sup>٥</sup>
اللہ پر	جھوٹ	اور کافی ہے	وہ	بطور واضح گناہ کے

نوٹ-1

کچھ لوگ یہ سوال کرتے ہیں کہ مذکورہ آیت نمبر-47 کے نزول کے بعد بے شمار یہود و نصاریٰ ایمان نہیں لائے پھر بھی مذکورہ عذاب نازل نہیں ہوا۔ یہ سوال قرآن مجید کے طرز بیان کو نہ سمجھنے کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ مولانا اشرف علی تھانویؒ کا کہنا ہے کہ سرے سے یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، کیونکہ یہاں کوئی لفظ ایسا نہیں ہے جس سے معلوم ہو کہ یہ عذاب ضرور واقع ہوگا، بلکہ اس کے امکان کا ذکر ہے۔ (منقول از معارف القرآن)

ہمارے چند معتقدین نے اس کو استعارۃً لیا ہے۔ مثلاً مجاہدؒ کے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ حق کے راستے سے دھکیل کر گمراہی کی طرف متوجہ کر دیں۔ ابوزیدؒ کے نزدیک لوٹا دینا یہ تھا کہ ارض حجاز سے بلاد شام میں پہنچا دیا جائے (منقول از تفسیر ابن کثیر)۔ استعارے کی گنجائش اس لیے بھی نکلتی ہے کہ وجوہ کا لفظ چہروں کے علاوہ پوری شخصیت اور توجہ وغیرہ کے معانی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

نوٹ-2

کوئی شخص اگر مرنے سے پہلے کسی بھی گناہ سے سچی توبہ کر لے تو وہ معاف ہو جائے گا۔ یہاں تک کہ شرک بھی سچی توبہ سے معاف ہو جاتا ہے۔ آیت نمبر-48 میں ایسے لوگوں کا ذکر ہے جن کو توبہ کی توفیق نصیب نہیں ہوئی۔ ایسے لوگوں میں سے جو شرک میں ملوث



تھے، تو وہ معاف نہیں ہوگا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا قطعی فیصلہ ہے۔ اگر کوئی شرک میں ملوث نہیں تھا لیکن کچھ دوسرے گناہ تھے، تو ان کی معافی کا امکان ہے۔ اور یہ فیصلہ اللہ تعالیٰ اپنے علم کامل کی بنیاد پر کرے گا کہ کس کا کون سا گناہ معاف کیے جانے کے قابل ہے۔<sup>681</sup>

نوٹ-3

آیت نمبر-49 میں اَلَّذِينَ يَزْكُونَ اَنْفُسَهُمْ کا ہم نے لفظی ترجمہ کیا ہے۔ سات مختلف ترجموں میں چیک کیا تھا اور ان سب میں اس کا مطلب یہ دیا گیا ہے کہ جو لوگ خود کو پاکیزہ سمجھتے ہیں یا اپنی پاکیزگی بیان کرتے ہیں۔ یہ دراصل تفسیری ترجمہ ہے جس کی وضاحت ضروری ہے۔

اس آیت میں جو طرزِ بیان ہے وہ قرآن مجید میں اور بھی متعدد مقامات پر اختیار کیا گیا ہے۔ ان میں سے صرف ایک کے حوالے سے ان شاء اللہ بات آسانی سے سمجھ میں آجائے گی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ یقیناً آپ ہدایت نہیں دیتے اس کو جس کو آپ چاہیں بلکہ اللہ ہدایت دیتا ہے اس کو جس کو وہ چاہتا ہی اور وہ خوب جانتا ہے ہدایت پانے والوں کو (28/ القصص: 56)۔ اس مقام پر یہ بات بہت واضح ہے کہ اس آیت میں ہدایت دینے کی کوشش کرنے کی ممانعت نہیں ہے۔ یہ نہ صرف مطلوب اور محمود ہے بلکہ بعض اوقات فرض بھی ہے۔ البتہ یہ بات سمجھنا مقصود ہے کہ ہماری اس کوشش کا نتیجہ کس کے حق میں نکلے گا، کب نکلے گا اور کتنا نکلے گا، یہ سارے فیصلے کلینیۃ اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہیں اور یہ فیصلے وہ اپنے علم کامل کی بنیاد پر کرتا ہے۔ اس لیے اپنی کوشش میں لگے رہو اور نتیجہ اللہ پر چھوڑ دو۔ اسی کا نام توکل ہے۔

اسی طرح آیت زیر مطالعہ میں بھی اپنے نفس کا تزکیہ کرنے کی کوشش کرنے کی ممانعت نہیں ہے۔ یہ کوشش بھی مطلوب و محمود ہے۔ البتہ یہاں ایسے لوگوں کی مذمت کی گئی ہے جو اس کو کوشش کے نتیجے کو یقینی سمجھ کر خود کو پاک سمجھنا شروع کر دیتے ہیں اور اپنی پاکیزگی کا دعویٰ کرنے لگتے ہیں۔ آیت کے مفہوم کے اسی پہلو کو تفسیری ترجموں میں اُجاگر کیا گیا ہے۔

نوٹ-4

آیت نمبر-48 میں اللہ تعالیٰ نے قطعی اعلان کر دیا ہے کہ وہ شرک معاف نہیں کرے گا۔ اس لیے ہر صاحبِ ایمان کا یہ فرض بنتا ہے کہ شرک کو پہچاننے کی وہ خود استعداد حاصل کرے اور دوسروں کے کہنے پر بھروسہ نہ کرے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ میدانِ حشر میں یہ بات قبول نہیں کی جائے گی کہ فلاں نے ہم کو غلط بتایا تھا، اس لیے اس کو پکڑو اور ہم کو چھوڑ دو۔ وہ بھی پکڑا جائے گا اور ساتھ میں ہم بھی پکڑے جائیں گے۔ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اس بات کی وضاحت موجود ہے۔ مثلاً (7/ الاعراف: 38)۔ (33/ الاحزاب: 67) وغیرہ۔ غلط لوگوں کی پردی کرنے والوں کا جرم یہ ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ غور و فکر اور عقل کی صلاحیتوں کو استعمال نہیں کیا اور کسی تحقیق کے بغیر دوسروں کی پیروی کی۔ (17/ بنی اسرائیل: 36)۔ اس لیے کم از کم شرک کی حد تک تو یہ لازمی ہے کہ دوسروں سے فتویٰ مانگنے کے بجائے ہم خود فیصلہ کر سکیں کہ کیا شرک ہے اور کیا نہیں ہے؟ اسی مقصد سے اس نوٹ میں شرک کے متعلق ضروری معلومات فراہم کی جا رہی ہیں۔

انسانی تاریخ کا یہ المیہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں شرک ان قوموں نے کیا جو اللہ اور آخرت کو مانتے تھے۔ یہود نے حضرت عزیرؑ اور نظریؑ نے حضرت عیسیٰؑ کو اللہ کا بیٹا بنایا جبکہ بنو اسماعیل نے فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دیا۔ اس پس منظر میں یہ ایک معجزہ ہے کہ امت محمدیہ (ﷺ) تا حال شرک بالذات سے بچی ہوئی ہے، لیکن مسئلہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات میں دوسروں کو شریک کرنے کے جرم سے ہم لوگ بھی نہ بچ سکے۔ اس لیے اس نوٹ میں ہم شرک فی الصفات کے متعلق کچھ اصولی باتیں سمجھیں گے تاکہ اس کو پہچاننے کی صلاحیت حاصل ہو جائے۔

شرک فی الصفات میں معاملہ لاحق ہونے کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہماری زبان میں جو الفاظ اللہ تعالیٰ کی صفات کے لیے استعمال ہوتے ہیں وہی الفاظ مخلوق کی صفات کے لیے بھی استعمال کیے جاتے ہیں۔ مثلاً اللہ سمیع ہے تو ہم بھی سنتے ہیں، اللہ عالم ہے تو ہم بھی عالم ہیں، وغیرہ۔ اس سبب سے پیدا ہونے والے مغالطے سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم اللہ اور مخلوق کی صفات میں تین بنیادی فرق کو ذہن میں رکھیں تاکہ شرک فی الصفات سے بچ سکیں۔

(1) پہلا فرق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات اس کی ذاتی ہیں، کسی نے اس کو دی نہیں، جبکہ مخلوق کی صفات ان کی ذاتی نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا کی ہیں تو ان کو ملی ہیں۔

(2) تیسرا اور بہت اہم فرق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات لامحدود ہیں جبکہ مخلوق کی صفات محدود ہیں۔ مثلاً جو آواز فاصلے پر ہو، اسے ہم نہیں سن سکتے۔ آواز اگر ہلکی ہو تو آواز کا احساس ہوتا ہے لیکن بات سمجھ میں نہیں آتی۔ اگر ہمارے سامنے کئی افراد بیک وقت ایک دوسرے سے بات (CROSS TALK) شروع کر دیں تو سب کی آواز ہمارے کان میں آئے گی لیکن بات کسی کی بھی سمجھ میں نہیں آئے گی۔ یہ سب کچھ ہماری صفت سماعت کے محدود ہونے کا ثبوت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفت سماعت کے لامحدود ہونے کا مطلب یہ ہے کہ فاصلے اس کے لیے بے معنی ہیں۔ بندہ چاہے قطب شمالی پر ہو یا قطب جنوبی پر، وہ سب کی سنتا ہے۔ آواز کا تیز یا ہلکا ہونا بھی اس کے لیے بے معنی ہے، وہ تو دل میں آنے والے خیال بھی سن لیتا ہے۔ اگر پوری دنیا کے انسان اسے بیک وقت پکاریں تو وہ ہر ایک کی سن لیتا ہے۔ اسی طرح ہم بقیہ صفات کے محدود اور لامحدود ہونے کا فرق سمجھ سکتے ہیں۔

یہ ایک پیمانہ (YARD STICK) ہے جس پر رکھ کر ہر شخص خود معلوم کر سکتا ہے کہ کیا شرک ہے اور کیا شرک نہیں ہے۔ اب یہ بھی نوٹ کر لیں کہ قرآن مجید میں شرک سے متعلق آیات کی تعداد ایک ہزار سے زیادہ ہے اور ان میں اکثریت شرک فی الصفات سے متعلق ہیں۔ نمونے کے طور پر صفحہ دو آیات دیکھ لیں۔

(1) اور تم لوگ اُس کی علاوہ جن لوگوں کو پکارتے ہو وہ قطیر (کھجور کی گٹھلی پر پائی جانے والی سفید جھلی) کے بھی مالک نہیں ہیں۔ اگر تم لوگ ان کو پکارو گے تو وہ لوگ تمہاری پکار کو نہیں سنیں گے اور اگر سنیں گے تو تم لوگوں کی حاجت روائی نہیں کر سکیں گے اور قیامت کے دن انکار کریں گے تم لوگوں کے شرک کا۔ (35/ فاطر 13-14)

(2) اسی کو ہی یعنی اللہ کو ہی پکارنا حق ہے۔ اور یہ لوگ اللہ کے سوا جن کو پکارتے ہیں وہ ان کے کچھ کام نہیں آتے مگر (اس طرح) جیسے کسی نے پانی کی طرف دونوں ہتھیلیاں پھیلائیں کہ وہ اس کے منہ تک آپہنچے اور وہ اس تک پہنچنے والا نہیں ہے۔ (13/ الرعد: 14)

### آیت نمبر (51 تا 55)

﴿الْمُ تَرِ إِلَى الَّذِينَ أَوْتُوا نَصِيبًا مِّنَ الْكِتَابِ يُؤْمِنُونَ بِالْجُبُوتِ وَالطَّاعُوتِ وَيَقُولُونَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا هَؤُلَاءِ أَهْدَىٰ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا سَبِيلًا ۚ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ ۖ وَمَن يَلْعَنِ اللَّهُ فَلَن تَجِدَ لَهُ نَصِيرًا ۚ﴾ أَمْ لَهُمْ نَصِيبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَإِذَا يُؤْتُونَ النَّاسَ نَقِيرًا ۚ أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَىٰ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ ۖ فَقَدْ آتَيْنَا آلَ إِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَاهُم مَّلَكًا عَظِيمًا ۚ فَبِعَنَاهُمْ مِّنْ أَمْنٍ بِهِ وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ ۖ وَكَفَىٰ بِجَهَنَّمَ سَعِيرًا ۚ﴾

اس مادہ سے کوئی فعل استعمال نہیں ہوتا۔  
 انتہائی نکمی اور ناکارہ چیز۔ واحد اور جمع سب کے لیے ہے۔ پھر استعارۂ بتوں، جادو گروں اور نجومیوں کے لیے آتا ہے (مفردات القرآن)۔ آیت زیر مطالعہ۔

جَبْتُ

نَقَرًا

(۱) ٹھونگے مار کر کسی چیز میں سوراخ یا گڑھا کرنا۔ (۲) پھونک مار کر بانسری یا بگل بجانا۔ ﴿فَإِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُورِ﴾ (74/ المدثر: 8) ”پھر جب پھونکا جائے گا بگل میں یعنی صور پھونکا جائے گا۔“  
 بگل۔ صور۔

نَاقُورٌ

نَقِيرٌ

کھجور کی گٹھلی کا گڑھا۔ یہ کسی انتہائی حقیر چیز کے لیے عربی محاورہ ہے جس کا اردو متبادل ہے ”بیل بھر“۔ آیت زیر مطالعہ۔

أَوْثُوا كَانَابَ فاعِل اس میں هُمْ کی ضمیر ہے جَوَالَى الَّذِينَ کے لیے ہے اور نَصِيبًا مفعول ثانی ہے۔ الطَّاعُونَ حرف جَرِّ ”بِ“ پر عطف ہونے کی وجہ سے مجرور ہوا ہے۔ هَؤُلَاءِ اشارہ ہے لِلَّذِينَ كَفَرُوا کے لیے جبکہ سَبِيلًا تمیز ہے۔ أَمْرٌ لَهُمْ میں أَمْرٌ استفہام کا ہے یعنی آ کے معنی میں ہے۔

أَلَمْ تَرَ	إِلَى الَّذِينَ	أَوْثُوا	نَصِيبًا	مِّنَ الْكِتَابِ	يُؤْمِنُونَ
کیا آپ نے غور نہیں کیا	ان کی طرف جن کو	دیا گیا	ایک حصہ	کتاب سے	وہ لوگ ایمان لاتے ہیں

بِالْحَبِطِ	وَالطَّاعُونَ	وَيَقُولُونَ	لِلَّذِينَ	كَفَرُوا	هَؤُلَاءِ
توہمات پر	طاغوت پر	اور کہتے ہیں	ان کے لیے جنہوں نے	کفر کیا	کہ یہ لوگ

أَهْدَى	مِنَ الَّذِينَ	أَمَنُوا	سَبِيلًا ⑤	أُولَئِكَ	الَّذِينَ
زیادہ ہدایت پر ہیں	ان سے جو	ایمان لائے	بلحاظ راستے کے	وہ لوگ	وہ ہیں

لَعَنَهُمُ	اللَّهُ	وَمَنْ	يَلْعَنُ	اللَّهُ	فَكَانَ تَجَدَّ	لَهُ
لعنت کی جن پر	اللہ نے	اور جس پر	لعنت کرتا ہے	اللہ	تو، تو ہرگز نہیں پائے گا	اس کے لیے

نَصِيرًا ⑥	أَمْرٌ	لَهُمْ	نَصِيبٌ	مِّنَ الْمُلْكِ	فَإِذَا	لَا يُؤْمِنُونَ	النَّاسِ
کوئی مددگار	کیا	ان کے لیے	کوئی حصہ ہے	سلطنت میں	پھر تو	وہ نہیں دیں گے	لوگوں کو

نَقِيرًا ⑦	أَمْرٌ	يَحْسُدُونَ	النَّاسِ	عَلَى مَا	أَتَاهُمْ	اللَّهُ	مِنْ فَضْلِهِ ⑧
بیل بھر بھی	یا	وہ حسد کرتے ہیں	لوگوں سے	اس پر جو	دیا ان کو	اللہ نے	اپنے فضل سے

فَقَدْ أَتَيْنَا	أَلْ إِبْرَاهِيمَ	الْكِتَابَ	وَالْحِكْمَةَ	وَأَتَيْنَاهُمُ
تو ہم دے چکے ہیں	ابراہیم کے پیروکاروں کو	کتاب	اور حکمت	اور ہم نے دی ان کو

مُلْكًا عَظِيمًا ⑨	فِيْنَهُمْ مَّنْ	أَمَنَ	بِهِ	وَمِنْهُمْ مَّنْ
ایک شاندار سلطنت	تو ان میں وہ بھی ہیں جو	ایمان لائے	اس پر	اور ان میں وہ بھی ہیں جو

صَدَّ	عَنْهُ ط	وَكَفَى	يَجْهَنَّمْ	سَعِيدًا ۝۵۸
رُکے رہے	اس سے	اور کافی ہے	جہنم	بطور شعلوں والی آگ کے

## آیت نمبر (56 تا 58)

﴿إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا سَوْفَ نُصْلِيهِمْ نَارًا ط كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُمْ بَدَّلْنَاهُمْ جُلُودًا غَيْرَهَا لِيَذُوقُوا الْعَذَابَ ط إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَزِيزًا حَكِيمًا ۝۵۶ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ط لَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُطَهَّرَةٌ وَوَدَّخْلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيلًا ۝۵۷ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ ط إِنَّ اللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهِ ط إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا ۝۵۸﴾

ن ض ج

(س) نَضَجًا پھل یا گوشت کا پکنا۔ آیت زیر مطالعہ۔

ج ل د

(ض) جَلَدًا جھڑے یا کھال پر مارنا۔  
 اِجْلَدُ فعل امر ہے۔ تو مار ﴿فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً﴾ (24/ النور: 4) ”تو تم لوگ مارو ان کو اسی کوڑے۔“  
 جَلْدَةٌ کوڑا۔  
 جُلُودٌ کھال۔ آیت زیر مطالعہ۔

نُصْلِي کا مفعول اولِ هُمْ کی ضمیر ہے اور نَارًا مفعول ثانی ہے۔ کُلَّمَا شرطیہ ہے اس لیے نَضِجَتْ ماضی کا ترجمہ مستقبل میں ہو گا۔ بَدَّلْنَاهُمْ کا مفعول اولِ هُمْ ہے اور جُلُودًا مفعول ثانی ہے۔ غَيْرَهَا میں ہا کی ضمیر جُلُود کے لیے ہے۔ اَنْ تَحْكُمُوا کا اَنْ، يَأْمُرُكُمْ پر عطف ہے۔

ترکیب

إِنَّ الَّذِينَ	كَفَرُوا	بِآيَاتِنَا	سَوْفَ	نُصْلِيهِمْ	نَارًا ط
بیشک وہ لوگ جنہوں نے	انکار کیا	ہماری نشانیوں کا	عنقریب	ہم ڈالیں گے ان کو	ایک آگ میں

ترجمہ

كُلَّمَا	نَضِجَتْ	جُلُودُهُمْ	بَدَّلْنَاهُمْ
جب کبھی بھی	پک جائیں گی	ان کی کھالیں	تو ہم تبدیل کر دیں گے ان کو (یعنی ان کے لیے)

جُلُودًا	غَيْرَهَا	لِيَذُوقُوا	الْعَذَابَ ط	إِنَّ اللَّهَ
کھالوں کو	ان کے (یعنی پہلی کھالوں کے) علاوہ	تاکہ وہ لوگ چکھیں	عذاب کو	یقیناً اللہ

كَانَ	عَزِيزًا ۝۵۶	وَالَّذِينَ	آمَنُوا	وَعَمِلُوا	الصَّالِحَاتِ
ہے	بالادست	حکمت والا	اور وہ لوگ جو	ایمان لائے	اور عمل کیے

سَنُدْخِلُهُمْ	جَنَّتِ	تَجْرِي	مِنْ تَحْتِهَا	الْأَنْهَارُ	1
ہم داخل کریں گے ان کو	ایسے باغات میں	بہتی ہیں	جن کے نیچے سے	نہریں	ایک حالت میں رہنے والے
فِيهَا	أَبْدًا	لَهُمْ	فِيهَا	أَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ	وَنُدْخِلُهُمْ
اس میں	ہمیشہ	ان کے لئے ہیں	ان میں	پاک کئے ہوئے جوڑے	اور ہم داخل کریں گے ان کو
ظِلًّا ظَلِيلًا ۝	إِنَّ اللَّهَ	يَأْمُرُكُمْ	أَنْ	تُؤَدُّوا	الْأَمْنَتِ
ہیشگی والے سائے میں	بیشک اللہ	حکم دیتا ہے تم لوگوں کو	کہ	تم لوگ لوٹا دو	امانتوں کو
إِلَىٰ أَهْلِهَا	وَإِذَا	حَكَمْتُمْ	بَيْنَ النَّاسِ	أَنْ	تَحْكُمُوا
ان کے اہل (یعنی اہلیت والوں) کی طرف	اور جب بھی	فیصلہ کرو	لوگوں کے مابین	(تویہ) کہ	تم لوگ فیصلہ کرو
بِالْعَدْلِ ۖ	إِنَّ اللَّهَ	نِعِمَّا	يُعِظُّكُمْ	بِهِ ۖ	إِنَّ اللَّهَ
عدل سے	بیشک اللہ	کیا ہی اچھی	نصیحت کرتا ہے تم لوگوں کو	اس سے	یقیناً اللہ
					ہے
سَمِيعًا	بَصِيرًا ۝				
سننے والا	دیکھنے والا				

نوٹ-1

جن لوگوں کے بدن پر کبھی کوئی پھوڑا یا پھنسی نکلی ہے وہ جانتے ہیں کہ جب وہ پک جاتے ہیں تو ان کی کھال گل کر الگ ہو جاتی ہے اور نیچے سے نئی کھال نکلتی ہے۔ اُس وقت وہ اتنی نازل اور حساس ہوتی ہے کہ اگر کوئی چیز اس کو چھو جائے تو آدمی بلبل اٹھتا ہے۔ جن لوگوں کو اس کا تجربہ ہے وہ کسی درجے میں لِيَذُوقُوا الْعَذَابَ کا مفہوم سمجھ سکتے ہیں۔

نوٹ-2

آیت نمبر-58 میں لفظ امانات جمع کے صیغے میں آیا ہے۔ اس میں اشارہ ہے کہ صرف مال و دولت ہی امانت نہیں ہوتی بلکہ اس کی اور بھی قسمیں ہیں۔ مثلاً ایک حدیث کے مطابق کسی مجلس میں جو بات کہی جائے وہ اسی مجلس کی امانت ہے اور اہل مجلس کو اجازت کے بغیر دوسروں کو بتانا خیانت ہے۔ ایک دوسری حدیث کے مطابق جس شخص سے کوئی مشورہ طلب کیا جائے وہ امین ہوتا ہے اس لیے اس پر لازم ہے کہ مشورہ وہی دے جو مشورہ مانگنے والے کے حق میں مفید ہے۔ اگر جانتے بوجھتے غلط مشورہ دیا تو اس نے خیانت کی۔

اسی طرح خانہ کعبہ کی کنجی کی تولیت کے مسئلہ پر اس آیت کا نازل واضح کر دیتا ہے کہ..... بھی عہدے اور منصب ہیں، وہ سب اللہ کی امانتیں ہیں اور ان کے امین وہ حکام ہیں جن کو ان عہدوں پر تقریری کا اختیار حاصل ہے۔ ان کے لیے جائز نہیں کہ کوئی عہدہ کسی ایسے شخص کے سپرد کر دیں جو علم اور عمل کسی قابلیت کے لحاظ سے اس عہدے کا اہل نہیں ہے۔ حکومت کے عہدے باشندگان ملک کے حقوق نہیں ہیں جنہیں آبادی کے تناسب کے اصول پر تقسیم کیا جائے۔ بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ امانتیں ہیں جو صرف ان کے اہل لوگوں کو دیئے جاسکتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ جس شخص کو عام مسلمانوں کی کوئی ذمہ داری سپرد کی گئی پھر اس نے کوئی عہدہ کسی شخص کو محض دوستی و تعلق کی بنیاد پر، اہلیت معلوم کیے بغیر دے دیا تو اس پر اللہ کی لعنت ہے، نہ اس کا فرض قبول ہوگا، نہ نفل، یہاں تک کہ وہ جہنم میں داخل ہو جائے۔ (منقول از معارف القرآن)



## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

### آیت نمبر (59)

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِيَ الْأَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ۝٥٩﴾

ترکیب

اُولُوا کی نصب اور جزو دونوں اُولی آتی ہے۔ اس آیت میں یہ اَطِيعُوا پر عطف ہونے کی وجہ سے مفعول ہے اور حالت نصب میں ہے۔ کُنْتُمْ کا اسم اس میں شامل اَنْتُمْ کی ضمیر ہے اور تُوْمِنُوْنَ اس کی خبر ہے۔ ذلک مبتداء ہے۔ خَيْرُ اس کی خبر اول ہے اور اَحْسَنُ خبر ثانی ہے، جبکہ تَاْوِيْلًا تمیز ہے۔

ترجمہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا	أَطِيعُوا	اللَّهُ	وَأَطِيعُوا	الرَّسُولَ
اے لوگو جو	ایمان لائے	تم لوگ اطاعت کرو	اللہ کی	اور اطاعت کرو

وَأُولِيَ الْأَمْرِ	مِنْكُمْ ۚ	فَإِنْ	تَنَازَعْتُمْ	فِي شَيْءٍ
اور حکم والوں کی	تم میں سے	پھر اگر	تم لوگ تنازعہ کرو	کسی چیز میں

فَرُدُّوهُ	إِلَى اللَّهِ	وَالرَّسُولِ	إِنْ كُنْتُمْ	تُؤْمِنُونَ
تو لوٹا دو اس کو	اللہ کی طرف	اور ان رسول کی طرف	اگر تم لوگ	ایمان رکھتے ہو

بِاللَّهِ	وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ	ذَلِكَ	خَيْرٌ	وَأَحْسَنُ	تَأْوِيلًا ۝٥٩
اللہ پر	اور آخری دن پر	یہ	سب سے بہتر ہے	اور سب سے اچھا ہے	بلحاظ انجام کار کے

نوٹ-1

اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کے بعد جو اطاعت مسلمانوں پر واجب ہے وہ اولی الامر کی اطاعت ہے، مسلمانوں کی فکری راہنمائی کرنے والے علم، سیاسی راہنمائی کرنے والے لیڈر، ملکی انتظام کرنے والے حکام، عدالتی فیصلے کرنے والے جج وغیرہ سب اولی الامر میں شامل ہیں۔ جو شخص جس حیثیت سے بھی مسلمانوں کا صاحب امر ہے اس کی اطاعت لازمی ہے۔ اس سے تنازعہ کر کے مسلمانوں کی اجتماعی زندگی میں خلل درست نہیں ہے البتہ اولی الامر کی اطاعت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کے تحت ہوگی۔ ایک حدیث میں ہے کہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ اپنے اولی الامر کی بات سنے اور مانے، خواہ سے پسند ہو یا ناپسند، تا وقتیکہ اسے معصیت کا حکم دیا جائے اور جب اسے معصیت کا حکم دیا جائے تو پھر نہ سنا ہے نہ مانا ہے۔ (تفہیم القرآن، بحوالہ بخاری و مسلم) بہت سے معاملات ایسے ہیں جن میں قرآن و سنت کی رو سے کوئی پابندی عائد نہیں ہے۔ نہ وہ واجب ہیں نہ حرام ہیں بلکہ اختیاری ہیں۔ ان کو اصطلاح میں مباحات کہا جاتا ہے۔ ایسے معاملات میں عملی انتظام اولی الامر کے سپرد ہے۔ (معارف القرآن)

ہندوستان پر انگریزوں کے دور حکومت میں مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے جیسے کچھ علماء سوء فی اس آیت کے حوالے سے کہا تھا کہ مسلمانوں پر اولی الامر کی اعانت بھی فرض ہے لیکن اسی آیت میں لفظ اولی الامر کے آگے مِنْكُمْ کا اضافہ کر کے واضح کر دیا گیا ہے کہ یہ اطاعت کا حکم ایسے اولی الامر کے لیے ہے جو خود مسلمانوں میں سے ہو۔

### آیت نمبر (60 تا 63)

﴿الَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَنْ يَتَحَاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَنْ يَكْفُرُوا بِهِ ط وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُضِلَّهُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا ۖ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَى مَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ رَأَيْتَ الْمُنْفِقِينَ يَصُدُّونَ عَنْكَ صُدُودًا ۚ فَكَيْفَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ ۖ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ ثُمَّ جَاءُوكَ يَحْلِفُونَ ۚ بِاللَّهِ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا إِحْسَانًا وَتَوْفِيقًا ۚ ۖ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَعْلَمُ اللَّهُ مَا فِي قُلُوبِهِمْ ۚ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَهُمْ فِي أَنْفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيغًا ۝﴾

ز ع م

(ن) زُعْمًا کسی غلط یا غیر یقینی بات کو یقینی سمجھنا یا جتنا۔ آیت زیر مطالعہ۔  
زَعَامَةً کسی چیز کا ذمہ دار اور جواب دہ ہونا۔ ضامن ہونا۔  
زَعْمُ اسم ذات ہے۔ گمان۔ خیال۔ ﴿هَٰذَا اللَّهُ يَزْعُمُهُمْ﴾ (6/ الانعام: 136) ”یہ اللہ کے لیے ہے ان کے خیال میں۔“  
زَعِيمُ فَعِيلُ کے وزن پر صفت ہے۔ جواب دہ۔ ضامن۔ ﴿سَلُّهُمْ أَيُّهُمْ بِذَلِكَ زَعِيمٌ ۖ﴾ (68/ القلم: 40) ”آپ ان سے پوچھیں کہ ان میں سے کون اس کا ضامن ہے۔“

ح ل ف

(ض) حَلَفًا قسم کھا کر عہد و پیمان کرنا۔ آیت زیر مطالعہ۔  
حَلَّافٌ فَعَالٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ بار بار اور کثرت سے قسم کھانے والا۔ ﴿وَلَا تُطِيعُ كُلَّ حَلَّافٍ مِّمَّهِينَ ۖ﴾ (68/ القلم: 10) ”اور کہنا مت مان ہر ایک بے وقعت قسمیں کھانے والے کا۔“

يَتَحَاكَمُوا کا مفعول مخدوف ہے، اِلَى الطَّاغُوتِ متعلق فعل ہے۔ یہ کی ضمیر طاغوت کے لیے ہے۔ اِذَا شرطیہ ہے۔ قِيلَ شرط اور رَأَيْتَ اس کا جواب شرط ہے۔ اس لیے دونوں کا ترجمہ حال میں ہوگا۔ يَحْلِفُونَ حال ہے۔

ترکیب

ترجمہ

الَمْ تَرَ	إِلَى الَّذِينَ	يَزْعُمُونَ	أَنَّهُمْ	آمَنُوا	بِمَا
کیا آپ نے غور نہیں کیا	ان لوگوں کی طرف جو	جنتے ہیں	کہ وہ لوگ	ایمان لائے	اس پر جو

أُنْزِلَ	إِلَيْكَ	وَمَا	أُنْزِلَ	مِنْ قَبْلِكَ	يُرِيدُونَ	أَنْ يَتَحَاكَمُوا
اتارا گیا	آپ کی طرف	اور جو	اتارا گیا	آپ سے پہلے	وہ لوگ چاہتے ہیں	کہ فیصلے کے لیے جائیں (جھگڑے کو)

إِلَى الطَّاغُوتِ	وَ	قَدْ أُمِرُوا	أَنْ يَكْفُرُوا	بِهِ ط	وَيُرِيدُ
سرکشوں کی طرف	حالانکہ	حکم دیا گیا ہے ان کو	کہ وہ انکار کریں	اس کا	اور چاہتا ہے

الشَّيْطَانُ	أَنْ يُضِلَّهُمْ	ضَلَّالًا بَعِيدًا ۝	وَرِذَا	قِيلَ 681
شیطان	کہ وہ گمراہ کرے ان کو	دور کی گمراہی میں	اور جب بھی	کہا جاتا ہے
لَهُمْ	تَعَالَوْا	إِلَى مَا	أَنْزَلَ	اللَّهُ
ان سے	تم لوگ آؤ	اس کی طرف جو	اُتارا	اللہ نے
الْمُنْفِقِينَ	يَصُدُّونَ	عَنْكَ	صُدُّوْا ۝	فَكَيْفَ
منافقوں کو	(کہ) وہ لوگ رکتے ہیں	آپ سے	جیسے کہ رکا جاتا ہے	تو کیسا ہوگا
أَصَابَتْهُمْ	مُصِيبَةٌ	بِمَا	قَدَّمَتْ	أَيُّدِيَهُمْ
آن لگے گی ان کو	کوئی مصیبت	اس کے سبب سے جو	آگے بھیجا	ان کے ہاتھوں نے
جَاءُوكَ	يَحْلِفُونَ ۝	بِاللَّهِ	إِنْ	أَرَدْنَا
وہ لوگ آئیں گے آپ کے پاس	قسم کھاتے ہوئے	اللہ کی	(کہ) نہیں	ارادہ کیا ہم نے
إِلَّا	إِحْسَانًا	وَتَوْفِيقًا ۝	أُولَئِكَ الَّذِينَ	يَعْلَمُ
مگر	بھلائی کا	اور ہم آہنگ کرنے کا	وہ لوگ ہیں کہ	جانتا ہے
فِي قُلُوبِهِمْ ۝	فَاعْرِضْ	عَنْهُمْ	وَ	عِظْهُمْ
ان کے دلوں میں ہے	تو آپ اعراض کریں	ان سے	اور	آپ نصیحت کریں ان کو
لَهُمْ	فِي أَنْفُسِهِمْ	قَوْلًا يَلِيقًا ۝		
ان سے	ان کے جی (یعنی دل) میں	ایک پہنچنے (یعنی اُترنے) والی بات		

آیت نمبر- 60 اپنے حکم اور الفاظ کے اعتبار سے عام ہے، ہر اس شخص کی مذمت اور برائی کا اظہار کرتی ہے جو کتاب و سنت سے ہٹ کر کسی اور باطل کی طرف اپنا فیصلہ لے جائے اور یہاں طاغوت سے یہی مراد ہے (ابن کثیر)

نوٹ- 1

### آیت نمبر (64 تا 65)

﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ ۖ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا ۝ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِي مَآ شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝﴾

ح ر ج

حَرَجًا (س) کسی چیز کا تنگ ہونا۔ پھر استعارۂ گناہ ہونے کے لیے آتا ہے کیونکہ احساس گناہ انسان کے دل کو تنگ کرتا ہے۔

حَرَجٌ اسم ذات بھی ہے۔ تنگی۔ گناہ۔ ﴿وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ ط﴾ (22/ الحج: 78) ”اور اس نے نہیں بنائی تم پر دین میں کوئی تنگی۔“ ﴿لَيْسَ عَلَى الْإِنْسَانِ حَرَجٌ﴾ (24/ النور: 61) ”اندھے پر کوئی گناہ نہیں۔“

ترکیب

ترجمہ

لِيُطَاعَ مَضَارِعُ مُجْهُولِ ہے اور اس کا نائب فاعل اس میں هُوَ کی ضمیر ہے جو رسول کے لیے ہے۔ وَلَوْ أَنَّهُمْ كَانُوا شَرِطِيَةً ہے اور لَوْ جَدُّوا پر لام جواب شرط کا ہے اس لیے ترجمہ اسی لحاظ سے ہوگا۔ وَرَبِّكَ میں رَبِّ کی جڑ بتا رہی ہے کہ اس سے پہلے واو قسمیہ ہے۔

وَمَا أَرْسَلْنَا	مِّن رَّسُولٍ	إِلَّا	لِيُطَاعَ	بِإِذْنِ اللَّهِ ط
اور ہم نے نہیں بھیجا	کوئی رسول	مگر	(اس لیے) کہ اس کی اطاعت کی جائے	اللہ کے حکم سے

وَلَوْ	أَنَّهُمْ	إِذْ ظَلَمُوا	أَنفُسَهُمْ	جَاءَ وَكَ
اور اگر	یہ (ہوتا) کہ وہ لوگ،	جب انہوں نے ظلم کیا	اپنے آپ پر،	آتے آپ کے پاس

فَاسْتَغْفَرُوا	اللَّهُ	وَاسْتَغْفَرَ لَهُمْ	الرَّسُولُ	لَوْ جَدُّوا
پھر استغفار کرتے	اللہ سے	اور استغفار کرتے ان کے لیے	رسول	تو وہ لوگ پاتے

اللَّهُ	تَوَابًا	رَّحِيمًا ۝	فَلَا	وَرَبِّكَ
اللہ کو	بار بار توبہ قبول کرنے والا	ہر حال میں رحم کرنے والا	پس نہیں!	آپ کے رب کی قسم

لَا يُؤْمِنُونَ	حَتَّىٰ	يُحْكَمُوا	فِيهَا	
وہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے	یہاں تک کہ	وہ حاکم تسلیم کریں آپ کو	اس میں، جس میں	

شَجَرٍ	بَيْنَهُمْ	ثُمَّ	لَا يَجِدُوا	فِي أَنفُسِهِمْ	حَرَجًا	مِّنَّا
اختلاف کیا	آپس میں	پھر	وہ نہ پائیں	اپنے جی میں	کوئی تنگی	اس سے، جو

قَضَيْتَ	وَيُسَلِّمُوا	تَسْلِيمًا ۝		
آپ نے فیصلہ کیا	اور وہ لوگ تسلیم کریں	جیسے تسلیم کرتے ہیں		

اس آیت کا حکم قیامت تک کے لیے ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ قیامت تک کے لیے نبی وقت ہیں۔ اس لیے آپ کی ہدایات ہمیشہ ہمیشہ کے لیے مسلمانوں کے درمیان فیصلہ کن سند ہیں۔ ان کو ماننے یا نہ ماننے ہی پر آدمی کے مومن ہونے یا نہ ہونے کا انحصار ہے۔ اسی بات کو رسول اللہ ﷺ نے ان الفاظ میں ارشاد فرمایا ہے کہ تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کی خواہش نفس اس طریقہ کی تابع نہ ہو جائے جسے میں لے کر آیا ہوں (تفہیم القرآن سے ماخوذ)۔

نوٹ - 1

### آیت نمبر (66 تا 70)

﴿وَلَوْ أَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ أَنِ اقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ أَوْ أَخْرِجُوا مِنْ دِيَارِكُمْ مَا فَعَلُوهُ إِلَّا قَلِيلٌ مِّنْهُمْ ط وَلَوْ أَنَّهُمْ فَعَلُوا مَا يُوعَظُونَ بِهِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَأَشَدَّ تَثْبِيتًا ۖ وَإِذَا لَاتَبْنَهُمْ مِّن لَّدُنَّا أَجْرًا عَظِيمًا ۖ وَلَهَدَيْنَهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا ۖ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ ۖ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا ۖ ذَٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللَّهِ ط وَكَفَىٰ بِاللَّهِ عَلِيمًا ۖ﴾

(ک)

رَفَاقَةً

ساتھی ہونا۔ نرمی سے پیش آنا۔

(ن)

رَفَقًا

مدد کرنا۔ سہارا دینا۔

مِرْفَقٌ

ج مِرْفَقٌ۔ مِفْعَلٌ کے وزن پر اسم الآلہ ہے۔ مدد کرنے یا سہارا دینے کا ذریعہ۔ کہنی۔ ﴿وِ

يُهَيِّئْ لَكُمْ مِنْ أَمْرِكُمْ مِرْفَقًا﴾ (18/ الکہف: 16) ”اور وہ اسباب پیدا کرے گا

تمہارے لیے تمہارے کام میں مدد کرنے کے ذریعے کے طور پر۔“ ﴿فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَ

أَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ﴾ (5/ المائدہ: 6) ”تو تم لوگ دھوؤ اپنے چہروں کو اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں

تک۔“

(افتعال)

إِزْتِفَاقًا

مدد یا سہارا لینا۔

مُرْتَفَقٌ

اسم المفعول ہے جو ظرف کے معنی میں آتا ہے۔ سہارا لینے یعنی آرام کرنے کی جگہ۔ ﴿وَحَسَنَتْ

مُرْتَفَقًا﴾ (18/ الکہف: 31) ”اور کیا ہی اچھی ہوئی بطور آرام کرنے کی جگہ کے۔“

ترکیب

مَا فَعَلُوهُ کی ضمیر مفعولی کَتَبْنَا کے حکم کے لیے ہے جس کی وضاحت اِن کے ساتھ آگے آئی ہے۔ خَيْرًا اور اَشَدَّ کی نصب کان کی خبر ہونے کی وجہ سے ہے، جبکہ تَثْبِيثًا تميز ہے۔ الصَّالِحِينَ، الشَّهَادَةِ اور الصَّالِحِينَ، یہ سب مِنْ پر عطف ہونے کی وجہ سے حالت جز میں آئے ہیں اور یہ مِنْ بیانیہ ہے۔ جواب شرط ہونے کی وجہ سے اُنْعَمَ کا ترجمہ مستقبل میں ہوگا۔ حَسَنَ فعل لازم ہے۔ اُولَئِكَ فاعل ہے اور رَفِيقًا تميز ہے۔

ترجمہ

وَلَوْ	اَنَّا كَتَبْنَا	عَلَيْهِمْ	اِنْ	اَقْتُلُوا	اَنْفُسَكُمْ	اَوْ	اُخْرَجُوا
اور اگر	ہم لکھتے	ان پر	کہ	تم لوگ قتل کرو	اپنے آپ کو	یا	تم لوگ نکلو

مِنْ دِيَارِكُمْ	مَا فَعَلُوهُ	اِلَّا	قَلِيلٌ	مِنْهُمْ	وَلَوْ
اپنے گھروں سے	تو وہ لوگ نہ کرتے اس کو	مگر	تھوڑے سے	ان میں سے	اور اگر

اَنَّهُمْ	فَعَلُوا	مَا	يُوعِظُونَ	بِهِ	لَكَانَ	خَيْرًا
یہ (ہوتا) کہ وہ لوگ	کرتے	اس کو	نصیحت کی جاتی ہے ان کو	جس کی	تو ہوتا	بہتر

لَهُمْ	وَأَشَدَّ	تَثْبِيثًا	وَإِذَا	لَا تَيْنُهُمْ
ان کے لیے	اور (ہوتا) زیادہ سخت	بلحاظ جمادینے کے	اور تب تو	ہم ضرور دیتے ان کو

مِنْ لَدُنَّا	أَجْرًا عَظِيمًا	وَلَهْدَايُهُمْ	صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا
اپنے پاس سے	ایک عظیم بدلہ	اور ہم ضرور ہدایت دیتے ان کو	ایک سیدھے راستے کی

وَمَنْ	يُطِيعِ	اللَّهُ	وَالرَّسُولَ	فَأُولَئِكَ	مَعَ الَّذِينَ
اور جو	اطاعت کرے گا	اللہ کی	اور ان رسول کی	تو وہ لوگ	ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے



اَنْعَمَ	اللّٰهُ	عَلَيْهِمْ	مِّنَ النَّبِيِّنَ	وَالصِّدِّيقِيْنَ	81 الشَّهَدَاءِ
انعام کرے گا	اللہ	جن پر	نبیوں میں سے	اور کامل سچوں میں سے	اور شہیدوں میں سے
وَالصَّالِحِيْنَ	وَحَسَنَ	اُولٰٓئِكَ	رَفِيقًا	ذٰلِكَ الْفَضْلُ	
اور نیک لوگوں میں سے	اور اچھے ہوئے	وہ لوگ	بطور رفیق کے	یہ فضل	
مِّنَ اللّٰهِ	وَكُفًى بِاللّٰهِ	عَلَيْهَا			
اللہ (کے پاس) سے ہے	اور کافی ہے اللہ	بطور جاننے والے کے			

نوٹ-1

پیچھے آیت نمبر-60 سے منافقین کے طرز عمل کے متعلق سلسلہ کلام کا آغاز ہوا تھا۔ زیر مطالعہ آیت نمبر-66 میں انہی کے متعلق ایک امکانی بات کہی گئی ہے کہ ان سے شریعت پر ہی عمل نہیں ہوتا، تو اگر ان سے دین کے لیے کسی بڑی قربانی کا مطالبہ کیا جاتا تو اس کے پورا ہونے کا کیا امکان ہے۔

نوٹ-2

رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کیا کہ میں شہادت دے چکا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور یہ کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ اور میں پانچ وقت کی نماز کا بھی پابند ہوں، زکوٰۃ بھی ادا کرتا ہوں اور رمضان کے روزے بھی رکھتا ہوں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اس حالت میں مرجائے وہ انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا بشرطیکہ اپنے ماں باپ کی نافرمانی نہ کرے (معارف القرآن)۔

### آیت نمبر (71 تا 74)

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا خُذُوا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوا ثُبَاتٍ أَوْ انفِرُوا جَمِيعًا ۖ وَإِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيَبْطِئَنَّ ۚ فَإِنْ أَصَابَكُمْ مُّصِيبَةٌ قَالُوا قَدْ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْنَا إِذْ لَمْ أَكُنْ مَعَهُمْ شَهِيدًا ۖ وَلَئِنْ أَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللَّهِ لَيَقُولَنَّ كَأَن لَّمْ تَكُنْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ مَوَدَّةٌ يُّلَيْتَنِي كُنْتُ مَعَهُمْ فَأَفُوزَ فَوْزًا عَظِيمًا ۖ فَلْيُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يَشْرُونَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ ۖ وَمَنْ يُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيُقْتَلْ أَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ۖ﴾

ن ف ر

(ض) نَفَرًا (۱) کسی اہم کام کے لیے نکلنا جیسے سفر یا جنگ کے لیے۔ ﴿وَقَالُوا لَا تَنْفِرُوا فِي الْحَرِّ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ أَشَدُّ حَرًّا ط﴾ (9/ التوبة: 81) ”اور انہوں نے کہا مت نکلو گرمی میں۔ آپ کہہ دیجئے جہنم زیادہ سخت ہے بلحاظ گرمی کے۔“

(۲) نَفَرَ عَنْهُ۔ کسی چیز سے دور بھاگنا۔ نفرت کرنا۔ بدکنا۔

فعل امر ہے تو نکل۔ آیت زیر مطالعہ۔

فُعُولُ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ انتہائی بیزاری۔ نفرت۔ ﴿وَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا نُفُورًا ط﴾ (17/ بنی اسرائیل: 41) ”اور یہ زیادہ نہیں کرتا ان کو مگر نفرت میں۔“

نَفَرٌ

کسی کام کے لیے نکلنے والی چھوٹی جماعت۔ پھر ہر چھوٹی جماعت کے لیے عام ہے۔ ﴿وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ﴾ (46/ الاحقاف: 29) ”اور جب ہم نے پھیرا آپ کی طرف جنوں میں سے ایک جماعت کو۔“

نَفِيرٌ

مستقل جماعت۔ جتھا۔ ﴿وَأَمَدُكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَجَعَلْنَكُمْ أَكْثَرَ نَفِيرًا﴾ (17/ بنی اسرائیل: 6) ”اور ہم نے مدد کی تمہاری مال سے اور بیٹوں سے اور ہم نے کر دیا تم کو سب سے زیادہ بطور جتھے کے۔“

(استفعال)

اسْتِنْفَارًا

ڈر کر بھاگ جانا۔ بدکنا۔

مُسْتَنْفِرٌ

اسم الفاعل ہے۔ بدکنے والا۔ ﴿كَأَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ﴾ (74/ المدثر: 50) ”گویا کہ وہ بدکنے والے گدھے ہیں۔“

ث ب ی

(ض)

ثَبِيًّا

جمع کرنا۔ اکٹھا کرنا۔

ثُبَّةٌ

ج ثُبَاتٌ۔ اکٹھا کیا ہوا گروہ۔ جماعت۔ آیت زیر مطالعہ۔

ب ط ع

(ک)

بِطَاءٍ

سست ہونا۔ دیر لگانا۔

تَبْطِئُنَا

(1) جان بوجھ کر دیر لگانا۔ (2) دوسروں کو سست کرنا۔ آیت زیر مطالعہ۔

(تفعیل)

ترکیب

ثُبَاتٍ اور جَبِينًا دونوں حال ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہیں۔ شَهِيدًا، کَانَ کی خبر ہے۔ لَيَقُولَنَّ کا مقولہ لَيَكُنَّی سے فَوْزًا عَظِيمًا تک ہے۔ درمیان میں کَانَ لَمْ سے مَوْدَّةً تک جملہ معترضہ ہے۔ مَوْدَّةً مبتداء مؤخر نکرہ ہے اور تَكُنَّ کا اسم ہونے کی وجہ سے مرفوع ہوا ہے، جبکہ اس کی خبر مَوْجُودًا محذوف ہے۔ فَأَفُوزَ کا فاسیہ ہے جس نے مضارع کو نصب دی ہے۔ فَلْيُقَاتِلْ فعل امر غائب ہے اور اس کا فاعل الَّذِينَ ہے۔ وَمَنْ يُقَاتِلْ كَافٍ شَرِيحہ ہے اور يُقَاتِلْ شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم ہوا ہے۔ نُؤْتِيهِ جواب شرط ہے لیکن سَوْفَ آجانے کی وجہ سے مجزوم نہیں ہوا۔ اِذَا سَوْفَ نہ آتا تو پھر یہ مجزوم ہو کر نُؤْتِيهِ آتا ہے۔

ترجمہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ	آمَنُوا	خُذُوا	حِذْرَكُمْ	فَانْفِرُوا
اے لوگو جو	ایمان لائے	تم لوگ پکڑو	اپنے بچاؤ کے ہتھیار کو	پھر تم لوگ نکلو

ثُبَاتٍ	أَوْ	انْفِرُوا	جَبِينًا <sup>۴۰</sup>	وَأَنَّ	مِنْكُمْ	لَمَنْ
گروہ درگروہ	یا	تم لوگ نکلو	سب اکٹھا	اور یقیناً	تم میں سے	وہ بھی ضرور ہے جو

لَيُبْطِئَنَّ <sup>۴۱</sup>	فَإِنْ	أَصَابَتْكُمْ	مُصِيبَةٌ	قَالَ
لازمًا دیر لگائے گا	پھر اگر	آن لگی تم کو	کوئی مصیبت	تو وہ کہے گا

قَدْ أُنْعَمَ	اللَّهُ	عَلَيَّ	إِذْ	لَمْ أَكُنْ	مَعَهُمْ	شَهِيدًا <sup>۴۲</sup>
انعام کیا ہے	اللہ نے	مجھ پر	جب	میں نہیں تھا	ان کے ساتھ	موقع پر موجود

وَلَيْنَ	أَصَابَكُمْ	فَضْلٌ	مِّنَ اللَّهِ	لَيَقُولَنَّ	كَأَنَّ
اور اگر	آن لگے تم کو	کوئی فضل	اللہ (کے پاس) سے	تو وہ لازماً کہے گا، <sup>681</sup>	جیسے کہ

لَمْ تَكُنْ	بَيْنَكُمْ	وَبَيْنَهُ	مَوَدَّةٌ	يَلْبِثُنِي	
تھی ہی نہیں	تمہارے درمیان	اور اس کے درمیان	کوئی خیر خواہی،	اے کاش	

كُنْتُ	مَعَهُمُ	فَأَقْوَزُ	فَوَظَّاعِظِيًّا	فَلْيُقَاتِلْ	
میں ہوتا	ان کے ساتھ	تب میں کامیابی پاتا	ایک شاندار کامیابی	پس چاہے کہ جنگ کریں	

فِي سَبِيلِ اللَّهِ	الَّذِينَ	يَشْرُونَ	الْحَيَاةَ الدُّنْيَا	بِالْآخِرَةِ	
اللہ کی راہ میں	وہ لوگ جنہوں نے	بیچ دیا	دنیا کی زندگی کو	آخرت کے بدلے	

وَمَنْ	يُقَاتِلْ	فِي سَبِيلِ اللَّهِ	فَيَقْتُلْ	أَوْ	يَغْلِبْ
اور جو	جنگ کرے گا	اللہ کی راہ میں	پھر وہ قتل کیا گیا	یا	غالب آیا
					تو غنیمت

نُؤْتِيهِ	أَجْرًا عَظِيمًا				
ہم دیں گے اس کو	ایک عظیم بدلہ				

### آیت نمبر (75 تا 76)

﴿وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هَذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۖ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيرًا ۗ الَّذِينَ آمَنُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۖ وَالَّذِينَ كَفَرُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ الطَّاغُوتِ فَقَاتِلُوا أَوْلِيَاءَ الشَّيْطَانِ ۚ إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطَانِ كَانَ ضَعِيفًا ۝﴾

فِي سَبِيلِ پر عطف ہونے کی وجہ سے الْمُسْتَضْعَفِينَ حالتِ جر میں آیا ہے اور یہ اسم المفعول ہے۔ مِنْ بیانہ ہے۔  
الرِّجَالِ، وَالنِّسَاءِ، وَالْوِلْدَانِ شرح ہے الْمُسْتَضْعَفِينَ کی۔ كَانَ ضَعِيفًا آفاقی صداقت کا بیان ہے اس لیے كَانَ کا ترجمہ حال میں ہوگا۔

ترکیب

وَمَا لَكُمْ	لَا تُقَاتِلُونَ	فِي سَبِيلِ اللَّهِ	وَالْمُسْتَضْعَفِينَ		
تمہیں کیا ہے	(کہ) تم لوگ جنگ نہیں کرتے	اللہ کی راہ میں	اور ان لوگوں کے لیے جو کمزور ہیں		

ترجمہ

مِنَ الرِّجَالِ	وَالنِّسَاءِ	وَالْوِلْدَانِ	الَّذِينَ	يَقُولُونَ	رَبَّنَا
مردوں میں سے	اور عورتوں میں سے	اور بچوں میں سے	جو لوگ	کہتے ہیں	اے ہمارے رب

أَخْرِجْنَا	مِنْ هَذِهِ الْقَرْيَةِ	الظَّالِمِ	أَهْلُهَا ۚ	وَاجْعَلْ	لَّنَا
تو نکال ہم کو	اس بستی سے	ظالم ہیں	جس کے لوگ	اور تو بنا	ہمارے لیے

مِنْ لَدُنْكَ	وَلِيًّا	وَأَجْعَلْ	لَنَا	مِنْ لَدُنْكَ	نَصِيرًا
اپنے پاس سے	کوئی کارساز	اور تو بنا	ہمارے لیے	اپنے پاس سے	کوئی مددگار

الَّذِينَ	آمَنُوا	يُقَاتِلُونَ	فِي سَبِيلِ اللَّهِ	وَالَّذِينَ	
جو لوگ	ایمان لائے	وہ لوگ جنگ کرتے ہیں	اللہ کی راہ میں	اور جنہوں نے	

كَفَرُوا	يُقَاتِلُونَ	فِي سَبِيلِ الطَّاغُوتِ	فَقَاتِلُوا		
کفر کیا	وہ لوگ جنگ کرتے ہیں	طاغوت کی راہ میں	پس تم لوگ جنگ کرو		

أُولِيَاءَ الشَّيْطَانِ	إِنَّ	كَيْدَ الشَّيْطَانِ	كَانَ ضَعِيفًا		
شیطان کے کارندوں سے	یقیناً	شیطان کی چال بازی	کمزور (ہوتی) ہے۔		

نوٹ-1

تاریخ انسانیت شاہد ہے کہ اس دُنیا میں انسانوں کی محدود بصیرت اور خواہشاتِ نفس پر مبنی جب بھی کوئی سوشل آرڈر رائج ہوا ہے تو اس کا نتیجہ وہ نکلا ہے جس کی طرف زیر مطالعہ آیت نمبر-75 میں اشارہ کیا گیا ہے کہ انسان، انسان پر بالادستی حاصل کر لیتا ہے۔ ایک طبقہ دوسرے طبقے کو زمین کے ذرائع اور وسائل سے محروم کر دیتا ہے اور معاشرے میں انسانوں کے باہمی حقوق و فرائض کا توازن بگڑ جاتا ہے، جسے قرآن میں فساد کہا گیا ہے۔

آیت نمبر-76 میں بتایا گیا ہے کہ طاغوتی طاقتوں نے ہمیشہ اپنے خود ساختہ سوشل آرڈر کی برتری کے لیے جنگ کی ہے، آج بھی کر رہی ہیں اور آئندہ بھی کرتی رہیں گے۔ اہل ایمان کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اُس سوشل آرڈر کی برتری کے لیے جنگ کریں جو انسان کے مصور (DESIGNER) اور خالق کا دیا ہوا ہے، جس میں معاشرے کے ہر طبقے کے حقوق و فرائض کے توازن کی ضمانت ہے اور یہی توازن دُنیا میں حقیقی امن و سکون کا ضامن ہے۔ (معارف القرآن سے ماخوذ)

آیت نمبر-76 میں اِس آفاقی صداقت کی بھی نشاندہی کی گئی ہے کہ شیطان کی سکھائی ہوئی طاغوتی چالیں ہمیشہ کمزور رہی ہیں اور کمزور رہیں گی البتہ اس کے لیے دوشراٹ کا موجود ہونا ضروری ہے۔ اولاً یہ کہ یہ چالیں اہل ایمان کے مقابلے پر ہوں اور ثانیاً یہ کہ اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے سوشل آرڈر کی برتری کے خلاف ہوں۔ ان دونوں شرطوں میں سے کوئی ایک بھی اگر فوت ہو جائے تو پھر شیطان کی تدبیر کا کمزور ہونا ضروری نہیں ہے۔ (معارف القرآن سے ماخوذ)

نوٹ-2

دونوں شرائط کی موجودگی میں بھی مذکورہ صداقت کے صحیح ادراک کے لیے ذہن میں یہ پہلو بھی واضح ہونا چاہیے کہ شیطانی چالوں کا کمزور ہونا فوری نتائج کے اعتبار سے نہیں بلکہ انجام کار کے لحاظ سے ہے۔ تاریخ اسلام شاہد ہے کہ اللہ کے دین (سوشل آرڈر) کی سر بلندی کے لیے لڑی جانے والی کچھ جنگوں میں اہل ایمان نے ہار کر بھی بازی جیتی ہے۔ جنگ اُحد کی شکست فتح مکہ پر منج ہوئی ہے۔ جنگ مُوتہ میں رومیوں کی فتح ان کی ایمپائر کے زوال کا سبب بنی ہے۔ خلافت عباسیہ کے آخری دور میں مذکورہ دونوں شرطیں پوری طرح موجود نہیں تھیں، پھر بھی شیطان کو اُس نام نہاد خلاف کا وجود گوارہ نہ تھا۔ اس نے تاتار کے ہاتھوں اسے ختم کرانے کی تدبیر کی اور اللہ نے اس کی تدبیر کو کامیاب ہونے کی اجازت عطا فرمائی۔ اس وقت اللہ کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا تھا، اور شیطان تو کیا جانتا کہ یہ بغداد کا تاراج ہونا دراصل خلافت عثمانیہ کا سنگ بنیاد رکھنے کی تقریب ہے۔ اس لیے طاغوت کی کسی وقتی کامیابی کو اس آفاقی صداقت کا استثناء قرار دینا بھی درست نہیں ہے۔

## آیت نمبر (77 تا 79)

681

﴿ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ قِيلَ لَهُمْ كُفُّوا أَيْدِيَكُمْ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ إِذَا فَرِيقٌ مِنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللَّهِ أَوْ أَشَدَّ خَشْيَةً وَقَالُوا رَبَّنَا لِمَ كُتِبَتْ عَلَيْنَا الْقِتَالُ ۖ لَوْ لَا أَخَّرْتَنَا إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ طُفِّلْ مَتَاعَ الدُّنْيَا قَلِيلًا ۖ وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقَىٰ ۚ وَلَا تُظْلَمُونَ فَتِيلًا ۝۷۹﴾  
 ﴿ أَيْنَ مَا تَكُونُوا يَدْرِكَكُمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِي بُرُوجٍ مُّشِيدَةٍ ط وَإِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَقُولُوا هَذِهِ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ۖ وَإِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَقُولُوا هَذِهِ مِنْ عِنْدِكَ ط قُلْ كُلُّ مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ ط بَلَا هَؤُلَاءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ حَدِيثًا ۝۸۰﴾ مَا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللَّهِ وَمَا أَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنَ نَفْسِكَ ط وَأَرْسَلْنَاكَ لِلنَّاسِ رَسُولًا ط وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا ۝۸۱﴾

ب ر ج

(س) بَرَجًا

بُرْجُ

تَبَرُّجًا

(تفعّل)

مُتَبَرِّجٌ

(۱) خوبصورت آنکھوں والا ہونا۔ (۲) کسی چیز کا نمایاں ہونا۔ بلند ہونا۔

ج بُرُوجُ۔ (۱) گنبد۔ مینار۔ آیت زیر مطالعہ۔ (۲) آسمان میں سیاروں کی منزلیں۔ ﴿وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا﴾ (15/ الحجر: 16) ”اور ہم نے بنائیں ہیں آسمان میں منزلیں۔“

بتکلف خود کو نمایاں کرنا۔ ﴿وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ﴾ (33/ الاحزاب: 33) ”اور تم عورتیں خود کو نمایاں مت کرو، سابقہ جاہلیت کا نمایاں کرنا۔“

اسم الفاعل ہے۔ نمایاں کرنے والا۔ ﴿فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ أَنْ يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِينَةٍ ط﴾ (24/ النور: 60) ”تو نہیں ہے ان عورتوں پر کوئی گناہ کہ وہ اُتار رکھیں اپنی اوڑھنیاں بغیر نمایاں کرنے والیاں ہوتے ہوئے زینت کو۔“

ش ی د

(ض) شَيْدًا

مَشِيدٌ

تَشْيِيدًا

مُشِيدٌ

(تفعّل)

عمارت کو بلند کرنا۔ پلستر کر کے مضبوط کرنا۔ نقش و نگار بنا کر مزین کرنا۔

مَفْعَلٌ کے وزن پر اسم الظرف ہے۔ پلستر کرنے یا نقش و نگار بنانے کی جگہ۔ پھر عام طور پر اسم المفعول کے معنی میں آتا ہے۔ مضبوط کیا ہوا۔ مزین کیا ہوا۔ ﴿وَهِيَ ظَالِمَةٌ فِيهَا خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَقَصِيرٍ مَّشِيدٍ ۝۷۹﴾ (22/ الحج: 45) ”تو وہ اونڈھی پڑی ہیں اپنی چھتوں پر اور معطل کیے ہوئے کنویں اور مزین کیے ہوئے محل۔“

کثرت سے مضبوط یا مزین کرنا۔

اسم المفعول ہے۔ خوب مضبوط کیا ہوا۔ آیت زیر مطالعہ۔

ف ق ه

(س) فَفَّهَا

فَقَّهَا

تَفَقَّهَا

(تفعّل)

کسی علم حاضر کے ذریعے اس کے علم غائب تک پہنچنا۔ بات کے ہر پہلو کا احاطہ کر کے سمجھنا۔ آیت زیر مطالعہ۔

کسی چیز میں بتکلف سوجھ بوجھ حاصل کرنا۔ ﴿فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ﴾ (9/ التوبة: 122) ”پھر کیوں نہ نکلی ان کے ہر گروہ سے ایک جماعت تاکہ وہ لوگ سوجھ بوجھ حاصل کریں دین میں۔“



- (x) x  
 کسی کا لاحق ہونا۔ پکڑے جانا۔ ﴿لَا تَخَفُ دَرَكًا وَلَا تَخْشَى﴾ (20/ طہ: 77) ”آپ کو خوف نہیں ہوگا پکڑے جانے کا اور نہ آپ کو ڈر ہوگا یعنی ڈوبنے کا۔“  
 دَرَكُ  
 نشیب۔ گہرائی۔ ﴿إِنَّ الْمُنْفِقِينَ فِي الدَّرَكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ﴾ (4/ النساء: 145) ”یقیناً منافق لوگ سب سے نچلی گہرائی میں ہوں گے آگ کی۔“  
 دَرَكُ  
 کسی چیز کا اپنی غایت تک پہنچنا جیسے پھل کا پکنا۔ اس بنیادی مفہوم کے ساتھ مختلف معانی میں آتا ہے۔ (۱) پالینا۔ (۲) آ پکڑنا۔ ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْبَصَارَةَ﴾ (6/ آل عمران: 103) ”نہیں پاتیں اس کو آنکھیں اور وہ پالیتا ہے آنکھوں کو۔“ ﴿لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ﴾ (36/ یسین: 40) ”سورج کے لئے ممکن نہیں ہوتا کہ وہ آ پکڑے چاند کو۔“  
 مُدْرِكُ  
 اسم المفعول ہے۔ پکڑا ہوا۔ ﴿قَالَ أَصْحَبُ مُوسَى إِنَّا لَمُدْرِكُونَ﴾ (26/ الشعراء: 61) ”کہا موسیٰ کے ساتھیوں نے بیشک ہم تو پکڑے ہوئے ہیں۔“  
 تَدَارَكًا اور إِدَارَكًا (تفاعل)  
 باہم ایک دوسرے کو پالینا۔ آملنا۔ ﴿حَتَّىٰ إِذَا دَارَكُوا فِيهَا جَبِعًا﴾ (7/ الاعراف: 38) ”یہاں تک کہ جب وہ لوگ آملے اس میں سب کے سب۔“

## ترکیب

فَرِيقٌ اسم الجمع ہے اس لیے فعل يَخْشَوْنَ جمع آیا ہے۔ اَشَدَّ حال ہے۔ خَشْيَةً اس کی تمیز ہے۔ تَظْلُمُونَ کا نائب فاعل اس میں أَنْتُمْ کی ضمیر ہے اور فَتِيلًا تمیز ہے۔ آيُنَ مَا شرطیہ ہے اور يُدْرِكُ اس کا جواب شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم ہوا ہے۔ الْمَوْتُ اس کا فاعل ہے۔ فَمَالِ هَؤُلَاءِ دراصل فَمَا لِهَؤُلَاءِ ہے۔ جیسے فَمَا لَكُمْ يَافَمَا لَنَا ہوتا ہے۔ یہ قرآن مجید کا مخصوص املا ہے۔ کہ هَؤُلَاءِ کی لام جز کو فَمَا کے ساتھ ملا کر لکھا گیا ہے۔ أَرْسَلْنَا کا مفعول اس کے ساتھ ضمیر لکھا ہے اور رَسُولًا حال ہے۔

## ترجمہ

الْمُتَرِّ	إِلَى الَّذِينَ	قِيلَ	لَهُمْ	كُفُّوا
کیا آپ نے غور نہیں کیا	ان لوگوں کی طرف	کہا گیا	جن سے	کہ تم لوگ روکے رکھو

أَيُّدِيكُمْ	وَأَقِيمُوا	الصَّلَاةَ	وَاتُوا	الزَّكَاةَ	فَلَبَّاتَا	كُتِبَ
اپنے ہاتھوں کو	اور قائم کرو	نماز کو	اور پہنچاؤ	زکوٰۃ کو	پھر جب	فرض کیا گیا

عَلَيْهِمْ	الْقِتَالُ	إِذَا	فَرِيقٌ	مِّنْهُمْ	يَخْشَوْنَ	النَّاسِ
ان پر	جنگ کرنے کو	تب ہی	ایک فریق	ان میں سے	ڈرتا ہے	لوگوں سے

كَخَشْيَةِ اللَّهِ	أَوْ	أَشَدَّ	خَشْيَةٍ	وَقَالُوا	رَبَّنَا
اللہ سے ڈرنے کی مانند	یا	زیادہ سخت ہوتے ہوئے	بلحاظ ڈر کے	اور انہوں نے کہا	اے ہمارے رب

لَمْ	كُتِبَتْ	عَلَيْنَا	الْقِتَالُ	لَوْلَا	أَخَّرْتَنَا	إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ
کیوں	تو نے فرض کیا	ہم پر	جنگ کرنا	کیوں نہیں	تو نے موخر کیا ہم کو	ایک قریبی مدت تک

قُلْ	مَتَاعُ الدُّنْيَا	قَلِيلٌ	وَالْآخِرَةُ	خَيْرٌ	لَّيِّنٌ
آپ کہئے	دُنیا کا سامان	تھوڑا ہے	اور آخرت	بہتر ہے	اس کے لیے جس نے

اَتَّقِي	وَلَا تُظْلَمُونَ	فَتِيلًا	أَيْنَ مَا
تقویٰ کیا	اور تم لوگوں پر ظلم نہیں کیا جائے گا	کسی دھاگے برابر بھی	جہاں کہیں بھی

تَكُونُوا	يُذَرِّكُمْ	الْمَوْتُ	وَلَوْ	كُنْتُمْ	فِي بُرُوجٍ مُّشِيدَةٍ
تم لوگ ہو گے	آلے گی تم کو	موت	اور اگر	تم ہو	کسی انتہائی مضبوط گنبد میں

وَأِنْ نُصِيبَهُمْ	حَسَنَةً	يَقُولُوا	هَذِهِ	مِنْ عِنْدِ اللَّهِ
اور اگر آگے ان کو	کوئی بھلائی	تو وہ کہتے ہیں	یہ	اللہ کے پاس سے ہے

وَأِنْ نُصِيبَهُمْ	سَيِّئَةً	يَقُولُوا	هَذِهِ	مِنْ عِنْدِكَ	قُلْ
اور اگر آگے ان کو	کوئی برائی	تو وہ کہتے ہیں	یہ	آپ کے پاس سے ہے	آپ کہئے

كُلٌّ	مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ	فَمَالِ هَؤُلَاءِ الْقَوْمِ	لَا يَكَادُونَ
سب کچھ	اللہ کے پاس سے ہے	تو کیا ہے اس قوم کے لیے	قریب نہیں ہے

يَفْقَهُونَ	حَدِيثًا	مَا أَصَابَكَ	مِنْ حَسَنَةٍ	فَمِنْ اللَّهِ
کہ وہ سمجھیں	کوئی بات	جو آگے تجھ کو	کوئی بھی بھلائی	تو (وہ) اللہ کے پاس سے ہے

وَمَا أَصَابَكَ	مِنْ سَيِّئَةٍ	فَمِنْ نَفْسِكَ	وَأَرْسَلْنَاكَ
اور جو آگے تجھ کو	کوئی بھی برائی	تو (وہ) تیرے نفس سے ہے	اور ہم نے بھیجا آپ کو

لِلنَّاسِ	رَسُولًا	وَكَفَى بِاللَّهِ	شَهِيدًا
لوگوں کے لیے	رسول ہوتے ہوئے	اور کافی ہے اللہ	بطور گواہ

### آیت نمبر (80-83)

﴿مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ ۚ وَمَنْ تَوَلَّىٰ فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا ۖ وَيَقُولُونَ طَاعَةٌ فَإِذَا بَرَزُوا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِي تَقُولُ ۖ وَاللَّهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُونَ ۚ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۖ وَكَفَى بِاللَّهِ وَكِيلًا ۝۸۱ أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْقُرْآنَ ۖ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا ۝۸۲ وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِّنَ الْأَمْنِ أَوْ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ ۖ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَى أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ ۖ وَلَوْ لَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطَانَ إِلَّا قَلِيلًا ۝۸۳﴾



(افعال)

إِذَاعَةً

خبر پھیلانا۔ راز فاش کرنا۔ آیت زیر مطالعہ۔

681

ن ب ط

(ن۔ض)

(استفعال)

نَبَطًا  
إِسْتِنْبَاطًا

کسی جگہ سے پانی کا پھوٹ نکلنا۔  
کسی پوشیدہ چیز کو ظاہر کرنا۔ جیسے کنواں کھود کر پانی نکالنا۔ اجتہاد کر کے کسی بات کے باطن کو  
نمایاں کرنا۔ حقیقت معلوم کرنا۔ آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب

طَاعَةً اَکْرِیْقُوْهُنَّ کا مفعول ہوتا تو طَاعَةً آتا۔ اس لیے یہ یَقُوْهُنَّ کا مفعول ہے اور DIRECT TENSE میں آیا ہے۔  
بَیَّتَ کا فاعل طَائِفَةٌ ہے جو عاقل کی جمع مکسر ہے۔ اس لیے اس کا فعل واحد مذکر کے صیغے میں بھی جائز ہے۔ تَقُوْلُ کا فاعل اس  
میں ہی کی ضمیر ہے جو طَائِفَةٌ کے لیے ہے۔ لَعَلَّہُ میں لام جواب شرط کا ہے اور فعل عَلِمَ کا مفعول ہ کی ضمیر ہے، جب کہ اس کا  
فاعل اَلَّذِیْنَ ہے۔ وَلَوْ لَا میں کو شرطیہ ہے۔ فَضَّلَ اللّٰہُ اور رَحْمَتُهُ مبتداء ہیں اور ان کی خبر مخدوف ہے۔

ترجمہ

مَنْ	يُطِيعُ	الرَّسُولَ	فَقَدْ اطَاعَ	اللّٰہُ
جو	اطاعت کرتا ہے	ان رسول کی	تو اس نے اطاعت کی	اللہ کی

وَمَنْ	تَوَلَّى	فَمَا أَرْسَلْنَاكَ	عَلَيْهِمْ	حَفِظًا	وَيَقُوْهُنَّ
اور جو	منھ موڑتا ہے	تو ہم نے نہیں بھیجا آپ کو	ان پر	نگران بنا کر	اور وہ لوگ کہتے ہیں

طَاعَةً	فَإِذَا	بَرَزُوا	مِنْ عِنْدِكَ	بَیَّتَ	طَائِفَةٌ
فرمانبرداری ہے	پھر جب	وہ نکلتے ہیں	آپ کے پاس سے	تورات میں مشورہ کرتا ہے	ایک گروہ

مِنْهُمْ	غَيْرَ الَّذِي	تَقُوْلُ	وَاللّٰهُ	يَكْتُبُ	مَا
ان میں سے	اس کے علاوہ جو	وہ کہتے ہیں	اور اللہ	لکھتا ہے	اس کو جو

يُبَيِّنُونَ	فَاعْرِضْ	عَنْهُمْ	وَتَوَكَّلْ	عَلَى اللّٰهِ
وہ لوگ رات میں مشورہ کرتے ہیں	تو آپ اعراض کریں	ان سے	اور بھروسہ کریں	اللہ پر

وَكَفَى	بِاللّٰهِ	وَكَيْلًا	أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ	الْقُرْآنَ
اور کافی ہے	اللہ	بطور کارساز کے	تو کیا یہ لوگ غور و فکر نہیں کرتے	قرآن میں

وَلَوْ	كَانَ	مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ	لَوْجَدُوا	فِيْهِ	اِخْتِلَافًا كَثِيْرًا
اور اگر	وہ ہوتا	غیر اللہ کے پاس	تو یہ لوگ پاتے	اس میں	بہت زیادہ اختلاف

وَإِذَا	جَاءَ	هُمْ	أَمْرٌ	مِّنَ الْأَمْنِ	أَوِ الْخَوْفِ
اور جب بھی	آتی ہے	ان کے پاس	کوئی بات	امن میں سے	یا خوف میں سے

أِذَا عُوا	بِهِ	وَ	لَوْ	رَدُّوْهُ	إِلَى الرَّسُوْلِ
تو وہ لوگ چرچا کرتے ہیں	اس کا	حالانکہ	اگر	وہ لوٹا دیتے اس کو	ان رسول کی طرف

وَالِیْ اُولِی الْاَمْرِ	مِنْهُمْ	لَعَلَّیْهِ	الَّذِیْنَ
اور اختیار والوں کی طرف	اپنوں میں سے	تو علم حاصل کرتے اس کا	وہ لوگ جو
یَسْتَنْظِرُوْهُ	مِنْهُمْ	وَکُوْلَا	فَضْلُ اللّٰهِ
حقیقت معلوم کر سکتے ہیں اس کی	ان میں سے	اور اگر نہ ہوتا	اللہ کا فضل
وَرَحْمَتُهُ	لَا تَتَّبِعْتُمْ	الشَّیْطٰنَ	اِلَّا قَلِیْلًا
اور اس کی رحمت	تو تم لوگ پیروی کرتے	شیطان کی	سوائے تھوڑے سے لوگوں کے

نوٹ-1

آیت نمبر ۸۲ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ قرآن کا مطالبہ ہے کہ ہر انسان کے مطالب میں غور کرے۔ اس لیے یہ سمجھنا درست نہیں ہے کہ قرآن میں تدبر کرنا صرف اماموں اور مجتہدوں کا کام ہے۔ البتہ عام لوگ کے لیے بہتر یہ ہے کہ کسی عالم سے قرآن کو سبقاً سبقاً پڑھ لیں تاکہ غلط فہمی اور مغالطوں سے بچ سکیں۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو کسی مستند تفسیر کا مطالعہ کریں اور جہاں کہیں کوئی شبہ پیش آئے تو اپنی رائے سے فیصلہ نہ کریں بلکہ کسی عالم سے رجوع کر لیں۔ (معارف القرآن)

نوٹ-2

آیت نمبر- ۸۳ سے معلوم ہوا کہ ہر سنی سنائی بات کو تحقیق کے بغیر بیان نہیں کرنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ کسی انسان کے جھوٹا ہونے کے لیے اتنی ہی بات کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات بغیر تحقیق کے بیان کر دے۔ (معارف القرآن)

### آیت نمبر (84-87)

﴿فَقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ لَا تُكَلِّفُ اِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّكْفَّ بِاَسِ الذِّیْنَ كَفَرُوْا وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاسًا وَّ اَشَدُّ تَنْكِیْلًا ۝۸۴ مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَهُ نَصِیْبٌ مِنْهَا ۚ وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَیِّئَةً يَّكُنْ لَهُ كِفْلٌ مِنْهَا ۖ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ مُّقِیْمًا ۝۸۵ وَاِذَا حُیِّیْتُمْ بِتَحِیَّۃٍ فَحِیُّوْا بِاَحْسَنِ مِنْهَا اَوْ رُدُّوْهَا ۚ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ حَسِیْبًا ۝۸۶ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ لَیْجْمَعَنَّكُمْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَمَةِ لَا رَیْبَ فِیْهِ ۚ وَمَنْ اٰصَدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِیْثًا ۚ﴾

ح ر ض

کسی خرابی یا غم سے گھل جانا۔ کمزور ہونا۔  
صفت ہے۔ کمزور۔ لاغر۔ ﴿حَتّٰی تَكُوْنَ حَرَضًا﴾ (12/ یوسف: 85) ”یہاں تک کہ آپ ہو جائیں لاغر۔“  
کمزوری دور کرنا۔ کسی کام پر ابھارنا۔ اُکسانا۔  
فعل امر ہے۔ تو اُکسا۔ آیت زیر مطالعہ۔

حَرَضًا

حَرَضٌ

تَحْرِیضًا

حَرَضٌ

(س)

(تفعیل)

ق و ت

غذا دینا۔ رزق دینا۔  
جَاقُوَاتٌ۔ اسم ذات ہے۔ غذا۔ روزی۔ ﴿وَقَدَّرَ فِیْهَا اَقْوَاتَهَا﴾ (41/ حم السجدة: 10)  
”اور مقدر کریں اس میں اس کی روزیاں۔“

قَوَاتًا

قُوْتُ

(ن)

(افعال)

اِفْتَاتَةً

کسی چیز کو روزی بنانے کی قدرت رکھنا۔

مُقَيَّنٌ

اسم فاعل ہے۔ قدرت رکھنے والا۔ قادر۔ آیت زیر مطالعہ

681

ترکیب

لَا تُكَلِّفُ مضارع مجہول ہے۔ اس کا نائب فاعل اس میں اَنْتَ کی ضمیر ہے اور نَفْسَكَ مفعول ثانی ہے۔ اَشَدُّ فعل تفضیل ہے جبکہ بَأْسًا اور تَنْكِيلًا اس کی تمیز ہیں۔ مَنْ يَشْفَعُ شرط ہے اور يَكُنْ لَّهُ ان کے جواب شرط ہیں۔ نَصِيبٌ اور كِفْلٌ مبتدا مؤخر مکررہ ہیں اور يَكُنْ کے اسم ہیں۔ ان کی خبریں مخدوف ہیں جو واجباً ہو سکتی ہیں، کَانَ کی خبر مُقَيَّنًا ہے۔ حَيِّثُمْ ماضی مجہول ہے۔ حَدِيثًا تمیز ہے، اَصْدَقُ کی۔

ترجمہ

فَقَاتِلْ	فِي سَبِيلِ اللَّهِ	لَا تُكَلِّفُ	إِلَّا	نَفْسَكَ	وَ	حَرِّضَ الْمُؤْمِنِينَ
پس آپ جنگ کریں	اللہ کی راہ میں	آپ کو پابند نہیں کیا جاتا	سوائے	آپ کی ذات کے	اور	آپ اُکسا سیں مومنوں کو

عَسَى	اللَّهُ	أَنْ	يُكَفَّ	بَأْسَ الدِّينِ	كَفَرُوا	وَاللَّهُ
قریب ہے	اللہ	کہ	وہ روک دے	ان لوگوں کی جنگ کو جنہوں نے	کفر کیا	اور اللہ

أَشَدُّ	بَأْسًا	وَ	أَشَدُّ	تَنْكِيلًا	مَنْ يَشْفَعُ
زیادہ شدید ہے	سختی کرنے میں	اور	زیادہ شدید ہے	عبرت ناک سزا دینے میں	جو سفارش کرتا ہے

شَفَاعَةً حَسَنَةً	يَكُنْ	لَّهُ	نَصِيبٌ	مِنْهَا	وَمَنْ يَشْفَعُ
کوئی اچھی سفارش	تو ہو جاتا ہے	اس کے لیے	ایک حصہ	اس میں سے	اور جو سفارش کرتا ہے

شَفَاعَةً سَيِّئَةً	يَكُنْ	لَّهُ	كِفْلٌ	مِنْهَا	وَكَانَ اللَّهُ
کوئی بری سفارش	تو ہو جاتی ہے	اس کے لیے	ایک ذمہ داری	اس میں سے	اور اللہ ہے

عَلَى كُلِّ شَيْءٍ	مُقَيَّنًا	وَإِذَا	حَيِّثُمْ	بِتَحِيَّةٍ
ہر چیز پر	قدرت رکھنے والا	اور جب بھی	تم لوگوں کو سلام کیا جائے	کوئی سلام

فَحَيُّوا	بِأَحْسَنِ مِنْهَا	أَوْ ذُؤْهُمَا	إِنَّ اللَّهَ	كَانَ
تو تم لوگ سلام کرو	اس سے زیادہ اچھے سے	یا لوٹا دو اس کو	یقیناً اللہ	ہے

عَلَى كُلِّ شَيْءٍ	حَسِيبًا	اللَّهُ	لَا إِلَهَ	إِلَّا	هُوَ
ہر چیز پر	حساب لینے والا	اللہ	کوئی الہ نہیں ہے	مگر	وہ

لِيَجْمَعَنَّكُمْ	إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ	لَا رَيْبَ	فِيهِ
وہ لازماً جمع کرے گا تم لوگوں کو	قیامت کے دن کی	کوئی شک نہیں ہے	جس میں

وَمَنْ	أَصْدَقُ	مِنَ اللَّهِ	حَدِيثًا
اور کون	زیادہ سچا ہے	اللہ سے	بہاظ بات کے

میدانِ اُحد سے مکہ واپس ہوتے ہوئے کفار اور مسلمانوں کے درمیان اگلے سال میدانِ بدر میں دوبارہ جنگ کرنے کا وعدہ ہوا تھا۔ وقت آنے پر اس کی تیاری میں کچھ مسلمانوں کو تامل تھا۔ اس وقت آیت نمبر 84 نازل ہوئی چنانچہ رسول اللہ ﷺ ستر صحابہ کرام

نوٹ۔ 1



رضی اللہ عنہم کے ساتھ میدانِ بدر میں پہنچ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے کفارِ قریش کے دلوں میں رعب ڈال دیا اور وہ مقابلہ پر نہیں آئے۔ اس طرح اللہ نے ان کی جنگ کو روک دیا۔ (معارف القرآن)

عمومیت کے پہلو سے آج کل ہمارے لیے اس آیت میں یہ راہنمائی ہے کہ اسلام دشمن طاقتوں سے مذاکرات اگرنا کام ہو جائیں تو ان کی جنگ کو روکنے کے لیے ان سے جنگ کی جائے۔ کیونکہ لوہا لوہے سے کٹتا ہے۔ پھول کی پتی سے نہیں۔

نوٹ-2

کوئی ہمارا مقابلہ (COMPETITOR) اپنا کوئی کام اگر سفارش کے ذریعے نکلوا لیتا ہے تو ہم سفارش کرنے والے اور اسے قبول کرنے والے کو برا کہتے ہیں۔ اور اگر کبھی ہمارا کوئی کام کسی کی سفارش سے نکل جائے تو ہم اُن دونوں کو ثواب کی خوشخبری دیتے ہیں۔ کسی سفارش کے اچھے یا برے ہونے کا یہ معیار غلط ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ جائز اور ناجائز سفارش کا فرق ہمارے ذہن میں واضح ہو۔ آیت نمبر ۷۸ کی تفسیر میں معارف القرآن میں تفصیل سے بحث کی گئی ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے۔

کسی سفارش کے اچھا یا جائز ہونے کے لیے شرط ہے کہ (۱) جس کی سفارش کی جائے اس کا مطالبہ حق اور جائز ہو۔ (۲) آپ اس کا مطالبہ متعلقہ حاکم تک پہنچا دیں۔ (۳) اس کا کوئی معاوضہ نہ لیں۔ (۴) سفارش قبول کرنے کے لیے متعلقہ حاکم پر کوئی دباؤ نہ ڈالیں اور (۵) حاکم جو بھی فیصلہ کرے اس پر راضی رہیں۔ ان شرائط کو پورا کرتے ہوئے سفارش کرنے والے کو ثواب ملے گا خواہ اس کی سفارش قبول ہو یا نہ ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ سفارش کیا کرو۔ تمہیں ثواب ملے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنے نبی کے ذریعہ جو فیصلہ فرمائیں اس پر راضی رہو۔ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی آزاد کردہ کنیز بریرہ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر سے طلاق حاصل کر لی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا کہ وہ اپنے شوہر سے دوبارہ نکاح کر لیں۔ بریرہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ یہ حکم ہے یا سفارش۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ حکم نہیں سفارش ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ پھر میں یہ سفارش قبول نہیں کرتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش دلی کے ساتھ ان کو ان کے حال پر رہنے دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ اس وقت تک اپنے بندے کی امداد میں لگا رہتا ہے جب وہ اپنے کسی مسلمان بھائی کی امداد میں لگا رہے۔ اسی طرح کسی مسلمان کی حاجت روائی کے لیے اللہ سے دعا مانگنا بھی شفاعتِ حسنہ میں داخل ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جب کوئی اپنے مسلمان بھائی کے لیے دعا کرتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے کہ اللہ تیری بھی حاجت پوری فرمائے۔ (معارف القرآن)

اچھی اور بُری سفارش کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی کوشش سے جب کچھ لوگوں کو کسی نیکی کے کام پر آمادہ کرتا ہے تو جب تک وہ لوگ نیکی کرتے رہیں گے، اسے اُس میں حصہ ملتا رہے گا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کچھ لوگوں کو برائی پر آمادہ کرتا ہے تو جب تک وہ لوگ وہ برائی کرتے رہیں گے وہ برائی اس کے حصے میں بھی آتی رہے گی۔ لیکن اس کی وجہ سے نیکی یا برائی کرنے والوں کے اپنے ثواب یا سزائیں کوئی کمی نہیں ہوگی۔

نوٹ-3

نزولِ قرآن کے وقت مسلمانوں اور غیر مسلموں کے تعلقات نہایت کشیدہ ہو رہے تھے اور اندیشہ تھا کہ کہیں مسلمان دوسرے لوگوں کے ساتھ کج خلقی سے نہ پیش آنے لگیں۔ اس لیے انہیں آیت نمبر-86 میں ہدایت کی گئی کہ جو تمہارے ساتھ احترام کا برتاؤ کرے اس کے ساتھ تم بھی ویسے ہی بلکہ اس سے زیادہ احترام سے پیش آؤ۔ حق کی دعوت دینے والوں کے لیے تڑش روی اور تلخ کلامی مناسب نہیں ہے۔ اس سے نفس کی تسکین ہو جاتی ہے۔ مگر اس کے مقصد کو نقصان پہنچتا ہے (تفہیم القرآن) آج کل مختلف مکاتبِ فکر کے مسلمان بھائی آپس میں تعلقات کشیدہ کر لیتے ہیں۔ انہیں اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر غور کرنا چاہیے۔

## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سورة النساء (۴)

307

آیت نمبر (89 تا 90)

﴿فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فَعْتَيْنَ وَاللَّهُ أَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوا أَتُرِيدُونَ أَنْ تَهْدُوا مَنْ أَضَلَّ اللَّهُ طَوْ  
 مَنْ يُضِلِّ اللَّهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ سَبِيلًا ۝ وَذُؤا لَوْ تَكْفُرُونَ كَمَا كَفَرُوا فَتَكُونُونَ سَوَاءً فَلَا تَتَّخِذُوا  
 مِنْهُمْ أَوْلِيَاءَ حَتَّىٰ يُهَاجَرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ط فَإِنْ تَوَلَّوْا فَعُدُّوهُمْ وَأَقْتُلُوهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ ۝ وَلَا  
 تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۝ إِلَّا الَّذِينَ يَصِلُونَ إِلَىٰ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ أَوْ جَاءُوكُمْ  
 حَصِرَتْ صُدُورُهُمْ أَنْ يُقَاتِلُوكُمْ أَوْ يُقَاتِلُوا قَوْمَهُمْ ط وَ لَوْ شَاءَ اللَّهُ لَسَاطَهُمْ عَلَيْكُمْ  
 فَلَقَاتِلُوكُمْ ۚ فَإِنْ اعْتَزَلُوكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوكُمْ وَالْقَوَا إِلَيْكُمُ السَّلَامُ فَمَا جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ  
 سَبِيلًا ۝﴾

ر ک س

کسی چیز کو الٹ دینا۔

رَكَّسَا

(ن)

کسی چیز کو پہلی حالت کی طرف لوٹا دینا۔ اوندھا کرنا۔ آیت زیر مطالعہ۔

ارْكَسَا

(افعال)

فَعْتَيْنِ خبر ہے، اس کا مبتداء تَكُونُونَ محذوف ہے۔ فِي الْمُنَافِقِينَ متعلق خبر ہے۔ فَتَكُونُونَ کی خبر ہونے کی وجہ  
 سے سَوَاءً منصوب ہوا ہے۔ مِيثَاقٌ مبتداء مؤخر نکرہ ہے۔ اس کی خبر مَوْجُودٌ يَاقَاتِلُوكُمْ محذوف ہے جبکہ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ  
 متعلق خبر ہے۔ حَصِرَتْ کا فاعل صُدُورُهُمْ ہے۔

ترکیب

فَمَا لَكُمْ	فِي الْمُنَافِقِينَ	فَعْتَيْنِ	وَ	اللَّهُ
تو تمہیں کیا ہے	منافقوں (کے بارے) میں	(تم لوگ ہوتے ہو) دو گروہ	حالانکہ	اللہ نے

ترجمہ

أَرْكَسَهُمْ	بِمَا	كَسَبُوا	أَ	تُرِيدُونَ	أَنْ	تَهْدُوا
لوٹایا ان کو	بسبب اس کے جو	انہوں نے کمایا	کیا	تم لوگ چاہتے ہو	کہ	تم لوگ ہدایت دو

مَنْ	أَضَلَّ	اللَّهُ	وَمَنْ	يُضِلِّ	اللَّهُ	فَلَنْ تَجِدَ
اس کو جسے	گمراہ کیا	اللہ نے	اور جسے	گمراہ کرتا ہے	اللہ	تو ہرگز نہیں پائے گا تو

لَهُ	سَبِيلًا	وَذُؤا	لَوْ	تَكْفُرُونَ	كَمَا
اس کے لئے	کوئی راہ	انہوں نے چاہا	(کہ) کاش	تم لوگ کفر کرو	اس طرح جیسے

كَفَرُوا	فَتَكُونُونَ	سَوَاءً	فَلَا تَتَّخِذُوا	مِنْهُمْ
انہوں نے کفر کیا	تو تم لوگ ہو جاؤ	برابر	پس تم لوگ مت بناؤ	ان میں سے

أُولَئِكَ	حَتَّى	يُهَاجِرُوا	فِي سَبِيلِ اللَّهِ	فَإِنْ	تَوَلَّوْا
کوئی کارساز	یہاں تک کہ	وہ لوگ ہجرت کریں	اللہ کی راہ میں	پھر اگر	وہ منہ موڑیں

فَخَذُوهُمْ	وَأَقْتُلُوهُمْ	حَيْثُ	وَجَدْتُمُوهُمْ	وَلَا تَتَّخِذُوا
تو تم لوگ گرفتار کرو ان کو	اور قتل کرو ان کو	جہاں کہیں	تم لوگ پاؤ ان کو	اور مت بناؤ

مِنْهُمْ	وَلِيًّا	وَلَا تَصِيرُوا	إِلَّا الَّذِينَ	يَصِلُونَ	إِلَى قَوْمِهِمْ
ان میں سے	کوئی کارساز	اور نہ ہی کوئی مددگار	سوائے ان کے جو	تعلق رکھتے ہیں	ایک ایسی قوم سے

بَيْنَكُمْ	وَبَيْنَهُمْ	مِيثَاقٌ	أَوْ	جَاءَكُمْ	حَصْرَتٌ
تمہارے درمیان	اور جن کے درمیان	ایک معاہدہ ہے	یا	وہ لوگ آئیں تمہارے پاس،	گھٹن محسوس کریں

صُدُّوهُمْ	أَنْ	يُقَاتِلُوكُمْ	أَوْ	يُقَاتِلُوا	قَوْمَهُمْ ط
جن کے سینے	کہ	وہ جنگ کریں تم سے	یا	وہ جنگ کریں	اپنی قوم سے

اللَّهُ	لَسَاطَهُمْ	عَلَيْكُمْ	فَلَقَاتِلُوا	فَإِنْ	اعْتَزَلُوكُمْ
اللہ	تو غلبہ دیتا ان کو	تم پر	تو وہ ضرور جنگ کرتے تم سے	پھر اگر	وہ کنارہ کش ہوں تم سے

فَلَمْ يُقَاتِلُوا	وَأَلْفُوا	إِلَيْكُمْ	السَّلَامَا	فَبَا جَعَلَ	اللَّهُ
پھر جنگ نہ کریں تم سے	اور وہ ڈالیں،	تمہاری طرف	صلح	تو نہیں بنایا	اللہ نے

لَكُمْ	عَلَيْهِمْ	سَبِيلًا
تمہارے لئے	ان پر	کوئی راستہ

آیت نمبر- 88 میں کہا گیا ہے کہ جس کو اللہ گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔ یہ بات اللہ تعالیٰ کے فاعل حقیقی ہونے کے لحاظ سے کہی گئی ہے۔ اور فاعل حقیقی کے مفہوم کی وضاحت آیت نمبر 7/2 کے نوٹ- ۴ میں کی جا چکی ہے۔

نوٹ- 1

فتح مکہ سے پہلے یہ ہجرت فرض تھی۔ یعنی اُس وقت ہر ایمان لانے والے پر یہ فرض ہو جاتا تھا کہ وہ اپنا قبیلہ اور گھر بار ھوڑ کر مدینہ میں آکر آباد ہو۔ اگر کھ لوگ خواہش کے باوجود ہجرت کرنے کی قدرت نہیں رکھتے تھے، تو انہیں مستضعفین قرار دیا گیا ہے۔ ان کا ذکر آگے آیت نمبر 98 میں آیا ہے۔ لیکن اگر کوئی قدرت رکھنے کے باوجود ہجرت نہیں کرتا تھا تو اسے منافق قرار دیا گیا اور ان کے لئے حکم تھا کہ انہیں گرفتار کر کے قتل کیا جائے۔ البتہ اس حکم سے وہ لوگ مستثنیٰ تھے جن کی وضاحت اگلی آیت میں کی گئی ہے۔

نوٹ- 2

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں ہے۔ (معارف القرآن)۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ فتح کے بعد دار الکفر سے دار اسلام کی طرف ترک وطن کرنا فرض نہیں رہا۔ البتہ اللہ کی رضا جوئی کی نیت سے اگر اب بھی کوئی ترک وطن کرتا ہے تو اسے

نوٹ- 3

ہجرت کا ثواب ملے گا۔ جیسے 1857ء کی جنگ آزادی ہارنے کے بعد بہت سے مسلمان مختلف مسلم ممالک کی طرف ہجرت کر گئے تھے۔ لیکن انہوں نے ہجرت نہیں کی ان کو نہ تو منافق قرار دیا جاسکتا ہے اور نہ ہی وہ واجب القتل ہیں۔ التبتہ دار الکفر میں رہنے کی وجہ سے اسلام پر عمل کرنے میں ان سے جو کمی یا کوتاہی ہوئی، اس کے لئے حکمرانوں کے جبر اور ملکی حالات کا عذر قبول نہیں کیا جائے گا۔ اس کی وضاحت آگے آیت نمبر 97 میں کر دی گئی ہے۔

آج کل اول تو کسی حقیقی دارالالام کا دنیا میں جو نہیں ہے اور اگر کھنیم دارالاسلام ہیں بھی تو انہوں نے ویزا وغیرہ کی پابندیاں لگا کر تارکین وطن کے لئے اپنے دروازے بند کر رکھے ہیں۔ اس لئے غالب امکان یہی ہے کہ ہم لوگوں سے شاید ملکی حالات کا عذر قبول کر لیا جائے۔ لیکن اب ہم لوگوں سے یہ ضرور پوچھا جائے گا کہ اپنے احوال اور صلاحیتوں کے مطابق غلبہ اسلام کے جہاد میں کتنا حصہ لیا تھا۔ اگر اس کا جواب تسلی بخش نہ ہو تو پھر آیت نمبر 97 میں جو وعید ہے، شاید ہم بھی اس کے مستحق قرار دے دیئے جائیں۔

نوٹ۔ 4

اسلام کے مخالفین کو قتل کرنے کا حکم اس سے پہلے آیت نمبر 2/191 میں بھی آیا ہے اور اب آیات زیر مطالعہ میں آیا ہے۔ ان کے تقابلی مطالعہ سے ایک اہم بات سامنے آتی ہے، اسے سمجھ لیں۔ آیت نمبر 2/191 کا حکم کافر حبشی قوم کے ایسے افراد کے لئے ہے جو جنگ میں شریک ہوں۔ ایسے لوگوں کے لئے حکم ہے کہ وہ جہاں بھی ملیں ان کو قتل کر دو۔ جبکہ آیات زیر مطالعہ کا حکم ایسے منافقین کے لئے تھا جنہوں نے اسلام قبول کرنے کے بعد ہجرت نہیں کی۔ ان کے لئے یہ نہیں کہا گیا کہ وہ جہاں بھی ملیں ان کو قتل کر دو۔ بلکہ یہ کہا گیا کہ وہ جہاں بھی ملیں انہیں پہلے گرفتار کرو پھر قتل کر دو۔ کیونکہ یہ بات تحقیق طلب ہے کہ وہ آیت نمبر 90 کے تحت مستثنیٰ یا آیت نمبر 89 کے تحت مستضعفین میں سے تو نہیں ہیں۔ اور اس کے فیصلے کا اختیار مرکز کے پاس تھا۔ اس لئے عام مسلمانوں کا کام یہ تھا کہ وہ انہیں گرفتار کر کے مرکز کے حوالے کر دیں۔ پھر مرکز اگر فیصلہ کرے تو ان کو قتل کیا جائے۔

اس سے یہ بات پوری طرح واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام مسلمانوں کو نظم و ضبط کا پابند کرتا ہے۔ انارکی روش اختیار کرنا اسلام کے خلاف ہے۔ اس سے نیکی برباد اور گناہ لازم ہو جاتا ہے۔

### آیت نمبر (91)

﴿سَتَجِدُونََ اٰخِرِيْنَ يٰرِئِدُوْنَ اَنْ يَّامَنُوْكُمْ وَيَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ ط كَلٰہَا رُدُّوْا اِلَى الْفِتْنَةِ اُرْکِسُوْا فِيْہَا ؕ فَاِنْ لَّمْ يَّعْزِزْ لَّوْكُمْ وَ يُلْقُوْا اِلَيْكُمْ السَّلٰمَ وَ يَكْفُوْا اَيْدِيَهُمْ فَاْخْذُوْهُمْ وَ اَقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ تَقِفْتُمْ ؕ هُمْ ط وَاُولٰٓئِکُمْ جَعَلْنَا لَکُمْ عَلَیْہُمْ سُلْطٰنًا مُّبِیْنًا ؕ﴾

ترکیب

سَتَجِدُوْنَ کا مفعول اٰخِرِيْنَ ہے۔ یٰرِئِدُوْنَ کا فاعل اس میں هُمْ کی ضمیر ہے جو اٰخِرِيْنَ کے لئے ہے۔ رُدُّوْا اور اُرْکِسُوْا ماضی مجہول ہیں لیکن کَلٰہَا شرطیہ کی وجہ سے ان کا ترجمہ حال میں ہوگا۔ لَمْ پر عطف ہونے کی وجہ سے یُلْقُوْا اور یَكْفُوْا مجزوم ہوئے ہیں۔ ترجمہ میں اس کو ظاہر کرنا ہوگا۔

ترجمہ

سَتَجِدُوْنَ	اٰخِرِيْنَ	یٰرِئِدُوْنَ	اَنْ	یَاْمَنُوْكُمْ	وَاْمَنُوْا
تم لوگ پاؤ گے	دوسروں کو	وہ لوگ چاہتے ہیں	کہ	امن میں ہوں تم میں	اور امن میں ہوں

قَوْمَهُمْ	كَلِمًا	رُدُّوْا	إِلَى الْفِتْنَةِ	أُذْكُرُوا
اپنی قوم نے	جب کبھی	وہ لوٹائے جاتے ہیں	آزمائش کی طرف	تو وہ اوندھے کئے جاتے ہیں

فِيهَا	فَإِنْ	لَّمْ يَعْتِزْ لَكُمْ	وَيُلْقُوا	إِلَيْكُمْ	السَّلَامَ	وَيَكْفُرُوا
اس میں	پھر اگر	وہ کنارہ کش نہ ہوں تم سے	اور نہ ڈالیں	تمہاری طرف	صلح	اور نہ روکیں

أَبْدِيَهُمْ	فَخَذُوهُمْ	وَاقْتُلُوهُمْ	حَيْثُ	تَقْتُلُوهُمْ
اپنے ہاتھوں کو	تو تم لوگ گرفتار کرو ان کو	اور قتل کرو ان کو	جہاں بھی	تم لوگ پاؤ ان کو

وَأُولَئِكَ	جَعَلْنَا	لَكُمْ	عَلَيْهِمْ	سُلْطَانًا مُّبِينًا
اور یہ لوگ ہیں	ہم نے بنائی	تمہارے لئے	جن پر	ایک واضح دلیل

یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان کا اقرار کر کے مسلمانوں میں شامل ہو جاتے تھے لیکن رہن سہن اپنے قبیلے کے ساتھ رکھتے تھے۔ جب کبھی ان کے قبیلے اور مسلمانوں کے درمیان کوئی کشمکش ہو تیتھی تو قبائلی دباؤ کے تحت مسلمانوں کے خلاف کاروائی میں حصہ لیتے تھے۔

نوٹ-1

### آیت نمبر (92 تا 93)

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَاً وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَاً فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ إِلَّا أَنْ يَصَّدَّقُوا فَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُّؤْمِنٌ فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُم مِّيثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ وَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِّنَ اللَّهِ ۖ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝۹۲ وَمَنْ يَقْتُلْ مُّؤْمِنًا مُّتَعَبِدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَ أَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا ۝۹۳﴾

و د ی

(ض)

وَدِيًا

دِيَةً

وَادٍ

کسی چیز کا بہنا۔

خون بہا دیا کرنا۔ آیت زیر مطالعہ۔

ج آوَدِيَةً۔ دو ٹیلوں یا پہاڑوں کے درمیان کا نشیبی علاقہ جہاں بارش کا پانی بہتا ہے۔ وادی۔

﴿حَتَّىٰ إِذَا اتُّوْا عَلَىٰ وَادِ النَّمْلِ﴾ (27/ النمل: 18) ”یہاں تک کہ جب وہ پہنچے چیونٹیوں کی

وادی پر۔“ ﴿أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَالَتْ أَوْدِيَةٌ﴾ (13/ الرعد: 17) ”اس نے اُتارا

آسمان سے کچھ پانی تو بہہ نکلیں وادیاں۔“

ع م د

(ض)

عَمَدًا

(1) قصد کرنا۔ ارادہ کرنا۔ (2) سہارا دینا۔ ستون لگانا۔



عَمَادٌ

اسم جنس ہے واحد عَمَادَةٌ اور جمع عَمَدٌ ہے۔ جس کا سہارا لیا جائے۔ ستون۔ ﴿الَّذِينَ تَرَوْنَ كَمَا طَعَتْ آبَهُمْ بِأَنْفِهِمْ مِنْ دُونِ أَيْدِيهِمْ يَكْفُفُونَ﴾ (النساء: 104) ”کیا تو نے دیکھا نہیں کیسا کیا تیرے رب نے (تو) عَمَد کے ساتھ (رہنے والے) ارم کے، ستونوں والے۔“ ﴿اللَّهُ الَّذِي رَفَعَ السَّمَوَاتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ﴾ (الرعد: 2) ”اللہ وہ ہے جس نے بلند کیا آسمانوں کو ستونوں کے بغیر۔“

تَعَمَّدَا

(تفعل)

بتکلف قصد کرنا۔ پختہ ارادہ کرنا۔ ﴿وَلَكِنْ مَا تَعَمَّدَتْ قُلُوبُكُمْ﴾ (الاحزاب: 5) ”اور لیکن وہ، جس کا پختہ ارادہ کیا تمہارے دلوں نے۔“

مُتَعَمَّدٌ

اسم الفاعل ہے۔ پختہ ارادہ کرنے والا۔ آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب

يَقْتُلُ اور قَتَلَ کے مفعول مُؤْمِنًا ہیں اور خَطَطًا حال ہیں۔ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مضاف الیہ اور مُؤْمِنَةٍ اس کی صفت ہے۔ یہ پورا مرکب اضافی مبتداء ہے اور اس کی خبر محذوف ہے جو ثَابِتٌ یا وَاجِبٌ ہو سکتی ہے۔ دِيَّةٌ مُسَلَّمَةٌ مرکب توصیفی ہے اور مبتداء مکملہ ہے۔ اس کی بھی خبر محذوف ہے۔ اِلَى اَهْلِهِ قائم مقام خبر ہے۔ يَصَدَّقُوا باب تفعل سے ہے۔ اس کا فاعل اس میں هُمْ کی ضمیر ہے جو اَهْلِهِ کے لیے ہے۔ مَنْ يَقْتُلُ کا مفعول مُؤْمِنًا ہے جب کہ مُتَعَمَّدٌ احوال ہے۔

ترجمہ

وَمَا كَانَ	لِمُؤْمِنٍ	أَنْ	يَقْتُلَ	مُؤْمِنًا	إِلَّا	خَطَطًا	وَمَنْ
اور نہیں ہے	کسی مومن کے لیے	کہ	وہ قتل کرے	کسی مومن کو	مگر	غلطی سے	اور جس نے

قَتَلَ	مُؤْمِنًا	خَطَطًا	فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ	وَدِيَّةٌ مُسَلَّمَةٌ
قتل کیا	کسی مومن کو	غلطی سے	تو کسی مومن گردن کا آزاد کرنا ہے	اور سپرد کیا ہوا خون بہا ہے

إِلَى أَهْلِهِ	إِلَّا أَنْ	يَصَدَّقُوا	فَإِنْ كَانَ
اس کے گھر والوں کی طرف	سوائے اس کے کہ	وہ اپنا حق چھوڑ دیں	پھر اگر وہ تھا

مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَكُمْ	وَهُوَ	مُؤْمِنٌ	فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ	وَإِنْ كَانَ
تمہاری دشمن قوم میں سے	اور وہ	مومن ہو	تو کسی مومن گردن کا آزاد کرنا ہے	اور اگر وہ تھا

مِنْ قَوْمٍ	بَيْنَكُمْ	وَبَيْنَهُمْ	مِيثَاقٌ	فَدِيَّةٌ مُسَلَّمَةٌ
ایک ایسی قوم سے	تمہارے درمیان	اور جن کے درمیان	کوئی معاہدہ ہے	تو سپرد کیا ہوا خون بہا ہے

إِلَى أَهْلِهِ	وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ	فَمَنْ	لَمْ يَجِدْ	فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ
اس کے گھر والوں کی طرف	اور کسی مومن گردن کا آزاد کرنا ہے	پھر جو	نہ پائے (اس کو)	تو لگا تار دو مہینے کے روزے ہیں

تُوبَةً	مِنْ اللَّهِ	وَكَانَ اللَّهُ	عَلِيمًا	حَكِيمًا	وَمَنْ	يَقْتُلْ
توبہ کرتے ہوئے	اللہ سے	اور اللہ ہے	جاننے والا	حکمت والا	اور جو	قتل کرتا ہے

مُؤْمِنًا	مُتَعَبِدًا	فَجَزَاؤُهُ	جَهَنَّمُ	خَلِدًا	فِيهَا ۝۸۵	وَعُذِبَ
کسی مومن کو	قصداً	تو اس کی سزا	جہنم ہے	ہمیشہ رہنے والا ہوتے ہوئے	اس میں	اور غضب کیا
اللہ نے	عَلَيْهِ	وَلَعَنَهُ	وَأَعَدَّ	لَهُ	عَذَابًا عَظِيمًا	
اللہ نے	اس پر	اور اس نے لعنت کی اس پر	اور اس نے تیار کیا	اس کے لیے	ایک عظیم عذاب	

نوٹ-1

اب ایسے مسلمانوں کا ذکر ہے جو یا تو دارالاسلام کے باشندے ہوں، یا اگر دارالحرب یا دارالکفر میں ہوں تو دشمنان اسلام کی کارروائیوں میں ان کی شرکت کا کوئی ثبوت نہ ہو۔ ایسا کوئی مسلمان نادانستگی میں کسی مسلمان کے ہاتھ سے مارا جاتا ہے تو قاتل کو ایک غلام آزاد کرنا ہوگا اور خون بہا ادا کرنا ہوگا۔ اگر مقتول ایسی قوم کا فرد تھا جس کے خلاف اعلان جنگ ہو چکا ہے یعنی دارالحرب کا باشندہ تھا تو پھر صرف غلام آزاد کرنا ہوگا۔ (تفہیم القرآن)

لیکن اگر یہ قتل عمداً کیا گیا ہے تو پھر قاتل کی سزا ہیشگی کی دوزخ ہے۔ یعنی وہ ان مسلمانوں میں شامل نہیں ہوگا جو اپنے گناہوں کے مطابق سزا بھگتتے کے بعد دوزخ سے نکال کر جنت میں پہنچا دیئے جائیں گے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسے شخص پر اللہ تعالیٰ غضب فرماتا ہے، اس پر لعنت کرتا ہے اور اس کے لیے ایک عظیم عذاب اس نے تیار کر رکھا ہے۔

یہ بات ذہن میں واضح کر لیجئے کہ فقہ یا مسلک کے اختلاف کی بنیاد پر ایک دوسرے کو کافر کہنے سے کوئی کافر نہیں ہوتا۔ سب مسلمان رہتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اسلام اس قسم کی پریکٹس کو قطعی طور پر ناپسندیدہ قرار دیتا ہے اور اس بنیاد پر کسی کو قتل کرنے والا ایک مسلمان کا قاتل ہوتا ہے۔

### آیت نمبر (94 تا 96)

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا ضَرَبْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَتَبَيَّنُوا وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْفَى إِلَيْكُمْ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا تَبْتَغُونَ عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللَّهِ مَغَانِمُ كَثِيرَةٌ ۖ كَذَلِكَ كُنْتُمْ مِنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللَّهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوا إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ۝۹۴ لَا يَسْتَوِي الْقُعْدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ ۖ فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقُعْدِينَ دَرَجَةً ۖ كُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ ۖ وَفَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقُعْدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا ۝۹۵ دَرَجَاتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَرَحْمَةً ۖ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝۹۶﴾

غ ن م

کہیں سے بکریوں کا ہاتھ لگ جانا۔ اس بنیادی مفہوم کے ساتھ ہر ایسے مال کے لیے آتا ہے جو دشمن سے حاصل کیا جائے۔ مال غنیمت حاصل کرنا۔ ﴿فَكُلُوا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلَالًا طَيِّبًا ۝﴾ (8/ الانفال: 69) ”تو تم لوگ کھاؤ اس میں سے جو مال غنیمت تم نے حاصل کیا حلال اور پاکیزہ ہوتے ہوئے۔“

غُنْمًا

(س)

ج مَغَانِمُ۔ اسم ذات ہے۔ مال غنیمت۔ آیت زیر مطالعہ۔  
اسم جنس ہے۔ بکریاں۔ ﴿وَأَهْلُشْ بِهَا عَلَىٰ غَنَمٍ﴾ (20/ طہ: 18) ”اور میں پتے جھاڑتا ہوں اس سے اپنی بکریوں کے لیے۔“

مَغْنَمٌ

غَنَمٌ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ	أَمَنُوا	إِذَا	صَرَبْتُمْ	فِي سَبِيلِ اللَّهِ	فَتَبَيَّنُوا
اے لوگو جو	ایمان لائے	جب بھی	تم لوگ نکلو	اللہ کی راہ میں	تو تحقیق کر لیا کرو

وَلَا تَقُولُوا	لِيَن	أَلْفَى	إِلَيْكُمْ	السَّلَامَ	لَسْتَ
اور تم لوگ مت کہو	اس کو جس نے	ڈالا	تم لوگوں کی طرف	سلام	کہ تو نہیں ہے

مُؤْمِنًا	تَبْتَغُونَ	عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا	فَعِنْدَ اللَّهِ
مومن	تم لوگ جستجو کرتے ہو	دُنوی زندگی کے عارضی سامان کی	تو اللہ کے پاس ہی

مَعَانِمُ كَثِيرَةً	كَذَلِكَ	كُنْتُمْ	مِّن قَبْلُ	فَمَنْ	اللَّهُ
کثیر مال غنیمت ہیں	اُس کی مانند	تم تھے	اس سے پہلے	پھر احسان کیا	اللہ نے

عَلَيْكُمْ	فَتَبَيَّنُوا	إِنَّ اللَّهَ	كَانَ	بِمَا	تَعْمَلُونَ
تم لوگوں پر	پس تم لوگ تحقیق کر لیا کرو	یقیناً اللہ	ہے	اس سے جو	تم لوگ کرتے ہو

خَيْرًا	لَا يَسْتَوِي	الْفَعْدُونَ	مِنَ الْمُؤْمِنِينَ	غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ
باخبر	برابر نہیں ہوتے	بیٹھنے والے	مومنوں میں سے	جو بغیر تکلیف والے ہوں

وَالْمُجَاهِدُونَ	فِي سَبِيلِ اللَّهِ	بِأَمْوَالِهِمْ	وَأَنْفُسِهِمْ	فَضَّلَ	اللَّهُ
اور جہاد کرنے والے	اللہ کی راہ میں	اپنے اموال سے	اور اپنی جانوں سے	زیادہ بلند کیا	اللہ نے

بِأَمْوَالِهِمْ	وَأَنْفُسِهِمْ	عَلَى الْقُعْدِينَ	دَرَجَةً	وَكُلًّا
اپنے اموال سے	اور اپنی جانوں سے	بیٹھ جانے والوں پر	درجے کے لحاظ سے	اور سب سے

وَعَدَ	اللَّهُ	الْحُسْنَى	وَفَضَّلَ	اللَّهُ	الْمُجَاهِدِينَ
وعدہ کیا	اللہ نے	خوبصورت	اور زیادہ کیا	اللہ نے	جہاد کرنے والوں کو

أَجْرًا عَظِيمًا	دَرَجَتٍ	مِّنْهُ	وَمَغْفِرَةً
ایک شاندار اجر کے لحاظ سے	درجات ہوتے ہوئے	اس (کی طرف) سے	اور مغفرت ہوتے ہوئے

وَرَحْمَةً	وَكَانَ	اللَّهُ	غَفُورًا	رَّحِيمًا
اور رحمت ہوتے ہوئے	اور ہے	اللہ	بے انتہا بخشنے والا	ہر حال میں رحم کرنے والا

جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو، تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس کو مسلمان سمجھیں۔ اگر وہ نماز نہیں پڑھتا، روزہ نہیں رکھتا اور ہر قسم کے گناہوں میں ملوث ہے، پھر بھی اس کو اسلام سے خارج کہنے یا اس کے ساتھ کافروں کا معاملہ کرنے کا کسی کو حق نہیں ہے۔ جب تک اس سے کسی ایسے قول و فعل کا صدور نہ ہو جو کفر کی یقینی علامت ہے۔ (معارف القرآن)

اگر ایک مسلمان حقوق اللہ اور حقوق العباد کی حتی المقدور ادائیگی کرتا ہے لیکن اللہ کے دین کی نشر و اشاعت، دعوت و تبلیغ اور سر بلندی کی جدوجہد میں حصہ نہیں لیتا، تو اس کو تاہی کی وجہ سے وہ فاسق یا مردود نہیں ہو جاتا بلکہ ایک اچھا مومن ہی رہتا ہے۔ البتہ جنت کی سوسائٹی میں، مذکورہ جدوجہد میں حصہ لینے والوں کے مقابلہ میں اس کا رتبہ (STATUS) کمتر ہوگا۔

اس سے معلوم ہو گیا کہ جہاد فرض کفایہ ہے، فرض عین نہیں ہے۔ یعنی اگر مسلمانوں کی کافی تعداد وقت کی ضرورت کے مطابق جہاد کرتی رہے، تو جہاد نہ کرنے والوں پر کوئی گناہ نہیں ورنہ سب گنہگار رہوں گے۔ (ترجمہ شیخ الہند)

### آیت نمبر (97 تا 100)

﴿إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّيْنَاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنْتُمْ ط قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ ط قَالُوا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا ط فَأُولَئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ط وَسَاءَتْ مَصِيرًا ۝ إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا ۝ فَأُولَئِكَ عَسَى اللَّهُ أَنْ يَعْفُو عَنْهُمْ ط وَكَانَ اللَّهُ عَفُوًّا غَفُورًا ۝ وَمَنْ يُهَاجِرْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَجِدْ فِي الْأَرْضِ مُرَغِمًا كَثِيرًا وَسَعَةً ط وَمَنْ يَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهِ مُهَاجِرًا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ ط وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۝﴾

ر غ م

- |  |             |          |
|--|-------------|----------|
| (1) ذلیل ہونا۔ (2) رِغْمَ اِلٰی۔ کسی کے پاس جانا۔            | رَغْمًا     | (س)      |
| (1) ایک دوسرے کو ذلیل کرنا۔ (2) ایک دوسرے کے پاس جانا۔       | مُرَاغْمَةً | (مفاعله) |
| اسم المفعول ہے۔ ظرف کے معنی میں جانے کی جگہ۔ آیت زیر مطالعہ۔ | مُرَاغْمٌ   |          |

و ق ع

- (1) گر پڑنا۔ (2) ہو پڑنا۔ واقع ہونا۔ (3) ثابت ہونا۔ لازم ہونا۔ ﴿وَيُؤَسِّسُ السَّيِّئَاتِ أَنْ تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ﴾ (22/ الحج: 65) ”اور وہ تھامتھا ہے آسمان کو کہ کہیں وہ گر پڑے زمین پر۔“ ﴿وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوا﴾ (27/ النمل: 85) ”اور ثابت ہوئی بات ان لوگوں پر بسبب اس کے جو انہوں نے ظلم کیا۔“
- فعل امر ہے۔ تو گر پڑ۔ تو واقع ہو۔ ﴿فَقَعُوا لَهُ سِجْدِينَ ۝﴾ (15/ الحجر: 29) ”تو تم لوگ گر پڑنا اس کے لیے سجدہ کرنے والوں کی حالت میں۔“
- اسم الفاعل ہے۔ گر پڑنے والا۔ واقع ہونے والا۔ ﴿وَوَظَّوْنَا أَكْثَهُنَّ وَاقِعًا بِهِمْ ۝﴾ (7/ الاعراف: 171) ”اور انہوں نے گمان کیا کہ وہ یعنی پہاڑ گر پڑنے والا ہے ان پر۔“ ﴿وَإِنَّ الدِّينَ لَوَاقِعٌ ط﴾ (51/ الذریت: 6) ”اور یقیناً بدلہ یعنی بدلے کا دن ضرور واقع ہونے والا ہے۔“

(ف) وَقُوقًا اور وَقَعَةً

- ج مَوَاقِعُ۔ اسم الظرف ہے۔ گر پڑنے کی جگہ۔ ﴿فَلَا أُقْسِمُ بِمَوَاقِعِ النُّجُومِ ۝﴾ (56/ الواقعة: 75) ”پس نہیں! میں قسم کھاتا ہوں ستاروں کے گر پڑنے یعنی ڈوبنے کی جگہوں کی۔“
- کسی چیز میں گرنا۔

مَوَاقِعٌ

مَوَاقِعَةً

(مفاعله)

## مَوَاقِعُ

اسم الفاعل ہے۔ گرنے والا۔ ﴿وَرَأَى الْمَجْرُمُونَ النَّارَ فَظَنُّوا أَنَّهُمْ مُوَاقِعُهَا﴾

(18/ النہف: 53) ”اور دیکھیں گے مجرم لوگ آگ کو تو وہ گمان کریں گے کہ وہ گرنے والے ہیں

اس میں۔“

## ترکیب

ظَالِمِي دراصل ظَالِمِينَ تھا جو الَّذِينَ کا حال ہونے کی وجہ سے حال نصبی میں ہے اور أَنْفُسِهِمْ کا مضاف ہونے کی وجہ سے اس کا نون اعرابی گرا ہوا ہے۔ کُنَّا کا اسم اس میں نَحْنُ کی ضمیر ہے اور مُسْتَضْعَفِينَ اس کی خبر ہے۔ تَكُنْ کا اسم اَرْضُ اللّٰهِ ہے اور وَاسِعَةً اس کی خبر ہے۔ إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ استثناء ہے، کُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ سے اور اس کی مزید وضاحت مِّنَ الرِّجَالِ کے مِنِ بیان سے ہوئی ہے۔ یَجِدْ جواب شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم ہوا ہے اور مرکب توصیفی مَرَاغِمًا کَثِيرًا اس کا مفعول ہے جب کہ سَعَةً، مَرَاغِمًا پر عطف ہے۔

## ترجمہ

إِنَّ الَّذِينَ	تَوَفَّيْهِمْ	الْمَلَائِكَةُ	ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ
بیشک وہ لوگ	پورا پورا لیتے ہیں جن کو (یعنی روح قبض کرتے ہیں)	فرشتے	خود پر ظلم کرنے والے ہوتے ہوئے

قَالُوا	فِيْمَ	كُنْتُمْ	قَالُوا	كُنَّا	مُسْتَضْعَفِينَ	فِي الْأَرْضِ
وہ کہتے ہیں	کس چیز میں	تم لوگ تھے	وہ لوگ کہتے ہیں	ہم لوگ	کمزور تھے	زمین میں

قَالُوا	أَ	لَمْ تَكُنْ	أَرْضُ اللَّهِ	وَاسِعَةً	فَتَهَا جَرُّوا	فِيهَا
وہ (فرشتے) کہتے ہیں	کیا	نہیں تھی	اللہ کی زمین	کشادہ	تم لوگ ہجرت کرتے	اس میں

فَأُولَٰئِكَ	مَا أُولَهُمْ	جَهَنَّمَ	وَسَاءَتْ	مَصِيدًا	إِلَّا
پس وہ لوگ ہیں	جن کا ٹھکانہ	جہنم ہے	اور کتنی بری ہے وہ	لوٹنے کی جگہ	سوئے اس کے کہ

الْمُسْتَضْعَفِينَ	مِّنَ الرِّجَالِ	النِّسَاءِ	وَالْوِلْدَانِ	لَا يَسْتَطِيعُونَ
کمزور ہوں	مردوں میں سے	اور عورتوں میں سے	اور بچوں میں سے	وہ استطاعت نہ رکھتے ہوں

جِيلَةً	وَلَا يَهْتَدُونَ	سَبِيلًا	فَأُولَٰئِكَ	عَسَى اللَّهُ أَنْ	يَعْقُو
کسی تدبیر کی	اور وہ نہ پاتے ہوں	کوئی راستہ	تو وہ لوگ ہیں	امید ہے کہ اللہ	درگزر کرے

عَنْهُمْ	وَكَانَ	اللَّهُ	عَفْوًا	عَفْوَرًا	وَمَنْ يُهَاجِرْ
جن سے	اور ہے	اللہ	بے انتہا درگزر کرنے والا	بے انتہا بخشنے والا	اور جو ہجرت کرے گا

فِي سَبِيلِ اللَّهِ	يَجِدْ	فِي الْأَرْضِ	مُرَاغِمًا كَثِيرًا	وَّ	سَعَةً	وَمَنْ	يَخْرُجْ
اللہ کی راہ میں	تو وہ پائے گا	زمین میں	جانے کی کثیر جگہیں	اور	کشادگی	اور جو	نکلتا ہے

مِنْ بَيْتِهِ	مُهَاجِرًا	إِلَى اللَّهِ	وَرَسُولِهِ	ثُمَّ
اپنے گھر سے	ہجرت کرنے والا ہوتے ہوئے	اللہ کی طرف	اور اس کے رسول کی طرف	پھر

يُذِرْكَهُ	الْمَوْتُ	فَقَدْ وَقَعَ	أَجْرُهُ	عَلَى اللَّهِ	وَكَانَ	اللَّهُ
آلیتی ہے اس کو	موت	تو واقع ہو چکا ہے	اس کا اجر	اللہ پر	اور ہے	اللہ



عَفُورًا	تَّحِيًّا 807
بے انتہا بخشنے والا	ہر حال میں رحم کرنے والا

## آیت نمبر (101 تا 104)

﴿وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ ۖ إِنَّ خِفَتُمْ أَنْ يُفْتِنَكُمْ الَّذِينَ كَفَرُوا ۖ إِنَّ الْكَافِرِينَ كَانُوا لَكُمْ عَدُوًّا مُبِينًا ۝ وَإِذَا كُنْتُمْ فِيهِمْ فَأَقْبِتْ لَهُمُ الصَّلَاةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِنْهُمْ مَعَكَ وَلْيَأْخُذُوا أَسْلِحَتَهُمْ ۚ فَإِذَا سَجَدُوا فَلْيَكُونُوا مِنْ وَرَائِكُمْ ۚ وَلْتَأْتِ طَآئِفَةٌ أُخْرَى لَمْ يُصَلُّوا فَلْيُصَلُّوا مَعَكَ وَلْيَأْخُذُوا حِذْرَهُمْ وَأَسْلِحَتَهُمْ ۚ وَدَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ تَغْفُلُونَ عَنْ أَسْلِحَتِكُمْ وَأَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيلُونَ عَلَيْكُمْ مَيْلَةً وَاحِدَةً ۖ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ كَانَ بِكُمْ أَذًى مِنْ مَطَرٍ أَوْ كُنْتُمْ مَرْضَى أَنْ تَضَعُوا أَسْلِحَتَكُمْ ۚ وَخُذُوا حِذْرَكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا ۝ فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَادْكُرُوا اللَّهَ قِيَمًا وَتَعُودًا ۖ وَ عَلَىٰ جُنُوبِكُمْ ۚ فَإِذَا اطْمَأْنَنْتُمْ فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ ۚ إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا ۝ وَلَا تَهِنُوا فِي ابْتِغَاءِ الْقَوْمِ ۚ إِنْ تَكُونُوا تَأْلَمُونَ فَإِنَّهُمْ يَأْلَمُونَ كَمَا تَأْلَمُونَ ۚ وَتَرْجُونَ مِنَ اللَّهِ مَا لَا يَرْجُونَ ۖ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝﴾

ق ص ر

- (ن) قُصُورًا (1) ناقص ہونا۔ سُست ہونا (لازم)۔ (2) ناقص کرنا۔ نیچا رکھنا۔ کمی کرنا (متعدی)۔ آیت زیر مطالعہ۔
- قَاصِرٌ اسم الفاعل ہے۔ نیچا رکھنے والا۔ کمی کرنے والا۔ ﴿وَ عِنْدَهُمْ قُصِرَتِ الظُّرُفُ﴾ (38/ ص: 52) ”اور ان کے پاس نگاہ نیچی رکھنے والیاں ہیں۔“
- (ض) قَصْرًا قَصْرٌ (ا) درود یوار مضبوط کرنا۔ (۲) رہائش دینا۔ ج قُصُورٌ محل۔ ﴿إِنَّهَا تَرَحُّمِي بِشَرِّ كَالْقَصْرِ ۝﴾ (77/ المرسل: 32) ”بیٹک وہ یعنی دوزخ سھینے کی چنگاریاں محل کی مانند۔“ ﴿وَيَجْعَلُ لَكَ قُصُورًا ۝﴾ (25/ الفرقان: 10) ”اور وہ بنائے گا آپ کے لیے محلات۔“
- مَقْصُورٌ اسم المفعول ہے۔ رہائش دیا ہوا۔ ﴿حُورٌ مَقْصُورَاتٌ فِي الْخِيَامِ ۝﴾ (55/ الرحمن: 72) ”رہائش دی ہوئی حوریں ہیں خیموں میں۔“
- (افعال) اِقْصَارًا گھٹانا۔ کم کرنا۔ ﴿يَبْدُوهُمْ فِي الْوَعْدِ ثُمَّ لَا يَقْصِرُونَ ۝﴾ (7/ الاعراف: 202) ”وہ بڑھاتے ہیں ان کو گمراہی میں پھر گھٹاتے نہیں۔“
- (تفعیل) تَقْصِيرًا قَصِيرٌ کم کرنا۔ تراشنا۔ اسم الفاعل ہے۔ تراشنے والا۔ ﴿مُحَلِّقِينَ رُءُوسَكُمْ وَمُقْصِرِينَ ۝﴾ (48/ الف: 27) ”مونڈنے والے اپنے سروں کو اور تراشنے والے۔“

س ل ح

(ف)

سَلَحًا

سِلَاحٌ

تھیار پہننا۔ تھیار لگانا (اپنے آپ پر)  
ج اسْلِحَةً۔ اسم ذات ہے۔ تھیار۔ آیت زیر مطالعہ۔

م ط ر

(ن)

مَطَرًا

مَطَرٌ

إِمطَارًا

(افعال)

آسمان سے کسی چیز کا برسنا جیسے بارش۔ اولے۔ پتھر وغیرہ۔  
اسم ذات ہے۔ برسنے والی چیز۔ بارش۔ آیت زیر مطالعہ۔  
آسمان سے کسی چیز کو برسانا۔ ﴿أَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَطَرًا﴾ (7/ الاعراف: 74) ”اور ہم  
نے برسا یا ان پر ایک برسنے والی چیز۔“

فعل امر ہے۔ تو برسا۔ ﴿فَأَمْطَرْنَا عَلَيْكَ حِجَارًا مِّنَ السَّمَاءِ﴾ (8/ الانفال: 32) ”پھر تو  
برسا ہم پر پتھر آسمان سے۔“

أَمْطَرُ

اسم الفاعل ہے۔ برسانے والا۔ ﴿هَذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا﴾ (46/ الاحقاف: 24) ”یہ ایک  
بادل ہے، ہم پر برسانے والا ہے۔“

مُمْطِرٌ

ترکیب

جُنَاحٌ مبتداء مؤخر مکررہ ہے اور لَيْسَ کا اسم ہے۔ اس کی خبر محذوف ہے۔ اور عَلَيْكُمْ قائم مقام خبر ہے۔ اِنَّ کا اسم الْكُفْرِیْنَ  
اور آگے کَانُوا سے مُبِیِّنًا تک پورا جملہ اس کی خبر ہے۔ کَانُوا کا اسم اس میں هُمْ کی ضمیر ہے جو الْكُفْرِیْنَ کے لیے ہے۔  
عَدُوًّا مُّبِیِّنًا اس کی خبر ہے۔ کُنْتُ اور اَقْبَمْتُ افعال ماضی ہیں لیکن ان سے پہلے اِذَا شرطیہ آیا ہے اس لیے ان کا ترجمہ مستقبل  
میں ہوگا۔ طَائِفَةٌ اُخْرٰی نکرہ مخصوصہ ہے اور لَمْ یُصَلُّوا اس کی خصوصیت ہے۔ قِیَمًا، فَعُوْدًا اور عَلٰی جُنُوبِكُمْ، یہ تینوں  
حال ہیں۔ اِنَّ الصَّلٰوةَ سے مَوْقُوَّتًا تک کے جملے کی بھی وہی ترکیب ہے۔ جو اوپر اِنَّ الْكُفْرِیْنَ سے مُبِیِّنًا تک کے جملے کی  
دی گئی ہے۔

ترجمہ

وَإِذَا	ضَرَبْتُمْ	فِي الْأَرْضِ	فَلَيْسَ	عَلَيْكُمْ	جُنَاحٌ	أَنْ	تَقْصُرُوا
اور جب کبھی	تم لوگ سفر کرو	زمین میں	تو نہیں ہے	تم لوگوں پر	کوئی گناہ	کہ	تم لوگ کمی کرو

مِنَ الصَّلٰوةِ	إِنْ	خِفْتُمْ	أَنْ	يَقْتُلَكُمْ	الَّذِينَ	كَفَرُوا
نماز میں سے	اگر	تمہیں خوف ہو	کہ	تمہیں تکلیف دیں گے	وہ لوگ جنہوں نے	کفر کیا

إِنَّ الْكُفْرِيْنَ	كَانُوا	لَكُمْ	عَدُوًّا مُّبِیِّنًا	وَإِذَا	كُنْتَ	فِيهِمْ
یقیناً کافر لوگ	ہیں	تمہارے لیے	کھلے دشمن	اور جب کبھی	آپ ہوں	ان میں

فَأَقْبَمْتُ	لَهُمْ	الصَّلٰوةَ	فَلَتَقُمْ	طَائِفَةٌ	مِّنْهُمْ
تو آپ قائم کریں	ان کے لیے	نماز کو	پس چاہیے کہ کھڑی ہو	ایک جماعت	ان میں سے

مَعَكَ	وَلْيَأْخُذُوا	أَسْلِحَتَهُمْ	فَإِذَا	سَجَدُوا
آپ کے ساتھ	اور چاہیے کہ وہ لوگ پکڑیں	اپنے اسلحے	پھر جب	وہ سجدہ کر لیں

ترجمہ

فَلْيُكُونُوا	مِنْ ذُرِّيَّتِكُمْ	وَلَتَأْتِ	طَائِفَةٌ أُخْرَى	كَمْ يُصَلُّوْا
تو چاہیے کہ وہ لوگ ہو جائیں	تمہارے پیچھے	اور چاہیے کہ آئے	دوسری جماعت	جس نے نماز نہیں پڑھی

فَلْيُصَلُّوْا	مَعَكُمْ	وَلْيَأْخُذُوا	حِذْرَهُمْ	وَأَسْلِحَتَهُمْ	وَدَّ
تو چاہیے کہ وہ لوگ نماز پڑھیں	آپ کے ساتھ	اور چاہیے کہ پکڑیں	اپنا بچاؤ	اور اپنے اسلحے	چاہا

الَّذِينَ	كَفَرُوا	كُوفَرُوا	تَعْفُلُونَ	عَنْ أَسْلِحَتِكُمْ	وَأَمْتَعَتِكُمْ
ان لوگوں نے جنہوں نے	کفر کیا	(کہ) اگر	تم غافل ہوتے	اپنے اسلحے سے	اور اپنے سامانوں سے

فَيَسْبِغُونَ	عَلَيْكُمْ	مَيْلَةً وَاحِدَةً	وَلَا جُنَاحَ	عَلَيْكُمْ
تو وہ لوگ دھاوا بول دیں	تم لوگوں پر	یکبارگی حملہ کر کے	اور کسی قسم کا کوئی گناہ نہیں ہے	تم لوگوں پر

إِنْ	كَانَ	بِكُمْ	أَذَى	مِنْ قَطْرٍ	أَوْ	كُنْتُمْ	مَرْضَى	أَنْ	تَصُومُوا
اگر	ہو	تم کو	کوئی تکلیف	بارش سے	یا	تم لوگ ہو	مریض	کہ	تم لوگ رکھ دو

أَسْلِحَتِكُمْ	وَحُدُّوْا	حِذْرَكُمْ	إِنَّ	اللَّهِ	أَعَدَّ	لِلْكَافِرِينَ
اپنے اسلحوں کو	اور پکڑو	اپنا بچاؤ	یقیناً	اللہ نے	تیار کیا ہے	کافروں کے لیے

عَدَا أَبَا مِهْنَةَ	فَادَا	قَضَيْتُمْ	الصَّلَاةَ	فَاذْكُرُوا	اللَّهُ
ایک رُسوا کرنے والا عذاب	پھر جب	تم لوگ پورا کر لو	نماز کو	تو تم لوگ یاد کرو	اللہ کو

قِيَمًا	وَقُودًا	وَعَلَى جُنُوبِكُمْ	فَادَا	اطْمَأْنَنُوا
کھڑے ہوئے	اور بیٹھے ہوئے	اور اپنی کروٹوں پر	پھر جب	تم لوگ مطمئن ہو

فَاذْكُرُوا	الصَّلَاةَ	إِنَّ	الصَّلَاةَ	كَانَتْ	عَلَى الْمُؤْمِنِينَ	كِتَابًا مَوْقُوتًا
تو تم لوگ قائم کرو	نماز کو	بیشک	نماز	ہے	مومنوں پر	مقرر وقت پر فرض

وَلَا تَهْنُوا	فِي ابْتِغَاءِ الْقَوْمِ	إِنْ	تَكُونُوا تَائِمُونَ	فَالْتَهُمُ
اور تم لوگ سست مت ہو	اس قوم کی جستجو میں	اگر	تکلیف اٹھایا کرتے ہو تم	تو وہ لوگ (بھی)

يَا تَائِمُونَ	كَمَا	تَائِمُونَ	وَتَرْجُونَ	مِنْ اللَّهِ
تکلیف اٹھاتے ہیں	اس کی مانند جیسی	تم لوگ تکلیف اٹھاتے ہو	اور تم لوگ امید رکھتے ہو	اللہ سے

مَا	لَا يَرْجُونَ	وَكَانَ	اللَّهُ	عَلَيْمًا	حَكِيمًا
اس کی جس کی	وہ لوگ امید نہیں رکھتے	اور ہے	اللہ	جاننے والا	حکمت والا

ان آیات میں قصر نماز اور صلوٰۃ خوف کا بیان ہے جن کی تفصیل خاصی طویل ہے۔ ان کو مستند تفاسیر میں دیکھا جاسکتا ہے۔ یہاں ہم صرف اہم نکات بیان کریں گے۔ واضح رہے کہ یہ پورا نوٹ تفہیم القرآن سے ماخوذ ہے۔

نوٹ۔ 1

- 1- آیت نمبر ۱۰۱ میں اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَفْتِنَكُمْ الَّذِينَ كَفَرُوا ط کے فقرے سے خیال آتا ہے کہ قصر کا حکم صرف خوف کے سفر کے لیے ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہی خیال نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ قصر کی اجازت ایک انعام ہے جو اللہ نے تمہیں بخشا ہے۔ لہذا اُس کے انعام کو قبول کرو۔“ یہ آیت قریب قریب تو اتر سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے امن اور خوف دونوں حالتوں کے سفر میں قصر فرمایا ہے۔
- 2- زمانہ امن کے سفر میں قصر یہ ہے کہ جن اوقات کی نماز میں چار رکعتیں فرض ہیں ان میں دو رکعتیں پڑھی جائیں اور حالت جنگ میں قصر کے لیے کوئی حد مقرر نہیں ہے۔ جنگی حالات جس طرح اجازت دیں نماز پڑھی جائے۔ اگر حالات زیادہ پرخطر ہوں تو نماز کو مؤخر کیا جاسکتا ہے جیسا کہ جنگ خندق کے موقع پر ہوا۔
- 3- رسول اللہ ﷺ سفر میں فجر کی سنتوں اور عشاء کے وتر کا التزام فرماتے تھے مگر باقی اوقات میں صرف فرض پڑھتے تھے۔ البتہ نفل نماز جب موقع ملتا تھا پڑھ لیا کرتے تھے۔ اسی بنا پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جائز قرار دیتے ہیں اور اسے بندے کے اختیار پر چھوڑ دیتے ہیں۔ فقہ حنفی کے مطابق مسافر جب راستہ طے کر رہا ہو تو سنتیں نہ پڑھنا افضل ہے اور جب کسی جگہ قیام کر لے تو پڑھنا افضل ہے۔
- 4- امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک 48 میل یا اس سے زیادہ طویل سفر میں قصر کیا جائے گا۔ امام مالکؒ کے نزدیک 45 میل، حضرت انس رضی اللہ عنہ کے نزدیک 15 میل کے سفر میں قصر کرنا جائز ہے۔
- 5- سفر میں کسی جگہ 15 دن یا اس سے زیادہ قیام کی نیت ہو تو پھر پوری نماز ادا کرنی ہوگی۔ یہ امام ابو حنیفہؒ کی رائے ہے۔ امام احمدؒ چاردن، جب کہ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ چاردن سے زیادہ کے ارادہ قیام پر قصر کو جائز نہیں سمجھتے۔ نبی ﷺ سے اس باب میں کوئی صریح حکم مروی نہیں ہے۔

### آیت نمبر (105 تا 109)

﴿اِنَّا اَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا اَرٰكَ اللّٰهُ ط وَلَا تَكُنْ لِلْخٰفِيْنَ خَصِيْمًا ۝۱۰۵ وَاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ ط اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝۱۰۶ وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتٰنُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ط اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوٰنًا اَتِيْمًا ۝۱۰۷ يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ اِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ ط وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا ۝۱۰۸ هَآنَتُمْ هَآؤُلَآءِ جَدَلْتُمْ عَنْهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فَمَنْ يُجَادِلُ اللّٰهَ عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَمْ مَنْ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ وَكِيلًا ۝۱۰۹﴾

ترجمہ

اِنَّا اَنْزَلْنَا	اِلَيْكَ	الْكِتَابَ	بِالْحَقِّ	لِتَحْكُمَ	بَيْنَ النَّاسِ
یقیناً ہم نے اتارا	آپ کی طرف	اس کتاب کو	حق کے ساتھ	تاکہ آپ فیصلہ کریں	لوگوں کے درمیان

بِمَا	اَرٰكَ	اللّٰهُ	وَلَا تَكُنْ	لِلْخٰفِيْنَ	خَصِيْمًا
اس سے جو	سمجھایا آپ کو	اللہ نے	اور آپ مت ہوں	خیانت کرنے والوں کے لیے	جھگڑا کرنے والے

نوٹ-1

”لیکن عام قرآن اسلوب کے مطابق جو ہدایات اس سلسلہ میں دی گئیں وہ مخصوص اس واقعہ کے ساتھ نہیں بلکہ تمام موجودہ اور آئندہ آنے والے مسلمانوں کے لیے عام اور بہت اصول اور فروعی مسائل پر مشتمل ہیں۔“ (معارف القرآن)



307

## آیت نمبر (110 تا 103)

﴿وَمَنْ يَعْمَلْ سُوءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللَّهَ يَجِدِ اللَّهَ غَفُورًا رَحِيمًا ۝ وَمَنْ يَكْسِبْ إِثْمًا فَإِنَّمَا يَكْسِبُهُ عَلَى نَفْسِهِ ۖ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝ وَمَنْ يَكْسِبْ خَطِيئَةً أَوْ إِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهِ بَرِيئًا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا ۝ وَلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهُ لَهَمَّتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ أَنْ يُضِلُّوكَ ۖ وَمَا يُضِلُّونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّونَكَ مِنْ شَيْءٍ ۖ وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۖ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا ۝﴾

ر م ی

(ض)

رَمِيًا

(۱) کوئی چیز پھینکنا۔ (۲) کسی پر الزام لگانا۔ تہمت لگانا۔ ﴿وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمٰی ۚ﴾ (8/ الانفال: 17) ”اور آپ ﷺ نے نہیں پھینکا، جب آپ ﷺ نے پھینکا بلکہ اللہ نے پھینکا۔“ ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ﴾ (24/ النور: 4) ”اور وہ لوگ جو تہمت لگاتے ہیں پاکدامن عورتوں پر۔“

ترکیب

مَنْ شرطیہ ہے۔ یَعْمَلْ اور یَظْلِمْ اور یَسْتَغْفِرْ، یہ تینوں افعال شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم ہیں جب کہ یَجِدْ جواب شرط ہے۔ یَكْسِبْ بھی شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے اور یَكْسِبُهُ جواب شرط ہے لیکن درمیان میں اِنَّمَا آجانے کی وجہ سے یہ مجزوم نہیں ہوا۔ اسی طرح یَرْمِ شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے اور فَقَدِ احْتَمَلَ جواب شرط ہے لیکن فعل ماضی ہے اس لیے محلاً مجزوم ہے۔

ترجمہ

وَمَنْ	يَعْمَلْ	سُوءًا	أَوْ	يَظْلِمْ	نَفْسَهُ	ثُمَّ	يَسْتَغْفِرِ	اللَّهُ
اور جو	کرتا ہے	کوئی برائی	یا	ظلم کرتا ہے	اپنے آپ پر	پھر	مغفرت مانگتا ہے	اللہ سے

يَجِدِ	اللَّهُ	غَفُورًا	رَحِيمًا	وَمَنْ	يَكْسِبْ	إِثْمًا
تو وہ پاتا ہے	اللہ کو	بے انتہا بخشنے والا	ہر حال میں رحم کرنے والا	اور جو	کماتا ہے	کوئی گناہ

فَإِنَّمَا	يَكْسِبُهُ	عَلَى نَفْسِهِ	وَكَانَ	اللَّهُ	عَلِيمًا
تو کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	وہ کماتا ہے اس کو	اپنی ہی جان پر	اور ہے	اللہ	جاننے والا

حَكِيمًا	وَمَنْ	يَكْسِبْ	خَطِيئَةً	أَوْ	إِثْمًا	ثُمَّ	يَرْمِ	بِهِ
حکمت والا	اور جو	کماتا ہے	کوئی خطا	یا	کوئی گناہ	پھر	وہ الزام ڈالتا ہے	اس کا

بَرِيئًا	فَقَدِ احْتَمَلَ	بُهْتَانًا	وَإِثْمًا مُّبِينًا	وَلَوْ لَا	فَضْلُ اللَّهِ
کسی بے گناہ پر	تو اُس نے اُٹھایا ہے	ایک بہتان	اور ایک کھلا گناہ	اور اگر نہ ہوتا	اللہ کا فضل

عَلَيْكَ	وَرَحْمَتُهُ	لَهَمَّتْ	طَائِفَةٌ	مِنْهُمْ	أَنْ	يُضِلُّوكَ
آپ پر	اور اس کی رحمت	تو ارادہ کیا تھا	ایک گروہ نے	ان میں سے	کہ	وہ بہکا دیں آپ کو

وَمَا يُضْلُونَ	إِلَّا	أَنْفُسَهُمْ	وَمَا يَضُرُّوكَ	مِنْ شَيْءٍ	وَأَنْزَلَ
اور وہ نہیں بہکاتے ہیں	مگر	اپنے آپ کو	اور وہ نہیں نقصان کرتے آپ کا	کچھ بھی	اور اتارا

اللَّهُ	عَلَيْكَ	الْكِتَابَ	وَالْحِكْمَةَ	وَعَلَيْكَ	مَا	لَمْ تَكُنْ	تَعْلَمُ
اللہ نے	آپ پر	اس کتاب کو	اور حکمت کو	اور سکھایا آپ کو	وہ، جو	آپ نہیں	آپ نہیں جانتے

وَكَانَ	فَضْلُ اللَّهِ	عَلَيْكَ	عَظِيمًا
اور ہے	اللہ کا فضل	آپ پر	بہت عظیم

### آیت نمبر (114 تا 115)

﴿لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّنْ نُّجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ ط وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ۝ وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ۝﴾

وَمَنْ شرطیہ ہے اور یَفْعَلْ شرط ہے، جب کہ نُؤْتِيهِ اس کا جواب شرط ہے لیکن سَوْفَ آجانے سے یہ مجزوم نہیں ہوا۔ اس طرح وَمَنْ شرطیہ کی شرط یُشَاقِقِ آئی ہے۔ اگر مجزوم ہونے کی وجہ سے مضاعف کلام کلمہ ساکن ہوتا ہے تو اسے ادغام کر کے اور ادغام کے بغیر، دونوں طرح استعمال کرنا جائز ہوتا ہے۔ یُشَاقِقِ یہاں ادغام کے بغیر آیا ہے اور یَتَّبِعْ بھی شرط ہے جب کہ نُؤْلِّهِ ج اور نُصْلِهِ جواب شرط ہے۔

ترکیب

لَا خَيْرَ	فِي كَثِيرٍ	مِّنْ نُّجْوَاهُمْ	إِلَّا	مَنْ	أَمَرَ
کسی قسم کی کوئی بھلائی نہیں ہے	اکثر میں	ان کی سرگوشی میں سے	سوائے اس کے کہ	جو	ترغیب دے

ترجمہ

بِصَدَقَةٍ	أَوْ مَعْرُوفٍ	أَوْ إِصْلَاحٍ	بَيْنَ النَّاسِ	وَمَنْ	يَفْعَلْ	ذَلِكَ
کسی خیرات کی	یا کسی بھلائی کی	یا کسی اصلاح کی	لوگوں کے درمیان	اور جو	کرے گا	یہ

ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ	فَسَوْفَ	نُؤْتِيهِ	أَجْرًا عَظِيمًا	وَمَنْ	يُشَاقِقِ
اللہ کی رضا چاہنے میں	تو عنقریب	ہم دیں گے اس کو	ایک شاندار بدلہ	اور جو	مخالفت کرے گا

الرَّسُولَ	مِنْ بَعْدِ مَا	تَبَيَّنَ	لَهُ	الْهُدَىٰ	وَيَتَّبِعْ
ان رسول کی	اس کے بعد کے جو	واضح ہوئی	اس کے لیے	ہدایت	اور پیروی کرے گا

غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ	نُوَلِّهِ	مَا	تَوَلَّىٰ	وَنُصْلِهِ
مومنوں کے راستے کے علاوہ کی	تو ہم پھیر دیں گے اس کو	ادھر، جدھر	وہ پھرا	اور ہم ڈالیں گے اس کو

جَهَنَّمَ	وَسَاءَتْ	مَصِيرًا
جہنم میں	اور کتنا برا ہے وہ	لوٹنا

## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

721

### آیت نمبر (116 تا 121)

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ۚ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا ۝﴾ إِنَّ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ إِلَّا إِنثَاءً وَإِنْ يَدْعُونَ إِلَّا شَيْطَانًا مَرِيدًا ۝ لَعَنَهُ اللَّهُ ۖ وَقَالَ لَا تَتَّخِذَنْ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَفْرُوضًا ۝ وَلَا ضَلَّتْهُمْ وَلَا مَنِيَتْهُمْ ۖ وَلَا مَرَّتْهُمْ فَلْيَبْتَكَنْ أَذَانَ الْأَنْعَامِ وَلَا مَرَّتْهُمْ فَلْيُغَيِّرْ خَلْقَ اللَّهِ ۚ وَمَنْ يَتَّخِذِ الشَّيْطَانَ وَلِيًّا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُبِينًا ۝ يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيهِمْ ۚ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا ۝ أُولَٰئِكَ مَا لَهُمْ جَهَنَّمُ وَلَا يَجِدُونَ عَنْهَا مَحِيصًا ۝﴾

م ر د

(س)	مَرَدًّا	(۱) درخت کی ٹہنی کا پتوں کے بغیر ہونا۔ (۲) چکنا ہونا۔
(ن)	مُرُودًا	(۱) ہمسروں سے آگے نکلنا۔ (۲) نافرمان و سرکش ہونا۔ ﴿وَمِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مَرَدُوا عَلَى النِّفَاقِ﴾ (9/ التوبہ: 101) ”اور مدینے والوں میں سے کچھ لوگ آگے بڑھے نفاق پر“
	مَارِدٌ	اسم الفاعل ہے۔ سرکشی کرنے والا ﴿وَحَفَظًا مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ مَّارِدٍ﴾ (37/ الضُّفْتُ: 7) ”اور حفاظت کرتے ہوئے ہر ایک سرکشی کرنے والے شیطان سے۔“
	مَرِيدٌ	فَعِيلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ ہمیشہ اور ہر حال میں سرکش۔ آیت زیر مطالعہ
(تفعیل)	تَمَرِيدًا	کسی عین کو ہموار اور چکنا کرنا۔
	مُمَرَّدٌ	اسم المفعول ہے۔ چکنا کیا ہوا۔ ﴿قَالَ إِنَّكَ صَرِيحٌ مُمَرَّدٌ﴾ (27/ النمل: 44) ”اس نے کہا کہ یہ ایک چکنا کیا ہوا امل ہے۔“

ب ت ک

(ن-ض)	بَنَنَّا	کسی چیز کا کاٹنا۔ چیرنا۔
(تفعیل)	تَبْنِيْنَا	تسلل سے کاٹنا۔ چیرنا۔ آیت زیر مطالعہ

غ ی ر

(ض)	غَيَّرَا	کسی چیز سے مختلف ہونا۔ علاوہ ہونا۔
	غَيَّرُوْا	مختلف چیز۔ علاوہ چیز۔ ﴿وَيَقْتُلُونَ النَّبِيْنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۚ﴾ (2/ البقرہ: 61) ”اور وہ لوگ قتل کرتے تھے نبیوں کو حق کے علاوہ سے۔“
(افعال)	إِغَارَةً	کسی چیز کو مختلف کرنا۔ تاخت و تاراج کرنا۔ غارت گری کرنا۔
	مُغَيِّرٌ	اسم الفاعل ہے۔ تاراج کرنے والا۔ ﴿قَالَ مُغَيِّرٌ صَبَحًا﴾ (101/ الغدیت: 3) ”پھر قتل و غارت کرنے والے صبح کو۔“
(تفعیل)	تَغْيِيرًا	کسی کی صورت یا صفات بدل دینا۔ آیت زیر مطالعہ



اسم الفاعل ہے۔ بدلنے والا۔ ﴿ذَلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعَمَةً أَنْعَمَهَا عَلَى قَوْمٍ حَتَّى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ﴾ (8/ الانفال: 53) ”یہ اس لئے کہ اللہ نہیں 72 کہے بدلنے والا اس نعمت کو، اس نے انعام کیا جسے کسی قوم پر یہاں تک کہ وہ لوگ بدلیں اس کو جو ان کے جی میں ہے۔“

تَغْيِيرًا

بدل جانا۔ ﴿وَأَنهَرُوا مَن لَّيْنٌ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ﴾ (47/ محمد: 15) ”اور نہریں ہیں دودھ کی، نہیں بدلتا اس کا مزہ۔“

تَغْيِيرًا

(تفعل)

ج ی ص

(ض)

کسی چیز سے بچنا۔ ہٹنا۔  
اسم الظرف ہے۔ بچنے کی جگہ۔ آیت زیر مطالعہ۔

حَيْصًا

مَحْيِصًا

إِنْ يَدْعُونَ كَاِنْ نافية ہے۔ اس کی پہچان یہ ہے کہ آگے اِلَّا آرہا ہے۔ اگر یہ اِنْ شرطیہ ہوتا تو مضارع کو مجزوم کرتا اور اِنْ يَدْعُوا آتا۔ وَقَالَ کا وادحالیہ ہے اور قَالَ کا فاعل اس میں هُو کی ضمیر ہے جو شَيْطَانًا مَّرِيدًا کے لئے ہے۔ فَلْيَبْتَئِكُنَّ اور فَلْيُغَيِّرَنَّ دونوں جمع کے صیغے ہیں۔ ان کا فاعل هُمْ کی ضمیر ہے جو مِنْ عِبَادِكَ کے لئے ہے۔

ترکیب

ترجمہ

إِنَّ اللَّهَ	لَا يَغْفِرُ	أَنْ	يُشْرَكَ	بِهِ	وَيَغْفِرُ
یقیناً اللہ	نہیں بخشنے گا	(اس کو) کہ	شریک کیا جائے (کچھ بھی)	اس کے ساتھ	اور وہ بخش دے گا

مَا	دُونَ ذَلِكَ	لِمَنْ	يَشَاءُ	وَمَنْ	يُشْرِكْ	بِاللَّهِ
اس کو جو	اس کے علاوہ ہے	جس کے لئے	وہ چاہے گا	اور جو	شریک کرتا ہے	اللہ کے ساتھ

فَقَدْ ضَلَّ	ضَلَالًا بَعِيدًا	إِنْ يَدْعُونَ	مِنْ دُونِهِ	إِلَّا	إِنشَاءً
تو وہ گمراہ ہوا ہے	دور کا گمراہ ہونا	وہ لوگ نہیں پکارتے	اس کے علاوہ	مگر	عورتوں کو

وَإِنْ يَدْعُونَ	إِلَّا	شَيْطَانًا مَّرِيدًا	لَّعَنَهُ	اللَّهُ	و
اور وہ نہیں پکارتے	مگر	سرکش شیطان کو	لعنت کی جس پر	اللہ نے	اور

قَالَ	لَا تَخِدَنَّ	مِنْ عِبَادِكَ	نَصِيبًا مَّفْرُوضًا
اس نے کہا	میں لازمًا ہتھیالوں گا	تیرے بندوں میں سے	ایک مقرر حصہ

وَلَا ضَلَالَتَهُمْ	وَلَا مَنِيَّتَهُمْ
اور میں لازمًا بہر کاؤں گا ان کو	اور میں لازمًا تمناؤں میں مبتلا کروں گا ان کو

وَلَا مَرْتَهُمْ	فَلْيَبْتَئِكُنَّ	أَذَانَ الْأَنْعَامِ
اور میں لازمًا ترغیب دوں گا ان کو	پھر وہ لوگ لازمًا چیریں گے	چوپاؤں کے کان

وَلَا مَرْتَهُمْ	فَلْيُغَيِّرَنَّ	خَلْقَ اللَّهِ ط
اور میں لازمًا ترغیب دوں گا ان کا	پھر وہ لوگ لازمًا بدلیں گے	اللہ کی خلقت کو



وَمَنْ	يَتَّخِذِ	الشَّيْطَانَ	وَلِيًّا	مِّنْ دُونِ اللَّهِ	فَقَدْ خَسِرَ
اور جو	بتانا ہے	شیطان کو	کارساز	اللہ کے علاوہ	تو اس نے گھانا اٹھایا ہے

خُسْرَانًا مُّبِينًا	يَعِدُهُمْ	وَيُؤَيِّنُھُمْ ط
کھلم کھلا ایک بہت بڑا گھانا	وہ وعدے کرتا ہے ان سے	اور وہ تمناؤں میں مبتلا کرتا ہے ان کو

وَمَا يَعِدُهُمْ	الشَّيْطَانُ	إِلَّا	عُرْوًا ۝۱۶	أُولَٰئِكَ	مَا لَهُمْ
اور وعدہ نہیں کرتا ان سے	شیطان	مگر	دھوکوں کا	یہ لوگ ہیں	جن کا ٹھکانہ

جَهَنَّمَ	وَلَا يَجِدُونَ	عَنْهَا	مَحْبَصًا
جہنم ہے	اور وہ لوگ نہیں پائیں گے	اس سے	کوئی بچنے کی جگہ

اس جگہ جس رد و بدل کو شیطان فعل قرار دیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ انسان کسی عیز سے وہ کام لے جس کے لئے خدا نے اسے پیدا نہیں کیا ہے اور کسی چیز سے وہ کام نہ لے جس کے لئے خدا نے اسے پیدا کیا ہے۔ بالفاظ دیگر وہ تمام افعال جو انسان اپنی اور اشیاء کی فطرت کے خلاف کرتا ہے، اور وہ تمام صورتیں جو وہ مشائے فطرت سے گریز کے لئے اختیار کرتا ہے، اس آیت کی رو سے شیطان کی گمراہ کن تحریکات کا نتیجہ ہیں۔ مثلاً رہبانیت، مردوں اور عورتوں کو بانجھ بنانا، عورتوں کو ان خدمات سے منحرف کرنا جو فطرت نے ان کے سپرد کی ہیں اور انہیں تمدن کے ان شعبوں میں گھیٹ لانا جن کے لئے مرد پیدا کیا گیا ہے۔ یہ اور اس طرح کے بے شمار افعال جو شیطان کو شاگرد دنیا میں کر رہے ہیں، دراصل یہ معنی رکھتے ہیں کہ یہ لوگ خالق کائنات کے ٹھہرائے ہوئے قوانین کو غلط سمجھتے ہیں اور ان میں اصلاح فرمانا عاتے ہیں۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ۔ 1

### آیت نمبر (122 تا 126)

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ط وَعَدَ اللَّهُ حَقًّا وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ قِيلًا ۝۱۲۲﴾ لَيْسَ بِأَمَانِيكُمْ وَلَا أَمَانِي أَهْلِ الْكِتَابِ ط مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ ط وَلَا يَجِدْ لَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۝۱۲۳﴾ وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ اُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ نَقِيرًا ۝۱۲۴﴾ وَمَنْ أَحْسَنُ دِينًا مِّمَّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَاتَّبَعَ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ط وَاتَّخَذَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا ۝۱۲۵﴾ وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ط وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطًا ع ۝۱۲۶﴾

ترکیب

وَعَدَ اللَّهُ کی نصب بتا رہی ہے کہ یہ کسی فعل محذوف کا مفعول ہے۔ وہ فعل قَدْ وَقَعَ بھی ہو سکتا ہے۔ حَقًّا حال ہے اور قِيلًا تمیز ہے۔ بِأَمَانِيكُمْ اگر لَیْسَ کی خبر ہوتی پھر لَیْسَ کے بجائے کَیْسَتْ آتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ خبر نہیں ہے اور لَیْسَ کا اسم اور خبر دونوں محذوف ہیں جو کہ اَمْرُ الْقَلِيلَةِ وَاجِبًا ہو سکتا ہے۔ اس طرح بِأَمَانِيكُمْ متعلق خبر ہے اور اس پر مطابقت کا وجہ ہے۔ وَلَا أَمَانِي کی خبر بتا رہی ہے کہ یہ ب پر عطف ہے۔ یُجْزَ دراصل مضارع مجہول یُجْزِی ہے، جواب شرط ہونے کی وجہ





سے مجروح ہوا تو 'ی' گر گئی۔ وَلَا یَجِدْ کا مفعول وَلِیًّا اور نَصِیْرًا ہیں۔ مِنْ ذِکْرِ کا مِنْ بیانیہ ہے۔ حَنِیْفًا حال ہے۔ اس کو اِبْرَہِیْمَ کا حال بھی مانا جاسکتا ہے اور اَتَّبِعْ کی ضمیر فاعلی کا بھی۔ ہماری ترجیح ہے کہ اس کو ضمیر فاعلی کا حال مانا جائے۔

ترجمہ

وَالَّذِیْنَ	اٰمَنُوْا	وَعَمِلُوْا	الصّٰلِحٰتِ	سَنُدْخِلُهُمْ	جَنّٰتٍ
اور وہ لوگ جو	ایمان لائے	اور عمل کئے	نیکی کے	ہم داخل کریں گے ان کو	ایسے باغات میں

تَجْرِیْ	مِنْ تَحْتِهَا	الْاَنْهٰرُ	خٰلِدِیْنَ	فِیْهَا	اَبَدًا
بہتی ہیں	جن کے نیچے سے	نہریں	ایک حالت میں رہتے ہوئے	اس میں	ہمیشہ

وَعَدَ اللّٰہُ	حَقًّا	وَمَنْ	اٰصْدَقُ	مِنَ اللّٰہِ	قِیْلًا
(ہو چکا) اللہ کا وعدہ	حق ہوتے ہوئے	اور کون	زیادہ سچا ہے	اللہ سے	بلحاظ بات کے

لَیْسَ	بِاَمَانِیَّتِكُمْ	وَلَا اَمٰنِیْ اَہْلِ الْکِتٰبِ
(قیامت کا معاملہ) نہیں ہے	تمہاری آرزوؤں کے مطابق	اور نہ اہل کتاب کی آرزوؤں کے مطابق

مَنْ	یَعْمَلْ	سُوْءًا	یُجْزَ	یہ	وَلَا یَجِدْ	لَہٗ
جو	عمل کرے گا	کسی برائی کا	تو اس کو بدلہ دیا جائے گا	اس کا	اور وہ نہیں پائے گا	اپنے لئے

مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ	وَلِیًّا	وَلَا نَصِیْرًا	وَمَنْ	یَعْمَلْ	مِنَ الصّٰلِحٰتِ
اللہ کے علاوہ	کوئی کارساز	اور نہ کوئی مددگار	اور جو	کرے گا	نیکیوں میں سے

مِنْ ذِکْرِ	اَوْ اَنْتٰی	وَ	ہُوَ	مُوْمِنٌ	فَاُولٰٓئِکَ	یَدْخُلُوْنَ
مذکر ہو	یا مونث	اس حال میں کہ	وہ	مومن ہو	تو وہ لوگ	داخل ہوں گے

الْجَنَّةَ	وَلَا یُظْلَمُوْنَ	نَقِیْرًا	وَمَنْ	اَحْسَنُ
جنت میں	اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا	ایک تل بھر بھی	اور کون	زیادہ اچھا ہے

دِیْنًا	مِمَّنْ	اَسْلَمَ	وَجْہَہٗ	لِلّٰہِ	وَ
بلحاظ دین کے	اس سے جس نے	فرمانبردار کیا	اپنے چہرے کو	اللہ کا	اس حال میں کہ

ہُوَ	مُحْسِنٌ	وَاتَّبَعَ	وَلَّہٗ اِبْرٰہِیْمَ	حَنِیْفًا
وہ	احسان کرنے والا ہے	اور اس نے پیروی کی	ابراہیم کے طریقے کی	یکسو ہو کر

وَاتَّخَذَ	اللّٰہُ	اِبْرٰہِیْمَ	خَلِیْلًا	وَلِلّٰہِ	مَا	فِی السَّمٰوٰتِ
اور بنایا	اللہ نے	ابراہیم کو	دوست	اور اللہ ہی کے لئے ہے	وہ، جو	آسمانوں میں ہے

وَمَا	فِی الْاَرْضِ	وَكَانَ	اللّٰہُ	یُحِیْ شَیْءٌ	مُحِیْطًا
اور وہ، جو	زمین میں ہے	اور ہے	اللہ	ہر چیز کا	احاطہ کرنے والا



## آیت نمبر (127-130)

721

﴿وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ ۚ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ ۚ وَمَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ فِي يَتَتَىٰ النِّسَاءِ الَّتِي لَا تُولَدْنَ لَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُونَ ۚ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ ۚ وَالْمُسْتَضَعِفِينَ ۚ مِنَ الْوِلْدَانِ ۚ وَأَنْ تَقُولُوا لِلَّيْتَىٰ بِالْقِسْطِ ۚ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ ۚ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِهِ عَلِيمًا ۖ وَإِنْ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يُصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ۚ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ۚ وَأُحْضِرَتِ الْأَنْفُسُ الشُّحَّ ۚ وَإِنْ تُحْسِنُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ۖ وَلَنْ تَسْتَطِيعُوا أَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَاءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ ۚ فَلَا تَبِيلُوا ۚ كُلَّ الْمِيلِ فَتَدْرُوهَا ۚ كَالْمُعَلَّقَةِ ۚ وَإِنْ تَصْلِحُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا ۖ وَإِنْ يَتَفَرَّقَا يُغْنِ اللَّهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ وَاسِعًا حَكِيمًا ۝﴾

ش ح ح

(ن)

لاچ کرنا۔ بخل کرنا۔  
اسم ذات بھی ہے۔ لاچ۔ بخل۔ آیت زیر مطالعہ۔  
ج اشحہ۔ فَعِيلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ ہمیشہ لاچ کرنے والا۔ لاچی۔ بخیل۔  
﴿أَشْحَةً عَلَى الْخَيْرِ﴾ (33/ الاحزاب: 19) ’رال ٹپکاتے ہوئے مال پر‘

شُحًا  
شُحٌ  
شَحِيحٌ

ع ل ق

(س)

کسی چیز کا کسی چیز میں پھنس کر اس میں الجھ جانا۔ چٹ جانا۔ لٹک جانا۔  
چٹی ہوئی یا لٹکی ہوئی چیز۔ جے ہوئے خون کا لوتھڑا۔ ﴿وَإِنَّ خَلْقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِّنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ مِّنْ عَلَقَةٍ﴾ (22/ الحج: 5) ’’تو ہم نے پیدا کیا تم کو ایک مٹی سے پھر ایک پانی کی بوند سے پھر ایک خون کے لوتھڑے سے‘‘  
چٹنا۔ لٹکانا۔  
اسم المفعول ہے۔ لٹکایا ہوا۔ آیت زیر مطالعہ۔

عُلُوقًا  
عَلَقٌ

تَعْلِيْقًا  
مُعَلَّقٌ

تفعیل

وَالْمُسْتَضَعِفِينَ، فِي يَتَتَىٰ النِّسَاءِ کے فی پر عطف ہونے کی وجہ سے حالتِ جر میں ہے۔ وَأَنْ بھی وَمَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ پر  
عطف ہے۔ وَمَا تَفْعَلُوا کا ما شرطیہ ہے اس لئے تَفْعَلُوا مجزوم ہے۔ وَإِنْ امْرَأَةٌ مِّنْ امْرَأَةٍ مُّبْتَدِئاً ہے اور جملہ فعلیہ  
خَافَتْ اس کی خبر ہے۔ أُحْضِرَتِ کا نائب فاعل الْأَنْفُسُ ہے اور الشُّحُّ مفعول ثانی ہے۔ يُغْنِ جواب شرط ہونے کی وجہ  
سے مجزوم ہوا تو اس کی ی، گر گئی ہے۔

ترکیب

وَيَسْتَفْتُونَكَ	فِي النِّسَاءِ	قُلِ	اللَّهُ	يُفْتِيكُمْ
اور یہ لوگ پوچھتے ہیں آپ سے	عورتوں کے بارے میں	آپ کہے	اللہ	بتاتا ہے تم لوگوں کو

ترجمہ

فِيهِنَّ	وَمَا	يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ	فِي الْكِتَابِ
ان عورتوں کے بارے میں	اور جو	پڑھ کر سنایا گیا تم لوگوں کو	اس کتاب میں



فِي يَتْلَى النِّسَاءَ الَّتِي	لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ	مَا	كُتِبَ 721	لَهُنَّ
ایسی عورتوں کے یتیموں کے بارے میں	تم لوگ نہیں دیتے جن کو	وہ جو	فرض کیا گیا	ان کے لئے

و	تَرْغَبُوْنَ	أَنْ	تَنْكِحُوْهُنَّ	وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ <sup>۶</sup>
اور (پھر بھی)	رغبت رکھتے ہو	کہ	تم لوگ نکاح کرو ان سے	اور لڑکوں میں سے کمزوروں کے بارے میں

وَأَنْ	تَقْوُمُوا	لِلْيَتَامَى	بِالْقِسْطِ <sup>ط</sup>	وَمَا	تَفْعَلُوا	مِنْ خَيْرٍ
اور یہ کہ	تم لوگ قائم رہو	یتیموں کے لئے	انصاف پر	اور جو	تم لوگ کرو گے	کوئی بھی بھلائی

فَإِنَّ اللَّهَ	كَانَ	بِهِ	عَلِيمًا	وَإِنْ	أُمْرَأَةً	خَافَتْ	مِنْ بَعْلِهَا
تو یقیناً اللہ	ہے	اس کو	جاننے والا	اور اگر	کوئی عورت	خوف رکھتی ہے	اپنے شوہر سے

نُشُوزًا	أَوْ	إِعْرَاضًا	فَلَا جُنَاحَ	عَلَيْهِمَا	أَنْ	يُضْلِحَا
بدمزاجی کا	یا	بے توجہی کا	تو کوئی گناہ نہیں ہے	ان دونوں پر	کہ	وہ دونوں سمجھوتہ کر لیں

بَيْنَهُمَا	صُلْحًا	وَالصُّلْحُ	خَيْرٌ	وَأُخْضِرَتِ	الْأَنْفُسُ
آپس میں	صلح کا	اور صلح	بہتر ہے	اور حاضر کی گئی (یعنی رچا بسادی گئی)	طبیعتوں میں

الشَّحَّ	وَإِنْ	تُحْسِنُوا	وَتَتَّقُوا	فَإِنَّ اللَّهَ	كَانَ	بِمَا	تَعْمَلُونَ
لاچ	اور اگر	تم لوگ احسان کرو	اور تقویٰ کرو	تو یقیناً اللہ	ہے	اس سے جو	تم لوگ کرتے ہو

خَيْرًا	وَلَنْ تَسْتَطِيعُوا	أَنْ	تَعْدِلُوا	بَيْنَ النِّسَاءِ	وَلَوْ
باخبر	اور تم لوگ ہرگز استطاعت نہیں رکھتے	کہ	عدل کرو	عورتوں کے مابین	اور اگر (یعنی خواہ)

حَرَضْتُمْ	فَلَا تَبِينُوا	كُلَّ الْمِيلِ	فَتَذَرُوهَا
تم لوگ خواہش کرو	تو پھر تم لوگ ایک (ہی) کے مت ہو رہو	بالکل ایک طرف کا ہونا	کہ چھوڑ دو اس کو (یعنی دوسری بیوی کو)

كَالْمُعْلَقَةِ <sup>ط</sup>	وَإِنْ	تُضْلِحُوا	وَتَتَّقُوا	فَإِنَّ اللَّهَ	كَانَ	عَفُورًا
لڑکائی ہوئی کی مانند	اور اگر	تم لوگ اصلاح کرو	اور تقویٰ کرو	تو یقیناً اللہ	ہے	بے انتہا بخشنے والا

رَّحِيمًا	وَإِنْ	يَتَفَرَّقَا	يُغْنِ	اللَّهُ	كُلًّا
ہر حال میں رحم کرنے والا	اور اگر	وہ دونوں الگ ہو جائیں	تو بے نیاز کر دے گا	اللہ	سب کو

مِنْ سَعَتِهِ	وَكَانَ	اللَّهُ	وَاسِعًا	حَكِيمًا
اپنی وسعت سے	اور ہے	اللہ	وسعت دینے والا	حکمت والا

بعض لوگوں کو کہنا ہے کہ پہلے یعنی اسی سورہ کی آیت نمبر ۳ میں عدل کی شرط کے ساتھ چار تک شادیاں کرنے کی اجازت دی گئی تھی۔ لیکن اب آیت نمبر ۱۲۹ میں عدل کو ناممکن قرار دے کر اس اجازت کو منسوخ کر دیا گیا



اس آیت میں اگر صرف اتنا ہی کہا ہوتا کہ تم عورتوں کے درمیان عدل نہیں کر سکتے، تو پھر اس استدلال کو قبول کرنا ممکن تھا، لیکن اس کے ساتھ ہی یہ ہدایت موجود ہے کہ ایسی صورت میں ایک ہی بیوی کے مت ہو رہو۔ اس سے ثابت ہو جاتا ہے کہ چار تک شادیاں کرنے کی اجازت منسوخ نہیں ہوئی ہے۔

صحیح بات یہ ہے کہ ابتدا میں جو ہدایت دی گئی تھیں ان کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کے سلسلے میں کچھ الجھنیں اور سوالات پیدا ہوئے تھے۔ ان کی وضاحت ان آیات زیر مطالعہ میں کی گئی ہے۔ اس پس منظر میں آیت نمبر ۱۲۹ کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ طبعی میلان اور دلی لگاؤ کے پہلو سے تمام بیویوں کے درمیان برابری کرنا تمہارے اختیار میں نہیں ہے۔ اور اسلام کا یہ اصول ہے کہ جس چیز پر انسان کا اختیار نہ ہو تو اس پر اس سے مواخذہ نہیں ہوتا۔ اس لئے اس پہلو سے برابری نہ کرنے پر تم سے مواخذہ نہیں ہوگا۔ البتہ دلی لگاؤ میں فرق کے باوجود تمام بیویوں کے حقوق کی ادائیگی میں برابری کرنا تمہارے اختیار میں ہے۔ اس لئے اس میں کوتاہی پر تمہارا مواخذہ ہوگا۔

### آیت نمبر (131 تا 134)

﴿وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِیْنَ اٰوْتُوْا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِیَّاكُمْ اَنْ اتَّقُوْا اللّٰهَ ۚ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَكَفٰی بِاللّٰهِ وَكِیْلًا ۝۱۳۱ اِنْ یَّشَآءْ یُذْهِبْكُمْ اَیُّهَا النَّاسُ وَیَاْتِ بِاٰخَرِیْنَ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰی ذٰلِكَ قَدِیْرًا ۝۱۳۲ مَنْ كَانَ یُرِیْدْ ثَوَابَ الدُّنْیَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ سَبِیْعًا بَصِیْرًا ۝۱۳۳﴾

وَصَّيْنَا کا مفعول اول الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ ہے اور اِيَّاكُمْ اس کا مفعول ثانی ہے۔ يَاتِ جواب شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے اور اس کی 'ی' گری ہوئی ہے۔ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ مبتداء مؤخر مکرر ہے، اس کی خبر محذوف ہے اور فَعِنْدَ اللّٰهِ قائم مقام خبر مقدم ہے۔

ترکیب

ترجمہ

وَلِلّٰهِ	مَا	فِي السَّمٰوٰتِ	وَمَا	فِي الْاَرْضِ	وَلَقَدْ وَصَّيْنَا
اور اللہ ہی کے لئے ہے	وہ جو	آسمانوں میں ہے	اور وہ جو	زمین میں ہے	اور بیشک ہم تاکید کر چکے ہیں

الَّذِیْنَ	اُوْتُوْا	الْكِتٰبَ	مِنْ قَبْلِكُمْ	وَاِیَّاكُمْ	اَنْ	اتَّقُوْا	اللّٰهُ
ان لوگوں کو جن کو	دی گئی	کتاب	تم لوگوں سے پہلے	اور تم لوگوں کو بھی	کہ	تقویٰ کرو	اللہ کا

وَإِنْ	تَكْفُرُوْا	فَاِنَّ	لِلّٰهِ	مَا	فِي السَّمٰوٰتِ	وَمَا
اور اگر	تم لوگ انکار کرو گے	تو یقیناً	اللہ ہی کے لئے ہے	وہ جو	آسمانوں میں ہے	اور وہ جو

فِي الْاَرْضِ	وَكَانَ	اللّٰهُ	غَنِيًّا	حَنِیْدًا ۝۱۳۱	وَلِلّٰهِ	مَا	فِي السَّمٰوٰتِ
زمین میں ہے	اور ہے	اللہ	بے نیاز	حمد کیا ہوا	اور اللہ ہی کے لئے ہے	وہ جو	آسمانوں میں ہے



وَمَا	فِي الْأَرْضِ ط	وَكَفَى	بِاللّٰهِ	وَكَيْلًا ۝	إِنْ 721	يَشَأْ
اور وہ، جو	زمین میں ہے	اور کافی ہے	اللہ	بطور کام نکالنے والے کے	اگر	وہ چاہے

يُذْهِبُكُمْ	أَيُّهَا النَّاسُ	وَيَأْتِ	بِأَخْرَبِينَ ط	وَكَانَ	اللَّهُ	
تو وہ لے جائے گا تم لوگوں کو	اے لوگو	اور وہ لے آئے گا	دوسروں کو	اور ہے	اللہ	

عَلَىٰ ذَٰلِكَ	قَدِيرًا ۝	مَنْ	كَانَ يُرِيدُ	ثَوَابَ الدُّنْيَا	فَعِنْدَ اللَّهِ	
اس پر	قدرت رکھنے والا	جو	ارادہ کرے گا	دنیا کے ثواب کا	تو اللہ کے (پاس تو)	

ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ط	وَكَانَ	اللَّهُ	سَمِيعًا	بَصِيرًا ۝		
دنیا اور آخرت (دونوں) کا ثواب ہے	اور ہے	اللہ	سننے والا	دیکھنے والا		

### آیت نمبر (135-139)

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوْمِينَ بِالْقِسْطِ شَهِدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدِينَ وَالْأَقْرَبِينَ ۚ إِنْ يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيرًا فَاللَّهُ أُولَىٰ بِبِهْمًا ۖ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوَىٰ أَنْ تَعْدِلُوا ۚ وَإِنْ تَلَوْا أَوْ تَعْرِضُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانِ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ۝﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلَ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَ الْكِتَابِ الَّذِي أَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ۚ وَمَنْ يَكْفُرْ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكِتَابِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا ۝﴾ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ أَزْدَادُوا كُفْرًا ۚ لَمْ يَكُنِ اللَّهُ لِيَغْفِرْ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيلًا ط بَشِّرِ الْمُنَافِقِينَ بِأَنَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝﴾ الَّذِينَ يَتَّخِذُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ط أَيْبَتُونَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَإِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا ط﴾

کُونُوا کا اسم اس میں اَنْتُمْ کی ضمیر ہے۔ قَوْمِينَ اور شَهِدَاءَ، دونوں اس کی خبر ہیں۔ عَلَىٰ اَنْفُسِكُمْ کا مبتداء اور خبر دونوں محذوف ہیں، پورا جملہ کچھ اس طرح ہوتا وَلَوْ هُوَ صَوَّبٌ عَلَىٰ اَنْفُسِكُمْ۔ اَلْوَالِدِينَ اور اَلْأَقْرَبِينَ علی پر عطف ہونے کی وجہ سے حالتِ جر میں ہیں۔ لفظ اُولٰی فعل تفضیل ہے۔ بِهْمًا میں نشیہ کی ضمیر اَلْوَالِدِينَ اور اَلْأَقْرَبِينَ کے لئے ہے۔ تَلَوْا کا مفعول اَلْسِنَتُكُمْ محذوف ہے۔ لِلّٰہِ جَمِيعًا میں لفظ اللہ پر لام تملیک ہے۔

ترکیب

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا	آمَنُوا	كُونُوا	قَوْمِينَ
اے لوگو جو	ایمان لائے ہو	تم لوگ ہو جاؤ	بہت زیادہ نگرانی کرنے والے

ترجمہ

بِالْقِسْطِ	شَهِدَاءَ	لِلّٰهِ	وَلَوْ	عَلَىٰ اَنْفُسِكُمْ
انصاف کی	(اور) گواہی دینے والے	اللہ کے لئے	اور اگر چہ (وہ پڑے)	تمہارے اپنے آپ پر

أَوِ الْوَالِدِينَ	وَالْأَقْرَبِينَ ۚ	إِنْ يَكُنْ	غَنِيًّا	أَوْ فَقِيرًا	فَاللَّهُ
یا والدین پر	اور قرابت داروں پر	اگر وہ ہوں	مالدار	یا محتاج	تو اللہ





أَوَّلَىٰ	بِهِمَا	فَلَا تَتَّبِعُوا	الْهَوَىٰ	أَنْ	721 تَعْبُدُوا
زیادہ حمایتی ہے	ان دونوں کا	پس تم لوگ پیروی مت کرو	خواہش کی	کہ	انصاف (نہ) کرو

وَأِنْ	تَلَوْا	أَوْ	تُعْرِضُوا	فَإِنَّ اللَّهَ	كَانَ	بِهِمَا
اور اگر	تم لوگ مروڑتے ہو (زبانوں کو)	یا	بے رخ کر کے ہو	تو یقیناً اللہ	ہے	اس سے جو

تَعْمَلُونَ	خَيْرًا	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ	آمَنُوا	آمَنُوا	بِاللَّهِ
تم لوگ کرتے ہو	باخبر	اے لوگو جو	ایمان لائے ہو	تم لوگ ایمان لاؤ	اللہ پر

وَرَسُولِهِ	وَالْكِتَابِ الَّذِي	نَزَّلَ	عَلَىٰ رَسُولِهِ
اور اس کے رسول پر	اور اس کتاب پر جو	اس نے بتدریج اتاری	اپنے رسول پر

وَالْكِتَابِ الَّذِي	أَنْزَلَ	مِنْ قَبْلُ	وَمَنْ	يَكْفُرْ	بِاللَّهِ	وَمَلَائِكَتِهِ
اور اس کتاب پر جو	اتاری	اس سے پہلے	اور جو	انکار کرے گا	اللہ کا	اور اس کے فرشتوں کا

وَكُتُبِهِ	وَرُسُلِهِ	وَالْيَوْمِ الْآخِرِ	فَقَدْ صَلَّىٰ	صَلَاً بَعِيدًا
اور اس کی کتابوں کا	اور اسکے رسولوں کا	اور آخری دن کا	تو وہ گمراہ ہوا ہے	دور کی گمراہی میں

إِنَّ الَّذِينَ	آمَنُوا	ثُمَّ	كَفَرُوا	ثُمَّ	آمَنُوا	ثُمَّ	كَفَرُوا
بیشک جو لوگ	ایمان لائے	پھر	انہوں نے کفر کیا	پھر ایمان لائے	پھر کفر کیا	پھر	پھر

أَزْدَادُوا	كُفْرًا	لَّمْ يَكُنْ	اللَّهُ	لِيَغْفِرَ	لَهُمْ
وہ لوگ زیادہ ہوئے	بلحاظ کفر کے	تو ہرگز نہیں ہے	اللہ	کہ وہ معاف کرے	ان کو

وَلَا يَهْدِيهِمْ	سَبِيلًا	كَبِيرًا	الْمُتَّقِينَ	يَا أَيُّهَا
اور نہ (یہ) کہ وہ ہدایت دے ان کو	راستے کی	آپ بشارت دیجئے	منافقوں کو	اس کی کہ

لَهُمْ	عَذَابُ الْآلِيمَا	الَّذِينَ	يَتَّخِذُونَ	الْكُفْرِينَ	أَوْلِيَاءَ
ان کے لئے	ایک دردناک عذاب ہے	(یہ) وہ لوگ (ہیں) جو	بناتے ہیں	کافروں کو	کارساز

مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ	أَ	يَبْتَغُونَ	عِنْدَهُمْ	الْعِزَّةَ	فَإِنَّ الْعِزَّةَ
مومنوں کے علاوہ	کیا	یہ لوگ تلاش کرتے ہیں	ان کے پاس	عزت کو	تو یقیناً عزت تو

بِاللَّهِ	جَبِيحًا
اللہ ہی کی ملکیت ہے	کل کی کل

آیت نمبر ۱۳۵ میں اللہ تعالیٰ کا حکم بہت واضح ہے۔ اس میں یہ نہیں کہا ہے کہ انصاف کرو۔ بلکہ یہ حکم دیا ہے کہ انصاف کی نگہبانی کرنے والے بنو۔ اس طرز کلام سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ انصاف کرنے کا اختیار تو معاشرے



میں چند افراد کو حاصل ہوتا ہے اور انصاف کرنا ان کا فرض ہے۔ البتہ انصاف کی نگہبانی کرنا معاشرے کے ہر فرد پر فرض ہے۔ اس لئے کسی بھی شخص کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ حق بات کہنے اور حق کی گواہی دینے سے گریز کرے، خواہ اس کے نتیجے میں اپنا نقصان ہوتا ہو یا والدین اور رشتہ داروں کا نقصان ہوتا ہو، مزید یہ کہ اس فرض کی ادائیگی میں نہ تو کسی مالدار کی کوئی رعایت کرے اور نہ کسی غریب پر ترس کھائے۔

ہم لوگ اپنے رب کے اس حکم کے ساتھ جو سلوک کر رہے ہیں اس کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ہر شخص کو اس کا مشاہدہ اور تجربہ ہے۔

نوٹ-2

آیت نمبر ۱۳۶ میں جو لوگ ایمان لائے ہیں، انہیں حکم دیا جا رہا ہے کہ تم لوگ ایمان لاؤ۔ یہ دراصل اقرار باللسان اور تصدیق بالقلب کی بات ہے۔ اس لئے کہ ایک شخص جب دین کی مبادیات کا زبان سے اقرار کر لیتا ہے تو وہ اہل ایمان کے زمرے میں شامل ہو جاتا ہے۔ اب اس سے اللہ تعالیٰ کا مطالبہ یہ ہے کہ جن باتوں کا زبان سے اقرار کیا ہے، ان پر اب دلی یقین کی کیفیت بھی پیدا کرو۔ اس حکم کی اہمیت کو سمجھ لیں۔

اس دنیا میں کسی کے مسلمان ہونے یا نہ ہونے کا فیصلہ صرف زبانی اقرار کی بنیاد پر ہوگا، کیونکہ دلی یقین کو ناپنے کا ہمارے پاس کوئی پیمانہ نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ زبانی اقرار ایک جامد حقیقت ہے۔ اس کا وجود یا تو ہوگا یا نہیں ہوگا۔ اس میں کسی کی پیشے کا امکان نہیں۔ اس لئے دنیاوی حقوق میں تمام مسلمان برابر ہیں۔ کسی باپ کا ایک بیٹا عابد و زاہد اور فرمانبردار ہے، جبکہ دوسرا بیٹا فاسق و فاجر اور نافرمان ہے۔ لیکن والد کے انتقال پر ترکہ میں دونوں کو برابر حصہ ملے گا۔ فرمانبردار کو زیادہ اور نافرمان کو کم دینے کی اجازت نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کسی اولاد کا عاق کرنے کی اسلام میں اجازت نہیں ہے۔

آخرت میں فیصلے کے وقت بھی پہلے زبانی اقرار کی ضرور پڑے گی۔ کیونکہ اقرار کرنے والوں اور انکار کرنے والوں کا حساب الگ الگ ہوگا۔ اقرار کرنے والوں کی نمازوں کی پہلے گنتی ہوگی۔ اگر نمازوں کی گنتی پوری ہوگی تو حساب کتاب آگے بڑھے گا اور باقی نیکیوں کی گنتی ہوگی۔

اعمال کی گنتی کے بعد ان کا وزن ہوگا۔ یہ وہ مرحلہ ہے جہاں دلی یقین کی ضرورت پڑے گا۔ اس لئے کہ ایک مسلمان دلی یقین کے ساتھ نیکیاں کرتا رہا اور دوسرا یقین سے خالی دل کے ساتھ نیکیاں کرتا رہا تو دونوں کی نیکیاں گنتی میں اگر برابر بھی ہوں، تب بھی وزن میں برابر نہیں ہوں گی۔ ایک نیکی کے عوض دس سے سات سو نیکی کے اجر کے فیصلے میں نیکی کرنے والے کی ظروف و احوال کے ساتھ اس کی نیت اور دلی کیفیت کا بھی عمل دخل ہوگا۔ اس لئے زبانی اقرار کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ کا مطالبہ ہے کہ دلی یقین بھی پیدا کرو۔

اللہ تعالیٰ کے مطالبے کی اہمیت کا یا کہ پہلو یہ بھی ہے کہ جس طرح زبانی اقرار ایک جامد حقیقت ہے اور اس میں کسی پیشے کا امکان نہیں ہے، اسی طرح دلی یقین ایک متغیر حقیقت ہے اور اس میں کسی پیشے کی ہوتی رہتی ہے۔ اس لئے آخرت میں کامیابی کے خواہشمند مسلمان کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے دلی یقین کے لئے فکر مند رہے، اللہ سے دعا بھی کرتا رہے اور اسے برابر چیک بھی کرتا رہے۔ جس طرح ذیباطیس کا مریض صبح وشام اپنا شوگر لیول چیک کرتا ہے۔



﴿وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ أَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ آيَاتِ اللَّهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ حَتَّى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ إِنَّكُمْ إِذَا مِثْلُهُمْ ۖ إِنَّ اللَّهَ جَامِعُ الْمُنَافِقِينَ وَالْكَافِرِينَ فِي جَهَنَّمَ جَمِيعًا ۝﴾<sup>(۱۳۹)</sup> الَّذِينَ يَتَرَبَّصُونَ بِكُمْ ۚ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِنَ اللَّهِ قَالُوا أَلَمْ نَكُنْ مَعَكُمْ وَإِنْ كَانَ لِلْكَافِرِينَ نَصِيبٌ قَالُوا أَلَمْ نَسْتَحِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعُكُم مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ۖ فَاللَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ ۖ وَلَكِنْ يَجْعَلُ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا ۝﴾<sup>(۱۴۰)</sup>

خ و ض

(ن) خَوْضًا (1) پانی کی تہہ میں اترنا۔ (2) بال کی کھال نکالنا۔ لا حاصل گفتگو کرنا۔ بے پر کی اڑانا۔ آیت زیر مطالعہ ہے۔

خَائِضٌ اسم الفاعل ہے۔ لا حاصل گفتگو کرنے والا۔ ﴿وَكُنَّا نَخُوضُ مَعَ الْخَائِضِينَ﴾<sup>(۱۳۹)</sup> ”اور ہم لوگ لا حاصل گفتگو کرتے تھے لا حاصل بات کرنے والوں کے ساتھ۔“ (74/المدثر: 45)

ح و ذ

(ن) حَوْذًا حفاظت کرنا۔ نگہبانی کرنا۔  
(استفعال) اسْتَحْذُوا گھیر لینا۔ غالب ہونا۔ آیت زیر مطالعہ۔

سَمِعْتُمْ کا مفعول آيَاتِ اللَّهِ۔ بِهَا میں ہا کی ضمیر آيَاتِ اللَّهِ کے لیے ہے۔ جَمِيعًا تمیز ہے اور تاکید کے لیے ہے۔  
إِنْ شرطیہ کی وجہ سے کَانَ کا ترجمہ حال میں ہوگا۔ فَتَحٌ اور نَصِيبٌ مبتداء مؤخر مکررہ اور کَانَ کا اسم ہیں، ان کی خبریں مخذوف ہیں۔  
وَنَمْنَعُکُمْ کا مجزوم ہونا بتا رہا ہے کہ یہ اَلَمْ پر عطف ہے۔ لَنْ يَجْعَلَ کا مفعول سَبِيلًا ہے۔

ترکیب

وَقَدْ نَزَّلَ	عَلَيْكُمْ	فِي الْكِتَابِ	أَنْ	إِذَا	سَمِعْتُمْ
اور وہ (یعنی اللہ) اُتار چکا ہے	تم لوگوں پر	کتاب میں	کہ	جب کبھی	تم لوگ سنو

ترجمہ

آيَاتِ اللَّهِ	يُكْفَرُ بِهَا	وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا	بِهَا	فَلَا تَقْعُدُوا
اللہ کی آیات کو	(کہ) انکار کیا جاتا ہو	ان کا	اور مذاق اڑایا جاتا ہو	ان کا

مَعَهُمْ	حَتَّى	يَخُوضُوا	فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ	إِنَّكُمْ
ان کے ساتھ	یہاں تک کہ	وہ لوگ مشغول ہو جائیں	ان کے علاوہ کسی اور بات میں	یقیناً تم لوگ

إِذَا	مِثْلُهُمْ	إِنَّ اللَّهَ	جَامِعُ الْمُنَافِقِينَ	وَالْكَافِرِينَ
پھر تو	ان جیسے ہو گے	بیشک اللہ	منافقوں کو جمع کرنے والا ہے	اور کافروں کو

فِي جَهَنَّمَ	جَمِيعًا	الَّذِينَ	يَتَرَبَّصُونَ	بِكُمْ	فَإِنْ
جنہم میں	سب کو	(یہ) وہ لوگ (ہیں) جو	انتظار کرتے ہیں	تمہارے بارے میں	پھر اگر



كَانَ	لَكُمْ	فَتَحَّ	مِّنَ اللَّهِ	قَالُوا	أَلَمْ نَكُنْ 721	مَعَكُمْ
ہوتی ہے	تمہارے لیے	کوئی فتح	اللہ (کی طرف) سے	تو وہ لوگ کہتے ہیں	کیا ہم نہیں تھے	تمہارے ساتھ

وَإِنْ	كَانَ	لِلْكَافِرِينَ	نَصِيبٌ	قَالُوا	أَلَمْ نَسْتَحِذْ	عَلَيْكُمْ
اور اگر	ہوتا ہے	کافروں کے لیے	کوئی حصہ	تو وہ کہتے ہیں	کیا ہم قابو یافتہ نہ تھے	تم پر

وَنَنْعَلَكُمْ	مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ	فَاللَّهُ	يَحْكُمُ	بَيْنَكُمْ		
اور کیا ہم نے نہیں بچایا تم کو	مومنوں سے	پس اللہ	فیصلہ کرے گا	تم لوگوں کے درمیان		

يَوْمَ الْقِيَمَةِ	وَكُنْ يَجْعَلُ	اللَّهُ	لِلْكَافِرِينَ	عَلَى الْمُؤْمِنِينَ	سَبِيلًا	
قیامت کے دن	اور ہرگز نہیں بنائے گا	اللہ	کافروں کے لیے	مومنوں پر	کوئی الزام	

سورۃ النساء مدنی ہے۔ اس سے پہلے کی دور میں سورۃ الانعام کی آیت نمبر ۶۸ میں یہی حکم آچکا تھا جس کا یہاں حوالہ دیا گیا ہے۔

نوٹ-1

اللہ کی آیات کا انکار کرنے اور مذاق اڑانے کے مفہوم میں حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے قیامت تک کے لیے ان لوگوں کو بھی شامل کیا ہے جو قرآن کی غلط تفسیر کریں یا اس کے معانی میں تحریف کریں یا بدعات نکالیں (مظہری، ج ۲- ص ۲۶۳)۔ تفسیر بحر محیط میں ہے کہ ان آیات سے معلوم ہوا کہ جس بات کا زبان سے کہنا گناہ ہے اس کا کانوں سے با اختیار سنا بھی گناہ ہے۔ اس بارے میں اختلاف رائے ہے کہ جب وہ اس گفتگو کو ختم کر کے کوئی بات شروع کر دیں تو پھر ایسے لوگوں کی مجلس میں شرکت کرنا جائز ہے یا نہیں۔ تفسیر مظہری میں دونوں آراء کی تطبیق اس طرح کی گئی ہے کہ ایسے لوگوں کی مجلس میں بلا ضرورت شرک کرنا تو حرام ہے۔ البتہ کسی شرعی ضرورت کے تحت یا دعوت و تبلیغ کے لیے شرکت کی جائے تو جائز ہے۔ (منقول از معارف القرآن)

نوٹ-2

دیندار لوگوں کی محفل میں بھی اگر شخصیات زیر بحث ہوں اور غیبت و بہتان کا بازار گرم ہو، تو اللہ کے حکم کی یہ خلاف ورزی بھی اس کی آیات کا مذاق اڑانے کے مترادف ہے۔ اول انہیں اس کام سے روکیں اور اگر نہ مانیں تو احتجاجاً واک آؤٹ کر جائیں۔

نوٹ-1

### آیت نمبر (142 تا 147)

﴿إِنَّ الْمُنَافِقِينَ يُخَدِعُونَ اللَّهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۖ وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كُسَالَىٰ ۖ يُرَآءُونَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا ۚ مَذَبُ ذَيْنَ بَيْنَ بَيْنَ ذَلِكَ ۚ لَا إِلَىٰ هَؤُلَاءِ وَلَا إِلَىٰ هَؤُلَاءِ ۚ وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ سَبِيلًا ۚ يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ۚ أَتُرِيدُونَ أَنْ تَجْعَلُوا لِلَّهِ عَلَيْكُمْ سُلْطَانًا مُّبِينًا ۚ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرَكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَكُنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيرًا ۚ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَاعْتَصَمُوا بِاللَّهِ وَأَخْلَصُوا دِينَهُمْ لِلَّهِ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ ۚ وَسَوْفَ يُؤْتِي اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ أَجْرًا عَظِيمًا ۚ مَا يَفْعَلُ اللَّهُ بِعَذَابِكُمْ إِنْ شَكَرْتُمْ وَآمَنْتُمْ ۖ وَكَانَ اللَّهُ شَاكِرًا عَلِيمًا ۚ﴾

گیدلا

گسلان

ذ ب ذ ب

ذُبْذِبَةٌ

مُذَبِّذٌ

س ف ل

سَفَا لَا

سَافِلُ

أَسْفَلُ

ترکیب

قَامُوا کی ضمیر فاعلی ہُمْ کا حال کُسائی ہے۔ یُرَاعُونَ بھی انہی کا حال ہے۔ لَا يَذْكُرُونَ کی ضمیر فاعلی ہُمْ کا حال

مُذَبِّذِينَ ہے۔ ذَلِکَ کا اشارہ ذکر اللہ کی طرف ہے۔ اَلدَّرِکُ الْاَسْفَلُ تفضیل کل ہے۔ مَا یَفْعَلُ کَمَا استغفہا میہ ہے۔

ترجمہ

عَلَيْكُمْ	سُلْطَانًا مُبِينًا	إِنَّ الْمُنَافِقِينَ	فِي الدَّرَكِ الْأَسْفَلِ	مِنَ النَّارِ
اپنے خلاف	ایک واضح دلیل	یقیناً منافق لوگ	سب سے نچی گہرائی میں ہیں	آگ کے





وَكُنْ تَجِدَ	لَهُمْ	نَصِيرًا	إِلَّا الَّذِينَ	تَابُوا	وَأَصْلَحُوا
اور تو ہرگز نہیں پائے گا	ان کے لیے	کوئی مددگار	سوائے ان کے جنہوں نے	توبہ کی	اور اصلاح کی
وَأَعْتَصِمُوا	بِاللَّهِ	وَأَخْلَصُوا	دِينَهُمْ	لِلَّهِ	فَأُولَٰئِكَ
اور مضبوطی سے پکڑا	اللہ کو	اور خالص کیا	اپنے دین کو	اللہ کے لیے	تو وہ لوگ
مَعَ الْمُؤْمِنِينَ	وَسَوْفَ	يُؤْتِ	اللَّهُ	الْمُؤْمِنِينَ	أَجْرًا عَظِيمًا
مومنوں کے ساتھ ہیں	اور عنقریب	دے گا	اللہ	مومنوں کو	ایک شاندار بدلہ
اللَّهُ	يَعَذَابُكُمْ	إِنْ	شَكَرْتُمْ	وَأَمَنْتُمْ	وَكَانَ
اللہ	تمہارے عذاب سے	اگر	تم لوگ شکر کرو	اور ایمان لاؤ	اور ہے
شَاكِرًا			عَلِيمًا		
قدر دان			جاننے والا		

### آیت نمبر (148 تا 152)

﴿لَا يُحِبُّ اللَّهُ الْجَهْرَ بِالسُّوءِ مِنَ الْقَوْلِ إِلَّا مَنْ ظَلَمَ ۖ وَكَانَ اللَّهُ سَمِيعًا عَلِيمًا ۝١٤٨﴾ إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيُرِيدُونَ أَنْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيَقُولُونَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۚ وَيُرِيدُونَ أَنْ يَتَّخِذُوا بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا ۝١٤٩ أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ حَقًّا ۚ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا ۝١٥٠ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَلَمْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ أُولَٰئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيهِمْ أَجْرُهُمْ ۖ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝١٥١﴾

لَا يُحِبُّ	اللَّهُ	الْجَهْرَ	بِالسُّوءِ	مِنَ الْقَوْلِ	إِلَّا	مَنْ	ظَلَمَ
نہیں پسند کرتا	اللہ	نمایاں کرنا	برائی کو	بات سے	سوائے اس کے	جس پر	ظلم کیا گیا
وَكَانَ	اللَّهُ	سَمِيعًا	عَلِيمًا	إِنْ	تُبَدُّوا	خَيْرًا	أَوْ
اور ہے	اللہ	سننے والا	جاننے والا	اگر	تم لوگ نمایاں کرو	کسی بھلائی کو	یا
تُخْفَوُہُ	أَوْ	تَعْفُوا	عَنْ سُوءٍ	فَإِنَّ	اللَّهُ	كَانَ	عَفُوًّا
چھپاؤ اس کو	یا	درگزر کرو	کسی برائی سے	تو یقیناً	اللہ	ہے	بے انتہا درگزر کرنے والا
قَدِيرًا	إِنَّ	الَّذِينَ	يَكْفُرُونَ	بِاللَّهِ	وَرُسُلِهِ	وَيُرِيدُونَ	
قدرت رکھنے والا	بیشک	جو لوگ	انکار کرتے ہیں	اللہ کا	اور اس کے رسولوں کا	اور چاہتے ہیں	
أَنْ	يُفَرِّقُوا	بَيْنَ اللَّهِ وَرُسُلِهِ	وَيَقُولُونَ				



کہ	وہ لوگ فرق کریں	اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان	اور وہ لوگ کہتے ہیں کہ
			721

نُؤْمِنُ	بَعْضُ	وَنُكْفِرُ	بَعْضُ	وَيُرِيدُونَ	أَنْ
ہم ایمان لاتے ہیں	کسی پر	اور انکار کرتے ہیں	کسی کا	اور چاہتے ہیں	کہ

يَتَّخِذُوا	بَيْنَ ذَلِكَ	سَبِيلًا	أُولَئِكَ	هُمْ الْكٰفِرُونَ	حَقًّا
وہ لوگ بنائیں	اس کے درمیان	ایک راستہ	وہ لوگ	ہی کافر ہیں	یقیناً

وَأَعْتَدْنَا	لِلْكَافِرِينَ	عَذَابًا مُّهِينًا	وَالَّذِينَ	آمَنُوا	بِاللّٰهِ
اور ہم نے تیار کیا	کافروں کے لیے	ایک رسوا کرنے والا عذاب	اور جو لوگ	ایمان لائے	اللہ پر

وَرُسُلِهِ	وَلَمْ يُفَرِّقُوا	بَيْنَ أَحَدٍ	مِّنْهُمْ	أُولَئِكَ	
اور اس کے رسولوں پر	اور انہوں نے فرق نہیں کیا	کسی ایک کے درمیان	ان میں سے	وہ لوگ ہیں	

سَوْفَ	يُؤْتِيهِمْ	أُجُورَهُمْ	وَكَانَ اللّٰهُ	عَفُوًّا	رَحِيمًا
عنقریب	وہ دے گا جن کو	ان کے اجر	اور اللہ ہے	بے انتہا بخشنے والا	ہر حال میں رحم کرنے والا

نوٹ-1

آیت نمبر 147 میں ہدایت کی گئی ہے کہ اشخاص کے تعین کے ساتھ برائی کا اظہار صرف مظلوم کے لیے جائز ہے، دوسروں کے لیے اللہ اس کو پسند نہیں فرماتا۔ دوسرے شخص کو اگر کسی برائی کا ذکر کرنا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ عام صیغے میں بات کرے۔ جیسے رسول اللہ ﷺ عام صیغے میں فرماتے تھے کہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے جو اس طرح کے کام کرتے ہیں۔ (تدبر القرآن)

آیت نمبر- 47 اور 149 کا حاصل یہ ہے کہ ظلم کے جواب میں ظلم کرنا جائز نہیں ہے بلکہ ظلم کا بدلہ انصاف سے ہی لیا جاسکتا ہے اور بدلہ لینا اگر چہ جائز ہے مگر صبر کرنا اور معاف کر دینا بہتر ہے۔ (معارف القرآن)

### آیت نمبر (153 تا 155)

﴿يَسْأَلُكَ أَهْلُ الْكِتَابِ أَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتَابًا مِّنَ السَّمَاءِ فَقَدْ سَأَلُوا مُوسَىٰ أَكْبَرَ مِنْ ذَلِكَ فَقَالُوا أَرِنَا اللَّهَ جَهْرَةً فَأَخَذَتْهُمُ الصَّعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ۚ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمْ الْبَيِّنَاتُ فَعَفَوْنَا عَنْ ذَلِكَ ۚ وَآتَيْنَا مُوسَىٰ سُلْطَانًا مُّبِينًا ۖ وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّورَ بِمِيثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمْ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوا فِي السَّبْتِ وَأَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيثَاقًا غَلِيظًا ۖ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِآيَاتِ اللَّهِ وَقَتْلِهِمُ الْأَنْبِيَاءَ بَغَيْرِ حَقٍّ وَقَوْلِهِمْ قُلُوبُنَا غُلْفٌ ۖ بَلْ طَبَعَ اللَّهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا ۝﴾

ط ب ع

کسی چیز کو ڈھال کر کوئی شکل دینا جیسے سکہ ڈھالنا۔ اس بنیادی مفہوم کے ساتھ مختلف معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ (1) کوئی تصویر یا نقش و نگار بنانا۔ (2) کسی چیز پر کچھ چھاپنا یا چھاپ لگانا۔ آیت زیر مطالعہ

طبعاً

(ف)

يَسْأَلُكَ	أَهْلُ الْكِتَابِ	أَنْ	تُنَزِّلَ	عَلَيْهِمْ	كِتَابًا	721 مِنَ السَّمَاءِ
مانگتے ہیں آپ سے	اہل کتاب	کہ	آپ اتاریں	ان پر	کوئی کتاب	آسمان سے

فَقَدْ سَأَلُوا	مُوسَى	أَكْبَرَ مِنْ ذَلِكَ	فَقَالُوا
تو وہ لوگ مانگ چکے ہیں	موسیٰ سے	اس سے زیادہ بڑی (چیز)	تو انہوں نے کہا

أَرْنَا	اللَّهُ	جَهَنَّمَ	فَاخَذَتْهُمْ	الضُّعْفَةُ	يُظْلِمُهُمْ
آپ دکھائیں ہمیں	اللہ کو	کھلم کھلا	تو پکڑا ان کو	آسمانی بجلی نے	ان کے ظلم کے سبب سے

ثُمَّ اتَّخَذُوا	الْعِجْلَ	مِنْ بَعْدِ مَا	جَاءَتْهُمْ	الْبَيِّنَاتُ
پھر انہوں نے بنایا	بجھڑے کو (الہ)	اس کے بعد کہ	آئیں ان کے پاس	واضح (نشانیوں)

فَعَفَوْنَا	عَنْ ذَلِكَ	وَاتَيْنَا	مُوسَى	سُلْطَانًا مُبِينًا	وَرَفَعْنَا
پھر ہم نے درگزر کیا	اس سے	اور ہم نے دیا	موسیٰ کو	واضح غلبہ	اور ہم نے بلند کیا

فَوَقَّعَهُمْ	الطُّورَ	بِمِيثَاقِهِمْ	وَقُلْنَا	لَهُمْ	ادْخُلُوا
ان لوگوں کے اوپر	کوہ طور کو	ان کے پختہ عہد کے لیے	اور ہم نے کہا	ان سے	تم لوگ داخل ہو

الْبَابَ	سُجَّدًا	وَقُلْنَا	لَهُمْ	لَا تَعْدُوا
دروازے میں	سجدہ کرنے والوں کی حالت میں	اور ہم نے کہا	ان سے	تم لوگ حد سے مت بڑھو

فِي السَّبْتِ	وَآخَذْنَا	مِنْهُمْ	مِيثَاقًا عَلِيمًا	فِيمَا
ہفتے کے دن میں	اور ہم نے لیا	ان سے	ایک مضبوط عہد	پس جو (ان کی سزا ہے) وہ ہے

نَقَضِهِمْ	بِمِيثَاقِهِمْ	وَكَفَرِهِمْ	بِآيَاتِ اللَّهِ
ان کے توڑنے کے سبب سے	اپنے عہد کو	اور ان کے انکار کرنے کے سبب سے	اللہ کی نشانیوں کا

وَقَتْلِهِمْ	الْأَنْبِيَاءَ	بِغَيْرِ حَقٍّ	وَقَوْلِهِمْ
اور ان کے قتل کرنے کے سبب سے	نبیوں کو	کسی حق کے بغیر	اور ان کے کہنے کے سبب سے

قُتِلُوا	عُلِفَتْ	بَلْ	طَبَعَ	اللَّهُ	عَلَيْهَا
ہمارے دل	غلانوں میں بند ہیں	(ہرگز نہیں) بلکہ	چھاپ لگا دی	اللہ نے	ان پر (یعنی دلوں پر)

بِكُفْرِهِمْ	فَلَا يُؤْمِنُونَ	إِلَّا قَلِيلًا
ان کے کفر کے سبب سے	پس یہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے	مگر تھوڑے سے

## آیت نمبر (156-159)

721

﴿وَبَكَّرَهُمْ وَقَوْلِهِمْ عَلَى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيمًا ۝١٥٦ وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ ۚ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ۚ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ ۚ مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا ۝١٥٧ بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ۝١٥٨ وَإِنْ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ ۚ وَيَوْمَ الْقِيَمَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا ۝١٥٩﴾

ترکیب

قَتَلْنَا کا مفعول الْمَسِيح ہے اور اس کا بدل عِيسَى ابْن مَرْيَم ہے۔ پھر عِيسَى ابْن مَرْيَم کا بدل رَسُولُ اللَّهِ ہے۔  
 بہ اور مَوْتِہ کی ضمیریں حضرت عِسیٰؑ کے لیے ہیں۔ اسی طرح یَكُونُ کا اسم اس میں شامل ہو کی ضمیر ہے جو حضرت عِسیٰؑ کے لیے ہے۔

ترجمہ

وَبَكَّرَهُمْ	وَقَوْلِهِمْ	عَلَى مَرْيَمَ	بُهْتَانًا عَظِيمًا	وَقَوْلِهِمْ
اور ان کے کفر کے سبب سے	اور ان کے کہنے سے	بی بی مریم پر	ایک عظیم بہتان	اور ان کے کہنے سے

إِنَّا	قَتَلْنَا	الْمَسِيحَ	عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ	رَسُولَ اللَّهِ	وَمَا قَتَلُوهُ
کہ ہم نے	قتل کیا	مسیحؑ کو	جو عِسیٰ ابن مریم ہیں	جو اللہ کے رسول ہیں	اور انہوں نے قتل نہیں کیا ان کو

وَمَا صَلَبُوهُ	وَلَكِنْ	شُبِّهَ	لَهُمْ
اور نہ ہی انہوں نے سولی چڑھایا ان کو	اور لیکن	مشتبہ کیا گیا (معاملہ)	ان کے لیے

وَإِنَّ	الَّذِينَ	اخْتَلَفُوا	فِيهِ	لَفِي شَكٍّ	مِّنْهُ	مَا لَهُمْ
اور بیشک	جن لوگوں نے	اختلاف کیا	اس میں	یقیناً (وہ) شک میں ہیں	اس (کی طرف) سے	نہیں ہے ان کے لیے

بِهِ	مِنْ عِلْمٍ	إِلَّا	اتِّبَاعَ	الظَّنِّ	وَمَا قَتَلُوهُ
جس کے بارے میں	کسی قسم کا کوئی علم	سوائے اس کے کہ	پیروی کرنا	گمان کی	اور انہوں نے نہیں قتل کیا ان کو

يَقِينًا	بَلْ	رَفَعَهُ	اللَّهُ	إِلَيْهِ	وَكَانَ اللَّهُ	عَزِيزًا	حَكِيمًا
یقیناً	بلکہ	اٹھایا ان کو	اللہ نے	اپنی طرف	اور اللہ ہے	بالادست	حکمت والا

وَإِنْ	مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ	إِلَّا	لَيُؤْمِنَنَّ	بِهِ	قَبْلَ مَوْتِهِ
اور نہیں ہے	اہل کتاب میں کوئی	مگر یہ کہ	وہ لازماً ایمان لائے گا	ان پر	ان کی موت سے پہلے

وَيَوْمَ الْقِيَمَةِ	يَكُونُ	عَلَيْهِمْ	شَهِيدًا
اور قیامت کے دن	وہ ہوں گے	ان پر	گواہ

حضرت عِسیٰؑ کے رفیع آسمانی کی وضاحت آیت نمبر 3/55 کے نوٹ 1 میں کی جا چکی ہے۔ آیات زیر مطالعہ میں اس عقیدے کی بہت واضح الفاظ میں تردید کی گئی ہے کہ حضرت عِسیٰؑ کو نعوذ باللہ قتل کیا گیا۔

نوٹ-1



یا سولی پر چڑھایا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ معاملہ ان لوگوں کے لیے مشتبہ کر دیا گیا تھا۔

اس معاملے کو کس طرح مشتبہ کیا گیا، اس کی وضاحت قرآن مجید میں کہیں نہیں ہے اور نہ ہی ایسی کوئی حدیث میری نظر سے گزری ہے۔ البتہ اس کی تفسیر میں ابن کثیرؒ نے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ اور وہب بن منبہؒ کے اقوال نقل کیے ہیں۔ دونوں کا حاصل یہ ہے کہ جب شاہی سپاہیوں اور یہودیوں نے حضرت عیسیٰؑ کے مکان کا محاصرہ کیا تو اس وقت آپؑ کے ساتھ سترہ حواری تھے۔ آپؑ نے فرمایا تم میں سے کون اسے پسند کرتا ہے کہ اس پر میری شبیہ ڈالی جائے، میری جگہ وہ قتل کیا جائے اور جنت میں میرا رفیق بنے۔ ایک حواری اس کے لیے تیار ہو گئے اور حضرت عیسیٰؑ کی جگہ ان کو قتل کر کے صلیب پر لٹکایا گیا۔ جب کہ اللہ نے حضرت عیسیٰؑ کو آسمان پر اٹھالیا۔

### آیت نمبر (160 تا 162)

﴿فَظَلِمَ مِّنَ الَّذِينَ هَادُوا حَرَمْنَا عَلَيْهِمْ طَيْبَاتٍ أُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنِ سَبِيلِ اللَّهِ كَثِيرًا ۖ وَأَخَذَهُمُ الرِّبَا وَقَدْ نُهُوا عَنْهُ وَأَكْلِهِمْ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ۖ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝۱۶۱ لِّكِنِ الرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيمِينَ الصَّلَاةَ وَالْمُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالْمُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۖ أُولَٰئِكَ سَنُؤْتِيهِمْ أَجْرًا عَظِيمًا ۝۱۶۲﴾

طَيْبَاتٍ نکرہ موصوفہ ہے اور أُحِلَّتْ اس کی صفت ہے۔ بِصَدِّهِمْ کے ب اسبیہ پر عطف ہونے کی وجہ سے أَخَذَهُمْ اور أَكْلِهِمْ مجرور ہوئے ہیں۔ وَالْمُقِيمِينَ اسم الفاعل ہے اور حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

ترکیب

ترجمہ

فَظَلِمَ	مِّنَ الَّذِينَ هَادُوا	حَرَمْنَا عَلَيْهِمْ	طَيْبَاتٍ
پس ظلم کے سبب سے	ان میں سے جو	یہودی ہوئے	ہم نے حرام کیں
ان پر	کچھ ایسی پاکیزہ چیزیں جو	طَيْبَاتٍ	کَثِيرًا
اُحِلَّتْ	لَهُمْ	وَبِصَدِّهِمْ	عَنِ سَبِيلِ اللَّهِ
حلال کی گئی تھیں	ان کے لیے	اور ان کے روکنے کے سبب سے	اللہ کے راستے سے
بہتوں کو	کثیراً	عَنِ سَبِيلِ اللَّهِ	کَثِيرًا
وَأَخَذَهُمُ الرِّبَا	وَقَدْ نُهُوا عَنْهُ	وَأَكْلِهِمْ أَمْوَالَ النَّاسِ	بِالْبَاطِلِ
اور ان کے پکڑنے کے سبب سے	وہ لوگ روکے گئے تھے	اس سے	اور ان کے کھانے کے سبب سے
سود کو	حالانکہ	اور ہم نے تیار کیا	کافروں کے لیے
ان میں سے	ان میں سے	ایک دردناک عذاب	ایک دردناک عذاب
لِّكِنِ الرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ	وَالْمُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ	وَالْمُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ	وَالْيَوْمِ الْآخِرِ
لیکن	جم جانے والے	علم میں	ان میں سے
لیکن	ایمان لانے والے	جواہر لانے والے	جواہر لانے والے





بِمَا	أُنْزِلَ	إِلَيْكَ	وَمَا	أُنْزِلَ	مِنْ قَبْلِكَ	وَالْقُفْيَيْنِ
اس پر جو	اُتارا گیا	آپ کی طرف	اور جو	اُتارا گیا	آپ سے پہلے	اور قائم رکھنے والے ہوتے ہوئے

الصَّلَاةُ	وَالْمُؤْتُونَ	الزَّكَاةَ	وَالْمُؤْمِنُونَ	بِاللَّهِ	وَالْيَوْمِ الْآخِرِ
نماز کے	اور پہنچانے والے	زکوٰۃ کو	اور ایمان لانے والے	اللہ پر	اور آخری دن پر

أُولَئِكَ	سَنُؤْتِيهِمْ	أَجْرًا عَظِيمًا
یہ لوگ ہیں	ہم دیں گے جن کو	ایک عظیم بدلہ

نوٹ-1

آیت نمبر-160 میں یہودیوں کا ایک جرم یہ بتایا گیا ہے کہ یہ دوسروں کو اللہ کے راستے سے روکتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ خود اللہ کے راستے سے منحرف ہونے پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ دوسروں کو بھی گمراہ کرنے میں اپنی تمام صلاحیتیں اور وسائل صرف کرتے ہیں اور اس جرم پر یہ آج تک بڑی استقامت سے قائم ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ کے بندوں کو گمراہ کرنے کے لیے دُنیا میں جب بھی کوئی تحریک اُٹھتی ہے تو اس کے پیچھے یہودی دماغ اور یہودی سرمایہ کام کرتا نظر آتا ہے (تفہیم القرآن)۔ آج کل امریکہ کی سربراہی میں اسلام کو صفحہ ہستی سے مٹانے کی جو تحریک برپا ہے وہ بھی یہودی ذہن اور سرمائے کی پیداوار ہے۔

### آیت نمبر (163 تا 169)

﴿إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَى نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِنْ بَعْدِهِ ۚ وَأَوْحَيْنَا إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَعِيسَىٰ وَأَيُّوبَ وَيُوسُفَ وَهَارُونَ وَسُلَيْمَانَ ۚ وَآتَيْنَا دَاوُدَ زَبُورًا ۚ وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنَاهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ۚ وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَىٰ تَكْلِيمًا ۚ رُسُلًا مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ۝ لَكِنَّ اللَّهَ يَشْهَدُ بِمَا أَنْزَلَ إِلَيْكَ أَنْزَلَهُ بِعِلْمِهِ ۚ وَالْمَلَكُ يَشْهَدُونَ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا ۝ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدَّوْا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ قَدْ ضَلُّوا ضَلَالًا بَعِيدًا ۝ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَظَلَمُوا لَمْ يَكُنِ اللَّهُ لِيُغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيقًا ۝ إِلَّا طَرِيقَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۚ وَكَانَ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ۝﴾

ط ر ق

(ن)

طَرَقًا

(1) ہتھوڑا مارنا۔ لوہا کا ٹٹا۔ (2) کسی چیز میں راستہ بنانا۔

طَرُوقًا

رات میں آنا۔

طَارِقٌ

اسم الفاعل ہے۔ رات میں آنے والا۔ ستارہ۔ ﴿وَمَا أَدْرَاكَ مَا الطَّارِقُ ۚ النَّجْمُ الثَّاقِبُ ۚ﴾

(86/ الطارق: 2-3) ”اور تو نے کیا سمجھا کیا ہے رات میں آنے والا، (وہ ہے) ستارہ چمکنے والا۔“

طَرِيقٌ

مؤنث طَرِيقَةٌ ج طَرَائِئُ۔ (1) چلنے کا راستہ۔ ﴿فَأَضْرِبْ لَهُمُ طَرِيقًا فِي الْبَحْرِ﴾

(20/ ط: 77) ”پھر تو بنا ان کے لیے ایک راستہ سمندر میں۔“ ﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَائِقَ ۚ﴾ (23/ المؤمنون: 17) ”اور بیشک ہم نے تخلیق کیے ہیں تمہارے اوپر سات راستے۔“



(2) کوئی کام کرنے یا عمل کرنے کا طریقہ۔ راہ۔ مسلک۔ آیت زیر مطالعہ اور ﴿وَيَذْهَبَا بِطَرِيقَتِكُمُ الْمُثْلَى﴾ (20/طہ: 63) ”اور وہ دونوں لے جائیں تمہارے بے مثال چلن کو۔“ ﴿كُنَّا طَرِيقَ قَدَادًا﴾ (72/الجن: 11) ”ہم تھے الگ الگ راہوں پر۔“

النَّبِيِّنَ، اِلیٰ پر عطف ہونے کی وجہ سے حالتِ جرمیں ہے۔ اِلیٰ اِبْرٰہِیْمَ کے بعد تمام پیغمبروں کے نام بھی اِلیٰ پر عطف ہونے کی وجہ سے مجرور ہیں۔ آیت نمبر 164 میں دو مرتبہ اور 165 میں ایک مرتبہ رُسُلًا آیا ہے ان سے پہلے کَاذِبًا محذوف ہے۔ اس کا اسم اس میں هُمْ کی ضمیر ہے اور رُسُلًا خبر ہے۔ مُبَشِّرِیْنَ اور مُنْذِرِیْنَ حال ہیں۔ حُجَّةٌ مبتداء مؤخر مکررہ اور یُکُوْن کا اسم ہے۔ اس کی خبر محذوف ہے جو باقیہا ہو سکتی ہے۔

ترکیب

ترجمہ

اِنَّا اَوْحَيْنَا	اِلَيْكَ	كَمَا	اَوْحَيْنَا	اِلٰی نُوحٍ	وَالنَّبِيِّنَ
بیشک ہم نے وحی کی	آپ کی طرف	جیسے کہ	ہم نے وحی کی	نوح کی طرف	اور نبیوں کی طرف

مِنْ بَعْدِهِ	وَاَوْحَيْنَا	اِلٰی اِبْرٰہِیْمَ	وَاِسْمٰعِیْلَ	وَاِسْحٰقَ	
ان کے بعد	اور ہم نے وحی کی	ابراہیم کی طرف	اور اسماعیل کی طرف	اور اسحاق کی طرف	

وَيَعْقُوبَ	وَالْاَسْبَاطَ	وَعِیْسٰی	وَاِیُّوْبَ	وَيُوسُفَ	
اور یعقوب کی طرف	اور (ان کی) نسل کی طرف	اور عیسیٰ کی طرف	اور ایوب کی طرف	اور یونس کی طرف	

وَهَارُونَ	وَسُلَیْمٰنَ	وَاٰتِیْنَا	دَاوُدَ	زَبُورًا	وَرُسُلًا
اور ہارون کی طرف	اور سلیمان کی طرف	اور ہم نے دی	داؤد کو	زبور	اور (تھے) کچھ رسول

قَدْ قَضٰی عَنْهُمْ	عَلَيْكَ	مِنْ قَبْلُ	وَرُسُلًا	لَّمْ نَقْضُصْهُمْ	
ہم نے بیان کیا ہے جن کا	آپ پر	اس سے پہلے	اور (تھے) کچھ رسول	ہم نے نہیں بیان کیا جن کا	

عَلَيْكَ	وَكَلَّمَ	اللّٰهُ مُوسٰی	تَكْلِیْمًا	رُسُلًا	مُبَشِّرِیْنَ
آپ پر	اور کلام کیا	اللہ نے موسیٰ سے	جیسے کلام کرتے ہیں	(وہ تھے) کچھ رسول	مُبَشِّرِیْنَ

وَمُنْذِرِیْنَ	لِئَلَّا یَكُوْنَ	لِلنَّاسِ	عَلٰی اللّٰهِ	حُجَّةً	بَعْدَ الرُّسُلِ
اور خبردار کرنے والے	تاکہ (باقی) نہ رہے	لوگوں کے پاس	اللہ پر	الزام کا موقع	رسولوں کے بعد

وَكَانَ اللّٰهُ	عَزِیْزًا	حَكِیْمًا	لٰكِن	اللّٰهُ	یَشْهَدُ
اور اللہ ہے	بالادست	حکمت والا	لیکن	اللہ	گواہی دیتا ہے

اِلَيْكَ	اَنْزَلَهُ	یَعْلَمُہٗ	وَالْمَلٰئِکَةُ	یَشْهَدُوْنَ	
آپ کی طرف	کہ اس نے اُتارا اس کو	اپنے علم سے	اور فرشتے	(بھی) گواہی دیتے ہیں	

وَكَفٰی	بِاللّٰهِ	شَہِیْدًا	اِنَّ	الَّذِیْنَ	كَفَرُوْا
اور کافی ہے	اللہ	بطور گواہ کے	بیشک	جن لوگوں نے	کفر کیا

وَصَدُّوْا	عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ	اَوْرُکَہٗ	اللّٰہ کے راستے سے		
------------	-----------------------	------------	--------------------	--	--



قَدْ ضَلُّوا	ضَلَلًا بَعِيدًا	إِنَّ	الَّذِينَ	كَفَرُوا	وَكَلَّمُوا	721 كَمْ يَكُنْ
وہ لوگ گمراہ ہوئے ہیں	دور کا گمراہ ہونا	بیشک	جنہوں نے	کفر کیا	اور ظلم کیا	ہے ہی نہیں

اللَّهُ	لِيَغْفِرَ	لَهُمْ	وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ	طَرِيقًا	إِلَّا
اللہ	کہ وہ معاف کرے	ان کو	اور نہ ہی (یہ) کہ وہ ہدایت دے ان کو	کسی راہ کی	سوائے

طَرِيقَ جَهَنَّمَ	خُلْدِيْنَ	فِيهَا	أَبَدًا	وَكَانَ	ذَلِكَ
جہنم کی راہ کے	ایک حالت میں رہنے والے ہیں	اس میں	ہمیشہ	اور ہے	یہ

عَلَى اللَّهِ	يَسِيرًا
اللہ پر	آسان

نوٹ-1

آیت نمبر-165 میں فرمایا کہ رسولوں کے بعد لوگوں کے لیے کوئی حجت باقی نہ رہے۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ سلسلہ نبوت و رسالت حجت نہیں ہے بلکہ اتمام حجت ہے۔ انسانوں پر اصل حجت ان کی فطرت کے داعیان اور فکر و عقل کی صلاحیتیں ہیں۔ اس لیے کہتے ہیں کہ اگر کسی انسان تک کسی نبی یا رسول کی دعوت نہیں پہنچی تب بھی وہ جواب دہ ہے۔ یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ انسانی فطرت خیر و شر کے شعور سے محروم نہیں ہے اور نہ ہی عقل حق و باطل کے امتیاز سے قاصر ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ اس نے انسان کو عقل و فطرت کی راہنمائی کے ساتھ وحی اور انبیاء کی راہنمائی سے بھی نوازا تاکہ گمراہوں کے لیے کوئی ادنیٰ عذر بھی باقی نہ رہے۔ (تدبر القرآن)

### آیت نمبر (170 تا 173)

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ الرَّسُولُ بِالْحَقِّ مِنْ رَبِّكُمْ فَأَمِنُوا خَيْرًا لَّكُمْ ۖ وَإِنْ تَكْفُرُوا فَإِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝١٧٠ يَا هَلْ أَلِيبَ لَا تَعْلَمُونَ فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ ۖ إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ ۖ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ فَأَمِنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ۖ وَلَا تَقُولُوا ثَلَاثَةٌ ۚ إِنْتَهُمْ خَيْرًا لَّكُمْ ۖ إِنَّمَا اللَّهُ إِلَهٌ وَاحِدٌ ۖ سُبْحَنَهُ أَنْ يَكُونَ لَهُ وَلَدٌ ۚ لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۖ وَكَفَى بِاللَّهِ وَكِيلًا ۝١٧١ لَنْ يَسْتَنْكِفَ الْمَسِيحُ أَنْ يَكُونَ عَبْدًا لِلَّهِ وَلَا الْمَلَائِكَةُ الْمُقَرَّبُونَ ۖ وَمَنْ يَسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهِ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ إِلَيْهِ جَمِيعًا ۝١٧٢ فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَيُوَفِّيهِمْ أُجُورَهُمْ وَيَزِيدُهُمْ مِنْ فَضْلِهِ ۚ وَأَمَّا الَّذِينَ اسْتَنْكَفُوا ۖ اسْتَكْبَرُوا فَيَعَذِّبُهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۚ وَلَا يَجِدُونَ لَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۝١٧٣﴾

غ ل و

تیر کو انتہائی دور تک پھینکنا۔ مبالغہ کرنا۔ آیت زیر مطالعہ۔

غُلُّوا

(ن)



ن ک ف

721

(ن) نَكَفًا  
(استفعال) اِسْتَنَكَفًا  
ناک بھوں چڑھانا۔ بیزار ہونا۔  
باعثِ ننگ سمجھنا۔ عار سمجھ کر رکنا۔ آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب

پہلی آیت میں فعل امر فَاَمِنُوا کے بعد اور اگلی آیت میں اِنْتَهُوا کے بعد خَيْرًا آیا ہے، اس سے پہلے فَيَكُونُ مخذوف ہے۔ اس کا اسم اس میں هُوَ کی ضمیر ہے اور خَيْرًا اس کی خبر ہے۔ لَا تَقُولُوا کا مفعول ہونے کی وجہ سے الْحَقُّ منصوب ہے۔ الْمَسِيحُ مبتداء ہے اور عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ اس کا بدل ہے۔ جب کہ رَسُولُ اللّٰهِ اور كَلِمَتُهُ اور رُوحِ اس کی خبریں ہیں۔ ثَلَاثَةً اگر لَا تَقُولُوا کا مفعول ہوتا تو ثَلَاثَةً آتا ہے۔ اس کی رفع بتا رہی ہے کہ وہ لوگ جو کہتے ہیں اسے DIRECT TENSE میں نقل کیا گیا ہے (دیکھیں آیت نمبر 58/2، ترکیب)۔ اَنْ يَكُوْنَ کا اسم وَلَدٌ ہے اور خبر مخذوف ہے۔ يَسْتَنَكِفُ کا فاعل الْمَسِيحُ اور الْمَلٰئِكَةُ الْمُقَرَّبُونَ ہیں۔

ترجمہ

يَا أَيُّهَا النَّاسُ	قَدْ جَاءَكُمْ	الرَّسُولُ	بِالْحَقِّ	مِنْ رَبِّكُمْ
اے لوگو!	تمہارے پاس آچکے ہیں	یہ رسول	حق کے ساتھ	تمہارے رب کی طرف سے

فَاَمِنُوا	خَيْرًا	لَكُمْ	وَلَا	تَكْفُرُوا	فَإِنْ
پس تم لوگ ایمان لاؤ	(تو وہ ہوگا) بہتر	تمہارے لیے	اور اگر	تم لوگ انکار کرو گے	تو یقیناً

لِلّٰهِ	مَا	فِي السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضِ	وَكَانَ اللّٰهُ	عَلِيْمًا	حَكِيْمًا
اللہ کے لیے ہی ہے	وہ جو	آسمانوں میں ہے	اور زمین میں ہے	اور اللہ ہے	جاننے والا	حکمت والا

يَا هَلْ الْكِتٰبِ	لَا تَقُولُوا	فِي دِيْنِكُمْ	وَلَا تَقُولُوا	عَلَى اللّٰهِ	إِلَّا	الْحَقُّ
اے اہل کتاب	تم لوگ مبالغہ مت کرو	اپنے دین میں	اور تم لوگ مت کہو	اللہ پر	سوائے	حق کے

إِنَّمَا	الْمَسِيحُ	عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ	رَسُولُ اللّٰهِ	وَكَلِمَتُهُ
کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	مسیحؑ	جو عیسیٰ ابن مریم ہیں	(وہ) اللہ کے رسول ہیں	اور اس کا فرمان ہیں

الْقَهَّارُ	إِلَى مَرْيَمَ	وَرُوحُ	مِنْهُ	فَاَمِنُوا
اس نے ڈالا جس کو	بی بی مریم کی طرف	اور ایک روح ہیں	اس (کی طرف) سے	پس تم لوگ ایمان لاؤ

بِاللّٰهِ	وَرُسُلِهِ	وَلَا تَقُولُوا	ثَلَاثَةً	إِنْتَهُوا
اللہ پر	اور اس کے رسولوں پر	اور تم لوگ مت کہو	”(کہ وہ) تین ہیں“	تم لوگ باز آ جاؤ

خَيْرًا	لَكُمْ	إِنَّمَا	اللّٰهُ	إِلَهُ وَاحِدٌ	سُبْحٰنَهُ
(تو وہ ہوگا) بہتر	تمہارے لیے	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	اللہ	واحد الہ ہے	وہ پاک ہے

أَنْ	يَكُوْنَ	لَهُ	وَلَدٌ	لَهُ	مَا	فِي السَّمٰوٰتِ	وَمَا
(اس سے) کہ	ہو	اس کے لیے	کوئی اولاد	اس کا ہی ہے	وہ جو	آسمانوں میں ہے	اور وہ جو



721	فِي الْأَرْضِ	وَكَفَى	بِاللّٰهِ	وَكَيْلًا	كُنْ يَسْتَنْكِفُ	الْمَسِيحُ
	زمین میں ہے	اور کافی ہے	اللہ	بطور کام بنانے والے کے	ہرگز عار نہیں سمجھتے	مسیح
أَنْ	يَكُونُ	عَبْدًا	لِّلّٰهِ	وَلَا الْمَلَائِكَةُ الْمُقَرَّبُونَ	وَمَنْ يَسْتَنْكِفُ	
(اس کو) کہ	وہ ہوں	ایک بندے	اللہ کے	اور نہ ہی مقرب فرشتے	اور جو عار سمجھ کر رُکے گا	
عَنْ عِبَادَتِهِ	وَيَسْتَكْبِرُ	فَسَيَحْشُرُهُمْ	إِلَيْهِ	جَمِيعًا		
اس کی عبادت سے	اور تکبر کرے گا	تو وہ اکٹھا کرے گا ان کو	اپنی طرف	کل کے کل کو		
فَأَمَّا الَّذِينَ	أَمَنُوا	وَعَمِلُوا	الْصَّالِحَاتِ	فَيُؤْتِيهِمْ	أُجُورَهُمْ	
پس وہ لوگ جو	ایمان لائے	اور عمل کئے	نیک	تو وہ پورا پورا دے گا ان کو	ان کے بدلے	
وَيَزِيدُهُمْ	مِنْ فَضْلِهِ	وَأَمَّا الَّذِينَ	أَسْتَنْكَفُوا	وَأَسْتَكْبَرُوا		
اور وہ زیادہ دے گا ان کو	اپنے فضل سے	اور وہ لوگ جو	عار سمجھ کر رُکے	اور تکبر کیا		
فَيُعَذِّبُهُمْ	عَذَابًا أَلِيمًا	وَلَا يَجِدُونَ	لَهُمْ	مِنْ دُونِ اللَّهِ		
تو وہ عذاب دے گا ان کو	ایک دردناک عذاب	اور وہ لوگ نہیں پائیں گے	اپنے لئے	اللہ کے سوا		
وَلِيًّا	وَلَا نَصِيرًا					
کوئی کارساز	اور نہ ہی مددگار					

دین میں مبالغہ کا مطلب یہ ہے کہ دین میں جس چیز کا جو درجہ اور مقام ہے اس کو اس سے بڑھا دیا جائے۔ جو حکم مستحب کے درجہ میں ہے اسے فرض اور واجب کا درجہ دیا جائے۔ کسی فقیہ یا مجتہد یا صحابیؓ کو امام معصوم بنا دیا جائے۔ اللہ کے نبی اور رسول کو شریک خدا یا خدا بنا دیا جائے۔ اس کی تعظیم مطلوب ہے اس کی عبادت شروع کر دی جائے۔ یہ اور اسی قبیل کی ساری باتیں غلو میں داخل ہیں۔ یوں تو اس غلو میں تمام اہل مذاہب مبتلا ہوئے ہیں، یہاں تک کہ ہم مسلمان بھی اس فتنہ میں مبتلا ہو گئے، لیکن نظری کو اس فساد میں امامت کا درجہ حاصل ہے۔ (تدبر القرآن)

نوٹ-1

اس کائنات میں ہر چیز اللہ کے حکم سے ہی وجود میں آتی ہے۔ البتہ اس حکم پر عملدرآمد اس کے تخلیق کردہ کسی نظام کے تحت ہوتا ہے۔ لیکن عیسیٰؑ باپ کے بغیر وجود میں آئے تھے۔ اس لئے کَلِمَتُهُ کا اضافہ کر کے بتا دیا کہ یہ بھی اللہ کا ہی فرمان تھا اور حضرت عیسیٰؑ کا وجود اللہ تعالیٰ کی نکتہ کن کا مظہر ہے۔

نوٹ-2

کَلِمَتُهُ کی طرف اگر آگے دُوحہ آتا تو اس کا مطلب ہوتا کہ حضرت عیسیٰؑ اس کی یعنی اللہ کی روح ہیں، لیکن ضمیر کے ساتھ مِنْ کا اضافہ کر کے اس عقیدے کی نفی کر دی گئی اور واضح کر دیا گیا کہ ہر ذی روح کی طرح حضرت عیسیٰؑ کی روح بھی اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہے۔



## آیت نمبر (174-176)

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَأَنزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا مُّبِينًا ﴿١٧٤﴾ فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَاعْتَصَمُوا بِهِ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِي رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ ۖ وَيَهْدِيهِمْ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿١٧٥﴾ يَسْتَفْتُونَكَ ۗ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ ۗ إِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَهُوَ يَرِثُهَا إِن لَّمْ يَكُن لَّهَا وَلَدٌ ۚ فَإِن كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الشُّلْثُ مِمَّا تَرَكَ ۚ وَإِن كَانُوا إِخْوَةً رِّجَالًا وَنِسَاءً فَلِلَّذَكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ ۗ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ أَن تَضْلُوا ۗ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝١٧٦﴾

ترجمہ

يَا أَيُّهَا النَّاسُ	قَدْ جَاءَكُمْ	بُرْهَانٌ	مِّن رَّبِّكُمْ
اے لوگو!	آچکی ہے تمہارے پاس	ایک روشن دلیل	تمہارے رب (کی طرف) سے

وَأَنزَلْنَا	إِلَيْكُمْ	نُورًا مُّبِينًا	فَأَمَّا الَّذِينَ	آمَنُوا	بِاللَّهِ
اور ہم نے اتارا	تمہاری طرف	ایک روشن نور	پس وہ لوگ جو	ایمان لائے	اللہ پر

وَاعْتَصَمُوا	بِهِ	فَسَيُدْخِلُهُمْ	فِي رَحْمَةٍ	مِّنْهُ	وَفَضْلٍ
اور انہوں نے مضبوطی سے پکڑا	اس کو	تو وہ داخل کرے گا ان کو	رحمت میں	اپنے (پاس) سے	اور فضل میں

وَيَهْدِيهِمْ	إِلَيْهِ	صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا	يَسْتَفْتُونَكَ
اور وہ ہدایت دے گا ان کو	اپنی طرف	ایک سیدھے راستے کی	یہ لوگ فتویٰ مانگتے ہیں آپ سے

قُلِ	اللَّهُ	يُفْتِيكُمْ	فِي الْكَلَالَةِ	إِن	امْرُؤًا	هَلَكَ	لَيْسَ
آپؐ کہے	اللہ	فتویٰ دیتا ہے تم کو	کلالہ (کے بارے) میں	اگر	ایک مرد	ہلاک ہوا	نہیں ہے

لَهُ	وَلَدٌ	وَلَهُ	أُخْتُ	فَلَهَا	نِصْفُ مَا	تَرَكَ
اس کی	کوئی اولاد	اور اس کی	ایک بہن ہے	تو اس کے لئے ہے	اس کا آدھا جو	اس نے چھوڑا

وَهُوَ	يَرِثُهَا	إِن	لَّمْ يَكُنْ	لَهَا	وَلَدٌ
اور وہ مرد (یعنی بھائی)	وارث ہوگا اس عورت کا (یعنی بہن کا)	اگر	نہ ہو	اس عورت کی	کوئی اولاد

فَإِن	كَانَتَا	اثْنَتَيْنِ	فَلَهُمَا	الشُّلْثُ	مِمَّا	تَرَكَ
پھر اگر	وہ ہوں	دو عورتیں (یعنی بہنیں)	تو ان دونوں کے لئے ہے	دو تہائی	اس میں سے جو	اس نے چھوڑا

وَإِن	كَانُوا	إِخْوَةً	رِّجَالًا	وَنِسَاءً	فَلِلَّذَكَرِ	مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ
اور اگر	وہ لوگ ہوں	بھائی بہن	کچھ مرد	اور کچھ عورتیں	تو مرد کے لئے ہے	دو عورتوں کے حصوں جیسا

يُبَيِّنُ	اللَّهُ	لَكُمْ	أَن	تَضْلُوا	وَاللَّهُ	بِكُلِّ شَيْءٍ	عَلِيمٌ
واضح کرتا ہے	اللہ	تم لوگوں کے لئے	کہ (کہیں)	تم لوگ گمراہ ہو جاؤ	اور اللہ	ہر ایک چیز کا	جاننے والا ہے



## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

### سورة المائدہ (۵)

#### آیت نمبر (1 تا 2)

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ ۖ أُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيمَةُ الْأَنْعَامِ إِلَّا مَا يُشْتَلَىٰ عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَأَنْتُمْ حُرْمٌ ۚ إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيدُ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَحْلُوا شَعَائِرَ اللَّهِ وَلَا الشَّهَرِ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَائِدَ وَلَا آمِينَ الْبَيْتِ الْحَرَامِ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّن رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ۖ وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا ۖ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ أَن صَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَن تَعْتَدُوا ۚ وَم تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ ۖ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝﴾

ب ه م

(x)

x

مثلاً ثی مجرد سے فعل استعمال نہیں ہوتا۔

جس کے منہ سے نکلی ہوئی آواز مبہم ہو۔ بے زبان۔ آیت زیر مطالعہ۔

بَهِيمَةُ

ص ی د

(ض)

صَيْدًا

شکار کرنا۔

صَيْدٌ

اسم ذات بھی ہے۔ شکار۔ آیت زیر مطالعہ۔

اصْطِيَادًا

شکار کھیلنا۔ آیت زیر مطالعہ۔

(افتعال)

ق ل د

(ض)

قَلَدًا

(1) رسی بٹنا۔ (2) گلے میں تلوار یا کوئی چیز لٹکانا۔

قَلَادَةً

ج قَلَائِدُ۔ گلے میں پڑی ہوئی کوئی چیز جیسے پٹہ۔ ہار۔ نیکلس وغیرہ۔ آیت زیر مطالعہ۔

مَقْلَادٌ

ج مَقَالِيدُ۔ پٹہ کھولنے کا آلہ۔ کنجی۔ ﴿لَهُ مَقَالِيدُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ط﴾ (39/ الزمر: 63) ”اس

کے لیے ہی ہیں زمین اور آسمانوں کی کنجیاں۔“

ج ر م

(ض)

جَزْمًا

کسی کو کسی بُرائی پر آمادہ کرنا۔ پھر مطلقاً آمادہ کرنے کے لیے بھی آتا ہے۔ آیت زیر مطالعہ

(س)

جَزْمًا

صاف ہونا۔ یقینی ہونا۔

جَزْمٌ

صاف۔ یقینی۔ ﴿لَا جَزْمَ أَنَّ لَهُمُ النَّارَ﴾ (16/ النحل: 62) ”نہیں! یقینی ہے کہ ان لوگوں کے

لیے آگ ہے۔“ اس میں لا منفصلہ ہے۔ جیسے لَا أَقْسِمُ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ میں قسم نہیں کھاتا،

بلکہ لَا الگ یعنی منفصل ہے اور أَقْسِمُ الگ ہے۔ اس لیے اس کا مطلب ہے نہیں! میں قسم کھاتا

ہوں۔ ایسے ہی لَا جَزْمَ کا لَا بھی الگ یعنی منفصل ہے۔ عام قاری کو اس بار کی میں الجھانے

کے بجائے عام طور پر اس کا ترجمہ کیا جاتا ہے۔ ”کوئی شک نہیں ہے۔“

(افعال)

إِجْرَامًا

برائی کرنا۔ جرم کرنا۔ ﴿فَعَلَىٰ إِجْرَامِي وَأَنَا بِرِّي﴾ (11/هود: 35) ”تو مجھ پر ہے میرا جرم کرنا اور میں بری ہوں اس سے جو تم لوگ جرم کرتے ہو۔“

مُجْرِمٌ

اسم الفاعل ہے۔ جرم کرنے والے۔ مجرم۔ ﴿وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ﴾ (8/الانفال: 8) ”اور خواہ کراہیت کریں مجرم لوگ۔“

ش ن ء

(ف-س)

شَنَانٌ

بغض رکھنا۔ نفرت کرنا۔ آیت زیر مطالعہ۔

شَانِيٌّ

اسم الفاعل ہے۔ بغض رکھنے والا۔ ﴿إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ﴾ (108/الکوثر: 3) ”بے شک آپ سے بغض رکھنے والا ہی انتہائی بے نام و نشان ہے۔“

ترکیب

أُحِلَّتْ کا نائب فاعل بِهَيْمَةَ الْأَنْعَامِ ہے جو کہ مرکب اضافی ہے لیکن اردو محاورے کی ضرورت کے تحت اس کا ترجمہ مرکب توصیفی کا ہوگا یعنی بے زبان مویشی۔ غَيْرَ حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اس کا مضاف الیہ مُحِلِّينَ تھا جو الصَّيْدِ کا مضاف بنا تو اس کا نون اعرابی گر گیا۔ الْقَلَائِدَ سے پہلے ذَوَاتِ مَحْذُوفِ ہے یعنی پٹوں والے۔ اُمِّينَ اسم الفاعل ہے اور لَا تُحِلُّوْا کا مفعول ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔ پھر اس نے فعل کا عمل کیا ہے تو اَلْبَيْتِ الْحَرَامِ اس کا مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب ہوا ہے۔

ترجمہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ	أَمْنًا	أَوْفُوا	بِالْعُقُودِ	أُحِلَّتْ	لَكُمْ
اے لوگوں جو	ایمان لائے	تم لوگ پورا کرو	عہدوں کو	حلال کیا گیا	تمہارے لیے

بِهَيْمَةِ الْأَنْعَامِ	إِلَّا مَا	يُشَلَّى عَلَيْكُمْ	غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ
بے زبان مویشیوں کو	سوائے اس کے جو	پڑھ کر سنایا جائے گا تم کو	شکار کو حلال کرنے والے نہ ہوتے ہوئے

وَأَنْتُمْ	حُرْمٌ	إِنَّ اللَّهَ	يَحْكُمُ	مَا
تم لوگ	محترم ہو (یعنی احرام میں ہو)	بیشک اللہ	حکم دیتا ہے	وہ جو

يُرِيدُ	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ	أَمْنًا	لَا تُحِلُّوْا	شَعَائِرَ اللَّهِ
وہ ارادہ کرتا ہے	اے لوگوں جو	ایمان لائے	تم لوگ حلال مت کرو (بے ادبی کے لیے)	اللہ کی علامتوں کو

وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ	وَلَا الْهَدْيَ	وَلَا الْقَلَائِدَ	وَلَا أَمْبِينَ
اور نہ ہی محترم مہینے کو	اور نہ ہی قربانی کے جانور کو	اور نہ ہی پٹے (والوں) کو	اور نہ ہی ارادہ کرنے والوں کو

الْبَيْتِ الْحَرَامِ	يَبْتَغُونَ	فَضْلًا	مِّن رَّبِّهِمْ	وَرِضْوَانًا
اس محترم گھر کا	جو تلاش کرتے ہیں	فضل کو	اپنے رب (کی طرف) سے	اور (اس کی) رضا کو

وَإِذَا	حَلَلْتُمْ	فَاصْطَادُوا	وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ
اور جب	تم لوگ حلال ہو جاؤ (یعنی احرام کھول دو)	تو شکار کرو	اور تم کو ہرگز آمادہ نہ کرے

شَتَانُ قَوْمٍ	أَنْ	صَدُّكُمْ	عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ	أَنْ	تَعْتَدُوا
کسی قوم کی دشمنی	(کیوں) کہ	انہوں نے روکا تم کو	مسجد حرام سے	کہ	تم لوگ زیادتی کرو

وَتَعَاوَنُوا	عَلَى الْبِرِّ	وَالْتَقَوَىٰ	وَلَا تَعَاوَنُوا
اور تم لوگ آپس میں تعاون کرو	نیکی میں	اور تقویٰ میں	اور تعاون مت کرو

عَلَى الْإِثْمِ	وَالْعُدْوَانِ	وَالْتَقُوا	اللَّهُ	إِنَّ اللَّهَ	شَدِيدُ الْعِقَابِ
گناہ میں	اور زیادتی میں	اور تقویٰ کرو	اللہ کا	یقیناً اللہ	سزا دینے کا سخت ہے

چوپاؤں میں سے اُنعام یعنی مویشی ایسے جانوروں کو کہتے ہیں جن کے پیر کے سم چرے ہوئے ہوں اور وہ جگالی کرتے ہوں۔ اس لحاظ سے بھیڑ، بکری، اونٹ، ہرن، نیل گائے وغیرہ سب انعام ہیں۔ لیکن گھوڑے، گدھے، شیر، ریچھ، وغیرہ انعام نہیں ہیں۔ شاید یہی وجہ ہے کہ آیت نمبر 14 میں گھوڑوں کو انعام میں شامل نہیں کیا گیا اور ان کا ذکر الگ کیا گیا ہے۔ گھوڑوں کے حلال ہونے کا علم اور اسی طرح سے پرندوں میں سے کسی کے حلال ہونے اور کسی کے حرام ہونے کا علم ہمیں احادیث سے حاصل ہوتا ہے۔

نوٹ-1

### آیت نمبر (3)

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالْدَّمُ وَلَحْمُ الْخُزْنِ وَمَا أَهَلَ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ۖ ذَلِكُمْ فِسْقٌ ۗ الْيَوْمَ يَبْسُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ دِينِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ۗ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتِمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْصَصَةٍ غَيْرِ مُتَجَانِفٍ لِإِثْمٍ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝﴾

ل ح م

(ف) لَحْمًا گوشت کھانا۔  
لَحْمٌ لَحْمٌ۔ اسم ذات بھی ہے۔ گوشت۔ ﴿لَنْ يَنَالَ اللَّهُ لُحُومَهَا وَلَا دِمَاؤها﴾  
(22/ الحج: 37) ”ہرگز نہیں پہنچے اللہ کو ان کے گوشت اور نہ ہی ان کے خون۔“

خ ن ق

(ن) خَنْقًا گلا کھونٹنا۔  
(انفعال) اِنْخَنَاقًا گلا گھٹنا۔  
مُنْخَنِقٌ اسم الفاعل ہے۔ گلا گھٹ کر مرنے والا۔ آیت زیر مطالعہ۔

و ق ذ

(ض) وَقْدًا مہلک چوٹ لگانا۔

اسم المفعول ہے۔ مہلک چوٹ لگایا ہوا۔ چوٹ سے مارا ہوا۔ آیت زیر مطالعہ۔  
53

ر د ی

(س)

رَدَّی

تباہ و برباد ہونا۔ ہلاک ہونا۔ گڑھے میں گرنا۔ ﴿فَلَا يَصُدُّكَ عَنْهَا مَنْ لَا يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ فَتَرْدَى﴾ (20/ ط: 16) ”پس ہرگز نہ روکے تجھ کو اس سے یعنی قیامت پر ایمان لانے سے وہ، جو ایمان نہیں لاتا اس پر اور پیروی کرتا ہے اپنی خواہش کی، ورنہ تو ہلاک ہوگا۔“

(افعال)

إِرْدَاءٌ

تباہ و برباد کرنا۔ ہلاک کرنا۔ ﴿وَذَلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِي ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ أَرْدَاكُمْ﴾ (41/ ط: 41) ”اور یہ تمہارا وہ گمان ہے جو تم نے گمان کیا اپنے رب کے بارے میں تو اس نے تم کو ہلاک کیا۔“

(تفعّل)

تَرَدَّى

ہلاک ہونا۔ گڑھے میں گرنا۔ ﴿وَمَا يُغْنِي عَنْهُ مَالُهُ إِذَا تَرَدَّى﴾ (92/ ایل: 11) ”اور کام نہ آئے گا اس کے اس کا مال جب وہ ہلاکت میں گرے گا۔“  
اسم الفاعل ہے۔ گڑھے میں گرنے والا۔ آیت زیر مطالعہ۔

مُتَرَدَّى

ن ط ح

(ف)

نَظَحًا

سینگ مارنا۔

نَظِيحٌ

فَعِيلٌ کا وزن ہے اسم المفعول کے معنی میں۔ سینگ مارا ہوا۔ آیت زیر مطالعہ۔

ذ ک و

(ن)

ذَكَا

جانور کو ذبح کرنا۔

(تفعیل)

تَذَكِيَّةٌ

خوب اچھی طرح ذبح کرنا۔ آیت زیر مطالعہ۔

ز ل م

(ن)

زَلَمًا

خطا کرنا۔

زَلَمٌ

جِازِلًا مٌ بغیر پر کا تیر۔ ایسے تیز جن سے فال نکالتے ہیں۔ آیت زیر مطالعہ۔

خ م ص

(ن)

خَصَصًا

شدید بھوک سے پیٹ کا پچک جانا۔ کمر سے لگ جانا۔

مَخْصَصٌ

اسم الظرف ہے۔ شدید بھوک کے وقت۔ آیت زیر مطالعہ۔

ی ع س

(س)

يَأْسًا

ناامید ہونا۔ مایوس ہونا۔ آیت زیر مطالعہ۔

يُؤْسٌ

فَعُولٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ انتہائی مایوس۔ ﴿وَإِذَا مَسَّهُ الشُّرُكَانَ يُوْسًا﴾ (17/ بنی اسرائیل: 83) ”اور جب کبھی اس کو لگے برائی تو وہ ہو جاتا ہے انتہائی مایوس۔“

(استفعال)

إِسْتَيْسًا

ثلاثی مجرد کا ہم معنی ہے۔ مایوس ہونا۔ ﴿فَلَمَّا اسْتَيْسُوا مِنْهُ خَلَصُوا نَجِيًّا﴾ (12/ یوسف: 80) ”پھر جب وہ لوگ ناامید ہوئے اس سے یعنی یوسف سے تو وہ لوگ الگ ہوئے سرگوشی کرتے ہوئے۔“

ترکیب

ترجمہ

حُرِّمَتْ	عَلَيْكُمْ	الْمَيْتَةُ	وَالْدَّمُ	وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ	وَمَا	أَهْلًا
حرام کیا گیا	تم لوگوں پر	مردار کو	اور خون کو	اور سور کے گوشت کو	اور اس کو	پکارا گیا



لَا يَغَيِّرُ اللَّهُ بِهِ	وَالْمُنْخَبِقَةُ	وَالْمَوْقُودَةُ	وَالْبَيْتُ
غیر اللہ کے لیے	اور گلا گھٹ کر مرنے والے کو	اور چوٹ سے مارے ہوئے کو	اور گڑھے میں گرنے والے کو
وَالطَّيِّبَةُ	وَمَا	أَكَلَ	السَّبْعُ
اور سینک مارے ہوئے کو	اور اس کو، جس کو	کھایا	درندے نے
وَمَا	دُيِّحَ	عَلَى النَّصَبِ	وَأَنْ
اور اس کو، جس کو	ذبح کیا گیا	استھان پر	اور یہ کہ
وَمَا	فُسِقُ	الْيَوْمَ	يَسِسَ
یہ	نافرمانی ہے	آج کے دن	مایوس ہوئے
وَمَا	وَأَخْشَوْنَ	الْيَوْمَ	أَكْمَلْتُ
پس تم لوگ مت ڈرو ان سے	اور ڈرو مجھ سے	آج کے دن	میں نے مکمل کیا
وَمَا	وَأَتَمَّمْتُ	عَلَيْكُمْ	نِعْمَتِي
تمہارے دین کو	اور میں نے تمام کر دیا	تم لوگوں پر	اپنی نعمت کو
وَمَا	الْإِسْلَامَ	دِينًا	فَمِنْ
تمہارے لیے	اسلام کو	بطور دین کے	پھر جو
وَمَا	لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ	عَفْوُ	رَحِيمٍ
ماں ہونے والا ہوئے بغیر	گناہ کے لیے	تو یقیناً اللہ	بے انتہا بخشنے والا ہے

اسلام سے کافروں کی مایوسی کا مطلب یہ ہے کہ اس دن ان کی یہ توقع ختم ہوگئی کہ وہ اسلام میں کچھ خلط ملط کر سکیں یا اپنے دین کو اسلام میں گڈ مڈ کر لیں۔ یہ آیت حجۃ الوداع کے موقع پر میدانِ عرفات میں نازل ہوئی۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اکیاسی (81) دن حیات رہے۔ (ابن کثیر)۔ اس آیت کے نزول کے بعد کوئی نیا حکم نازل نہیں ہوا۔ جو چند آیتیں اس کے بعد نازل ہوئیں۔ ان میں یا تو ترغیب و ترتیب کے مضامین تھے یا انہی احکام کی تاکید تھی جن کا بیان پہلے ہو چکا تھا۔ (معارف القرآن)

نوٹ-1

### آیت نمبر (4 تا 5)

﴿يَسْأَلُونَكَ مَاذَا أُحِلَّ لَهُمْ ط قُلْ أُحِلَّ لَكُمْ الطَّيِّبُ ۚ وَمَا عَلَّمْتُم مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِينَ تُعَلِّمُونَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللَّهُ فَكُلُوا مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝ أَلْيَوْمَ أُحِلَّ لَكُمْ الطَّيِّبُ ۚ وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حَلَلٌ لَّكُمْ ۚ وَطَعَامُكُمْ حَلَلٌ لَّهُمْ ۚ وَ الْمُحْصَنَاتُ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ ۚ وَ الْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلِكُمْ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسْفِحِينَ ۚ وَلَا مُتَّخِذِي أَخْدَانٍ ۚ وَمَن يَكْفُرْ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ ۖ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَسِرِينَ ۝﴾

## ج ر ح

53

- (ف) جَزَحًا (۱) کمانا۔ (۲) زخمی کرنا۔ ﴿وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُم بِالنَّهَارِ﴾ (6/ الانعام: 60) ”اور وہ جانتا ہے جو تم لوگ کھاتے ہو دن میں۔“
- جُزَحُ اسم ذات ہے۔ زخم۔ ﴿وَالْجُرُوحُ قِصَاصٌ ط﴾ (5/ المآئدہ: 45) ”اور زخموں میں بدلہ ہے۔“
- جَازِحَةٌ اسم الفاعل جَارِحٌ کا مؤنث ہے۔ زخمی کرنے والا۔ درندہ۔ آیت زیر مطالعہ۔
- اجْتَرَحًا (افتعال) اهتمام سے کمانا۔ ﴿الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ﴾ (45/ الجاثیہ: 21) ”جنہوں نے کمائیں برائیاں۔“

## ک ل ب

- (ض) کَلَبًا کتب کی طرح آواز نکالنا۔ بھونکنا۔
- کَلَبٌ اسم ذات ہے۔ کتا۔ ﴿فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ﴾ (7/ الاعراف: 176) ”پس اس کی مثال کتے کی مثال کی مانند ہے۔“
- تَكَلَّبًا کتوں کو شکار کے لیے سدھانا۔
- مُكَلَّبٌ اسم الفاعل ہے۔ سدھانے والا۔

## ترکیب

أَحَلَّ کا نائب فاعل الطَّيِّبَاتُ اور وَمَا ہیں۔ مُكَلَّبِينَ حال ہے۔ تُعَلِّمُونَهُنَّ میں هُنَّ کی ضمیر الْجَوَارِحِ کے لیے ہے۔ دونوں جگہ طَعَامُ اپنے مضاف الیہ کے ساتھ مل کر مبتداء ہے اور حَلَّ ان کی خبریں ہیں جبکہ لَكُمْ اور لَهُمْ متعلق خبر ہیں۔ وَالْمُحْصَنَاتُ سے أَخَذَ ان تک پورا فقرہ حَلَّ لَكُمْ پر عطف ہے۔ جس میں مخاطب اہل ایمان ہیں اور حَلَّ لَهُمْ پر نہیں ہے، جس میں غائب کی ضمیر اہل کتاب کے لیے ہے کیونکہ إِذَا شرطیہ کے بعد اُتِيتُمُوهُنَّ آیا ہے، جو جمع مذکر مخاطب کا صیغہ ہے جس کا مطلب ہوگا کہ اے ایمان والو! جب تم ان عورتوں کو ان کے حقوق دے دو تو وہ تمہارے لیے حلال ہیں۔ مُحْصَنَاتُ اور مُسْلِفَاتُ حَال ہیں۔ مُتَّخِذِي دراصل مُتَّخِذِينَ ہے۔ مضاف ہونے کی وجہ سے اس کا نون گرا ہوا ہے اور یہ بھی حال ہے۔

## ترجمہ

يَسْأَلُونَكَ	مَاذَا	أَحَلَّ	لَهُمْ ط	قُلْ
وہ لوگ پوچھتے ہیں آپ سے	وہ کیا ہے جو	حلال کی گئی	ان کے لیے	آپ کہہ دیجئے

أَحَلَّ	لَكُمْ	وَمَا	عَلَّمْتُمْ	مِّنَ الْجَوَارِحِ
حلال کیا گیا	تمہارے لیے	پاکیزہ (چیزوں) کو	اور اس کو جو	تم نے سکھایا

مُكَلَّبِينَ	تُعَلِّمُونَهُنَّ	مِمَّا	عَلَّمْتُمْ
شکار کے لیے سدھانے والا ہوتے ہوئے	تم لوگ سکھاتے ہو ان کو	اس میں سے جو	سکھایا تم کو

اللَّهُ رُ	فَكُلُوا	مِمَّا	أَمْسَكْنَ	عَلَيْكُمْ	وَاذْكُرُوا	اسْمَ اللَّهِ
اللہ نے	تو تم لوگ کھاؤ	اس میں سے جو	انہوں نے تھاما	تمہارے لیے	اور ذکر کرو	اللہ کے نام کا

عَلَيْهِ	وَاتَّقُوا	اللَّهُ	إِنَّ اللَّهَ	سَرِيعُ الْحِسَابِ	الْيَوْمَ	أُحِلَّ
اس پر	اور تقویٰ کرو	اللہ کا	یقیناً اللہ	حساب لینے کا تیز ہے	آج کے دن	حلال کیا گیا

لَكُمْ	الطَّيِّبُ	وَعَامُّ الدِّينِ	أَوْتُوا	الْكِتَابَ	حِلُّ	لَكُمْ
تمہارے لیے	پاکیزہ (چیزوں) کو	اور ان کا کھانا جن کو	دی گئی	کتاب	حلال ہے	تمہارے لیے

وَعَامُّكُمْ	حِلُّ	لَهُمْ	وَالْهَضَنْتُ	مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ	وَالْهَضَنْتُ
اور تمہارا کھانا	حلال ہے	ان کے لیے	اور خاندانی عورتیں	مسلمان عورتوں میں سے	اور خاندانی عورتیں

مِنَ الَّذِينَ	أَوْتُوا	الْكِتَابَ	مِن قَبْلِكُمْ	إِذَا	اتَّبَعْتُمُوهُمْ
ان میں سے جن کو	دی گئی	کتاب	تم سے پہلے (حلال ہیں تمہارے لیے)	جب	تم دو ان کو

أَجُورَهُمْ	مُحْصِنِينَ	غَيْرَ مُسْفِحِينَ	وَلَا مُتَّخِذِي أَخْدَانٍ
ان کے حقوق	حفاظت کرنے والا ہوتے ہوئے	بدکاری نہ کرنے والا ہوتے ہوئے	اور نہ ہی یاری بنانے والا ہوتے ہوئے

وَمَنْ يَكْفُرْ	بِالْإِيمَانِ	فَقَدْ حَبِطَ	عَمَلُهُ	وَهُوَ	فِي الْآخِرَةِ
اور جو انکار کرتا ہے	ایمان کا	تو اکارت ہو چکے ہیں	اس کے عمل	اور وہ ہے	آخرت میں

مِنَ الْخَسِرِينَ
خسارہ پانے والوں میں سے

### آیت نمبر (6 تا 7)

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ۖ وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا ۚ وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ أَوْ لِمَسْتُمُ النِّسَاءِ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوْهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ مِنْهُ ۚ مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ وَلَكِنْ يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝ وَادْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَمِيثَاقَهُ الَّذِي وَاثَقَكُمْ بِهِ إِذْ قُلْتُمْ سَبْعًا وَاطَّعْنَا بِوَأْتَقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝﴾

ک ع ب

- (ن-ض) کُعبًا (1) کوئی بھی اٹھنے والی یا ابھرنے والی چیز۔ (2) کوئی مکعب چیز یعنی جس کی لمبائی، چوڑائی اور اونچائی ایک جیسی ہو۔
- کُعبٌ کسی چیز کی ابھری ہوئی گرہ۔ جیسے گتے کے دوپوروں کے درمیان کی گرہ یا پنڈلی اور پیر کے درمیان کی گرہ یعنی ٹخنہ۔ آیت زیر مطالعہ۔

کعبۃ کوئی مربع کمرہ۔ خانہ کعبہ۔ ﴿جَعَلَ اللَّهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ﴾ (5/ 97: 5) ”بنایا اللہ نے کعبہ کو محترم گھر۔“

کَاعِبٌ کج کَوَاعِب۔ اسم الفاعل ہے۔ اُٹھنے والا۔ ابھرنے والا۔ پھر استعارۃً نو عمر لڑکی کے لیے بھی آتا ہے۔ ﴿وَكَوَاعِبُ أَثْرَابًا﴾ (78/ النبا: 33) ”اور نو عمر لڑکیاں ہم عمر۔“

## ترکیب

فَاغْسِلُوا کا مفعول اول وَجُوهُكُمْ اور مفعول ثانی اَیْدِیْكُمْ ہے۔ اس لیے دونوں کے مضاف حالتِ نصب میں ہیں۔ وَاَمْسَحُوا کا مفعول بِرءُ وُسْکُمْ ہے جو کہ بآ کے صلہ کی وجہ سے مجرور ہے۔ وَاَرْجُلُكُمْ اگر وَاَمْسَحُوا کا مفعول ہوتا تو بآ کے صلہ پر عطف ہونے کی وجہ سے حالتِ جز میں وَاَرْجُلُكُمْ آتا، لیکن اَرْجُلُكُمْ کی نصب بتا رہی ہے کہ یہ فَاغْسِلُوا کا مفعول ثالث ہے۔ صَعِيدًا طَيِّبًا کے بعد فَاَمْسَحُوا کا مفعول بِوُجُوهُكُمْ ہے۔ بآ کے صلہ پر عطف ہونے کی وجہ سے اَیْدِیْكُمْ حالتِ جر میں آیا ہے۔ اس لیے یہ اس فَاَمْسَحُوا کا مفعول ثانی ہے۔

## ترجمہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ	اٰمَنُوْا	اِذَا	قُمْتُمْ	اِلَى الصَّلَاةِ	فَاغْسِلُوْا	وُجُوْهَكُمْ
اے لوگو جو	ایمان لائے	جب کبھی	تم لوگ اٹھو	نماز کی طرف	تو دھولو	اپنے چہروں کو

وَاَیْدِیْكُمْ	اِلَى الْمَرَافِقِ	وَاَمْسَحُوا	بِرءُ وُسْکُمْ	وَاَرْجُلُكُمْ
اور اپنے ہاتھوں کو	کہنیوں تک	اور مسح کرو	اپنے سروں کا	اور (دھولو) اپنے پیروں کو

اِلَى الْكَعْبَتَيْنِ ط	وَإِنْ	كُنْتُمْ	جُنُبًا	فَاَظْهَرُوا ط	وَإِنْ	كُنْتُمْ	مَرْضَى
دونوں ٹخنوں تک	اور اگر	تم لوگ ہو	ناپاک	تو خود کو پاک کرو	اور اگر	تم لوگ ہو	مریض

أَوْ	عَلَى سَفَرٍ	أَوْ جَاءَ	أَحَدٌ	مِّنْكُمْ	مِّنَ الْغَائِطِ	أَوْ لِمَسْتُمْ
یا (ہو)	کسی سفر پر	یا آئے	کوئی ایک	تم میں سے	باتھ روم سے	یا تم لوگ مباشرت کرو

النِّسَاءِ	فَلَمْ تَجِدُوا	مَاءً	فَتَيَبَّمُوا	صَعِيدًا طَيِّبًا	فَاَمْسَحُوا	بِوُجُوهِكُمْ
بیوی سے	پھر تم لوگ نہ پاؤ	پانی	تو تیمم کرو	کسی پاک مٹی سے	تو مسح کرو	اپنے چہروں کا

وَاَیْدِیْكُمْ	مِّنْهُ	مَا يَرِيْدُ	اللَّهُ	لِيَجْعَلَ	عَلَيْكُمْ	مِّنْ حَرَجٍ
اور اپنے ہاتھوں کا	اس سے	نہیں چاہتا	اللہ	کہ وہ بنائے	تم لوگوں پر	کسی قسم کی کوئی تنگی

وَلَكِنْ	يُرِيدُ	لِيُطَهِّرَكُمْ	وَلِيُتِمَّ	نِعْمَتَهُ
اور لیکن (یعنی بلکہ)	وہ چاہتا ہے	کہ وہ پاک کرے تم لوگوں کو	اور (یہ) کہ وہ تمام کرے	اپنی نعمت کو

عَلَيْكُمْ	لَعَلَّكُمْ	تَشْكُرُوْنَ ۝	وَاذْكُرُوا	نِعْمَةَ اللَّهِ	عَلَيْكُمْ	وَمِيقَاتَهُ الَّتِي
تم لوگوں پر	شائد کہ	حق مانو	اور یاد	اللہ کی نعمت کو	اپنے اوپر	اور اس کے اس پختہ عہد کو

وَأَنفَعَكُمْ	بِهِ ۖ	إِذْ	قُلْتُمْ	سَبْعِنَا	وَاطْعَنَّا ۚ
اس نے معاہدے میں جکڑا تم لوگوں کو	جس سے	جب	تم لوگوں نے کہا	ہم نے سنا	اور ہم نے اطاعت کی

وَاتَّقُوا	اللَّهُ ط	إِنَّ اللَّهَ	عَلِيمٌ	بِدَائِ الصُّدُورِ 53
اور تقویٰ کرو	اللہ کا	بیشک اللہ	جاننے والا ہے	سینوں والی (باتوں) کو

## آیت نمبر (8 تا 11)

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوْمِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ بُولَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَا نُ قَوْمٍ عَلَىٰ آلَا تَعْدِلُوا ط  
إِعْدِلُوا قَفْ هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ وَاتَّقُوا اللَّهَ ط إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ٨ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا  
الصَّالِحَاتِ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرٌ عَظِيمٌ ٩ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ١٠  
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ هُمْ قَوْمٌ أَن يَبْسُطُوا إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ أَيْدِيَهُمْ  
عَنكُمْ ج وَاتَّقُوا اللَّهَ ط وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ١١﴾

## ترکیب

آلَا دراصل اُن لَا ہے۔ وَعَدَ کے دو مفعول آتے ہیں۔ کسی سے وعدہ کیا اور کیا وعدہ کیا۔ اس کا مفعول اول الَّذِينَ آمَنُوا وَ  
عَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ہے اور مفعول ثانی لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرٌ عَظِيمٌ ہے۔ اس لیے پورا جملہ محلاً حالت نصب میں ہے۔  
آیت نمبر 11 میں ”نعمت“ لمبی تا سے لکھی گئی ہے۔ جو کہ قرآن مجید کا مخصوص املا ہے۔ کَفَّ کا فاعل اس میں ہو کی ضمیر ہے جو کہ  
اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔

## ترجمہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا	آمَنُوا	كُونُوا	قَوْمِينَ	لِلَّهِ	شُهَدَاءَ
اے لوگو جو	ایمان لائے	تم لوگ ہو جاؤ	خوب نگرانی کرنے والے	اللہ کی خاطر	گواہی دینے والے

بِالْقِسْطِ	وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ	شَنَا نُ قَوْمٍ	عَلَىٰ	آلَا تَعْدِلُوا ط	إِعْدِلُوا قَفْ
انصاف کی	اور تم کو ہرگز آمادہ نہ کرے	کسی قوم کی دشمنی	اس پر	کہ تم لوگ عدل نہ کرو	(بلکہ) تم لوگ عدل کرو

هُوَ	أَقْرَبُ	لِلتَّقْوَىٰ	وَاتَّقُوا	اللَّهُ ط	إِنَّ اللَّهَ	خَبِيرٌ	بِمَا	تَعْمَلُونَ
یہ	زیادہ قریب ہے	تقویٰ سے	اور تقویٰ کرو	اللہ کا	یقیناً اللہ	باخبر ہے	اس سے جو	تم لوگ کرتے ہو

وَعَدَ	اللَّهُ	الَّذِينَ	آمَنُوا	وَعَمِلُوا	الصَّالِحَاتِ	لَهُمْ	مَغْفِرَةً
وعدہ کیا	اللہ نے	ان لوگوں سے جو	ایمان لائے	اور عمل کیے	نیک	(کہ) ان کے لیے	مغفرت ہے

وَأَجْرٌ عَظِيمٌ	وَالَّذِينَ	كَفَرُوا	وَكَذَّبُوا	بِآيَاتِنَا	أُولَٰئِكَ
اور ایک شاندار بدلہ ہے	اور وہ لوگ جنہوں نے	انکار کیا	اور جھٹلایا	ہماری نشانیوں کو	(تو) وہ لوگ

أَصْحَابُ الْجَحِيمِ	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا	اذْكُرُوا	نِعْمَتَ اللَّهِ	عَلَيْكُمْ
دوزخ والے ہیں	اے لوگو جو	ایمان لائے	تم لوگ یاد کرو	اللہ کی نعمت کو



إِذْ	هَمَّ	قَوْمٌ	أَنْ	يَبْسُطُوا	إِلَيْكُمْ	أَيُّدِيَهُمْ	فَكَفَّ
جب	ارادہ کیا	ایک قوم نے	کہ	وہ لوگ پھیلائیں	تمہاری طرف	اپنے ہاتھوں کو	تو اس نے روکا

أَيُّدِيَهُمْ	عَنْكُمْ	وَاتَّقُوا	اللَّهُ	وَعَلَى اللَّهِ	فَلْيَتَوَكَّلْ	الْمُؤْمِنُونَ
ان کے ہاتھوں کو	تم سے	اور تقویٰ کرو	اللہ کا	اور اللہ پر ہی	چاہیے کہ بھروسہ کریں	مومن لوگ

نوٹ-1

زیر مطالعہ ایت نمبر-8 کا مضمون سورۃ النساء کی آیت نمبر-135 میں بھی تھوڑے سے فرق کے ساتھ گزر چکا ہے۔ دونوں کے تقابلی مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ انسان کو عدل و انصاف سے روکنے کے عموماً دو سبب ہوا کرتے ہیں۔ ایک اپنے نفس یا عزیزوں کی طرفنداری اور دوسرے کی عداوت۔ سورۃ النساء میں پہلے سبب کی اور آیت زیر مطالعہ میں دوسرے سبب کی نشاندہی کی گئی ہے اور حکم یہ دیا ہے کہ اپنے نفس، والدین اور عزیزوں کی رعایت میں انصاف کا دامن مت چھوڑو۔ اور کسی دشمنی کی وجہ سے، اس کو نقصان پہنچانے کے لیے بھی انصاف کا دامن ہاتھ سے مت جانے دو۔ (معاویہ القرآن)

نوٹ-2

ان دونوں آیتوں میں دوسرا حکم یہ دیا گیا ہے کہ سچی گواہی دینے سے پہلو تہی مت کرو تا کہ فیصلہ کرنے والوں کو حق اور انصاف سے فیصلہ کرنے میں آسانی ہو۔ قرآن مجید میں متعدد آیات میں تاکید کی گئی ہے کہ سچی گواہی دینے میں کوتاہی اور سستی نہ کی جائے۔ مثلاً ایک جگہ فرمایا کہ ”تم لوگ مت چھپاؤ گواہی کو، اور جو چھپاتا ہے اس کو تو یقیناً اس کا دل گناہ کرنے والا ہے“ (2-283)۔ اس سے یہ واضح ہو جاتی ہیں کہ سچی گواہی دینا واجب اور اس کو چھپانا سخت گناہ ہے۔

اس کے ساتھ ہی قرآن مجید میں یہ حکم بھی موجود ہے کہ ”تکلیف نہ دی جائے کسی لکھنے والے کو اور نہ ہی کسی گواہ کو“ (2-282)۔ اس حکم پر عمل نہ ہونے کی وجہ سے ہمارے معاشرے میں صورتحال یہ ہو گئی ہے کہ موقع کے سچے گواہ کو شاذ و نادر ہی ملتے ہیں۔ لوگ ایسی جگہوں سے دور بھاگتے ہیں کہ کہیں گواہی میں نام نہ آجائے۔ پولیس ادھر ادھر کے گواہوں سے خانہ پری کرتی ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ بہت کم مقدمات کا فیصلہ حق و انصاف پر ہوتا ہے۔ عدالتیں مجبور ہیں کیونکہ جیسی شہادتیں ان کے پاس پہنچتی ہیں۔ وہ انھیں کی بنیاد پر فیصلہ کر سکتی ہیں۔ جبکہ آج بھی سعودی عرب اور بعض دوسرے ممالک میں قرآن کی اس ہدایت پر عمل ہو رہا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہاں جرائم اور مقدمات کی نہ تو اتنی کثرت ہے اور نہ ہی گواہی دینا کوئی مصیبت ہے۔

اس کے علاوہ ایک اہم بات یہ ہے کہ آج کل عام طور پر شہادت کا مطلب صرف یہ لیا جاتا ہے کہ مقدمات میں عدالت کے سامنے گواہی دینا۔ لیکن قرآن و سنت کی اصطلاح میں لفظ شہادت اس سے زیادہ وسیع مفہوم رکھتا ہے۔ مثلاً کسی کو ڈاکٹری سرٹیفکیٹ دینا کہ وہ ڈیوٹی ادا کرنے کے قابل نہیں ہے یا نوکری کرنے کے قابل نہیں ہے۔ یہ بھی ایک شہادت ہے۔ اگر اس میں واقعہ کے خلاف لکھا گیا تو وہ جھوٹی شہادت ہو کر گناہ کبیرہ

ہو گیا ہے۔ اس طرح امتحانات میں طلباء کے پرچوں پر نمبر لگانا ایک شہادت ہے۔ اگر جان بوجھ کر یا لاپرواہی سے نمبروں میں پیشی کر دی گئی تو وہ بھی جھوٹی شہادت ہے اور حرام اور سخت گناہ ہے۔

اسی طرح انتخابات میں کسی امیدوار کو ووٹ دینا بھی ایک شہادت ہے۔ جس میں ووٹ دینے والے کی طرف سے اس کی گواہی ہے کہ اس کے نزدیک یہ امیدوار اپنی استعداد اور قابلیت کے اعتبار سے بھی اور دیانت و امانت کے اعتبار سے بھی نمائندہ بننے کے قابل ہے، مگر ہم لوگوں نے اس کو محض ہارجیت کا کھیل سمجھ رکھا ہے۔ اس لیے ووٹ اکثر رشتہ داری یا دوستی کی بنیاد پر استعمال ہوتا ہے، کبھی کسی دباؤ کے تحت استعمال کیا جاتا ہے اور کبھی فروخت کر دیا جاتا ہے۔ اور تو اور پڑھے لکھے دیندار مسلمان بھی انا اہل لوگوں کو ووٹ دیتے وقت کبھی یہ محسوس نہیں کرتے کہ ہم یہ جھوٹی گواہی دے کر مستحق لعنت و عذاب بن رہے ہیں۔

ووٹ دینے کی از روئے قرآن ایک دوسری حیثیت بھی ہے جس کو شفاعت یا سفارش کہا جاتا ہے کہ ووٹ دینے والا گویا سفارش کرتا ہے کہ فلاں امیدوار کو نمائندگی دی جائے۔ سفارش کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو اچھی سفارش کرتا ہے تو اس کے لیے اس میں سے ایک حصہ ہوتا ہے اور جو کوئی بری سفارش کرتا ہے تو اس کے لیے اس میں سے ایک ذمہ داری ہوتی ہے۔ (4-85) اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی نمائندہ جب کوئی غلط اور ناجائز کام کرتا ہے تو اس کا وبال اسے ووٹ دینے والوں کو بھی پہنچے گا۔ (معارف القرآن)

شہادت (گواہی) اور شفاعت (سفارش) کی جو مذکورہ بالا تفسیر مفتی محمد شفیعؒ نے کی ہے۔ انتخابات کے وقت اس پر عمل کرنے میں ہمیں کچھ الجھنوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ان میں سے دو زیادہ عام ہیں۔ مناسب ہے کہ ان کی وضاحت یہاں پر کر دی جائے تاکہ جو اللہ کے حکم پر عمل کرنے کا جذبہ رکھتا ہے وہ اطمینان قلب کے ساتھ اس پر عمل کرے۔ (مرتب)

امیدوار اگر ہماری برادری یا قبیلے کا ہے تو ہمارے ووٹ پر اس کا حق بنتا ہے۔ یا امیدوار ہماری اپنی پارٹی کے ٹکٹ پر کھڑا ہوا ہے تو اس کو ووٹ دینا امیر کا حکم ہے۔ اس کی صلاحیت اور امانت و دیانت قابل اعتماد نہیں ہے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ رشتہ داروں کا حق ادا کرنا اور امیر کی اطاعت کرنا بھی اللہ کا ہی حکم ہے۔ اس مسئلہ کا حل سورۃ النساء کی آیت نمبر 135 میں موجود ہے جہاں ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ انصاف پر قائم رہو خواہ وہ ہمارے اپنے یا والدین یا قرابت داروں کے خلاف ہو۔ اس کے علاوہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ کسی کی کوئی اطاعت نہیں ہے۔ اللہ معصیت میں۔ یعنی اگر کسی رشتہ دار کا حق ادا کرنے سے یا امیر کی اطاعت کرنے سے اللہ کے کسی حکم کی خلاف ورزی ہوتی ہے تو یہ دونوں چیزیں ساقط ہو جائیں گی اور اللہ کا حکم قائم رہے گا۔

دوسری الجھن یہ ہوتی ہے کہ کہیں فلاں پارٹی کی حکومت نہ بن جائے اس لیے کم برائی والے (LESSER EVIL) کو ووٹ دے دو۔ یہ خود فریبی ہے۔ کسی کی حکومت کے آنے یا نہ آنے کے متعلق قیامت میں ہم سے جواب طلب نہیں کیا جائے گا کیونکہ اس پر ہمارا اختیار نہیں ہے۔ وہاں ہم سے صرف یہ پوچھا جائے گا کہ ایک اہل اور دیانتدار شخص کے حق میں ووٹ کیوں نہیں دیا تھا یا ایک نا اہل اور بد دیانت کو ووٹ کیوں دیا تھا۔

## آیت نمبر (12 تا 14)

53

﴿وَلَقَدْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَءِيلَ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيبًا وَقَالَ اللَّهُ إِنِّي مَعَكُمْ لَئِنْ أَقَبْتُمْ الصَّلَاةَ وَآتَيْتُمُ الزَّكَاةَ وَآمَنْتُمْ بِرُسُلِي وَعَزَّرْتُمُوهُمْ وَأَقْرَضْتُمُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا لَأُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَلَأُدْخِلَنَّكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ فَمَنْ كَفَرَ بِذَلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ ۝ فَبِمَا نَقُضِهِمْ مِيثَاقَهُمْ لَعْنَهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قَاسِيَةً يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ وَنَسُوا حَظًّا مِمَّا ذُكِّرُوا بِهِ ۝ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلَى خَائِنَةٍ مِنْهُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ۝ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْبِحْسِنِينَ ۝ وَمِنَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا نَصْرَى أَخَذْنَا مِيثَاقَهُمْ فَنَسُوا حَظًّا مِمَّا ذُكِّرُوا بِهِ ۝ فَاعْرِضْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۝ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللَّهُ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ ۝﴾

ن ق ب

- (ن) نَقَبًا کسی چڑے یا دیوار میں سوراخ کرنا۔ نقب لگانا۔ ﴿وَمَا اسْتَطَاعُوا لَهُ نَقْبًا﴾ (18/ الکہف: 97) ”اور انہیں قدرت نہیں اس میں سوراخ کرنے کی۔“  
 راستوں پر چلنا (یعنی فضا میں سوراخ کرنا)۔“  
 (س) نَقَبًا (۱) سوراخ میں سے جھانکنا یعنی ایسی جگہ سے نگرانی کرنا جہاں سے نگرانی کرنے والا دوسروں کو دیکھ سکے لیکن اس کو نہ دیکھا جاسکے۔  
 (ک) نَقَابَةً (۲) سردار ہونا۔ کیونکہ سردار دوسروں سے معلومات حاصل کر کے اپنی قوم کی نگرانی کرتا ہے۔  
 (تفعیل) تَنْقِيبًا فَعِيلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ نگرانی کرنے والا۔ سردار۔ آیت زیر مطالعہ۔  
 کثرت سے آنا جانا۔ بھاگ دوڑ کرنا۔ ﴿فَنَقَّبُوا فِي الْبِلَادِ﴾ (50/ قی: 36) ”تو انہوں نے بھاگ دوڑ کی شہروں میں۔“

ع ر و

- (ض) عَزَّرَا کسی کو اس کے فرائض سے آگاہ کرنا۔ مدد کرنا۔  
 (تفعیل) تَعَزَّيْرًا کسی کی تعظیم میں اس کے مشن کو تقویت دینا۔ آیت زیر مطالعہ۔

غ و ر

- (س) غَرَاءَ چمٹنا۔ لازم ہونا۔  
 (افعال) اِغْرَاءَ (۱) چمٹانا۔ لازم کرنا۔ آیت زیر مطالعہ۔  
 (۲) کسی کو کسی پر حاوی کر دینا۔ ﴿لَنُغْرِيكَ بِهِمْ﴾ (33/ الاحزاب: 60) ”ہم لازماً حاوی کر دیں گے آپ کو ان پر۔“

ص ن ع

- (ف) صُنْعًا اور صُنْعًا کسی خام مال سے اچھی چیز بنانا۔ کاریگری کرنا۔ صنعت کاری کرنا۔ آیت زیر مطالعہ۔

إِصْنَعُ فعل امر ہے۔ ﴿فَاَوْحَيْنَا إِلَيْهِ أَنْ اصْنَعِ الْفُلَ﴾ (23/ المؤمنون: 27) ”تو ہم نے وحی کیا ان کی طرف کہ آپ کشتی بنائیں۔“

مَصْنَعُ اسم الظرف ہے۔ صنعت گری کی جگہ۔ قلعہ۔ محل۔ ﴿وَتَتَّخِذُونَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُونَ﴾ (26/ الشعراء: 129) ”اور تم لوگ بناتے ہو محلات شاید کہ تم ہمیشہ رہو گے۔“

إِصْنَاعًا (افعال) کسی چیز کو بڑی مہارت سے بنانا۔ پرورش کرنا۔ پروان چڑھانا۔ ﴿وَلِيُصْنَعَ عَلَى عَيْنِي﴾ (20/ طہ: 39) ”اور تاکہ تو پروان چڑھایا جائے میری نگاہ کے سامنے۔“

إِصْطِنَاعًا (افعال) اہتمام سے بنانا۔ ﴿وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِي﴾ (20/ طہ: 41) ”اور میں نے اہتمام سے پروان چڑھایا آپ کو اپنے واسطے۔“

اِثْنِي دراصل اِثْنَيْنِ ہے جو بَعَثْنَا کا مفعول ہونے کی وجہ سے حالتِ نصب میں ہے اور مضاف ہونے کی وجہ سے نون اعرابی گرا ہوا ہے۔ نَقِيبًا تميز ہے۔ لَيْتُنْ میں اِنْ شرطیہ پر لام تاکید ہے۔ اِنْ شرطیہ کی وجہ سے آگے شرط میں افعال ماضی کے ترجمے مستقبل میں ہوں گے۔ فَبِمَا میں بآسیبہ ہے اور اس کا بدل ہونے کی وجہ سے نَقَضِهِمْ کا مضاف مجرور ہوا ہے۔ نَقَضِ مصدر نے فعل کا عمل کیا ہے۔ مِيثَاقَهُمْ اس کا مفعول ہونے کی وجہ سے حالتِ نصب میں ہے۔ تَطْلِعُ باب افتعال کا مضارع ہے۔ حَائِنَةً پرتائے مبالغہ ہے جیسے عَلَامَةٌ۔ بِمَا كَانُوا میں بآ فعل يُكَبُّ كَابًا کا صلہ ہے۔

ترکیب

وَلَقَدْ أَخَذَ	اللَّهُ	مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَءِيلَ	وَبَعَثْنَا	مِنْهُمْ
اور بیشک لیا ہے	اللہ نے	بنی اسرائیل سے عہد	اور ہم نے اٹھائے (یعنی مقرر کیے)	ان میں سے

ترجمہ

اِثْنِي عَشَرَ	نَقِيبًا	وَقَالَ	اللَّهُ	إِنِّي	مَعَكُمْ	لَئِنْ	أَقْبَمْتُمْ
بارہ	نقیب	اور کہا	اللہ نے	کہ میں	تمہارے ساتھ ہوں	بیشک اگر	تم لوگ قائم کرو گے

الصَّلَاةَ	وَأَتَيْتُمْ	الزَّكَاةَ	وَأَمَنْتُمْ	بِرُسُلِي	وَعَزَّزْتُمْهُمْ	وَأَقْرَضْتُمْ	اللَّهُ
نماز کو	اور پہنچاؤ گے	زکوٰۃ کو	اور ایمان لاؤ گے	میرے رسولوں پر	اور تقویت دو گے ان کو	اور قرضہ دو گے	اللہ کو

قَرْضًا حَسَنًا	لَا كُفْرَانَ	عَنْكُمْ	سَيِّئَاتِكُمْ
جیسا خوبصورت قرضہ دینے کا حق ہے	تو میں لازماً دوں کروں گا	تم سے	تمہاری برائیوں کو

وَلَا دُخْلَكُمْ	جَنَّتِ	تَجَرِي	مِنْ تَحْتِهَا	الْأَنْهَارُ	فَمَنْ
اور میں لازماً داخل کروں گا تم لوگوں کو	ایسے باغات میں	بہتی ہیں	جن کے نیچے سے	نہریں	پھر جو

كَفَرًا	بَعْدَ ذَلِكَ	مِنْكُمْ	فَقَدْ ضَلَّ	سَوَاءَ السَّبِيلِ	فَبِمَا
انکار کرے گا	اس کے بعد	تم میں سے	تو وہ ضرور گمراہ ہوگا	راستے کے درمیان سے	پس بسبب اس کے جو

نَقَضَهُمْ	مِيثَاَقَهُمْ	لَعْنَهُمْ	وَجَعَلْنَا	قُلُوبَهُمْ 53	فَسِيءٌ ٥٣
ان کا توڑنا ہے	اپنے عہد کو	ہم نے لعنت کی ان پر	اور ہم نے بنا دیا	ان کے دلوں کو	سخت ہونے والا

يُحَذِرُونَ	الْكَلِمَ	عَنْ مَوَاضِعِهِ ٥٤	وَنَسُوا	حَقًّا	مِمَّا
وہ لوگ پھیرتے ہیں	کلاموں کو	ان کے رکھنے کی جگہوں سے	اور انہوں نے بھلا دیا	ایک حصہ	اس کے بعد

ذُكِّرُوا	يِهٖ ٥٥	وَلَا تَزَالُ	تَطْلُعُ	عَلَى خَائِبَةٍ	
ان کو نصیحت کی گئی	جس سے	اور ہمیشہ	آپ آگاہ ہوں گے	کسی بڑے وعدہ خلاف پر	

مِّنْهُمْ	إِلَّا	قَلِيلًا	مِّنْهُمْ	فَاعْفُ	عَنْهُمْ	وَأَصْفَحْ ٥٦
ان میں سے	سوائے اس کے کہ	تھوڑے سے	ان میں سے	تو آپ درگزر کریں	ان سے	اور نظر انداز کریں

إِنَّ اللَّهَ	يُحِبُّ	الْمُحْسِنِينَ ٥٧	وَمِنَ الَّذِينَ	قَالُوا	إِنَّا	نَصْرَى
یقیناً اللہ	پسند کرتا ہے	احسان کرنے والوں کو	اور ان میں وہ بھی ہیں جنہوں نے	کہا	کہ ہم	نصاری ہیں

أَخَذْنَا	مِيثَاَقَهُمْ	فَنَسُوا	حَقًّا	مِمَّا	ذُكِّرُوا	يِهٖ ٥٨
ہم نے لیا	ان سے عہد	تو انہوں نے بھلا دیا	ایک حصہ	اس میں سے	ان کو نصیحت کی گئی	جس سے

فَاغْرِبْنَا	بَيْنَهُمْ	الْعَدَاوَةَ	وَالْبَغْضَاءَ	إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ٥٩	وَسَوْفَ
تو ہم نے چپکا دیا	ان کے مابین	عداوت کو	اور بغض کو	قیامت کے دن تک	اور غمگین

يُنَبِّئُهُمُ	اللَّهُ	بِمَا	كَانُوا يَصْنَعُونَ
جتا دے گا ان کو	اللہ	وہ جو	وہ کرتوت کیا کرتے تھے

نوٹ - 1

سَوَاءَ السَّبِيلِ مرکب اضافی ہے اور اس کا لفظی ترجمہ ”راستے کا درمیان“ بنتا ہے لیکن اردو میں اس مفہوم کے لیے مرکب تو صیغی ”درمیانی راستہ“ استعمال ہوتا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ سَوَاءُ السَّبِيلِ اور الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيمُ قرآن مجید کی اہم اصطلاحات ہیں جن کا مفہوم اردو ترجمے میں منتقل کرنا ممکن نہیں ہے۔ اس لیے ان کے معانی مراد کی وضاحت ضروری ہے۔ یہ بھی نوٹ کر لیں کہ یہ وضاحت تفہیم القرآن سے ماخوذ ہے۔

یہ دنیا ہر انسان کا کمرہ امتحان ہے اور امتحان کی غرض سے ہر انسان کے اندر بہت سی مختلف اور باہم متضاد صلاحیتوں، جذبات اور رجحانات کو ودیعت کر کے اسے امتحان گاہ میں بھیجا جاتا ہے۔ ہمارے نفس اور جسم کے تقاضے بھی مختلف ہیں جبکہ روح اور طبیعت کے بھی مختلف تقاضے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کبھی ہم کسی موڈ میں ہوتے ہیں اور کبھی ہمارا موڈ کچھ اور ہی ہوتا ہے۔ ایسے افراد کے باہمی ربط و تعلقات سے جو اجتماعی زندگی وجود میں آتی ہے وہ بھی بہت پیچیدہ اور متضاد تعلقات باہمی سے مرکب ہوتی ہے۔ جس کے نتیجے میں یہاں ہر شخص کے جہاں کچھ



حقوق ہیں وہیں اس کے کچھ فرائض ہیں پھر اس دنیا میں جو سامانِ زندگی ہمارے چاروں طرف پھیلا ہوا ہے۔ اسے استعمال کرنے اور آپس میں تقسیم کرنے پر بھی انفرادی اور اجتماعی سطح پر بہت سے پیچیدہ اور مسائل پیدا ہوتے ہیں۔

انسان کیلئے یہ ممکن نہیں ہے وہ اپنے پورے عرصہ حیات پر پھیلے ہوئے تمام مسائل ہر پہلو پر بیک وقت ایک متوازن نظر ڈال سکے۔ اس لیے وہ خود اپنی زندگی کیلئے کوئی ایسا راستہ نہیں بنا سکتا جس کے سارے جذبات و رجحانات میں توازن قائم رہ سکے اور تمام انفرادی تقاضوں کے ساتھ وہ انصاف کر سکے۔ یہی وجہ ہے کہ جب انسان اپنی زندگی کا راستہ خود متعین کرتا ہے تو ضروریات میں سے کوئی ایک ضرورت اور مسائل میں سے کوئی ایک مسئلہ اس کے دماغ پر اس طرح مسلط ہو جاتا ہے کہ دوسری ضروریات اور مسائل کے ساتھ وہ بالا ادہ یا بلا ارادہ نا انصافی کرنے لگتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ زندگی کا توازن بگڑ جاتا ہے، جس کے لیے قرآن مجید کی اصطلاح فساد ہے۔ انسان کی یہ کج روی اپنی انتہا کو پہنچنے لگتی ہے تو باقی ضروریات اور مسائل بغاوت کر کے زور لگاتے ہیں کہ ان کے ساتھ انصاف کیا جائے۔ پھر انسان ان میں سے کچھ کی طرف توجہ کر کے اور باقیوں کو نظر انداز کر کے ایک نئی ٹیڑھی راہ پر گامزن ہو جاتا ہے۔ اس طرح انسان اپنی خود ساختہ میڑھی (ZIG ZAG) راہوں پر اپنی زندگی کا سفر طے کرتا ہے۔ زندگی کی ایک راہ ایسی بھی ہے جو ان ٹیڑھی میڑھی راہوں کے عین وسط میں واقع ہے۔ جس میں نہ کوئی افراط ہے اور نہ تفریط ہے۔ اس لیے اس راہ پر سفر کرتے ہوئے انسان اپنی تمام ضروریات کو ان کا حق دے سکتا ہے اور مسائل کے ہر پہلو کا احاطہ کرتے ہوئے انھیں حل کر سکتا ہے اس طرح وہ دنیاوی زندگی اطمینان اور سکون سے بسر کر سکتا ہے اور دائمی زندگی میں اپنی مراد پاسکتا ہے۔ ہر انسان کی فطرت اسی درمیانی اور متوازن راہ کو تلاش کرتی لیکن انسان اسے معلوم کرنے پر قادر نہیں ہے۔ اس نشاندہی وہی ہستی کر سکتی ہے جو انسان کی مصور (DESIGNER) اور خالق ہے۔ اور اس نے اپنے رسول اسی لیے بھیجے کہ اس راہ کی طرف وہ انسانوں کی راہنمائی کرے۔ قرآن اسی راہ کو سَوَاءُ السَّبِيلِ اور الْصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيمُ کہتا ہے۔

علم وحی سے محروم بعض فلسفیوں نے یہ دیکھ کر کہ انسانی زندگی پے در پے ایک انتہا سے دوسری انتہا کی طرف دھکے کھاتی چلتی جا رہی ہے، یہ غلط نتیجہ نکال لیا کہ ”جدلی عمل“ (DIALECTICAL PROCESS) انسانی زندگی کے ارتقاء کا فطری قریق ہے۔ چنانچہ وہ یہ سمجھ بیٹھے کہ انسان کے ارتقاء کا راستہ یہ ہے کہ پہلے ایک انتہا پسندانہ دعویٰ (THESIS) اسے ایک رخ پر بہا لے جائے، پھر اس کے جواب میں دوسرا انتہا پسندانہ دعویٰ (ANTITHESIS) اسے دوسری انتہا کی طرف کھینچے اور پھر دونوں کے امتزاج (SYNTHESIS) سے ارتقاء حیات کا راستہ بنے۔ حالانکہ دراصل یہ ارتقاء کی راہ نہیں ہے بلکہ بد نصیبی کے دھکے ہیں جو انسانی زندگی کے فلاحی ارتقاء میں مانع ہو رہے ہیں۔ فلاحی ارتقاء کی راہ یعنی سواء السبیل علم وحی کی روشنی کے بغیر نظر نہی آتی اور اس پر ثابت قدم رہنا ایمان کی قوت کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

آج کل کے عیسائیوں کے حالات سے یہ شبہہ پیدا ہوا سکتا ہے کہ وہ باہم متحد ہیں۔ لیکن آیت زیر مطالعہ میں بات ان لوگوں کی ہے جو عیسائی مذہب کے پابند ہیں۔ ان کی فرقہ بندی اور عداوت آج بھی ہے، خصوصاً کیتھولک اور پروٹسٹنٹ کی عداوت (معارف القرآن سے ماخوذ)۔ دنیاوی سطح پر عیسائیوں کے باہمی بغض اور عداوت کی وجہ سے گزشتہ صدی میں انسانیت کو دو عالمی جنگوں کا خمیازہ بھگٹنا پڑا وقتی طور پر یہ عداوت کچھ دب گئی ہے لیکن ختم نہیں ہوئی ہے۔ اس کا اظہار دوبارہ جرمنی، فرانس، اور اٹلی وغیرہ کے رویہ سے ہو رہا ہے جو انھوں نے امریکہ اور برطانیہ کے خلاف عراق کے مسئلہ پر اختیار کیا ہوا ہے۔ (فروری 2003)

## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سورة المائدہ (5)

سبق۔ 49/3

45:15/5

آیت نمبر (15 تا 19)

﴿يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِمَّا كُنْتُمْ تُخْفُونَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ ۖ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ ۝ يَهْدِي بِهِ اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ وَ يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ وَيَهْدِيهِمْ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۖ قُلْ فَمَن يَمْلِكُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ أَنْ يُهْلِكَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَأُمُّهُ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ۖ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۖ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۖ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى نَحْنُ أَبْنَاءُ اللَّهِ وَأَحِبَّاؤُهُ ۖ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوبِكُمْ ۖ بَلْ أَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ۖ يَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ ۖ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۖ إِلَيْهِ الْمَصِيرُ ۝ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلَى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ أَنْ تَقُولُوا مَا جَاءَنَا مِن بَشِيرٍ وَلَا نَذِيرٍ بِفَقَدْ جَاءَكُمْ بَشِيرٌ وَنَذِيرٌ ۖ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝﴾

ف ت ر

(ن) فُتُورًا

تیزی کے بعد ساکن ہونا یعنی وقفہ آنا یا سُبُت پڑنا۔ ہلکا ہونا۔ ﴿يُسَبِّحُونَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ ۝﴾ (21/ الانبياء: 20) ”تسبیح کرتے ہیں رات اور دن کے وقت، وہ لوگ سُبُت نہیں پڑتے۔

فَتْرَةٌ

اسم ذات ہے۔ وقفہ۔ سستی۔ آیت زیر مطالعہ۔

وقفہ دینا۔ سست کرنا۔ ہلکا کرنا۔ ﴿لَا يَفْتُرُ عَنْهُمْ﴾ (43/ الزخرف: 75) ”وہ ہلکا نہیں کیا جائے گا ان سے۔“

تَفْتِيرًا

(تفعیل)

ترکیب

کُنْتُمْ تُخْفُونَ کو ماضی استمراری بھی مانا جاسکتا ہے لیکن ہماری ترجیح یہ ہے کُنْتُمْ کو فعل ناقص اور تُخْفُونَ کو اس کی خبر مانا جائے اور ترجمہ جملہ اسمیہ کا کیا جائے۔ یَهْدِي بِه میں ضمیر واحد آئی ہے۔ اور يَهْدِي نہیں آیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نُورٌ وَكِتَابٌ ایک ہی چیز ہے۔ یَهْدِي کا مفعول اول مَنْ ہے اور سُبُلَ السَّلَامِ مفعول ثانی ہے۔ هُوَ ضمیر فاعل ہے اور الْمَسِيحُ خبر ہے جبکہ ابْنُ مَرْيَمَ اس کا بدل ہے۔

ترجمہ

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ	قَدْ جَاءَ	كُمْ	رَسُولُنَا	يُبَيِّنُ	لَكُمْ
اے اہل کتاب	آچکا ہے	تمہارے پاس	ہمارا رسول	جو واضح کرتا ہے	تمہارے لیے
كَثِيرًا	مِمَّا	كُنْتُمْ	تُخْفُونَ	مِنَ الْكِتَابِ	وَيَعْفُو
بہت کچھ	اس میں سے جو	تم لوگ	چھپاتے ہو	کتاب میں سے	اور وہ درگزر کرتا ہے
عَنْ كَثِيرٍ					
بہتوں سے					

قَدْ جَاءَكُمْ	مِّنَ اللَّهِ	نُورٌ	وَ كِتَابٌ مُّبِينٌ ۝	يَهْدِي	بِهِ
آچکا ہے تمہارے پاس	اللہ (کی طرف) سے	ایک نور	اور ایک واضح کتاب	ہدایت دیتا ہے	اس سے

اللَّهُ	مِّن	اتَّبَعَ	رِضْوَانَهُ	سُبُلَ السَّلَامِ	وَيُخْرِجُهُم	مِّنَ الظُّلُمَاتِ
اللہ	اس کو جس نے	پیروی کی	اس کی رضا کی	سلامتی کی راہوں کی	اور وہ نکالتا ہے ان کو	اندھیروں سے

إِلَى التُّورِ	بِإِذْنِهِ	وَيَهْدِيهِمْ	إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝	لَقَدْ كَفَرَ
نور کی طرف	اپنے حکم سے	اور وہ ہدایت دیتا ہے ان کو	ایک سیدھے راستے کی طرف	یقیناً کفر کیا ہے

الَّذِينَ	قَالُوا	إِنَّ	اللَّهَ	هُوَ الْمَسِيحُ	ابْنُ مَرْيَمَ ۝	قُلْ	فَمَنْ
ان لوگوں نے جنہوں نے	کہا	کہ	اللہ	مسیح ہی ہیں	جوبی بی مریم کے بیٹے ہیں	آپ کہتے	تو کون

يَمْلِكُ	مِّنَ اللَّهِ	شَيْئًا	إِنْ	أَرَادَ	أَنْ	يُهْلِكَ
اختیار رکھتا ہے	اللہ سے (اس کے مقابلہ پر)	کچھ بھی	اگر	وہ ارادہ کرے	کہ	وہ ہلاک کرے

الْمَسِيحُ	ابْنُ مَرْيَمَ	وَأُمُّهُ	وَمَنْ	فِي الْأَرْضِ	جَمِيعًا
مسیح کو	جوبی بی مریم کے بیٹے ہیں	اور ان کی والدہ کو	اور اس کو جو	زمین میں ہے	سب کو

وَاللَّهُ	مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ	وَمَا	بَيْنَهُمَا
اور اللہ کی ہی ہے	زمین اور آسمانوں کی بادشاہت	اور اس کی جو	ان دونوں کے درمیان ہے

يَخْلُقُ	مَا يَشَاءُ ۝	وَاللَّهُ	عَلَى كُلِّ شَيْءٍ	قَدِيرٌ ۝	وَقَالَتْ
وہ تخلیق کرتا ہے	جو وہ چاہتا ہے	اور اللہ	ہر چیز پر	قادر ہے	اور کہا

الْيَهُودُ	وَالنَّصَارَى	نَحْنُ	أَبْنَاءُ اللَّهِ	وَ أَحِبَّاءُ ۝	قُلْ	فَلِمَ
یہودیوں نے	اور نصاریٰ نے	ہم	اللہ کے بیٹے ہیں	اور اس کے چہیتے ہیں	آپ کہہ دیجئے	پھر کیوں

يُعَذِّبُكُمْ	بِذُنُوبِكُمْ ۝	بَلْ	أَنْتُمْ	بَشَرٌ	مِّمَّنْ
وہ عذاب دیتا ہے تم کو	تمہارے گناہوں کے سبب سے	بلکہ	تم لوگ	ایک بشر ہو	اس میں سے جو

خَالِقُ ۝	يَغْفِرُ	لِمَنْ	يَشَاءُ	وَيُعَذِّبُ	مَنْ
اس نے تخلیق کیا	وہ بخشتا ہے	اس کو جس کو	وہ چاہتا ہے	اور وہ عذاب دیتا ہے	اس کو جس کو

يَشَاءُ ۝	وَاللَّهُ	مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ	وَمَا	بَيْنَهُمَا
وہ چاہتا ہے	اور اللہ کی ہی ہے	زمین اور آسمانوں کی بادشاہت	اور اس کی جو	ان دونوں کے درمیان ہے

وَالْيَهُودُ	الْبَصِيرُ ۝	يَا هَلْ الْكِتَابُ	قَدْ جَاءَكُمْ	رَسُولُنَا	يُبَيِّنُ
اور اس کی طرف ہی	لوٹنا ہے	اے اہل کتاب	تمہارے پاس آچکا ہے	ہمارا رسول	وہ کھولتا ہے

لَكُمْ	عَلَى فِتْرَةٍ	مِّنَ الرُّسُلِ	أَنْ	تَقُولُوا	مَا جَاءَنَا	مِّنْ بَشِيرٍ
تمہارے لیے	وقفہ پر	رسولوں کے	کہ (کہیں)	تم لوگ کہو	نہیں آیا ہمارے پاس	کوئی بھی بشارت دینے والا

وَلَا نَذِيرٍ	فَقَدْ جَاءَكُمْ	بَشِيرٌ	وَنَذِيرٌ
اور نہ ہی کوئی خبردار کرنے والا	تو آچکا ہے تمہارے پاس	ایک بشارت دینے والا	اور خبردار کرنے والا

وَاللَّهُ	عَلَى كُلِّ شَيْءٍ	قَدِيرٌ ۝۱۹
اور اللہ	ہر ایک چیز پر	قدرت رکھنے والا ہے

حضرت موسیٰؑ سے حضرت عیسیٰؑ تک کی درمیانی مدت میں انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا سلسلہ برابر جاری رہا اس میں کبھی وقفہ نہیں ہوا۔ پھر حضرت عیسیٰؑ کے بعد سے رسول اللہ ﷺ کی بعثت تک کے درمیانی عرصہ میں سلسلہ انبیاء بند رہا۔ اس سے پہلے کبھی اتنا زمانہ انبیاء کی بعثت سے خالی نہیں رہا۔ اسی لیے اس زمانے کو زمانہ فترت کہتے ہیں۔ (معارف القرآن)

نوٹ-1

### آیت نمبر (20 تا 26)

﴿وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يُقَوْمِ ادْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَعَلَ فِيكُمْ أَنْبِيَاءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوكًا وَآتَاكُمْ مَا لَمْ يُوْتِ أَحَدًا مِّنَ الْعَالَمِينَ ۝۲۰ يُقَوْمِ ادْخُلُوا الْأَرْضَ الْمُبْقَدَّسَةَ الَّتِي كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوا عَلَىٰ أَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوا خَاسِرِينَ ۝۲۱ قَالُوا يَهُوسَىٰ إِنَّ فِيهَا قَوْمًا جَبَّارِينَ ۝۲۲ وَإِنَّا لَن نَدْخُلَهَا حَتَّىٰ يَخْرُجُوا مِنْهَا ۝۲۳ فَإِن يَخْرُجُوا مِنْهَا فَإِنَّا دُخْلُونَ ۝۲۴ قَالَ رَجُلٌ مِّنَ الَّذِينَ يَخَافُونَ أُنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوا عَلَيْهِمُ الْبَابَ ۝۲۵ فَاذَا دَخَلْتُمُوهُ فَإِنَّكُمْ غُلَبُونَ ۝۲۶ وَ عَلَى اللَّهِ فَتَوَكَّلُوا ۝۲۷ إِن كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ ۝۲۸ قَالُوا يَهُوسَىٰ إِنَّا لَن نَدْخُلَهَا أَبَدًا مَّا دَامُوا فِيهَا فَادْهَبْ أَنتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هَاهُنَا قَاعِدُونَ ۝۲۹ قَالَ رَبِّ إِنِّي لَا أَمْلِكُ إِلَّا نَفْسِي وَآخِي فَأَفْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ ۝۳۰ قَالَ فَإِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ أَرْبَعِينَ سَنَةً ۝۳۱ يَتِيَهُونَ فِي الْأَرْضِ ۝۳۲ فَلَا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ ۝۳۳﴾

ج ب ر

(ن) جَبَّارًا (1) زبردستی یا دباؤ سے کسی چیز کی اصلاح کرنا۔ جیسے ٹوٹی ہوئی ہڈی جوڑنا۔ اللہ تعالیٰ کی صفت الجبار اسی معنی میں ہے۔ (2) کسی کو اس کی مرضی کے خلاف کام پر مجبور کرنا۔ زبردستی کرنا۔ بندوں کی صفت عموماً اسی معنی میں آتی ہے۔

جَبَّارٌ (1) بار بار اور کثرت سے اصلاح کرنے والا۔  
(2) بار بار اور کثرت سے زبردستی کرنے والا۔ زبردست۔ طاقتور۔ آیت زیر مطالعہ۔

ت ی ہ

(ض) تَبَّيْهَا راستے سے بھٹک جانا۔ سرگردان پھرنا۔ آیت زیر مطالعہ۔



(ن) اَسْوَا اُسُوَّةٌ  
 مایوسیوں کا علاج کرنا۔ کسی کو کسی کے لیے نمونہ بنانا۔  
 وہ چیز جس سے تسلی حاصل کی جائے۔ نمونہ۔ ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسُوَّةٌ حَسَنَةٌ﴾  
 (33/ الاحزاب: 21) ”بیشک ہو چکا ہے تمہارے لیے اللہ کے رسول میں بھلائی حاصل کرنے والا ایک  
 نمونہ۔“

(س) اَسَى اَلَا تَأْسُ  
 مایوس ہونا۔ افسوس کرنا۔ ﴿فَكَيْفَ اَلَسَى عَلَى قَوْمٍ كَافِرِينَ﴾ (7/ الاعراف: 93) ”پھر کیسے میں  
 افسوس کروں ایک کافر قوم پر۔“  
 فعل نہیں ہے۔ تو افسوس مت کر۔ تو مایوس مت ہو۔ آیت زیر مطالعہ۔

## ترکیب

يَقُومُ در اصل يَقُومِي ہے۔ لَا تَزِدُّوا کے لئے نبی پر عطف مانیں تَوْفَقْتُمْ قُلُوبُا مجزوم ہے اور فَا کو سببیہ مانیں تو یہ حالت  
 نصب میں ہے۔ ہماری ترجیح ہے کہ اسے فَا سببیہ مانا جائے۔ اِنَّ کا اسم قَوْمًا جَبَّارِينَ ہے، اس کی خبر محذوف ہے اور فِيْهَا قائم  
 مقام خبر ہے۔ رُبَّ بھی در اصل رَبِّي ہے۔ اَرْبَعِينَ ظرف ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔ سَنَةً اِس کی تیز ہے۔

## ترجمہ

وَإِذْ قَالَ	مُوسَىٰ	لِقَوْمِهِ	يَقُومِ	اذْكُرُوا	نِعْمَةَ اللَّهِ	عَلَيْكُمْ
اور جب کہا	موسیٰ نے	اپنی قوم سے	اے میری قوم!	تم لوگ یاد کرو	اللہ کی نعمت کو	اپنے اوپر

إِذْ جَعَلَ	فِيكُمْ	أَنْبِيَاءَ	وَجَعَلَكُمْ	مُلُوكًا	وَأَتَيْنَاكُمْ
جب اس نے بنائے	تم لوگوں میں سے	انبیاء	اور بنایا تم لوگوں کو	بادشاہ	اور اس نے دیا تم لوگوں کو

مَا	لَمْ يُوْتِ	أَحَدًا	مِّنَ الْعَالَمِينَ	يَقُومِ	ادْخُلُوا
وہ، جو	اس نے نہیں دیا	کسی ایک کو	تمام عالموں میں سے	اے میری قوم	تم لوگ داخل ہو جاؤ

الْأَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ	الَّتِي	كُتِبَ	اللَّهُ	لَكُمْ	وَلَا تَزِدُّوا	عَلَىٰ أَذْبَارِكُمْ
پاک کی ہوئی زمین میں	جس کو	لکھا	اللہ نے	تمہارے لیے	اور مت پھر جانا	اپنی پٹیوں پر

فَتَنَقَّلُوا	خُسْرَيْنِ	قَالُوا	يُمُوسَىٰ	إِنَّ	فِيهَا	قَوْمًا جَبَّارِينَ
ورنہ ہو جاؤ گے	نقصان اٹھانے والے	انہوں نے کہا	اے موسیٰ	کہ	اس میں ہے	ایک زبردست قوم

وَأَنَّا	كُنْ دَخَلَهَا	حَتَّىٰ	يَخْرُجُوا	مِنْهَا	فَإِنْ	يَخْرُجُوا	مِنْهَا
اور ہم	ہرگز داخل نہیں ہوں گے اس میں	یہاں تک کہ	وہ لوگ نکلیں	اس سے	پھر اگر	وہ لوگ نکلیں	اس سے

فَإِنَّا	دَخَلُونَا	قَالَ رَجُلَانِ	مِنَ الَّذِينَ	يَخَافُونَ	أَنعَمَ	اللَّهُ
تو ہم	داخل ہونے والے ہیں	کہا دو مروتوں نے	ان میں سے جو	ڈرتے ہیں (اللہ سے)	انعام کیا	اللہ نے

عَلَيْهِمَا	ادْخُلُوا	عَلَيْهِمْ	الْبَابَ	فَإِذَا	دَخَلْتُمُوهُ
جن پر،	(کہ) داخل ہو جاؤ	ان پر	دروازے سے	پھر جب	تم لوگ داخل ہو گے اس سے

فَاَلَيْكُمُ	غُلِبُونَ ۚ	وَعَلَى اللَّهِ	فَتَوَكَّلُوا	إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝
تو یقیناً تم لوگ	غلبہ پانے والے ہو گے	اور اللہ پر ہی	پس تم لوگ بھروسہ کرو	اگر تم لوگ ۷۵۳ مومن ہو

قَالُوا	يَبُولَسَىٰ	إِنَّا	لَنَنذُرُكَ خَلَهَا	أَبَدًا	مَا دَامُوا	فِيهَا
انہوں نے کہا	اے موسیٰؑ	کہ ہم	ہرگز داخل نہیں ہوں گے اس میں	کبھی بھی	جب تک وہ رہیں گے	اس میں

فَاذْهَبْ	أَنْتَ	وَرَبُّكَ	فَقَاتِلَا	إِنَّا	هَهُنَا	فَعُدُّونَ ۝
پس جائیں	آپؑ	اور آپؑ کا رب	پھر آپ دونوں جنگ کریں	بیشک ہم	یہیں	بیٹھنے والے ہیں

قَالَ	رَبِّ	إِنِّي	لَا أَمْلِكُ	إِلَّا	نَفْسِي	وَأَخِي
کہا (موسیٰؑ نے)	اے میرے رب	کہ میں	اختیار نہیں رکھتا	سوائے	اپنی جان	اور اپنے بھائی کے

فَاذْهَبْ	بَيْنَنَا	وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ ۝	قَالَ	فَانْهَآ
پس توجہ دائی ڈال دے	ہمارے درمیان	اور نافرمانی کرنے والی قوم کے درمیان	کہا (اللہ نے)	تو یہ

مُحَرَّمَةً	عَلَيْهِمْ	أَرْبَعِينَ سَنَةً ۚ	يَتَّبِعُونَ	فِي الْأَرْضِ ط
حرام کی گئی ہے	ان پر	چالیس سال تک	یہ لوگ بھٹکتے پھریں گے	زمین میں

فَلَا تَأْسَ	عَلَى الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ ۝
تو آپؑ افسوس نہ کریں	نافرمانی کرنے والی قوم پر

## ترکیب

مصر سے نکلنے کے بعد حضرت موسیٰؑ کی منزل فلسطین تھی۔ آپؑ جب اس کے پاس پہنچے تو دشتِ فاران میں قیام فرمایا اور بنو اسرائیل کے بارہ سرداروں کو وہاں کے حالات معلوم کرنے کے لیے بھیجا۔ واپس آکر ان سرداروں نے علاقے کی زرخیزی اور شادابی کی رپورٹ دی اور یہ بھی بتایا وہاں پر آباد لوگ بڑے قد آور اور زور آور ہیں۔ یہ سن کر بنو اسرائیل نے حوصلہ ہار دیا اور جس ملک میں آباد ہونے کے لیے یہاں تک پہنچے تھے، اس میں داخل ہونے کے بجائے پھر مصر پلٹ جانے کی باتیں کرنے لگے۔ حضرت موسیٰؑ نے ان کو بتایا کہ یہ علاقہ اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے۔ بارہ میں سے دوسرے لوگوں نے بھی ان کی ہمت بندھانے کی کوشش کی لیکن ان لوگوں نے اپنے رسول کا حکم ماننے سے انکار کر دیا۔ (تدبر القرآن)

## آیت نمبر (27 تا 31)

﴿وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنِ آدَمَ بِالْحَقِّ ۖ إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ ط قَالَ لَا قُتِلْتَنِي ۖ قَالَ إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ ۝ لَئِنْ بَسَطْتَ إِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِي مَا أَنَا بِبَاسٍ يَدِي إِلَيْكَ لَا قُتِلْتُكَ ۚ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ ۝ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ تَبْوَأَ بِإِثْمِي وَإِثْمُكَ فَتَكُونُ مِنَ الصَّاحِبِ النَّارِ ۚ وَذَلِكَ جَزَاُ الظَّالِمِينَ ۝ فَطَوَّعَتْ لَهُ نَفْسُهُ قَتْلَ أَخِيهِ فَقَتَلَهُ فَأَصْبَحَ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝ فَبَعَثَ اللَّهُ غُرَابًا يَبْحَثُ فِي الْأَرْضِ لِيُرِيَهُ كَيْفَ يُوَارِي سَوْءَةَ أَخِيهِ ط قَالَ يُوَيْلَتِي أَعْجَزْتُ أَنْ أَكُونَ مِثْلَ هَذَا الْغُرَابِ فَأُوَارِي سَوْءَةَ أَخِي ۚ فَأَصْبَحَ مِنَ النَّادِمِينَ ۝﴾

ب ح ث

53

بَحَثًا کسی چیز کو کھود کر اس میں کچھ تلاش کرنا۔ گریڈنا۔ آیت زیر مطالعہ۔

(ف)

ع ج ز

(ض)

عَجُزًا

کسی کام کو کرنے کی قدرت نہ رکھنا۔ بے اختیار ہونا۔ عاجز ہونا۔ آیت زیر مطالعہ۔

عَجُوزٌ

فَعُولٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ بہت بے اختیار۔ بوڑھی عورت۔ ﴿ءَاكِلٌ وَّ اَنَا عَجُوزٌ﴾

عُجُزٌ

(11/هود: 72) ”کیا میں جنوں کی اس حال میں کہ میں بڑھیا ہوں۔“  
جَ اَعَجَازٌ۔ کھجور کا کھوکھلا تنا۔ ﴿كَانَتْهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ مُنْقَعِرٍ ۝﴾ (54/الفر: 20) ”گویا کہ وہ کسی اکھڑی ہوئی کھجور کے تنے ہیں۔“

اِعْجَازًا

(افعال)

کسی کو بے اختیار کرنا۔ عاجز کرنا۔ ﴿وَمَا كَانَ لِلّٰهِ لِيُعْجِزَهُ مِنْ شَيْءٍ﴾ (35/الفاطر: 44) ”اور اللہ وہ نہیں ہے کہ اس کو بے اختیار کر دے کوئی بھی چیز۔“

مُعْجِزٌ

اسم الفاعل ہے۔ بے اختیار کرنے والا۔ عاجز کرنے والا۔ ﴿وَمَا اَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ ۝﴾ (6/الانعام: 134) ”اور تم لوگ عاجز کرنے والے نہیں ہو۔“

مُعَاجِزَةً

(مفاعله)

کسی کو ہرانے کی کوشش کرنا۔ مسابقت کرنا۔  
اسم الفاعل ہے۔ ہرانے کی کوشش کرنے والا۔ آگے نکلنے کی کوشش کرنے والا۔ ﴿وَالَّذِينَ سَعَوْا فِيْ اٰيٰتِنَا مُعْجِزِينَ﴾ (22/الحج: 51) ”اور وہ لوگ جو بھاگ دوڑ کرتے ہیں ہماری نشانیوں میں ہرانے والا ہوتے ہوئے۔“

ن د م

(س)

نَدَمًا

پشیمان ہونا۔ شرمندہ ہونا۔

نَادِمٌ

اسم الفاعل ہے۔ پشیمان ہونے والا۔ آیت زیر مطالعہ۔

نَدَامَةً

اسم ذات ہے۔ پشیمانی۔ شرمندگی۔ ﴿وَأَسْرَوْا النَّدَامَةَ لَمَّا رَأَوْا الْعَذَابَ ۝﴾ (10/یونس: 54) ”اور چھپائیں گے پشیمانی کو جب وہ لوگ دیکھیں گے عذاب۔“

ترکیب

نَبَاً کا مضاف الیہ اِبْنِیْنِ تھا جو آگے اَدَمَ کا مضاف بنا تو اس کا نون گر گیا۔ بِبَاسِطِ اسم الفاعل ہے۔ اس نے فعل کا عمل کیا ہے اور اس کا مفعول یَدَا تھا۔ یائے متکلم اس کا مضاف الیہ ہے اس لیے یَدَا کی تین ختم ہوئی اور یَدِ استعمال ہوا۔ بِاِثْمِیْ کی بَا پر عطف ہونے کی وجہ سے اِثْمِکَ حالت جر میں آیا ہے۔ فَطَوَّعَتْ کا فاعل نَفْسُهُ ہے۔ غُرَابًا نکرہ مخصوصہ ہے اور یَبْحَثُ فی الارْضِ اس کی خصوصیت ہے۔ لِیُزِیْہُ میں ضمیر فاعلی اللہ کے لیے ہے اور ضمیر مفعولی قاتل کے لیے ہے۔ یُوَارِیْ کی ضمیر فاعلی بھی قاتل کے لیے ہے۔ هٰذَا الْغُرَابِ مرکب اشاری مِثْلُ کا مضاف الیہ ہے اس لیے الْغُرَابِ حالت جر میں آیا ہے جبکہ مِثْلُ کی نصب اَکُوْنُ کی خبر ہونے کی وجہ سے ہے۔ فَأُوَارِیْ کا فاسیہ ہے جس نے مضارع اُوَارِیْ کو نصب دی ہے۔

ترجمہ

وَائْتَلَّ عَلَيْهِمُ	نَبَاً اِبْنِیْ اَدَمَ	بِالْحَقِّ	اِذْ
اور آپ پڑھ کر سنائیں ان لوگوں کو	حضرت آدمؑ کے دو بیٹوں کی خبر	حق کے ساتھ	جب

قَرَّبَا	قُرْبَانًا	فَتَقَبَّلَ	مِنْ أَحَدِهِمَا	وَكَمْ يُتَقَبَّلُ
ان دونوں نے پیش کی	ایک قربانی	تو قبول کی گئی	ان دونوں کے ایک سے	اور نہیں قبول کی گئی

مِنَ الْآخِرِ ط	قَالَ	لَا فُتْنُكَ ط	قَالَ	إِنَّمَا
دوسرے سے	اس نے کہا	میں لازماً قتل کروں گا تجھ کو	اس نے کہا	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ

يَتَقَبَّلُ	اللَّهُ	مِنَ الْمُتَّقِينَ ④	لِيُنْجِي	بَسَطَتْ	إِنِّي	يَدَاكَ
قبول کرتا ہے	اللہ	تقویٰ کرنے والوں سے	البتہ اگر	تو بڑھائے گا	میری طرف	اپنا ہاتھ

لِتَقْتُلُنِي	مَا أَنَا	بِبَاسِطٍ	يَدَيَّ	إِلَيْكَ	لَا فُتْنُكَ ⑤
تا کہ تو قتل کرے مجھ کو	تو میں	بڑھانے والا نہیں ہوں	اپنا ہاتھ	تیری طرف	کہ میں قتل کروں تجھ کو

إِنِّي	أَخَافُ	اللَّهُ	رَبِّ الْعَالَمِينَ ⑥	إِنِّي	أُرِيدُ
بیشک میں	ڈرتا ہوں	اللہ سے	جو تمام عالموں کا پرورش کرنے والا ہے	بیشک میں	چاہتا ہوں

أَنْ	تَبَوَّأَ	يَا شَيْئِي	وَأَشْهَكَ	فَتَكُونُ	مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ ⑦
کہ	تو لوٹے	میرے گناہ کے ساتھ	اور اپنے گناہ کے ساتھ	نیتجتاً تو ہو جائے	آگ والوں میں سے

وَذَلِكَ	جَزَاءُ الظَّالِمِينَ ⑧	فَطَوَّعَتْ	لَهُ	نَفْسُهُ	فَقَتَلَ أَخِيهِ
اور یہ (ہی)	ظلم کرنے والوں کا بدلہ ہے	پس راضی کیا	اس کو	اس کے نفس نے	اپنے بھائی کے قتل پر

فَقَتَلَهُ	فَأَصْبَحَ	مِنَ الْخُسِرِينَ ⑨	فَبَعَثَ	اللَّهُ	عُرَابًا
تو اس نے قتل کیا اس کو	نیتجتاً وہ ہو گیا	خسارہ اٹھانے والوں میں سے	پھر بھیجا	اللہ نے	ایک ایسا کوا

يَبْحَثُ	فِي الْأَرْضِ	لِيُريَهُ	كَيْفَ	يُؤَارِي	سَوَاءَ أَخِيهِ ط
جو گھومتا ہے	زمین میں	تا کہ وہ (یعنی اللہ) دکھائے اس کو	(کہ) کیسے	وہ چھپائے	اپنے بھائی کی لاش کو

قَالَ	يُؤْيِلُنِي	أَ	عَجَزْتُ	أَنْ	أَكُونُ	مِثْلَ هَذَا الْعُرَابِ
اس نے کہا	ہائے میری بدبختی	کیا	میں عاجز ہوا	(اس سے بھی) کہ	میں ہوتا	اس کوئے کے جیسا

فَأَوَارَى	سَوَاءَ أَخِي ⑩	فَأَصْبَحَ	مِنَ الْمُدْمِينَ
تو میں چھپاتا	اپنے بھائی کی لاش کو	پھر وہ ہو گیا	پشیمان ہونے والوں میں سے

قرآن کریم کوئی قصہ کہانی یا تاریخ کی کتاب نہیں ہے اس لیے اس میں کسی واقعہ کو تفصیلات کے ساتھ اول سے آخر تک بیان نہیں کیا جاتا۔ البتہ ہدایت کے لیے گزشتہ اقوام کی سرگزشت میں عبرت اور نصیحت کے پہلو کو نمایاں کیا جاتا ہے۔ اس لیے قرآن کا عام اسلوب یہ ہے کہ اکثر پورا واقعہ ایک جگہ بیان نہیں کرتا، بلکہ اس کے جتنے حصے سے اس جگہ کی نصیحت کا تعلق ہوتا ہے، اس کا وہی حصہ وہاں بیان کرتا ہے (معارف القرآن)۔ اس لیے قرآن مجید کا مطالعہ کرنے والوں کے حق میں مفید بات یہ ہے کہ وہ ان تفصیلات کی تلاش میں کولبس نہ بنیں، جنہیں قرآن مجید نے نظر انداز کر دیا ہے اور اپنی توجہ کو مقصود کلام پر مرکوز کریں ورنہ ہدایت سے محرومی کا اندیشہ ہے۔

ترکیب

قائیل کو یہ جان کر کہ اس کی قربانی قبول نہیں ہوئی ہائیل پر غصہ آیا کہ اس کی قربانی کیوں قبول ہوئی۔ حالانکہ اس کی قربانی قبول نہ ہونے میں ہائیل کا کوئی دخل نہیں تھا بلکہ قصور اس کا اپنا تھا۔ لیکن جب آدمی پر حسد کا دورہ پڑتا ہے تو اس کو اپنی نالائقیات نظر نہیں آتیں، بلکہ وہ اپنی ناکامی کے اسباب دوسروں پر ڈالتا ہے (تدبر القرآن)۔ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ میں حاسد کے حسد کے علاج کا ذکر کیا گیا ہے کہ کسی کو جب یہ نظر آئے کہ کسی شخص کو اللہ تعالیٰ نے کوئی نعمت عطا فرمائی ہے جو اس کو حاصل نہیں ہے تو اس کو چاہیے کہ اپنی عملی کوتاہی اور گناہوں کی اصلاح کی فکر کرے۔

### آیت نمبر (32 تا 34)

﴿مِنْ أَجْلِ ذَٰلِكَ ۖ كَتَبْنَا عَلَىٰ بَنِي إِسْرَءِيلَ أَنَّهُ مَن قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا ۖ وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا ۖ وَلَقَدْ جَاءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنَاتِ ۖ ثُمَّ إِنَّ كَثِيرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذَٰلِكَ فِي الْأَرْضِ لَمُسْرِفُونَ ۝ إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَن يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ ۚ ذَٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِن قَبْلِ أَن تَقْدِرُوا عَلَيْهِمْ ۖ فَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝﴾

ن ف و

(ن) نفوا کسی کو کسی جگہ سے ہٹانا۔ نکالنا۔ (۱) ملک بدر کرنا۔ (۲) قید کرنا۔ آیت زیر مطالعہ۔

اِنَّہ میں ضمیر الشان ہے۔ فسادی کی جرتا رہی ہے کہ یہ بغیر کا دوسرا مضاف الیہ ہے۔ قتل کا مفعول الناس ہے اور جمیعاً تمیز ہے۔ احیاء کی ضمیر نفسا کے لیے ہے۔ ان کا اسم کثیراً مِنْهُمْ ہے اور لمُسْرِفُونَ اس کی خبر ہے۔

ترکیب

مِنْ أَجْلِ ذَٰلِكَ ۖ	كَتَبْنَا	عَلَىٰ بَنِي إِسْرَءِيلَ	أَنَّهُ	مَنْ	قَتَلَ
اس وجہ سے	ہم نے فرض کیا	بنی اسرائیل پر	کہ حقیقت یہ ہے کہ	جس نے	قتل کیا

ترجمہ

نَفْسًا	بِغَيْرِ نَفْسٍ	أَوْ	فَسَادٍ	فِي الْأَرْضِ	فَكَأَنَّمَا	قَتَلَ
کسی جان کو	کسی جان کے (بدلے کے) بغیر	یا	کسی فساد کے بغیر	زمین میں	تو گویا کہ	اس نے قتل کیا

النَّاسِ	جَمِيعًا	وَمَنْ	أَحْيَاهَا	فَكَأَنَّمَا	أَحْيَا	النَّاسِ
انسانوں کو	تمام کے تمام	اور جس نے	زندہ رکھا اس کو	تو گویا کہ	اس نے زندہ رکھا	انسانوں کو

جَمِيعًا	وَلَقَدْ جَاءَتْهُمْ	رُسُلُنَا	بِالْبَيِّنَاتِ	ثُمَّ	إِنَّ
تمام کے تمام	اور آپکے ہیں ان کے پاس	ہمارے رسول	واضح (نشانیوں) کے ساتھ	پھر	بیشک

كَثِيرًا مِّنْهُمْ	بَعْدَ ذَٰلِكَ	فِي الْأَرْضِ	لَمُسْرِفُونَ ۝	إِنَّمَا
ان میں سے اکثر	اس کے بعد	زمین میں	یقیناً حد سے تجاوز کرنے والے ہیں	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ



جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ	اللَّهُ	وَرَسُولُهُ	وَيَسْعَوْنَ 53	فِي الْأَرْضِ
ان لوگوں کی سزا جو	اللہ سے	اور اس کے رسول سے	اور بھاگ دوڑ کرتے ہیں	زمین میں
فَسَادًا	أَنْ	يُقْتَلُوا	أَوْ يُصَلَّبُوا	أَوْ تُقَطَّعَ
فساد پھیلانے کو	(یہ ہے) کہ	وہ لوگ قتل کیے جائیں	یا سولی دیئے جائیں	یا کاٹے جائیں
أَيُّدِيهِمْ	وَأَرْجُلُهُمْ	مِّنْ خِلَافٍ	أَوْ يُنْفَوْا	مِنَ الْأَرْضِ ط
ان کے ہاتھ	اور ان کے پیر	مخالف (طرف) سے	یا وہ قید کیے جائیں	زمین سے (نکال کر)
لَهُمْ	خِزْيٌ	فِي الدُّنْيَا	وَلَهُمْ	عَذَابٌ عَظِيمٌ ٥٤
ان کے لیے	رسوائی ہے	دُنیا میں	اور ان کے لیے	ایک عظیم عذاب ہے
إِلَّا الَّذِينَ	تَابُوا	مِن قَبْلِ	أَنْ	تَقْدِرُوا عَلَيْهِمْ ٥٥
سوائے ان کے جنہوں نے	توبہ کی	اس سے پہلے	کہ	تم لوگ قابو پاؤ
أَنَّ اللَّهَ	عَفُوٌّ رَّحِيمٌ			
کہ اللہ	بخشنے والا رحم کرنے والا ہے			

نوٹ-1 اللہ اور اس کے رسول سے لڑنے کا مطلب ہے اسلام کے عدل اجتماعی اور اس کے قوانین کے خلاف تگ و دو کرنا۔ چھوٹے پیمانے پر راہزانی و ڈکیتی ہو یا بڑے پیمانے پر اسلامی نظام کی جگہ کوئی دوسرا نظام قائم کرنے کی جدوجہد ہو، وہ راصل اللہ اور اسکے رسول کے خلاف جنگ ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے تعزیرات ہند میں ہر اس شخص کو جو ہندوستان میں برطانوی حکومت کا تختہ الٹنے کی کوشش کرے، بادشاہ کے خلاف لڑائی (WAGING WAR AGAINST THE KING) کا مجرم قرار دیا گیا تھا۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ-2 مختلف سزائیں بیان کر دی گئی ہیں۔ اب یہ عدالت کا کام ہے کہ ہر مجرم کو اس کے جرم کی نوعیت کے مطابق سزا دے (تفہیم القرآن)۔ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ کے متعلق حضرت عمرؓ نے فیصلہ فرمایا تھا کہ اگر مجرم کو یہاں سے نکال کر دوسرے شہروں میں آزاد چھوڑ دیا جائے تو وہاں کے لوگوں کو ستائے گا۔ اس لیے ایسے مجرم کو قید کر دیا جائے۔ یہی اس کو زمین سے نکالنا ہے کہ زمین میں کہیں چل پھر نہیں سکتا۔ امام ابوحنیفہؒ نے بھی یہ اختیار فرمایا ہے۔ (معارف القرآن)

نوٹ-3 شریعت اسلام میں سزاؤں کی تین قسمیں ہیں۔ (1) تعزیرات۔ (2) قصاص اور (3) حدود۔ جن جرائم کی سزا قرآن و سنت نے متعین نہیں کی بلکہ حکام کی صوابدید پر چھوڑا ہے ان کو تعزیرات کہتے ہیں۔ حالات کے تحت یہ سزائیں ہلکی یا سخت بھی کی جاسکتی ہیں اور معاف بھی کی جاسکتی ہیں۔ ان میں حکام کے اختیارات وسیع ہیں۔ جن جرائم کی سزائیں قرآن و سنت نے متعین کر دی ہیں ان میں سے ایک قسم کی سزا کو قصاص کہتے ہیں۔

ان میں حقوق العباد کا پہلو غالب ہے۔ اس لیے جرم ثابت ہو جانے کے بعد عدالت یا حکومت کو مجرم کی سزا <sup>33</sup> دینی چاہیے یا معاف کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ البتہ یہ اختیار نہیں ہے۔ البتہ یہ اختیار متاثر بندے یا مقتول کے ولی کو حاصل ہو جاتا ہے۔ وہ چاہے تو سزا دلوائے یا قصاص لے لے یا فی سبیل اللہ معاف کر دے۔

قرآن و سنت کی معین کردہ سزائوں کی دوسری قسم کو حدود کہتے ہیں۔ ان میں حقوق اللہ کا پہلو غالب ہے۔ اس لیے جرم ثابت ہو جانے کے بعد سزائیں معمولی سا تغیر و تبدل یا کمی بیشی کرنے کی حکومت یا عدالت یا متاثر بندے کو اجازت نہیں ہے۔ اسی طرح توبہ کر لینے سے بھی دنیوی سزا معاف نہیں ہوگی۔ البتہ مخلصانہ توبہ سے آخرت کا گناہ معاف ہو جاتا ہے۔ حدود اللہ میں سفارش کرنے اور سننے سے رسول اللہ ﷺ نے سختی سے منع فرمایا ہے۔

حدود کی سزائیں سخت ہیں اور ان کے نفاذ کا قانون بھی سخت ہے لیکن معاملہ کو معتدل کرنے کے لیے ثبوت مجرم کی شرطیں بھی سخت رکھی گئی ہیں۔ اور ثبوت میں ادنیٰ سا شبہ بھی پایا تو حد ساقط ہو جاتی ہے البتہ تعزیری سزا دی جاسکتی ہے۔ مثلاً زنا کے ثبوت میں تین گواہ ہیں جو ثقہ ہیں جن پر چھوٹ کا شبہ نہیں ہو سکتا مگر از روئے شریعت چوتھا گواہ نہ ہونے کی وجہ سے حد شرعی جاری نہیں ہوگی لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ اس کو کھلی چھٹی دے دی جائے گی۔ بلکہ عدالت اس کو مناسب تعزیری سزا دے گی۔

(معاف القرآن سے ماخوذ)

### آیت نمبر (35 تا 37)

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ أَنَّ لَهُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ لَيَفْتَدُوا بِهِ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيَمَةِ مَا تُقْبَلُ مِنْهُمْ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ يُرِيدُونَ أَنْ يُخْرِجُوا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِخُرُجِينَ مِنْهَا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيمٌ ۝﴾

و س ل

(ض)

وَسِيلَةً کسی چیز کی طرف رغبت کے ساتھ پہنچنا (مفردات القرآن)۔ اللہ تک تقرب حاصل کرنا۔ (المنجد)  
وَسِيلَةً اسم ذات بھی ہے۔ تقرب۔ قربت۔ آیت زیر مطالعہ۔

وَابْتَغُوا کا مفعول اَلْوَسِيلَةَ ہے۔ اِلَيْهِ اور سَبِيلِهِ کی ضمیریں اَللّٰهُ کے لیے ہیں۔ لَوْ شرطیہ ہے۔ مِثْلَهُ اور مَعَهُ کی ضمیریں مَا فِي الْأَرْضِ کے لیے ہیں۔ جَمِيعًا تمیز ہے۔ مَا تُقْبَلُ ماضی مجہول ہے لیکن یہ لَوْ کا جواب شرط ہے اس لیے اس کا ترجمہ مستقبل میں ہوگا۔

ترکیب

ترجمہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا	اتَّقُوا اللَّهَ	وَابْتَغُوا إِلَيْهِ	الْوَسِيلَةَ
اے لوگو جو ایمان لائے	تم لوگ تقویٰ کرو	اللہ کا	اور تلاش کرو
اس کی طرف	قربت کو		

وَجَاهِدُوا	فِي سَبِيلِهِ	لَعَلَّكُمْ	تُفْلِحُونَ ۝	إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا	لَوْ
اور تم لوگ جدوجہد کرو	اس کی راہ میں	شانہ کہ تم	فلاح پاؤ	یقیناً جنہوں نے	کفر کیا
					اگر

اِنَّ	لَهُمْ	مَا	فِي الْاَرْضِ	جَمِيعًا	وَمِثْلَهُ	۷۵۳ مَعَهُ
یہ کہ	ان کے لیے	وہ ہو جو	زمین میں ہے	سب کا سب	اور اس کے جیسا	اس کے ساتھ

لِيَقْتُلُوْا	بِهِ	مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيَمَةِ	مَا تُقْبَلُ
تاکہ وہ خود کو چھڑائیں	جسے دے کر	قیامت کے دن کے عذاب سے	تو وہ قبول نہیں کیا جائے گا

مِنْهُمْ ۷	وَلَهُمْ	عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۸	يُرِيْدُوْنَ	اَنْ	يَخْرُجُوْا	مِنَ النَّارِ
ان سے	اور ان کے لئے	ایک دردناک عذاب ہے	وہ لوگ چاہیں گے	کہ	وہ نکلیں	آگ سے

و	مَا هُمْ	بِخُرُجِيْنَ	مِنْهَا ۹	وَلَهُمْ	عَذَابٌ مُّقِيمٌ ۱۰
حالانکہ	وہ لوگ	نکلنے والے نہیں ہیں	اس سے	اور ان کے لئے	ایک ہمیشہ قائم رہنے والا عذاب ہے

نوٹ-1

عربی وَسِيْلَةٌ کے معنی میں بھی آتا ہے اور ”ذریعہ“ کے معنی میں بھی لیکن قرآن مجید میں یہ لفظ دو جگہ آیا ہے اور دونوں جگہ قربت کے معنی میں آیا ہے اذان سننے کے بعد ہم جو دعائیں گتے ہیں اس میں یہ لفظ قربت کے مقام کے لئے آیا ہے۔

اس کی تفسیر میں حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ خدا کے منع کردہ کاموں سے رُکے رہو اور اس کی طرف قربت تلاش کرو حضرت مجاہدؒ، حضرت ابو وائلؒ، حضرت حسنؒ، حضرت ابن زیدؒ اور بہت سے مفسرین سے بھی یہی مروی ہے حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں کہ خدا کی اطاعت اور اس کی مرضی کے اعمال سے اس قریب ہوتے جاؤ۔ ان ائمہ نے وسیلے کے جو معنی اس آیت میں کیے ہیں اس پر سب مفسرین کا گویا اجماع ہے اور کسی ایک کا بھی خلاف نہیں ہے ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ وسیلے سے بڑا اور درجہ جنت میں کوئی نہیں ہے پس تم اللہ تعالیٰ سے میرے لئے وسیلے کے ملنے کی دعا کرو۔ (لفظ وسیلۃ کے معنی کے لیے دیکھیں معارف القرآن اور تفسیر ماجدی)۔ (منقول از ابن کثیر)

### آیت نمبر (38 تا 40)

﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا اَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنْ اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۳۸﴾  
 ﴿فَمَنْ تَابَ مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهِۦ وَاصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ ط اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۳۹﴾ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ  
 مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاءُ وَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاءُ ط وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۴۰﴾

س ر ق

(ض) سَرْقَةٌ کوئی چیز چُرانا۔ ﴿يَا بَا نَا اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ﴾ (12/ يوسف: 81) ”اے ہمارے باپ بیشک آپ کے بیٹے نے چوری کی۔“

سَارِقٌ اسم الفاعل ہے۔ چوری کرنے والا۔ چور۔ آیت زیر مطالعہ۔

(افتعال) اسْتَرَقَا اہتمام سے چُرانا۔ ﴿اِلَّا مِّنْ اسْتَرْقَى السَّمْعُ﴾ (15/ الحجر: 18) ”سوائے اس کے جس نے چپکے سے چُرایا سننے کو۔“

## ترکیب

السَّارِقُ اور السَّارِقَةُ پر لام جنس ہے اور یہ مبتدا ہونے کی وجہ سے حالت رفع میں ہیں۔ ان کی خبر محذوف ہے جو اِذَا سَرَقًا ہو سکتی ہے۔ اِذَا محذوف کا جواب شرط فَاَقْطَعُوا ہے۔ جَزَاءً اور نَكَالًا حال ہیں۔

## ترجمہ

وَالسَّارِقُ	وَالسَّارِقَةُ	فَاَقْطَعُوا	اَيَّدِيَهُمَا
اور چوری کرنے والا	اور چوری کرنے والی (جب چوری کریں)	تو کاٹ دو	ان دونوں کے ہاتھ

جَزَاءً	بِمَا	كَسَبَا	نَكَالًا	مِّنَ اللّٰهِ ط	وَاللّٰهُ
بدلہ ہوتے ہوئے	بسبب اس کے جو	ان دونوں نے کمایا	عبرت ہوتے ہوئے	اللہ (کی طرف) سے	اور اللہ

عَزِيزٌ	حَكِيمٌ ۞	فَمَنْ	تَابَ	مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهِ	وَاصْلَحَ	فَاِنَّ اللّٰهَ
بالادست ہے	حکمت والا ہے	پھر جس نے	توبہ کی	اپنے ظلم کے بعد	اور اصلاح کی	تو یقیناً اللہ

يَتُوبُ عَلَيْهِ ط	اِنَّ اللّٰهَ	غَفُورٌ	رَّحِيمٌ ۞	اَلَمْ	تَعْلَمَ
اس کی توبہ قبول کرتا ہے	بیشک اللہ	بے انتہا بخشنے والا ہے	ہر حال میں رحم کرنے والا ہے	کیا	تو نے نہیں جانا

اِنَّ	اللّٰهَ	لَهُ	مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط	يُعَذِّبُ	مَنْ
کہ	اللہ	اس کی ہی ہے	زمین اور آسمانوں کی بادشاہت	وہ عذاب دیتا ہے	اس کو، جس کو

يَشَاءُ	وَيَغْفِرُ	لِمَنْ	يَشَاءُ ط	وَاللّٰهُ	عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ	قَدِيرٌ ۞
وہ چاہتا ہے	اور وہ بخش دیتا ہے	اس کو، جس کو	وہ چاہتا ہے	اور اللہ	ہر چیز پر	قادر ہے

## نوٹ-1

متعدد احادیث میں مختلف اشیاء کی چوری پر ہاتھ کاٹنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ ان احادیث اور حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے فیصلوں کی بنیاد پر مختلف فقہاء نے مختلف چیزوں کو ہاتھ کاٹنے کے حکم سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک پھل، گوشت، پکا ہوا کھانا، غلہ جس کا ابھی کھلیان نہ کیا گیا ہو، کھیل اور موسیقی کے آلات، چرتے ہوئے جانور اور بیت المال کی چوری ہاتھ کاٹنے کی سزا سے مستثنیٰ ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسے چوروں پر حد جاری نہیں ہوگی بلکہ ان کو مناسب تعزیری سزا دی جائے گی۔ (تفہیم القرآن)

## نوٹ-2

فقہاء اس پر متفق ہیں کہ چور اگر چوری کرنے کے بعد، خواہ گرفتاری سے پہلے یا بعد میں، توبہ کر لے تو دُناوی سزا یعنی ہاتھ کاٹنے کی سزا معاف نہیں ہوگی۔ اس کی توبہ قبول ہونے کا مطلب آخرت کے عذاب سے معافی ملنا ہے۔ (معارف القرآن)

## آیت نمبر (5) المائدہ: 41 تا 43

﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ لَا يَحْزُنَكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِينَ قَالُوا آمَنَّا بِأَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوبُهُمْ ۚ وَمِنَ الَّذِينَ هَادُوا ۖ سَمَّعُونَ لِلْكَذِبِ سَمَّعُونَ لِقَوْمٍ آخَرِينَ ۖ لَمْ يَأْتُوكَ ۖ يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِهِ ۚ يَقُولُونَ إِنْ أُوتِيتُمْ هَذَا فَخُذُوهُ وَإِنْ لَمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوا ۖ وَمَنْ يُرِدِ اللَّهُ فِتْنَتَهُ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا ۖ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَمْ يُرِدِ اللَّهُ أَنْ يُطَهِّرْ قُلُوبَهُمْ ۚ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ ۖ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ سَمَّعُونَ لِلْكَذِبِ أَكَلُونَ لِلسُّحْتِ ۖ فَإِنْ جَاءُوكَ فَاحْكُم بَيْنَهُمْ أَوْ أَعْرِضْ عَنْهُمْ ۚ وَإِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَضُرُّوكَ شَيْئًا ۖ وَإِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُم بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ۖ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ۝ وَكَيْفَ يُحْكُمُونَكَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرَةُ فِيهَا حُكْمُ اللَّهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ ۖ وَمَا أُولَٰئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ ۚ﴾

س ح ت

(ف) سَحْتًا پھل سے چھلکا اُتارنا یا گوشت سے چربی پھیلنا۔ کسی کو ہلاک کرنا۔

سُحْتٌ حرام اور ناپاک کمائی جو دنیا میں عار اور آخرت میں ہلاکت کا سبب بنے۔ آیت زیر مطالعہ۔

(انفال) اِسْحَاتًا جڑ سے اکھاڑ دینا۔ بیخ کنی کرنا۔ ﴿لَا تَقْتُلُوا عَلَى اللَّهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ﴾

(20/ط: 61) ”تم لوگ مت باندھو اللہ پر جھوٹ ورنہ وہ اکھاڑ پھینکے گا تم لوگوں کو عذاب سے۔“

ترجمہ

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ	لَا يَحْزُنَكَ	الَّذِينَ	يُسَارِعُونَ	فِي الْكُفْرِ
اے رسول	چاہیے کہ غمگین نہ کریں آپ کو	وہ لوگ جو	بھاگ دوڑ کرتے ہیں	کفر میں

مِنَ الَّذِينَ	قَالُوا	آمَنَّا	بِأَفْوَاهِهِمْ	وَلَمْ تُؤْمِنْ
ان میں سے جنہوں نے	کہا	ہم ایمان لائے	اپنے منہ سے	حالانکہ ایمان لائے ہی نہیں

قُلُوبُهُمْ ۚ	وَمِنَ الَّذِينَ	هَادُوا ۖ	سَمَّعُونَ	لِلْكَذِبِ
ان کے دل	اور ان میں سے جو	یہودی ہیں	بہت ٹوہ لگانے والے ہیں	جھوٹ (پھیلانے) کے لیے

سَمَّعُونَ	لِقَوْمٍ آخَرِينَ ۖ	لَمْ يَأْتُوكَ ۖ	يُحَرِّفُونَ
جاسوسی کرنے والے ہیں	ایک دوسری قوم کے لیے	جو ابھی نہیں آئے آپ کے پاس	وہ لوگ پھیرتے ہیں

الْكَلِمَ	مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِهِ ۚ	يَقُولُونَ	إِنْ	أُوتِيتُمْ	هَذَا
کلاموں کو	ان کے رکھنے کی جگہوں (کے تعین) کے بعد سے	کہتے ہیں	اگر	تم لوگوں کو دیا جائے	یہ

فَخَذُوهُ	وَإِنْ	لَمْ تُؤْتَوْهُ	فَاحْذَرُوا ۖ	وَمَنْ	يُرِدِ	اللَّهُ
-----------	--------	-----------------	---------------	--------	--------	---------



تو پکڑ لو اس کو	اور اگر	تم کو نہ دیا جائے وہ	تو تم لوگ بچو	اور جس کے لیے	ارادہ کرتا ہے	اللہ
-----------------	---------	----------------------	---------------	---------------	---------------	------

53

فِشْتَنَّهُ	فَكَنْ تَمْلِكْ	لَهُ	مِنْ اللَّهِ	شَيْئًا	أُولَئِكَ
اس کی آزمائش کا	تو آپ کو ہرگز اختیار نہیں	اس کے لیے	اللہ سے	کچھ بھی	وہ لوگ ہیں

الَّذِينَ	لَمْ يُرِدْ	اللَّهُ	أَنْ	يُطَهَّرَ	قُلُوبُهُمْ	لَهُمْ	فِي الدُّنْيَا
جن کے لیے	ارادہ نہیں کیا	اللہ نے	کہ	وہ پاک کرے	ان کے دلوں کو	ان کے لیے	دنیا میں

خِزْمِي	وَلَهُمْ	فِي الْآخِرَةِ	عَذَابٌ عَظِيمٌ	سَمْعُونَ
ایک رسوائی ہے	اور ان کے لیے	آخرت میں	ایک عظیم عذاب ہے	بہت ٹوہ لگانے والے

لِلْكَذِبِ	أَكَلُونَ	لِلشَّحْتِ	وَإِنْ	جَاءَ وَكَ
جھوٹ (پھیلانے) کے لیے	رج کے کھانے والے	حرام کی کمائی	پھر اگر	وہ لوگ آئیں آپ کے پاس

فَاحْكُمْ	بَيْنَهُمْ	أَوْ	أَعْرِضْ	عَنْهُمْ	وَإِنْ	تُعْرِضْ	عَنْهُمْ
تو آپ فیصلہ کریں	ان کے درمیان	یا	اعراض کریں	ان سے	اور اگر	آپ اعراض کریں گے	ان سے

فَكَنْ يَصْرُوكَ	شَيْئًا	وَإِنْ	حَكَمْتَ	فَاحْكُمْ
تو وہ ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکتے آپ کو	کچھ بھی	اور اگر	آپ فیصلہ کریں	تو آپ فیصلہ کریں

بَيْنَهُمْ	بِالْقِسْطِ	إِنَّ اللَّهَ	يُحِبُّ	الْمُقْسِطِينَ	وَكَيفَ
ان کے درمیان	انصاف سے	بیشک اللہ	پسند کرتا ہے	انصاف کرنے والوں کو	اور کیسے

يُحْكُمُونَكَ	وَ	عِنْدَهُمْ	التَّوْرَةُ	فِيهَا	حُكْمُ اللَّهِ
وہ فیصلہ کراتے ہیں آپ سے	اس حال میں کہ	ان کے پاس	تورات ہے	اس میں	اللہ کا حکم ہے

ثُمَّ	يَتَوَلَّوْنَ	مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ	وَمَا أُولَئِكَ	بِالْمُؤْمِنِينَ
پھر	منہ پھیرتے ہیں	اس کے (نزول) کے بعد	اور وہ لوگ	ایمان لانے والے نہیں ہیں

اللہ کی طرف سے کسی کو فتنہ میں ڈالنے کا ایک مطلب یہ ہے، اور یہاں یہی مراد ہے، کہ کسی شخص کے اندر جب برائی پرورش پاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے سامنے ایسے مواقع لاتا ہے جس میں اس کی سخت آزمائش ہوتی ہے، تاکہ وہ سنبھل جائے اور اپنی اصلاح کر لے۔ لیکن اگر وہ پھر بھی نصیحت حاصل نہیں کرتا تو پھر وہ مزید برائی میں پھنستا چلا جاتا ہے۔ یہی اللہ تعالیٰ کا وہ فتنہ ہے جس سے کسی بگڑتے ہوئے انسان کو بچالینا اس کے کسی خیر خواہ کے بس میں نہیں ہوتا۔ (تفہیم القرآن)

53

آیت نمبر (5/ المائدہ: 44 تا 45)

﴿إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرَةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ أَسْلَمُوا لِلَّذِينَ هَادُوا وَالرَّبَّيُّونَ وَالْأَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوا مِنْ كِتَابِ اللَّهِ وَكَانُوا عَلَيْهِ شُهَدَاءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْا اللَّهَ وَلَا تَشْتَرُوا بِآيَتِي ثَمَنًا قَلِيلًا ۖ وَمَنْ لَمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ ۝۳۳﴾ وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ ۖ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ ۖ وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ ۖ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ ۖ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ ۖ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ ۖ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهُ ۖ وَمَنْ لَمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝۳۴﴾

ح ب ر

- (ن) حَبْرًا آراستہ کرنا۔ نقش و نگار بنانا۔  
 (س) حَبْرًا کسی چیز کا اپنے نشانات چھوڑ جانا۔  
 حَبْرًا ح آحْبَارٌ۔ عالم دین (کیونکہ وہ علم سے آراستہ ہوتا ہے اور اپنے علم کے اثرات چھوڑ جاتا ہے)۔  
 آیت زیر مطالعہ۔  
 (افعال) اِحْبَارًا کسی کو مسرور کرنا۔ آؤ بھگت کرنا۔ ﴿فَهُمْ فِي رَوْضَةٍ يُحْبَرُونَ ۝۵﴾ (30/ الروم: 15) ”تو ان لوگوں کی ایک باغ میں آؤ بھگت کی جائے گی۔“

ع ن ف

- (س) اَنْفًا (۱) خود دار ہونا۔ ناک پر مکھی نہ بیٹھنے دینا۔ (۲) ناپسند کرنا۔ ناک بھوں چڑھانا۔  
 اَنْفٌ ہر چیز کی ابتداء جیسے (۱) پہاڑ کی چوٹی۔ (۲) ناک۔ آیت زیر مطالعہ۔  
 اِنْفًا ظرف ہے اس لیے منصوب ہوتا ہے۔ شروع میں۔ ابھی۔ ﴿مَاذَا قَالَ اِنْفَاَتَ﴾ (47/ محمد: 16) ”انہوں نے کیا فرمایا ابھی۔“

ترکیب

جملہ فعل ماضی اَنْزَلْنَا سے شروع ہوا ہے اس لیے یَحْكُمُ سے پہلے كَانَ محذوف مانا جائے گا اور اس کا ترجمہ ماضی میں ہوگا۔  
 النَّبِيُّونَ موصول ہے اور الَّذِينَ اَسْلَمُوا صلہ ہے۔ صلہ اور موصول مل کر یَحْكُمُ کا فاعل ہے۔ جبکہ لِلَّذِينَ هَادُوا یَحْكُمُ سے متعلق ہے۔ اَلرَّبَّيُّونَ اور اَلْأَحْبَارُ بھی یَحْكُمُ کے فاعل ہیں جبکہ بِمَا بھی یَحْكُمُ سے متعلق ہیں۔ عَلَيْهِ کی ضمیر کِتَابِ اللہ کے لیے ہے۔ مَنْ شرطیہ ہے اس لیے لَمْ یَحْكَمْ کا ترجمہ حال میں ہوگا۔

ترجمہ

إِنَّا	أَنْزَلْنَا	التَّوْرَةَ	فِيهَا	هُدًى	وَنُورٌ	يَحْكُمُ	بِهَا
بیشک ہم نے	نازل کیا	تورات کو	اس میں	ہدایت ہے	اور نور ہے	فیصلہ کیا کرتے تھے	اس سے

النَّبِيِّونَ	الَّذِينَ	أَسْلَمُوا	لِلَّذِينَ	هَادُوا	وَالرَّبَّيُّونَ
انبیاء کرام	جنہوں نے	تابع داری کی،	ان کے لیے جو	یہودی ہوئے	اور اللہ والے لوگ (بھی)

وَالْأَحْبَارُ	بِمَا	اسْتُحْفِظُوا	مِنْ كِتَابِ اللَّهِ	وَكَانُوا
اور علماء (بھی)	اس وجہ سے کہ	وہ محافظ بنائے گئے	اللہ کی کتاب کے	اور وہ لوگ تھے
عَلَيْهِ	شُهِدَ آءِ	فَلَا تَخْشَوْا	النَّاسَ	وَ
اس پر	گواہ	پس تم لوگ مت ڈرو	لوگوں سے	اور
بِأَيَّتِي	ثَمَنًا قَلِيلًا	وَمَنْ	لَّمْ يَحْكَمْ	بِمَا
میری آیات کے عوض	تھوڑی سی قیمت	اور جو	فیصلہ نہیں کرتے	اس سے جو
فَأُولَٰئِكَ	هُمْ الْكَافِرُونَ ﴿٥٠﴾	وَكُتِبْنَا	عَلَيْهِمْ	فِيهَا
تو وہ لوگ	ہی کافر ہیں	اور ہم نے لکھا	ان پر	اس میں
وَالْعَيْنِ	بِالْعَيْنِ	وَالْأَنفِ	بِالْأَنفِ	وَالْأُذُنِ
اور وہ آنکھ کا بدلہ ہے	آنکھ سے	اور ناک کا بدلہ ہے	ناک سے	اور کان کا بدلہ ہے
بِالسِّنِّ	وَالْجُرُوحِ	قِصَاصٌ	فَمَنْ	تَصَدَّقَ بِهِ
دانت سے	اور زخموں کا بھی	بدلہ ہے	تو جس نے	اپنا حق چھوڑا
لَهُ	وَمَنْ	لَّمْ يَحْكَمْ	بِمَا	أَنْزَلَ
اس کے لئے	اور جو	فیصلہ نہیں کرتے	اس سے جو	نازل کیا
هُمُ الظَّالِمُونَ	فَأُولَٰئِكَ	اللَّهُ	أَنْزَلَ	اللَّهُ
ہی ظلم کرنے والے ہیں	تو وہ لوگ	اللہ نے	نازل کیا	اللہ نے

السلام وعلیکم رحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ ہم سب کی یہ سعی قبول فرمائے اور آخرت میں نجات کا ذریعہ بنائے جس جس نے بھی اس کار خیر میں مال، جان اور صلاحیتوں کو لگایا اللہ قبول و منظور فرمائے انجمن خدام القرآن فیصل آباد میں اس کے نوٹو کا بی بھی دستیاب ہیں اور محترم ڈاکٹر جہاں زیب صاحب کے اس کتاب میں اضافہ جات کے ساتھ مطالعہ قرآن حکیم کے نام سے دستیاب ہیں

رابطہ کے لئے: [www.khuddam-ul-quran.com](http://www.khuddam-ul-quran.com) info@khuddam-ul-quran.com

0412437781, 0412437618, 03217805614

قرآن اکیڈمی سعید کالونی نمبر 2 کینال روڈ فیصل آباد



768

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
سورة المائدہ (۳)

آیت نمبر (46 تا 50)

﴿وَقَفَّيْنَا عَلَىٰ آثَارِهِم بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَةِ ۚ وَآتَيْنَاهُ الْإِنْجِيلَ فِيهِ هُدًى وَنُورٌ ۚ وَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَةِ وَهُدًى وَ مَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ ۖ وَلِيَحْكُمَ أَهْلَ الْإِنْجِيلِ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فِيهِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ۚ وَ أَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيِّئًا عَلَيْهِ فَاحْكُم بَيْنَهُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ عَمَّا جَاءَكَ مِنَ الْحَقِّ ۚ لِكُلِّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شُرْعَةً وَ مِنْهَا جَآءَ ۚ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً ۚ وَلَكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ ۚ إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ۖ وَ أَنْ أَحْكُمُ بَيْنَهُمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ وَ احْذَرُهُمْ أَنْ يَفْتِنُوكَ عَنْ بَعْضِ مَا أَنزَلَ اللَّهُ إِلَيْكَ ۚ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوا أَنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُصِيبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوبِهِمْ ۚ وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ لَفَاسِقُونَ ۖ أَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ ۚ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَ ۝﴾

ع ث ر

- (ن-ض)      آثَرَا      (1) کسی چیز کا اپنا نشان چھوڑ جانا جو اس کے وجود پر دلیل ہو۔ (2) کسی کا احترام کرنا۔  
آثَرَا      ج آثَارٌ۔ اسم ذات بھی ہے۔ نشان۔ اثر۔ نقش قدم۔ ﴿سَيَبَاطُ فِي وُجُوهِهِمْ مِّنْ آثَرِ السُّجُودِ ط﴾ (48/ الفتح: 29) ”ان کی علامت ان کے چہروں میں ہے۔ سجدوں کے نشان سے۔“  
﴿فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ آثَرِ الرَّسُولِ ط﴾ (20/ ط: 96) ”تو میں نے قبضے میں لیا ایک مٹھی بھر فرشتے کے نقش قدم سے۔“  
اُثَرَةٌ      ج آثَارَةٌ۔ کسی علم کا بقیہ حصہ۔ ﴿إِنِّي نُوْنِي بِكِتَابٍ مِّنْ قَبْلِ هَٰذَا أَوْ آثَرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ﴾ (46/ الاحقاف: 4) ”تم لوگ لاؤ میرے پاس کوئی کتاب اس سے پہلے کی یا کسی علم کے باقی حصے۔“  
اِثَارًا      (افعال)      کسی کو کسی پر ترجیح دینا۔ ﴿بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ط﴾ (87/ الاعلىٰ: 16) ”بلکہ تم لوگ ترجیح دیتے ہو دنیا کی زندگی کو۔“

ہ ی م ن

- (رباعی)      هَيِّنَةً      حفاظت کرنا۔ نگرانی کرنا۔  
مُهَيِّنٌ      اسم الفاعل ہے۔ حفاظت اور نگرانی کرنے والا۔

ش ر ع

- (ف)      شَرَعًا      کسی کے لیے قانون بنانا۔ ﴿شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّينِ مَا وَصَّىٰ بِهِ نُوحًا ط﴾ (42/ الشوریٰ: 13) ”اس نے قانون بنایا تمہارے لیے نظام حیات میں سے، وہی جس کا حکم دیا تھا نوحؑ کو۔“

شُرْعَةٌ

شَرِيعَةٌ

قوانین کا مجموعہ۔ دستور۔ آیت زیر مطالعہ۔

قوانین کی پابندی کرنے کا لائحہ عمل۔ راستہ۔ ضابطہ ﴿ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلَىٰ شَرِيعَةٍ مِّنَ الْأَمْرِ فَاتَّبِعْهَا﴾ (45/الباقیہ: 18) ”پھر ہم نے رکھا آپ ﷺ کو ایک ضابطے پر حکم سے میں، تو آپ ﷺ پیروی کریں اس کی۔“

شُرُوعًا

شَارِعَةٌ

پانی میں گھسنا۔

ج شُرُعٌ۔ اسم الفاعل ہے۔ پانی میں گھسنے والی۔ ﴿إِذْ تَأْتِيهِمْ حِيتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَعًا﴾ (7/الاعراف: 163) ”جب آتیں ان کے پاس ان کی مچھلیاں ان کے ہفتے کے دن پانی میں تیرتی ہوئی۔“

(ف)

ن ه ج

نَهَجًا

مِنْهَاجٌ

راستہ چلنا۔

راستہ۔ آیت زیر مطالعہ۔

(ف)

ترکیب

عَلَىٰ أَثَارِهِمْ کی ضمیر آیت نمبر 44 میں مذکور النَّبِيُّونَ، الرَّبُّونَ اور الْأَحْبَابُ کے لیے ہے۔ مُصَدِّقًا حال ہے۔ وَهُدًى وَ مَوْعِظَةً، یہ دونوں بھی حال ہیں۔ إِلَيْكَ الْكِتَابُ میں الْكِتَابُ پر لام تعریف ہے جبکہ مِنَ الْكِتَابِ میں الْكِتَابُ پر لام جنس ہے۔ عَمَّا دَرَّأ عَنْ مَا ہے۔ اس سے پہلے کوئی ایسا فعل محذوف ہے جس کے ساتھ عَنْ کا صلہ آتا ہے۔ یہاں پر فَتَعْرِضْ محذوف ماننا مناسب ہے۔ وَلَكِنْ کے بعد بھی کوئی فعل محذوف ہے جیسے فَرَّقْتُمُ۔ أَصَابَ۔ يُصِيبُ۔ إِصَابَةً (ٹھیک نشانے پر لگنا لازم ہے لیکن یہاں پر یہ ب کے صلے کے ساتھ آیا ہے اس لیے متعدی ہو گیا یعنی ٹھیک نشانے پر لگانا)۔

ترجمہ

وَقَفَّيْنَا	عَلَىٰ أَثَارِهِمْ	بِعِيسَىٰ ابْنِ مَرْيَمَ	مُصَدِّقًا
اور ہم نے پیچھے بھیجا	ان کے نقوش قدم پر	عیسیٰ ابن مریم کو	تصدیق کرنے والا ہوتے ہوئے

لَهَا	بَيْنَ يَدَيْهِ	مِنَ التَّوْرَةِ	وَأَتَيْنَاهُ	الْإِنْجِيلَ	فِيهِ	هُدًى
اس کی جو	ان کے سامنے ہے	تورات میں سے	اور ہم نے دی ان کو	انجیل	اس میں	ہدایت ہے

وَتُورًا	وَمُصَدِّقًا	لَهَا	بَيْنَ يَدَيْهِ	مِنَ التَّوْرَةِ
اور نور ہے	اور تصدیق کرنے والی ہوتے ہوئے	اس کی جو	اس کے سامنے ہے	تورات میں سے

وَهُدًى	وَمَوْعِظَةً	لِّلْمُتَّقِينَ	وَلِيَحْكُمَ
اور ہدایت ہوتے ہوئے	اور نصیحت ہوتے ہوئے	اللہ سے ڈرنے والوں کے لیے	اور چاہیے کہ فیصلہ کریں





أَهْلُ الْإِنجِيلِ	بِمَا	أَنْزَلَ	اللَّهُ	فِيهِ ط	وَمَنْ	لَّمْ يَحْكَمْ	اس سے جو	أَنْزَلَ
انجیل والے	اس سے جو	اُتارا	اللہ نے	اس میں	اور جو	فیصلہ نہیں کرتا	اس سے جو	نازل کیا

اللَّهُ	فَأُولَٰئِكَ	هُمْ الْفَاسِقُونَ ۝	وَأَنْزَلْنَا	إِلَيْكَ	الْكِتَابَ
اللہ نے	تو وہ لوگ	ہی نافرمانی کرنے والے ہیں	اور ہم نے نازل کیا	آپ کی طرف	اس کتاب کو

بِالْحَقِّ	مُصَدِّقًا	لِّمَا	بَيْنَ يَدَيْهِ	مِنَ الْكِتَابِ	وَمَهْمَنِا
حق کے ساتھ	تصدیق کرنے والی ہوتے ہوئے	اس کی جو	اس کے سامنے ہے	کتابوں میں سے	اور نگر اس ہوتے ہوئے

عَلَيْهِ	فَأَحْكُمُ	بَيْنَهُمْ	بِمَا	أَنْزَلَ	اللَّهُ	وَلَا تَتَّبِعْ
ان پر	پس آپ فیصلہ کریں	ان کے درمیان	اس سے جو	نازل کیا	اللہ نے	اور آپ پیروی مت کریں

أَهْوَاءَهُمْ	عَمَّا	جَاءَكَ	مِنَ الْحَقِّ ط	لِغُلِّ
ان کی خواہشات کی	(ورنہ آپ گریز کریں گے) اس سے جو	آیا آپ کے پاس	حق میں سے	سب کے لیے

جَعَلْنَا	مِنْكُمْ	شِرْعَةً	وَمِنْهَا جَا ط	وَكُو	شَاءَ	اللَّهُ	لَجَعَلَكُمْ
ہم نے بنایا	تم میں سے	ایک دستور	اور ایک راستہ	اور اگر	چاہتا	اللہ	تو وہ بناتا تم کو

أُمَّةً وَاحِدَةً	وَلَكِنْ	لِّيَبْلُوَكُمْ	فِي مَآ	اتَّكُمُ
ایک اُمت	اور لیکن (اس نے فرق رکھا تم میں)	تا کہ وہ آزمائے تم کو	اس میں جو	اس نے دیا تم کو

فَاسْتَبِقُوا	الْخَيْرَاتِ ط	إِلَى اللَّهِ	مَرْجِعُكُمْ	جَبِيعًا
پس سبقت کرو	بھلائیوں میں	اللہ کی طرف ہی	تمہارے لوٹنے کی جگہ ہے	سب کی

فَيُبَيِّنُكُمْ	بِمَا	كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ۝	وَأِنْ	أَحْكُمُ
پھر وہ بتلائے گا تم کو	وہ،	تم لوگ اختلاف کیا کرتے تھے جس میں	اور یہ کہ	آپ فیصلہ کریں

بَيْنَهُمْ	بِمَا	أَنْزَلَ	اللَّهُ	وَلَا تَتَّبِعْ	أَهْوَاءَهُمْ
ان کے درمیان	اس سے جو	نازل کیا	اللہ نے	اور آپ پیروی مت کریں	ان کی خواہشات کی

وَاحِدًا لَهُمْ	أَنْ	يَفْتِنُوكَ	عَنْ بَعْضِ مَا	أَنْزَلَ	اللَّهُ
اور ان سے محتاط رہیں	کہ (کہیں)	وہ لوگ پھسلا دیں آپ کو	اس کے بعض سے جو	نازل کیا	اللہ نے

إِلَيْكَ ط	فَإِنْ	تَوَلَّوْا	فَاعْلَمُ	أَنَّمَا	يُرِيدُ	اللَّهُ
آپ کی طرف	پھر اگر	وہ لوگ روگردانی کریں	تو جان لو	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	چاہتا ہے	اللہ

أَنْ	يُصِيبَهُمْ	بِبَعْضِ ذُنُوبِهِمْ ط	وَأَنَّ	كَثِيرًا	مِّنَ النَّاسِ
کہ	وہ نشانہ بنائے ان کو	ان کے گناہوں کے کچھ سے	اور یقیناً	بہت	لوگوں

## ۛۛۛۛ

لَفْسُقُونَ ۛ	أَفْكَهَ الْجَاهِلِيَّةِ	يَبْعُونَ ۛ	وَمَنْ	أَحْسَنُ
تو حکم عدولی کرنے والے ہیں	تو کیا جاہلیت کا فیصلہ	وہ لوگ چاہتے ہیں	اور کون	زیادہ اچھا ہے
مِنَ اللَّهِ	حُكْمًا	لِقَوْمٍ	يُوقِنُونَ ۛ	
اللہ سے	بلحاظ فیصلہ کرنے کے	ایسے لوگوں کے لیے	جو یقین کرتے ہیں	

نوٹ-1

جاہلیت کا لفظ اسلام کے مقابلے میں استعمال کیا جاتا ہے (یعنی جو طریقہ اسلامی تعلیمات سے مطابقت نہیں رکھتا وہ جاہلیت ہے)۔ اسلام کا طریقہ سراسر علم ہے کیونکہ اس کی طرف اللہ تعالیٰ نے راہنمائی کی ہے۔ اس کے برعکس ہر وہ طریقہ جو اسلام سے مختلف ہے جاہلیت کا طریقہ ہے۔ عرب کے زمانہ قبل اسلام کو جاہلیت کا دور اسی معنی میں کہا گیا ہے کہ اس زمانے میں علم کے بغیر وہم و گمان اور خواہشات کی بنا پر انسانوں نے اپنے لیے زندگی کے طریقے مقرر کر لیے تھے۔ یہ طرز عمل جس دور میں بھی اور جہاں کہیں بھی انسان اختیار کرے گا اسے بہر حال جاہلیت ہی کا طرز عمل کہا جائے گا۔ مدرسوں اور یونیورسٹیوں میں جو کچھ پڑھایا جاتا ہے وہ محض ایک جزوی علم ہے اور کسی معنی میں بھی انسان کی راہنمائی کے لیے کافی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے علم سے بے نیاز ہو کر جو نظام زندگی اس جزوی علم کے ساتھ ظنون و اوهام اور قیاسات و خواہشات کی آمیزش کر کے بنا لیے گئے ہیں وہ بھی اسی طرح جاہلیت کی تعریف میں آتے ہیں جس طرح قدیم زمانے کے جاہلی طریقے اس تعریف میں آتے تھے۔ (تفہیم القرآن)

مولانا مودودیؒ کی مذکورہ وضاحت سے یہ بات پوری طرح واضح ہو جاتی ہے کہ ”جاہلیت“ محض ایک لفظ نہیں بلکہ قرآن مجید کی ایک مخصوص اصطلاح ہے اور اس کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ اس کو سمجھ لینے سے کسی بھی معاشرے کا تجزیاتی جائزہ لینے میں بہت مدد ملتی ہے۔

(1) سورة ال عمران کی آیت نمبر-154 ”ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ“ آیا ہے یعنی جاہلیت کا گمان اور مذکورہ بالا وضاحت کے بعد اب ہم اس کا ترجمہ کر سکتے ہیں کہ غیر اسلامی گمان۔ یہ اعتقادی گمراہی کی جہت ہے۔ پاکستان کے مسلم معاشرے میں اس کی مثال یہ ہے کہ جیسے ملی کے راستہ کاٹ جانے کو منحوس خیال کرنا یا رشتے کے بھائی بہنوں (چچا زاد۔ ماموں زاد وغیرہ) کا ایک دوسرے سے پردہ کرنے کو دقیا نو سیت سمجھنا۔

- (2) اس کے بعد سورۃ المائدہ کی آیت نمبر-50 میں ”حُكْمُ الْجَاهِلِيَّةِ“ آیا ہے یعنی جاہلیت کا حکم۔ یہ قانونی گمراہی کی جہت ہے۔ آج کل جیسے رجم کی سزا کا انکار کرنا یا ہاتھ کاٹنے اور برسر عام کوڑے مارنے کی سزا کو وحشیانہ قرار دینا وغیرہ۔
- (3) اس کے بعد سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر 33 میں ”تَبْرُجُ الْجَاهِلِيَّةِ“ آیا ہے یعنی جاہلیت کا دکھاوا کرنا۔ یہ خود کو نمایاں کرنے اور نمود و نمائش کی جہت ہے۔ آج کل جیسے شادی، بیاہ میں روشنی کا اہتمام کرنا یا عورتوں کا بن سنور کر غیر مردوں کے سامنے جانا۔ وغیرہ
- (4) اس کے بعد سورۃ الفتح کی آیت نمبر-26 میں حَبِيَّةُ الْجَاهِلِيَّةِ آیا ہے یعنی جاہلیت کی حمیت۔ یہ غیرت اور خودداری میں گمراہی کی جہت ہے۔ آج کل جیسے غیرت کے نام پر قتل کرنا بیک وقت تین طلاق دینے کو درست سمجھنا جبکہ یہ گناہ ہیں۔

### آیت نمبر (51 تا 56)

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ ۚ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿٥١﴾ فَتَرَى الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ يُسَارِعُونَ فِيهِمْ يَقُولُونَ نَخْشَىٰ أَنْ تُصِيبَنَا دَآئِرَةٌ ۚ فَعَسَىٰ اللَّهُ أَنْ يَأْتِيَ بِالْفَتْحِ أَوْ أَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهِ فَيُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا أَسْرَوْا فِي أَنْفُسِهِمْ لَدِيمِينَ ﴿٥٢﴾ وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا أَهَؤُلَاءِ الَّذِينَ أَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ أَنَّهُمْ لَعَكُمْ ۚ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَأَصْبَحُوا خَاسِرِينَ ﴿٥٣﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِيَ اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ ۚ أَذِلَّةٌ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ ۚ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةً لَّائِمَةً ۚ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿٥٤﴾ إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ ﴿٥٥﴾ وَمَنْ يَتَوَلَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا فَإِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْغَالِبُونَ ﴿٥٦﴾﴾

ج ہ د

- (ف) جَهْدًا جہد کسی کام میں طاقت صرف کرنا۔ کوشش کرنا۔ آیت زیر مطالعہ۔
- جُهْدٌ اسم ذات ہے۔ کوشش۔ محنت۔ ﴿وَالَّذِينَ لَا يَجِدُونَ إِلَّا جُهْدَهُمْ﴾ (9/ التوبہ: 79) ”اور ان لوگوں کو جو نہیں پاتے مگر اپنی محنت سے۔“
- (مفاعلہ) مُجَاهَدَةً کسی کے مقابلے پر محنت صرف کرنا۔ کشمکش کرنا۔ ﴿وَمَنْ جَاهَدَ فَإِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهِ ط﴾ (29/ العنکبوت: 6) ”اور جس نے کشمکش کی تو کچھ نہیں سوائے اس کے کہ وہ کشمکش کرتا ہے اپنے ہی لیے۔“
- جَاهِدٌ فعل امر ہے۔ تو کشمکش کر۔ جدو جہد کر۔ ﴿وَجَاهِدْهُمْ بِهِ جِهَادًا كَبِيرًا﴾ (25/ الفرقان: 52) ”اور آپ ﷺ ان سے جدو جہد کریں اس سے یعنی قرآن سے جیسے کہ بڑی جدو جہد کرنے کا حق ہے۔“



ل و م

﴿٥٥﴾

(ن) لَوْمًا بُرا بھلا کہنا۔ ملامت کرنا۔ ﴿فَلْيَلْكَنَ الَّذِي لُمْتَنِي فِيهِ ط﴾ (12/ یوسف: 32) ”تو یہ وہ ہے تم عورتوں نے ملامت کی مجھ کو جس کے بارے میں۔“

لَمٌ فعل امر ہے۔ تو ملامت کر۔ ﴿فَلَا تَلُومُونِي وَتُلُومُوا أَنْفُسَكُمْ ط﴾ (14/ ابراہیم: 22) ”پس تم لوگ ملامت مت کرو مجھ کو اور ملامت کرو اپنے آپ کو۔“

لَوْمَةٌ اسم ذات ہے۔ ملامت۔ آیت زیر مطالعہ۔

لَا لِمٌ اسم الفاعل ہے۔ ملامت کرنے والا۔ آیت زیر مطالعہ۔

مَلُومٌ اسم المفعول ہے۔ ملامت کیا ہوا۔ ﴿فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَا أَنْتَ بِمَلُومٍ﴾ (51/ الذاریات: 54) ”پس آپ منہ پھیر لیں ان سے تو آپ ملامت کیے ہوئے نہیں ہیں یعنی آپ پر کوئی الزام نہیں ہے۔“

لَوْمٌ فَعَالٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ بار بار ملامت کرنے والا۔ ﴿وَلَا أُقْسِمُ بِالتَّلَاسِ لَوْمَةٍ ط﴾ (75/ القیمہ: 2) ”اور نہیں! میں قسم کھاتا ہوں بار بار ملامت کرنے والے نفس کی۔“

(افعال) اِلَامَةٌ اپنے آپ کو ملامت کرنا۔

مِلِيمٌ اسم الفاعل ہے۔ خود کو ملامت کرنے والا۔ ﴿فَبَدَّلْنَاهُمْ فِي الْيَمِّ وَهُوَ مُلِيمٌ ط﴾ (51/ الذاریات: 40) ”تو ہم نے پھینکا ان کو پانی میں اس حال میں کہ وہ خود کو ملامت کرنے والا تھا۔“

تَلَاوُمًا ایک دوسرے کو ملامت کرنا۔ ﴿فَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ يَتَلَامَوْنَ ط﴾ (68/ القلم: 30) ”تو ان کے بعض سامنے آئے بعض کے ایک دوسرے کو ملامت کرتے ہوئے۔“

ح ز ب

(ن) حَزَبًا سخت ہونا۔ مضبوط ہونا۔

حِزْبٌ ج أَحْزَابٌ۔ مضبوط جتھایا گروہ۔ لشکر۔ ﴿وَمِنَ الْأَحْزَابِ مَنْ يُنْكِرُ بَعْضَهُ ط﴾ (13/ الرعد: 36) ”اور گروہوں میں وہ بھی ہیں جو انکار کرتے ہیں اس کے بعض کا۔“

ترکیب

يُسَارِعُونَ کی ضمیر فاعلی ہُمْ ہے جو کہ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ کے لیے ہے جبکہ فِيهِمْ کی ضمیر یہود اور نصاریٰ کے لیے ہے۔ بِالْفَتْحِ کی بَا پر عطف ہونے کی وجہ سے اَمْرٌ مجرور ہوا ہے۔ فَيُصْبِحُوا کافاسیہ ہے۔ جَهْدٌ اِيْمَانِهِمْ مرکب اضافی ہے اور اس کے مضاف جَهْدٌ کی نصب بتا رہی ہے کہ یہ پورا مرکب فعل محذوف جَهْدٌ کا مفعول مطلق ہے۔ يُجِثُّهُمْ کی ضمیر فاعلی هُوَ ہے جو اللہ کے لیے ہے اور يُجِبُّونَهُ کی ضمیر فاعلی هُمْ ہے جو يَقُومُ کے لیے ہے۔ يَقُومُ کی صفت ہونے کی وجہ سے اَذِلَّةٌ اور اَعْدَاءٌ مجرور ہیں۔ حِزْبٌ اسم جمع ہے اس لیے اس کی خبر اَلْغُلَبُونَ جمع آئی ہے۔

ترجمہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ	اٰمَنُوْا	لَا تَتَّخِذُوا	اَلْيَهُودَ	وَالنَّصٰرٰى	اَوَّلِيَّاءَ	بَعْضُهُمْ
اے لوگو! جو	ایمان لائے	تم لوگ مت بناؤ	یہودیوں کو	اور نصرا نیوں کو	دوست	ان کے بعض



أُولِيَاءَ بَعْضٍ ۖ	وَمَنْ	يَتَوَلَّاهُمْ	مِّنكُمْ	فَاللَّهُ	مِنْهُمْ ۖ	إِنَّ اللَّهَ
بعض کے کارساز ہیں	اور جو	دوستی کرے گا ان سے	تم میں سے	تو یقیناً وہ	ان میں سے ہے	بیشک اللہ

لَا يَهْدِي	الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝	فَكَرَى	الَّذِينَ	فِي قُلُوبِهِمْ	مَّرَضٌ
ہدایت نہیں دیتا	ظالم لوگوں کو	پس تو دیکھے گا	ان کو جن کے	دلوں میں	ایک روگ ہے

يُسَارِعُونَ	فِيهِمْ	يَقُولُونَ	نَحْشَى	أَنْ	تُصِيبَنَا	دَائِرَةٌ ۖ
(کہ) وہ لپکتے ہیں	ان میں	(اور) کہتے ہیں	ہم ڈرتے ہیں	کہ	آن لگے ہم کو	کوئی گردش

فَعَسَى	اللَّهُ	أَنْ	يَأْتِيَ	بِالْفَتْحِ	أَوْ	أَمِيرٌ	مِّنْ عِنْدِهِ	فَيُصِيبُحُوا
تو قریب ہے	اللہ	کہ	وہ لے آئے	فتح	یا	کوئی حکم	اپنے پاس سے	نیتجتاً وہ ہو جائیں

عَلَى مَا	أَسْرَوْا	فِي أَنْفُسِهِمْ	نَدِمِينَ ۖ	وَيَقُولُ	الَّذِينَ	أَمَنُوا
اس پر جو	انہوں نے چھپایا	اپنے جیبوں میں	ندامت کرنے والے	اور کہیں گے	وہ لوگ جو	ایمان لائے

أَ هَؤُلَاءِ	الَّذِينَ	أَقْسَمُوا	بِاللَّهِ	جَهَدًا أَيْنَانِهِمْ ۖ	إِنَّهُمْ
کیا	یہ	وہ لوگ ہیں جنہوں نے	قسم کھائی	اللہ کی	جیسا کہ اپنی قسموں سے کوشش کرنے کا حق ہے کہ وہ لوگ

لَمَعَكُمْ ۖ	حِطَّتْ	أَعْمَالُهُمْ	فَأَصْبَحُوا	خَسِرِينَ ۝	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ
ضرورتاً تمہارے ساتھ ہیں	اکارت ہوئے	ان کے اعمال	تو وہ ہو گئے	خسارہ پانے والے	اے لوگو جو

أَمَنُوا	مَنْ	يَرْتَدَّ	مِنْكُمْ	عَنْ دِينِهِ	فَسَوْفَ	يَأْتِيَ	اللَّهُ	بِقَوْمٍ
ایمان لائے	جو	پھرے گا	تم میں سے	اپنے دین سے	تو عنقریب	لائے گا	اللہ	ایک ایسی قوم

يُحِبُّهُمْ	وَيُحِبُّونَهُ ۖ	أَذِلَّةٍ	عَلَى الْمُؤْمِنِينَ
وہ محبت کرے گا جن سے	اور وہ محبت کریں گے اس سے	نرم ہوں گے	مومنوں پر

أَعْدَّةٍ	عَلَى الْكَافِرِينَ ۖ	يُجَاهِدُونَ	فِي سَبِيلِ اللَّهِ	وَلَا يَخَافُونَ
سخت ہوں گے	کافروں پر	وہ لوگ جدوجہد کریں گے	اللہ کی راہ میں	اور وہ نہیں ڈریں گے

لَوْمَةً لَّاعِيَةٍ ۖ	ذَلِكَ	فَضْلُ اللَّهِ	يُؤْتِيهِ	مَنْ
کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے	یہ	اللہ کا فضل ہے	وہ دیتا ہے اسے	اس کو جسے

يَشَاءُ ۖ	وَاللَّهُ	وَاسِعٌ	عَلِيمٌ ۝	إِنَّمَا
وہ چاہتا ہے	اور اللہ	وسعت رکھنے والا ہے	علم والا ہے	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ

وَلِيَكُمْ	اللَّهُ	وَرَسُولُهُ	وَالَّذِينَ	أَمَنُوا	الَّذِينَ
تم لوگوں کا رفیق	اللہ ہے	اور اس کے رسول ہیں	اور وہ لوگ ہیں جو	ایمان لائے	جو لوگ (کہ)



يُقِيمُونَ	الصَّلَاةَ	وَيُؤْتُونَ	الزَّكَاةَ	وَهُمْ	رَكْعَتَيْنِ	وَمَنْ
قائم رکھتے ہیں	نماز کو	اور پہنچاتے ہیں	زکوٰۃ کو	اور وہ لوگ	جھکنے والے ہیں	اور جو
يَتَّقُونَ	اللَّهَ	وَرَسُولَهُ	وَالَّذِينَ	آمَنُوا	فَإِنَّ	
دوست کرے گا	اللہ سے	اور اس کے رسول سے	اور ان لوگوں سے جو	ایمان لائے	تو بیشک	
حُزْبُ اللَّهِ			هُمْ الْغَالِبُونَ			
اللہ کی جماعت			ہی غالب ہونے والی ہے			

## نوٹ-1

آیات زیر مطالعہ کے نزول کے وقت تک عرب میں کفر اور اسلام کی کشمکش کا فیصلہ نہیں ہوا تھا۔ اگرچہ اسلام ایک طاقت بن چکا تھا لیکن مقابل کی طاقتیں بھی زبردست تھیں۔ اُس وقت عرب میں عیسائیوں اور یہودیوں کی معاشی قوت سب سے زیادہ تھی۔ عرب کے سرسبز و شاداب خطے ان کے قبضے میں تھے۔ ان کے سودی قرضوں کا جال ہر طرف پھیلا ہوا تھا۔ اس لیے داہرہ اسلام میں شامل کچھ دنیا پرستی کے روگی لوگوں کو خطرہ تھا کہ اسلام کا ساتھ دیتے ہوئے ان سب قوموں سے تعلقات منقطع کرنا سیاسی اور معاشی دونوں لحاظ سے خطرناک ہوگا۔ (تفہیم القرآن)

کفر و اسلام کی کشمکش کی جو صورتحال ان آیات کے نزول کے وقت عرب میں تھی، بالکل وہی صورتحال آج پوری دنیا میں ہے۔ آج مسلم امت میں جہاں کچھ مخلص دیوانے ہیں، وہیں دنیا پرست فرزانے بھی ہیں، جو کافر قوموں سے قطع تعل کو خوش کشی قرار دے رہے ہیں کیونکہ کفار کی معاشی اور فوجی برتری ناقابل تسخیر نظر آرہی ہے۔ لیکن بہر حال اللہ تعالیٰ کا فیصلہ یہ ہے کہ بالآخر مسلم امت ہی غالب ہونے والی ہے۔ (ان شاء اللہ)

یہ بات بھی ذہن میں واضح رہنی چاہیے کہ قرآن مجید کی کسی ایک آیت سے کافروں سے تعلقات کے متعلق کوئی فیصلہ کرنا درست نہیں ہے۔ پورے قرآن مجید، سنت اور صحابہ کرامؓ کے عمل کو سامنے رکھ کر لائحہ عمل بتانا ہے اس کی وضاحت آیت نمبر۔ 3/ آل عمران: 28 کے نوٹ-1 میں کی جا چکی ہے۔ اس لحاظ سے آج تک (15/ دسمبر 2002ء) امریکہ، برطانیہ، بھارت اور اسرائیل کافر حربی کے زمرے میں آتے ہیں۔ باقی غیر مسلم ممالک کوئی الحال کافر حربی قرار دینا محل نظر ہے۔

## نوٹ-2

آیت نمبر-51 میں کہا گیا ہے کہ یہود و نصاریٰ ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ یہ قرآن کی پیشگوئیوں میں سے ایک ایسی پیشگوئی ہے جو اب پوری ہوئی ہے۔ عیسائی عقیدے کے مطابق یہودی حضرت عیسیٰؑ کے قاتل ہیں۔ اس لیے اس آیت کے نزول کے وقت یہودی اور عیسائی ایک دوسرے کے جانی دشمن تھے اور ان کی یہ دشمنی بیسویں صدی کے وسط تک قائم تھی۔ حضرت عمرؓ کے زمانے میں یروشلم پر مسلمانوں کا قبضہ ہوا۔ اس وقت وہاں مدتوں سے عیسائی حکومت تھی اور انہوں نے وہاں یہودیوں کے داخلے پر پابندی لگائی ہوئی تھی۔ حضرت عمرؓ نے یہودیوں کو یروشلم میں آنے اور وہاں آباد ہونے کی اجازت دی تھی۔ 1939ء کی دوسری عالمی جنگ سے پہلے جرمنی میں ہٹلر نے یہودیوں کا قتل عام کیا تو وہ لوگ جرمنی سے بھاگ کر یورپ کے ممالک میں پناہ گزیں ہوئے۔ اُس

وقت کوئی عیسائی ملک انہیں اپنے ملک میں آباد کرنے کے لیے آمادہ نہیں تھا۔ پھر بڑی کوششوں سے انسانی ہمدردی کی بنیاد پر ہر ملک کے لیے یہودیوں کو آباد کرنے کا کوٹہ مقرر کیا گیا۔ کیوبا اور امریکہ میں آباد کیے جانے والے یہودیوں کو لے کر ایک بحری جہاز یورپ سے روانہ ہوا۔ جب وہ کیوبا پہنچا تو وہاں کی حکومت نے اپنے کوٹے کے صرف بیس فیصد افراد کو اترنے کی اجازت دی اور باقی کو لینے سے انکار کر دیا۔ جب یہ جہاز امریکہ پہنچا تو انہوں نے ایک آدمی کو بھی اترنے کی اجازت نہیں دی اور سب کو لے کر جہاز کو یورپ واپس آنا پڑا۔ پھر موجودہ پوپ سے پہلے والے پوپ صاحب نے یہودیوں کو عیسیٰ کا خون معاف کرنے کا اعلان کیا۔ اس کے بعد یہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست بنے۔ اس طرح یہ قرآنی پیشگوئی پوری ہوئی ہے۔ واللہ اعلم

### آیت نمبر (57 تا 61)

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَكُمْ هُزُؤًا وَ لَعِبًا مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ أَوْلِيَاءَ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ كُنتُمْ مَوْمِنِينَ ۝۵۷ وَإِذَا نَادَيْتُمُ إِلَى الصَّلَاةِ اتَّخَذُوا هُزُؤًا وَ لَعِبًا ۚ ط ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُونَ ۝۵۸ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ هَلْ تَنْقِمُونَ مِنَّا إِلَّا أَنْ آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ ۚ وَ أَنَّ أَكْثَرَكُمْ فَاسِقُونَ ۝۵۹ قُلْ هَلْ أُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذَٰلِكَ مَثُوبَةً عِنْدَ اللَّهِ ط مَنْ لَّعَنَهُ اللَّهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمْ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوتَ ط أُولَٰئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَ اضَلُّ عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ ۝۶۰ وَإِذَا جَاءُوكُمْ قَالُوا آمَنَّا وَقَدْ دَخَلُوا بِالْكَفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوا بِهِ ط وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا يَكْتُمُونَ ۝۶۱﴾

ل ع ب

(ف) لُعِبًا

بچے کے منہ سے رال ٹپکنا۔ لُعِبًا نکلنا۔

(س) لَعِبًا

تفریح کے لیے کوئی کام کرنا۔ کھیلنا۔ ﴿أَوْ آمِنَ أَهْلُ الْقُرَىٰ أَنْ يَأْتِيَهُمْ بَأْسُنَا ضُحًى وَهُمْ يُلْعَبُونَ ۝۵۸﴾ (7/ الاعراف: 98) ”اور کیا امن میں ہو گئے بستی والے اس سے کہ ان کے پاس آئے ہماری سختی دن کے وقت اس حال میں کہ وہ کھیلتے ہوں۔“

لَعِبٌ

اسم ذات ہے۔ کھیل کود۔ تفریح۔ آیت زیر مطالعہ۔

لَاعِبٌ

اسم الفاعل ہے۔ کھیلنے والا۔ کھلاڑی۔ ﴿أَجَعْتْنَا بِالْحَقِّ أَمْ أَنْتَ مِنَ اللَّاعِبِينَ ۝۵۹﴾ (21/ الانبیاء: 55) ”کیا تو لایا ہمارے پاس حق یا تو کھیلنے والوں میں سے ہے۔“

ترکیب

لَا تَتَّخِذُوا کے مفعول اول الَّذِينَ اتَّخَذُوا اور الْكُفَّارَ ہیں جبکہ اس کا مفعول ثانی أَوْلِيَاءَ ہے۔ الَّذِينَ اتَّخَذُوا کا مفعول اول دِينَكُمْ جبکہ اس کے مفعول ثانی هُزُؤًا اور لَعِبًا ہیں۔ مِنَ الَّذِينَ کا مِن بیانہ ہے۔ اتَّخَذُوا کا ضمیر مفعولی نَادَيْتُمْ کے مصدر مُنَادَاةٌ کے لیے ہے۔ اُنَبِّئُكُمْ کا مفعول بِشَرٍّ مِّنْ ذَٰلِكَ ہے اور شَرٌّ فعل تفضیل ہے۔ جبکہ مَثُوبَةً اس کی تمیز ہے۔ شَرٌّ بھی فعل تفضیل ہے اور مَّكَانًا اس کی تمیز ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ	أَمَنُوا	لَا تَتَّخِذُوا	الَّذِينَ	اتَّخَذُوا	دِينَكُمْ
اے لوگو! جو	ایمان لائے	تم لوگ مت بناؤ	ان لوگوں کو جنہوں نے	بنایا	تمہارے دین کو

هُزُوا	وَلَعِبًا	مِّنَ الَّذِينَ	أُوْتُوا	الْكِتَابَ	مِن قَبْلِكُمْ	وَالْكَفَّارَ
ہنسی	اور کھیل	ان لوگوں میں سے جن کو	دی گئی	کتاب	تم سے پہلے	اور (نہ ہی) کافروں کو

أُولَئِكَ	وَاتَّقُوا	اللَّهُ	إِنْ	كُنْتُمْ	مُؤْمِنِينَ	وَإِذَا
(اپنا) کارساز	اور تقویٰ اختیار کرو	اللہ کا	اگر	تم لوگ ہو	ایمان لانے والے	اور جب بھی

نَادَيْتُمْ	إِلَى الصَّلَاةِ	اتَّخَذُواهَا	هُزُوا	وَلَعِبًا	ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ
تم لوگ پکارتے ہو	نماز کی طرف	تو وہ لوگ بناتے ہیں اس کو	ہنسی	اور کھیل	یہ اس لیے کہ وہ

قَوْمٌ	لَا يَعْقِلُونَ	قُلْ	يَا هَلْ الْكِتَابَ	هَلْ تَنْقِبُونَ
ایک ایسی قوم ہیں جو	عقل استعمال نہیں کرتے	آپ کہہ دیجئے	اے اہل کتاب	تم لوگ کیا برامانتے ہو

مِنَّا	إِلَّا أَنْ	أَمَنَّا	بِاللَّهِ	وَمَا	أُنْزِلَ	إِلَيْنَا	وَمَا
ہم سے	سوائے اس کے کہ	ہم ایمان لائے	اللہ پر	اور اس پر جو	نازل کیا گیا	ہماری طرف	اور اس پر جو

أُنْزِلَ	مِن قَبْلُ	وَأَنَّ	أَكْثَرَكُمْ	فَسِقُونَ	قُلْ
نازل کیا گیا	اس سے پہلے	اس حال میں کہ	تمہارے اکثر لوگ	نافرمانی کرنے والے ہیں	آپ کہہ دیجئے

هَلْ	أُنْتَبِئُكُمْ	بِشَيْءٍ مِّنْ ذَلِكَ	مَثُوبَةً	عِنْدَ اللَّهِ	مَنْ
کیا	میں خبر دوں تم لوگوں کو	اس سے زیادہ بری چیز کی	بطور بدلے کے	اللہ کے پاس	وہ لوگ

لَعَنَهُ	اللَّهُ	وَعَضِبَ	عَلَيْهِ	وَجَعَلَ	مِنْهُمْ	الْقِرَدَةَ	وَالْخَنَازِيرَ
لعت کی جن پر	اللہ نے	اور اس نے غضب کیا	جن پر	اور اس نے بنایا	جن میں سے	بندر	اور سور

وَعَبَدَ	الطَّاغُوتَ	أُولَئِكَ	شَرٌّ	مَّكَانًا
اور جنہوں نے غلامی کی	طاغوت کی	وہ لوگ	سب سے زیادہ برے ہیں	بلحاظ ٹھکانے کے

وَأَضَلُّ	عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ	وَإِذَا	جَاءُوكُمْ
اور سب سے زیادہ بھٹکے ہوئے ہیں	سیدھی راہ سے	اور جب بھی	وہ آتے ہیں تمہارے پاس

قَالُوا	أَمَنَّا	وَ	قَدْ دَخَلُوا	بِالْكَفْرِ	وَهُمْ	قَدْ خَرَجُوا
تو کہتے ہیں	ہم ایمان لائے	حالانکہ	وہ داخل ہوئے تھے	کفر کے ساتھ	اور وہ	نکلے

بِهِ	وَاللَّهُ	أَعْلَمُ	بِمَا	كَانُوا يَكْتُمُونَ
اس کے ساتھ	اور اللہ	خوب جانتا ہے	اس کو جو	وہ لوگ چھپایا کرتے ہیں

﴿٦٦﴾

## آیت نمبر (62 تا 66)

﴿وَتَرَىٰ كَثِيرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُونَ فِي الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَأَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۖ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَْعْمَلُونَ ۝٦٢ لَّا يَنْهَاهُمُ الرَّبَّنِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْإِثْمَ وَأَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۖ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَصْنَعُونَ ۝٦٣ وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللَّهِ مَغْلُولَةٌ ۖ غُلَّتْ أَيْدِيهِمْ وَلُعِنُوا بِمَا قَالُوا ۖ بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ ۖ لَا يَنْفِقُ كَيْفَ يَشَاءُ ۖ وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِّنْهُمْ مَّا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ طُغْيَانًا وَكُفْرًا ۖ وَالْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۖ كُلُّبَا أَوْ قَدْ وَانَارًا لِلْحَرْبِ أَطْفَاها اللَّهُ ۖ وَيَسْعُونَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا ۖ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ۝٦٤ وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَأَدْخُلْنَهُمْ جَنَّاتِ النَّعِيمِ ۝٦٥ وَلَوْ أَنَّهُمْ أَقَامُوا التَّوْرَةَ وَالْإِنْجِيلَ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِمْ مِنْ رَبِّهِمْ لَأَكْلُوا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ ۖ مِّنْهُمْ أُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ۖ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ سَاءَ مَا يَْعْمَلُونَ ۝٦٦﴾

ط ف ع

کسی چیز کی روشنی کا ختم ہو جانا۔ آگ کا بجھ جانا۔

طْفُوءٌ

(س)

روشنی کو ختم کرنا۔ آگ بجھانا۔ آیت زیر مطالعہ۔

إِطْفَاءٌ

(افعال)

ق ص د

اعتدال اور میانہ روی اختیار کرنا۔

قَصْدًا

(ض)

فعل امر ہے۔ تو میانہ روی اختیار کر۔ ﴿وَأَقْصِدْ فِي مَشْيِكَ﴾ (31/ لقمان: 19) ”اور تو میانہ روی اختیار کر اپنی چال میں۔“

إِقْصِدْ

کسی چیز کا اوسط۔ درمیان۔ ﴿وَعَلَى اللَّهِ قَصْدُ السَّبِيلِ﴾ (16/ النحل: 9) ”اور اللہ پر ہے راستے کا اعتدال یعنی اسے واضح کرنا۔“

قَصْدٌ

قَاعِلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ درمیان میں ہونے والا یعنی درمیانی۔ متوسط۔ ﴿لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيبًا وَسَفَرًا قَاصِدًا لَّا تَبَعُوكَ﴾ (9/ التوبہ: 42) ”اگر ہوتا کوئی قریبی سامان اور درمیانی سفر تو وہ لوگ ضروری پیروی کرتے آپ کی۔“

قَاصِدٌ

اہتمام سے میانہ روی ہونا۔

إِقْتِصَادًا

(افعال)

اسم الفاعل ہے۔ اہتمام سے میانہ روی اختیار کرنے والا یعنی میانہ رو۔ آیت زیر مطالعہ۔

مُقْتَصِدٌ

ترکیب

کَثِيرًا صفت ہے، اس کا موصوف رَجَاءً محذوف ہے۔ فِي پر عطف ہونے کی وجہ سے أَكْلِهِمْ کا مضاف اَکَلِ مجرور ہوا اور اس مصدر نے فعل کا عمل کیا ہے۔ السُّحْتَ اس کا مفعول ہے۔ اسی طرح قَوْلِهِمْ کے مصدر قَوْلِ کا مفعول الْإِثْمَ ہے۔ لَوْ لَا کے بعد فعل مضارع يَنْفِقُ آیا ہے۔ اس لحاظ سے اس کا ترجمہ ہوگا الْيَهُودُ عاقل کی جمع مکر ہے اس لیے واحد مونث قَالَتْ بھی جائز ہے۔ يَدُ اللَّهِ مَغْلُولَةٌ اگر قَالَتْ کا مفعول ہوتا تو پھر يَدُ اللَّهِ آتا۔ يَدُ کی رفع بتا رہی





اللَّهُ	وَيَسْعَوْنَ	فِي الْأَرْضِ	فَسَادًا	وَاللَّهُ	لَا يُحِبُّ
اللہ	وہ لوگ بھاگ دوڑ کرتے ہیں	زمین میں	فساد مچانے کو	اور اللہ	پسند نہیں کرتا

الْمُفْسِدِينَ ۝	وَلَوْ أَنَّ	أَهْلَ الْكِتَابِ	آمَنُوا	وَاتَّقَوْا	لَكَفَّرْنَا
فسادیوں کو	اور اگر یہ کہ	اہل کتاب	ایمان لائیں	اور تقویٰ اختیار کریں	تو ہم دور کر دیں گے

عَنْهُمْ	سَيِّئَاتِهِمْ	وَلَا دُخْلَهُمْ	جَنَّاتِ النَّعِيمِ ۝	وَلَوْ أَنَّهُمْ	ان سے
ان سے	ان کی برائیوں کو	اور ہم داخل کریں گے ان کو	نعمت کے باغوں میں	اور اگر یہ کہ وہ لوگ	

أَقَامُوا	التَّوْرَةَ	وَالْإِنْجِيلَ	وَمَا	أُنْزِلَ	إِلَيْهِمْ
قائم کریں	تورات کو	اور انجیل کو	اور اس کو جو	نازل کیا گیا	ان کی طرف
					ان کے رب کی طرف سے

لَا كُلُوا	مِنْ فَوْقِهِمْ	وَمِنْ تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ ط	وَمِنْهُمْ	أُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ط	تو وہ لوگ کھائیں گے
	اپنے اوپر سے	اپنے پیروں کے نیچے سے	ان میں	ایک میانہ رو گروہ ہے	

وَكَثِيرٌ	مِنْهُمْ	سَاءَ	مَا	يَعْمَلُونَ	اور اکثر
	ان میں سے	برا ہے	وہ، جو	وہ کرتے ہیں	

رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب کسی قوم میں گناہ کے کام کئے جائیں اور کوئی آدمی اس قوم میں رہتا ہے اور ان کو منع نہیں کرتا تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب لوگوں پر عذاب بھیج دے۔ حضرت یوشعؑ پر اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ آپ کی قوم کے ایک لاکھ آدمی عذاب سے ہلاک کئے جائیں گے، جن میں چالیس ہزار نیک لوگ ہیں اور ساٹھ ہزار بد عمل ہیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ رب العالمین بدکاروں کی ہلاکت کی وجہ تو ظاہر ہے لیکن نیک لوگوں کو کیوں ہلاک کیا جا رہا ہے تو ارشاد ہوا کہ یہ نیک لوگ ان بدکاروں کے ساتھ تعلقات رکھتے تھے۔ ان کے ساتھ کھانے پینے اور ہنسی دل لگی میں شریک رہتے تھے۔ میری نافرمانیاں اور گناہ دیکھ کر بھی ان کے چہرے پر کوئی ناگواری کا اثر تک نہ آیا۔ (معارف القرآن)

نوٹ-1

### آیت نمبر (71 تا 67)

﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ ط وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَغْتَ رِسَالَتَهُ ط وَاللَّهُ يَعْصِبُكَ مِنَ النَّاسِ ط إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ۝ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَسْتُمْ عَلَى شَيْءٍ حَتَّى تُقِيمُوا التَّوْرَةَ وَالْإِنْجِيلَ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ ط وَلِيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِنْهُمْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ ط طَغْيَانًا وَ كُفْرًا ۚ فَلَا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالصَّابِقُونَ وَالنَّصَارَى مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ لَقَدْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي

إِسْرَائِيلَ وَ أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمُ رُسُلًا ط كَلَّمَا جَاءَهُمْ رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَىٰ أَنْفُسُهُمْ فَرِيقًا كَذَّبُوا وَفَرِيقًا يَقْتُلُونَ ﴿٤٠﴾ وَحَسِبُوا أَنَّا لَنَكُونَ فَتْنَةً فَعَمُوا وَصَبُّوا ثُمَّ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوا وَصَبُّوا كَثِيرٌ مِّنْهُمْ ط وَاللَّهُ بِصِيرٍ بِمَا يَعْمَلُونَ ﴿٤١﴾ ﴿٤٠﴾

## ترکیب

لَسْتُمْ کا اسم اس میں شامل اَنْتُمْ کی ضمیر ہے، اس کی خبر مخدوف ہے اور علیٰ شئی قائم مقام خبر ہے۔ فَلَا تَأْسَ فعل نہیں ہے اور مجزوم ہونے کی وجہ سے تَأْسِ کی 'یا' گری ہوئی ہے۔ مَنْ اَمَنَ میں مِنْهُمْ مخدوف ہے۔ خَوْفٌ مبتداء مکرہ ہے، اس کی خبر مخدوف ہے اور عَلَیْهِمْ قائم مقام خبر ہے۔ وَ اَرْسَلْنَا میں لَقَدْ مخدوف ہے۔ فَرِيقًا کی نصب بتا رہی ہے کہ یہ کَذَّبُوا اور يَقْتُلُونَ کے مفعول مقدم ہیں۔ اَلَا میں اُن کی وجہ سے تَكُونُ منصوب ہوا ہے اور یہ کَانَ تائمہ ہے۔

(آیت نمبر-2/ البقرہ: 193، نوٹ-1)

يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ	بَلِّغْ	مَا	أُنْزِلَ	إِلَيْكَ	مِنْ رَبِّكَ ط
اے رسول!	آپ پہنچاتے رہیں	اس کو جو	نازل کیا گیا	آپ کی طرف	آپ کے رب (کی طرف) سے

وَإِنْ	لَّمْ تَفْعَلْ	فَمَا بَلَّغْتَ	رِسَالَاتَهُ ط	وَاللَّهُ	يَعْصِبُكَ
اور اگر	آپ (یہ) نہیں کریں گے	تو آپ نے نہیں پہنچایا	اس کے پیغام کو	اور اللہ	بچائے گا آپ کو

مِنَ النَّاسِ ط	إِنَّ اللَّهَ	لَا يَهْدِي	الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ﴿٤١﴾	قُلْ	يَا أَهْلَ الْكِتَابِ
لوگوں سے	بیشک اللہ	ہدایت نہیں دیتا	کافر قوم کو	آپ کہئے	اے اہل کتاب!

لَسْتُمْ	عَلَىٰ شَيْءٍ	حَتَّىٰ	تُقِيمُوا	التَّوْرَةَ	وَالْإِنْجِيلَ	وَمَا
تم لوگ نہیں ہو	کسی چیز پر	یہاں تک کہ	تم لوگ قائم کرو	تورات کو	اور انجیل کو	اور اس کو جو

أُنْزِلَ	إِلَيْكُمْ	مِنْ رَبِّكُمْ ط	وَلِيُزَيِّنَ	كَثِيرًا	مِّنْهُمْ
نازل کیا گیا	تم لوگوں کی طرف	تمہارے رب (کی طرف) سے	اور لازماً زیادہ کرے گا	اکثر لوگوں کو	ان میں سے

مَا	أُنْزِلَ	إِلَيْكَ	مِنْ رَبِّكَ	طُغْيَانًا	وَكَفْرًا ﴿٤٢﴾
وہ، جو	نازل کیا گیا	آپ کی طرف	آپ کے رب (کی طرف) سے	بلحاظ سرکشی کے	اور بلحاظ انکار کرنے کے

فَلَا تَأْسَ	عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ﴿٤٣﴾	إِنَّ الَّذِينَ	آمَنُوا	وَالَّذِينَ هَادُوا
پس آپ افسوس نہ کریں	کافر قوم پر	بیشک وہ لوگ جو	ایمان لائے	اور جو یہودی ہوئے

وَالضَّالُّونَ	وَالنَّاصِرِينَ	مَنْ	آمَنَ	بِاللَّهِ	وَالْيَوْمِ الْآخِرِ	وَعَمِلَ
اور صائب ہوئے	اور نصاریٰ ہوئے	(ان میں سے) جو	ایمان لایا	اللہ پر	اور آخری دن پر	اور عمل کیا

صَالِحًا	فَلَا خَوْفٌ	عَلَيْهِمْ	وَلَا هُمْ	يَحْزَنُونَ ﴿٦٨﴾	لَقَدْ أَخْلَنَّا
نیک	تو کوئی خوف نہیں ہے	ان پر	اور نہ وہ لوگ	غمگین ہوتے ہیں	یقیناً ہم لے چکے ہیں

مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَءِيلَ	وَأَرْسَلْنَا	إِلَيْهِمْ	رُسُلًا	كَلَّمَآ	جَاءَهُمْ	رَسُولٌ
بنی اسرائیل کا پختہ عہد	اور ہم بھیج چکے ہیں	ان کی طرف	بہت سے رسول	جب بھی	آیا ان کے پاس	کوئی رسول

بِمَا	لَا تَهْوَى	أَنفُسُهُمْ	فَرِيقًا	كَذَّبُوا	وَفَرِيقًا
اس کے ساتھ جو	پسند نہیں کرتے	ان کے جی	تو ایک فریق کو	انہوں نے جھٹلایا	اور ایک فریق کو

يَقْتُلُونَ ﴿٦٩﴾	وَحَسِبُوا	أَلَّا تَكُونَ	فِتْنَةً	فَعَمُوا
وہ قتل کرتے ہیں	اور انہوں نے گمان کیا	کہ نہیں ہوگی	کوئی آفت	پس وہ لوگ اندھے ہوئے

وَصَبُّوا	ثُمَّ	تَابَ	اللَّهُ	عَلَيْهِمْ	ثُمَّ	عَمُوا	وَصَبُّوا
اور بہرے ہوئے	پھر	متوجہ ہوا (اپنی شفقت کے ساتھ)	اللہ	ان پر	پھر	اندھے ہو گئے	اور بہرے ہو گئے

كَثِيرٌ	مِّنْهُمْ	وَاللَّهُ	بَصِيرٌ	بِمَا	يَعْمَلُونَ
اکثر	ان میں سے	اور اللہ	ہمیشہ دیکھنے والا ہے	اس کو جو	وہ لوگ کرتے ہیں

السلام علیکم رحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ ہم سب کی یہ سعی قبول فرمائے اور آخرت میں نجات کا ذریعہ بنائے۔ جس جس نے بھی اس کار خیر میں مال، جان اور صلاحیتوں کو لگایا اللہ قبول و منظور فرمائے  
انجمن خدام القرآن فیصل آباد میں اس کے فوٹو کا بی بھی دستیاب ہیں اور محترم ڈاکٹر جہاں زیب صاحب  
کے اس کتاب میں اضافہ جات کے ساتھ مطالعہ قرآن حکیم کے نام سے دستیاب ہیں

رابطہ کے لئے: [info@khuddam-ul-quran.com](mailto:info@khuddam-ul-quran.com), [www.khuddam-ul-quran.com](http://www.khuddam-ul-quran.com)

0412437781, 0412437618, 03217805614

قرآن اکیڈمی سعید کالونی نمبر 2 کینال روڈ فیصل آباد

## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سورة المائدہ (۵)

آیت نمبر (72 تا 77)

﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۖ وَقَالَ الْمَسِيحُ يَبْنَىٰ إِسْرَءِيلَ ۖ عِبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ ۖ إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ ۖ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ ۚ﴾ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ ۚ وَمَا مِنْ إِلَهٍ إِلَّا إِلَهٌ وَاحِدٌ ۖ وَإِنْ لَمْ يَنْتَهُوا عَمَّا يَقُولُونَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۚ ﴿۷۳﴾ أَفَلَا يَتُوبُونَ إِلَى اللَّهِ وَيَسْتَغْفِرُونَ لَهُ ۖ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۷۴﴾ مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۖ وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ ۖ كَانَا يَأْكُلَنِ الطَّعَامَ ۖ أَنْظِرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْآيَاتِ ثُمَّ أَنْظِرْ أَنِّي يُؤْفَكُونَ ﴿۷۵﴾ قُلْ أَتَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا ۖ وَاللَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿۷۶﴾ قُلْ يَاهُلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوا أَهْوَاءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوا مِنْ قَبْلُ وَأَضَلُّوا كَثِيرًا وَضَلُّوا عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ ﴿۷۷﴾

ء ف ك

اَفْكَ (ض)

(1) کسی چیز کو اس کے رُخ سے پھیر دینا۔ (2) جھوٹ گھڑنا۔ جھوٹی چیزیں بنانا۔ ﴿أَجَعَلْنَا إِنْتِافِكُنَا عَنْ إِلَهِنَا﴾ (46/ الاحقاف: 22) ”کیا تو آیا ہمارے پاس تاکہ تو پھیر دے ہم کو ہمارے خداؤں سے۔“ ﴿فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُونَ﴾ (7/ الاعراف: 117) ”تو جب ہی اس نے ان کے گھڑے ہوئے (شعبہ) کو لگنا شروع کر دیا۔“

اِفْكَ

اسم ذات ہے۔ گھڑا ہوا جھوٹ۔ بہتان۔ ﴿هَذَا اِفْكٌ مُبِينٌ﴾ (24/ النور: 12) ”یہ ایک کھلا بہتان ہے۔“

اَفَاكٌ

فَعَالٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ بار بار بکثرت جھوٹ گھڑنے والا۔ بہتان لگانے والا۔ ﴿وَيَلْبِسْ لِكُلِّ اَفَاكٍ اَثِيْمًا﴾ (45/ الباشہ: 7) ”تباہی ہے ہر ایک بہتان باز گنہگار کے لیے۔“

اِنتِفَاكًا

(انتغال)

کسی جگہ یا بستی کا اُلٹ جانا۔ اوندھا ہونا۔ اسم الفاعل ہے۔ اُلٹ جانے والی۔ ﴿وَالْمُؤْتَفِكَةَ أَهْوَى﴾ (53/ النجم: 53) ”اور اُلٹ جانے والی بستی کو اس نے نیچے گرایا۔“

مُؤْتَفِكَةً

ترکیب

إِنَّ کا اسم اللہ ہے، الْمَسِيحُ اس کی خبر معرف باللام آئی ہے اس لیے ہو کی ضمیر فاعل آئی ہے، جبکہ ابْنُ مَرْيَمَ بدل ہے الْمَسِيحُ کا۔ إِنَّہ میں ہا کی ضمیر إِنَّ کا اسم ہے جبکہ مَنْ يُشْرِكْ سے الْجَنَّةَ تک پورا جملہ اس کی خبر ہے۔ قَدْ خَلَتْ کا فاعل الرُّسُلُ ہے جو ماقبل کی جمع مکسر ہے اس لیے واحد مؤنث کا صیغہ بھی جائز ہے۔ اُمُّہ میں ہا کی ضمیر الْمَسِيحُ کے لیے ہے۔ غَيْرَ الْحَقِّ حال ہے اس لیے غَيْرُ منصوب ہوا ہے۔

ترجمہ

لَقَدْ كَفَرَ	الَّذِينَ	قَالُوا	إِنَّ اللَّهَ	هُوَ الْمَسِيحُ	ابْنُ مَرْيَمَ	وَ
یقیناً کفر کر چکے	وہ لوگ جنہوں نے	کہا	بیشک اللہ	ہی مسیحؑ ہے	جو مریم کا بیٹا ہے	حالانکہ

قَالَ	الْمَسِيحُ	يَبْنِي إِسْرَءِيلَ	اعْبُدُوا	اللَّهُ	رَبِّي	وَرَبَّكُمْ
کہا	مسیحؑ نے	اے بنی اسرائیل	تم لوگ بندگی کرو	اللہ کی	جو میرا رب ہے	اور تمہارا رب ہے

إِنَّهُ	مَنْ	يُشْرِكْ	بِاللَّهِ	فَقَدْ حَرَّمَ	اللَّهُ	عَلَيْهِ
بیشک وہ	جو	شرک کرتا ہے	اللہ کے ساتھ	تو حرام کر چکا ہے	اللہ	اس پر

وَمَا لَهُ	النَّارُ	وَمَا	لِلظَّالِمِينَ	مِنْ أَنْصَارٍ
اور اس کا ٹھکانا	آگ ہے	اور نہیں ہے	ظلم کرنے والوں کے لیے	کسی قسم کا کوئی مددگار

لَقَدْ كَفَرَ	الَّذِينَ	قَالُوا	إِنَّ	اللَّهُ	ثَلَاثُ ثَلَاثَةٍ	وَمَا
بیشک کفر کر چکے	اور وہ لوگ جنہوں نے	کہا	کہ	اللہ	تین کا تیسرا ہے	اور نہیں ہے

مِنْ إِلَهِ	إِلَّا	إِلَهُ وَاحِدٌ	وَإِنْ	لَمْ يَنْتَهُوا	عَمَّا	يَقُولُونَ
کسی قسم کا کوئی الہ	سوائے	واحد الہ کے	اور اگر	یہ لوگ باز نہ آئے	اس سے جو	یہ کہتے ہیں

لَيَمَسَّنَّ	الَّذِينَ	كَفَرُوا	مِنْهُمْ	عَذَابُ أَلِيمٌ	أَفَلَا
تو لازماً پہنچے گا	ان کو جنہوں نے	کفر کیا	ان میں سے	ایک دردناک عذاب	تو کیوں نہیں

يَتُوبُونَ	إِلَى اللَّهِ	وَيَسْتَغْفِرُونَ	وَاللَّهُ	عَفُورٌ
یہ لوگ پلٹتے	اللہ کی طرف	اور معافی مانگتے اس سے	جبکہ	اللہ بے انتہا معاف کرنے والا ہے

رَحِيمٌ	مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ	إِلَّا	رَسُولٌ	قَدْ خَلَتْ
ہر حال میں رحم کرنے والا ہے	مریم کے بیٹے مسیحؑ نہیں ہیں	مگر	ایک رسول	گز رچکے ہیں

مِنْ قَبْلِهِ	الرُّسُلُ	وَأُمُّهُ	صِدِّيقَةٌ	كَانَا يَأْكُلْنَ	الطَّعَامَ
ان سے پہلے	بہت سے رسول	اور ان کی والدہ	سچی ہیں	وہ دونوں کھاتے تھے	کھانا

أُنْظِرْ	كَيْفَ	نُبَيِّنُ	لَهُمْ	الْآيَاتِ	ثُمَّ أُنْظِرْ	آئِ
تو دیکھو	کیسے	ہم واضح کرتے ہیں	ان کے لیے	نشانیوں کو	پھر دیکھو	کہاں سے

يُؤْفَكُونَ	قُلْ	اتَّعْبُدُونَ	مِنْ دُونِ اللَّهِ	مَا
یہ لوگ پھیرے جاتے ہیں	آپؐ کہئے	کیا تم لوگ عبادت کرتے ہو	اللہ کے علاوہ	اس کی جو

لَا يَمْلِكُ	لَكُمْ	ضَرًّا	وَلَا نَفْعًا	وَاللَّهُ	هُوَ السَّمِيعُ
مالک نہیں ہے	تمہارے لیے	کسی نقصان کا	اور نہ ہی کسی نفع کا	اور اللہ	ہی سنے والا ہے



الْعَلِيمُ ⑤	قُلْ	يَا أَهْلَ الْكِتَابِ	لَا تَغْلُوا	فِي دِينِكُمْ	عَذْرَ الْحَقِّ
جاننے والا ہے	آپ کہئے	اے اہل کتاب	تم لوگ زیادتی مت کرو	اپنے دین میں	ناحق
وَلَا تَتَّبِعُوا	أَهْوَاءَ قَوْمٍ	قَدْ ضَلُّوا	مِنْ قَبْلُ	وَأَضَلُّوا	
اور پیروی مت کرو	ایک ایسی قوم کی خواہشات کی	جو بھٹک چکے	اس سے پہلے	اور جنہوں نے گمراہ کیا	
كَثِيرًا	وَصَلُّوا	عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ ⑥			
بہتوں کو	اور گمراہ ہوئے	راستے کے بیچ سے			

نوٹ-1

حضرت عیسیٰ کے ابتدائی پیروکار جو عقائد رکھتے تھے وہ بڑی حد تک اس حقیقت کے مطابق تھے جس کا مشاہدہ انہوں نے خود کیا تھا اور جس کی تعلیم حضرت عیسیٰ نے ان کو دی تھی۔ مگر بعد کے عیسائیوں نے ایک طرف ان کی تعظیم میں غلو کر کے اور دوسری طرف ہمسایہ قوموں کے اوہام اور فلسفوں سے متاثر ہو کر ایک بالکل نیا مذہب تیار کر لیا جس کو مسیح کی اصل تعلیمات سے دور کا واسطہ بھی نہ رہا۔

انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا کے چودھویں ایڈیشن میں JESUS CHRIST کے عنوان پر ایک مسیحی عالم دینیات ریورینڈ چارلس اینڈرسن اکاٹ کا ایک طویل مضمون شامل ہے۔ اس میں صاحب مضمون نے لکھا ہے کہ پہلی تین انجیلوں (متی۔ مرقس۔ لوقا) میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس سے یہ گمان کیا جاسکتا ہو کہ ان انجیلوں کے لکھنے والے یسوع کو انسان کے سوا کچھ اور سمجھتے تھے۔ ان کی نگاہ میں وہ ایک انسان تھے۔ درحقیقت ان کے حاضر و ناظر ہونے کا اگر دعویٰ کیا جائے تو یہ اس پورے تصور کے بالکل خلاف ہوگا جو ہمیں انجیلوں سے حاصل ہوتا ہے۔ پھر مسیح کو قادر مطلق سمجھنے کی گنجائش تو انجیلوں میں اور بھی کم ہے۔ فی الواقع یہ بات ان انجیلوں (یعنی مذکورہ تین انجیلوں) کے تاریخی حیثیت سے معتبر ہونے کی اہم شہادت ہے کہ ان میں ایک طرف مسیح کے فی الحقیقت انسان ہونے کی شہادت محفوظ ہے اور دوسری طرف ان کے اندر کوئی شہادت اس امر کی موجود نہیں ہے کہ مسیح اپنے آپ کو خدا سمجھتے تھے۔ یہ سینٹ پال تھا جس نے اعلان کیا کہ واقعہ رفع کے وقت اسی فعل رفع کے ذریعہ سے یسوع کو پورے اختیارات کے ساتھ ابن اللہ کے مرتبہ پر اعلانیہ فائز کیا گیا۔

انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا کے ایک دوسرے مضمون CHRISTIANITY میں ریورنڈ جارج ولیم ناکس مسیحی کلیسا کے بنیادی عقیدے پر بحث کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ عقیدہ تثلیث کا فکری سانچہ یونانی ہے اور یہودی تعلیمات اس میں ڈھالی گئی ہیں۔ اس لحاظ سے یہ ہمارے لیے ایک عجیب قسم کا مرکب ہے۔ مذہبی خیالات بائبل کے ڈھلے ہوئے ایک اجنبی فلسفے کی صورتوں میں۔ نیقیہ کی کونسل نے اس عقیدے میں جو درج کیا ہے اسے دیکھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ اپنی تمام خصوصیات میں بالکل یونانی فکر کا نمونہ ہے۔

اسی سلسلہ میں انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا کے ایک اور مضمون CHURCH HISTORY میں لکھا ہے کہ تیسری صدی عیسوی کے خاتمہ سے پہلے مسیح کو عام طور پر ”کلام“ کا جدی ظہور تو مان لیا گیا تھا تاہم بکثرت عیسائی ایسے تھے جو مسیح کی الوہیت کے قائل نہ تھے۔ چوتھی صدی میں اس مسئلہ پر سخت بحثیں چھڑی ہوئی تھیں جن سے کلیسا کی بنیادیں ہل گئی تھیں۔ آخر کار ۵۲۳ء میں نیقیہ کی کونسل نے الوہیت مسیح کو باضابطہ سرکاری طور پر اصل مسیحی عقیدہ قرار دیا اور مخصوص الفاظ میں اسے مرتب کر دیا۔ اگرچہ

اس کے بعد بھی کچھ مدت تک جھگڑا چلتا رہا لیکن آخری فتح یقیناً ہی کے فیصلے کی ہوئی۔ اس طرح عقیدہ تثلیث مسیحی مذہب کا ایک جزو لاینک قرار دیا گیا۔

802

نوٹ-2

ابن حزم وغیرہ کی رائے ہے کہ حضرت اسحاقؑ، حضرت موسیٰؑ اور حضرت عسیٰؑ کی والدہ نبیہ تھیں کیونکہ یہی سارہ سے فرشتوں نے کلام کیا تھا۔ (11/ صود: 73) حضرت موسیٰؑ کی والدہ کی طرف اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی تھی۔ (28/ القصص: 7) اور بی بی مریم سے بھی فرشتے نے کلام کیا تھا۔ (19/ مریم: 19) جبکہ جمہور علماء کی رائے ہے کہ نبوت مردوں میں رہی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ہم نے پیغام دے کر نہیں بھیجا آپؐ سے پہلے مگر کچھ مردوں کو (12/ یوسف: 109)۔ (تفسیر ابن کثیر سے ماخوذ)

اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ کسی سے صرف فرشتوں کا خطاب کر لینا یا کسی کی طرف اللہ کا وحی بھیج دینا اس کے نبی ہونے کے لیے کافی نہیں ہے۔ نبی ہونے کے لیے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو کسی قوم کی ہدایت اور راہنمائی کے لیے مامور بھی کیا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ زیر مطالعہ آیت نمبر 75 میں بی بی مریم کو نبیہ کے بجائے صدیقہ کہا گیا ہے۔

### آیت نمبر (78 تا 86)

﴿لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَءِيلَ عَلَى لِسَانِ دَاوُدَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ط ذَلِكِ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ ﴿٧٨﴾ كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُنْكَرٍ فَعَلُوهُ ط لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴿٧٩﴾ تَرَى كَثِيرًا مِنْهُمْ يَتَوَكَّلُونَ الَّذِينَ كَفَرُوا ط لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ أَنْفُسُهُمْ أَنْ سَخِطَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خَالِدُونَ ﴿٨٠﴾ وَلَوْ كَانُوا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالنَّبِيِّ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوا هُمْ أَوْلِيَاءَ وَلَكِنَّ كَثِيرًا مِنْهُمْ فَسِقُونَ ﴿٨١﴾ لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِلَّذِينَ آمَنُوا الْيَهُودَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا ۚ وَلَتَجِدَنَّ أَقْرَبَهُمْ مَوَدَّةً لِلَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا نَصْرِي ط ذَلِكِ بِأَنَّ مِنْهُمْ قِسِيَسِينَ وَرُهْبَانًا وَأَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ﴿٨٢﴾ وَإِذَا سَبَعُوا مَا أُنْزِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرَى أَعْيُنُهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوا مِنَ الْحَقِّ ۚ يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ ﴿٨٣﴾ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَمَا جَاءَنَا مِنَ الْحَقِّ ۚ وَنُطِيعُ أَنْ يُدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصَّالِحِينَ ﴿٨٤﴾ فَاتَّابَهُمُ اللَّهُ بِمَا قَالُوا جَزَّتْ جُرْئِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ط وَذَلِكَ جَزَاءُ الْمُحْسِنِينَ ﴿٨٥﴾ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ﴿٨٦﴾﴾

ق س س

(ن)

قَسَا

رات میں کسی چیز کی جستجو کرنا۔

قَسِيَسٌ

رات میں علم کی جستجو کرنے والا۔ نصاریٰ کا عالم پادری۔ آیت زیر مطالعہ۔

د م ع

(ف)

دَمَعًا

آنسو جاری ہونا۔

دَمْعُ اسم ذات بھی ہے۔ آنسو۔ آیت زیر مطالعہ۔

802

ترکیب

وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ میں ابْن کی جرتاری ہے کہ یہ فقرہ بھی علی لسانِ کامضاف الیہ ہے۔ یَتَذَكَّرُونَ باب تفاعل کا مضارع ہے۔ فَعْلُوہ کی ضمیر مفعولِ مُنْكَر کے لیے ہے۔ هُمْ مبتداء ہے، خَلِدُونَ اس کی خبر ہے اور فی الْعَذَاب متعلق خبر مقدم ہے۔ کَوْ شرطیہ ہے۔ کَانُوا سے اِلَیْہ تک شرط ہے اور مَا اتَّخَذُوا جواب شرط ہے۔ کَانُوا کا اسم اس میں هُمْ کی ضمیر ہے اور یَوْمُنُونَ اس کی خبر ہے۔ لَتَجِدَنَّ کا مفعول اول اَشَدَّ ہے جبکہ اَلْیَهُودَ اور اَلَّذِیْنَ اَشْرَكُوا مفعول ثانی ہیں۔ بِاَنَّ کا اسم قِیَاسِیْنَ اور هُبَانًا ہیں، اس کی خبر مخذوف ہے اور مِنْهُمْ قائم مقام خبر مقدم ہے۔

ترجمہ

لُعِنَ	الَّذِينَ	كَفَرُوا	مِنْ بَنِي إِسْرَءِیْلَ	عَلَى لِسَانِ دَاوُدَ
لعنت کی گئی	ان لوگوں پر جنہوں نے	کفر کیا	بنی اسرائیل میں سے	داؤد کی زبان پر (یعنی سے)

وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ط	ذَلِكَ	بِمَا	عَصَوْا	وَكَانُوا يَعْتَدُونَ ④
اور عیسیٰ ابن مریم کی زبان سے	یہ	اس سبب سے کہ	انہوں نے نافرمانی کی	اور وہ حد سے تجاوز کرتے تھے

كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ	عَنْ مُنْكَرٍ	فَعْلُوهُ ط	لِبُئْسَ	مَا	كَانُوا يَفْعَلُونَ ④
ایک دوسرے کو منع نہیں کیا کرتے تھے	کسی برائی سے	جو انہوں نے کیں	تو کتنا برا ہے	وہ، جو	وہ لوگ کرتے تھے

تَرَى	كَثِيرًا	مِنْهُمْ	يَتَوَكَّلُونَ	الَّذِينَ	كَفَرُوا ط	لِبُئْسَ
تو دیکھے گا	اکثر کو	ان میں سے	کہ وہ دوستی کرتے ہیں	ان سے جنہوں نے	کفر کیا	تو کتنا برا ہے

مَا	قَدَّ مَتَّ	لَهُمْ	أَنفُسُهُمْ	أَنْ	سَخِطَ	اللَّهُ	عَلَيْهِمْ	وَفِي الْعَذَابِ
وہ، جو	آگے بھیجا	ان کے لیے	ان کے نفسوں نے	کہ	غصہ کیا	اللہ نے	ان پر	اور عذاب میں

هُمْ	خَالِدُونَ ⑤	وَكُؤ	كَانُوا	يَوْمُنُونَ	بِاللَّهِ	وَالنَّبِيِّ
وہ لوگ	ہمیشہ رہنے والے ہیں	اور اگر	وہ لوگ ہوتے	کہ ایمان لاتے	اللہ پر	اور ان نبی پر

وَمَا	أُنْزِلَ	إِلَيْهِ	مَا اتَّخَذُوا هُمْ	أَوْلِيَاءَ	وَلَكِنَّ	كَثِيرًا	مِنْهُمْ
اور اس پر جو	اُتارا گیا	ان کی طرف	تو نہ بناتے ان کو	دوست	اور لیکن	اکثر	ان میں سے

فَاسْقُون ⑥	لَتَجِدَنَّ	أَشَدَّ النَّاسِ	عَدَاوَةً
نافرمانی کرنے والے ہیں	لازمًا پائے گا	لوگوں میں سے سخت	بلحاظ دشمنی کے

لِلَّذِينَ	آمَنُوا	الْيَهُودَ	وَالَّذِينَ	أَشْرَكُوا ⑦	وَلَتَجِدَنَّ
ان کے لیے جو	ایمان لائے	یہودیوں کو	اور ان کو جنہوں نے	شرک کیا	اور تو لازمًا پائے گا

أَفَرَبَّهُمْ	مَوَدَّةً	لِّلَّذِينَ	أَمَنُوا	الَّذِينَ	قَالُوا
ان میں سب سے قریب	بلحاظ دوستی کے	ان کے لیے جو	ایمان لائے	ان کو جنہوں نے	کہا

إِنَّا	نُضْرِي <sup>ط</sup>	ذَلِكَ	بِأَنَّ	مِنْهُمْ	قَسِيصِينَ	وَرُهْبَانًا	وَأَنَّهُمْ
کہ ہم	نصرانی ہیں	یہ	اس سبب سے کہ	ان میں	علماء ہیں	اور درویش ہیں	اور یہ کہ وہ لوگ

لَا يَسْتَكْبِرُونَ <sup>١٥</sup>	وَإِذَا	سَمِعُوا	مَا	أُنْزِلَ	إِلَى الرَّسُولِ	تَأْتَى
تکبر نہیں کرتے	اور جب	وہ سنتے ہیں	اس کو جو	اُتارا گیا	ان رسول کی طرف	تو، تو دیکھتا ہے

أَعْيُنُهُمْ	تَفِيضُ	مِنَ الدَّمْعِ	مِمَّا	عَرَفُوا	مِنَ الْحَقِّ <sup>ج</sup>	يَقُولُونَ
ان کی آنکھوں کو	بھر آتی ہیں	آنسو سے	اس سے جو	انہوں نے پہچانا	حق میں سے	وہ کہتے ہیں

رَبَّنَا	أَمَنَّا	فَاكْتَبْنَا	مَعَ الشَّاهِدِينَ <sup>١٦</sup>	وَمَا لَنَا
اے ہمارے رب!	ہم ایمان لائے	پس تو لکھ دے ہم کو	گواہی دینے والوں کے ساتھ	اور کیا ہے ہم کو

لَا نُؤْمِنُ	بِاللَّهِ	وَمَا	جَاءَنَا	مِنَ الْحَقِّ <sup>ط</sup>	وَنُطْبِعُ
(کہ) ہم ایمان نہ لائیں	اللہ پر	اور اس پر جو	آیا ہمارے پاس	حق میں سے	اور ہم اُمید کرتے ہیں

أَنْ	يُؤْخِلَنَا	رَبَّنَا	مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ <sup>١٧</sup>	فَاكْتَبَهُمُ	اللَّهُ
کہ	داخل کرے گا ہم کو	ہمارا رب	صالح لوگوں کے ساتھ	تو بدلے میں دیا ان کو	اللہ نے

بِمَا	قَالُوا	جَنَّتِ	تَجْرِي	مِنْ تَحْتِهَا	الْأَنْهَارُ	خُلْدِيَيْنِ
بسبب اس کے جو	انہوں نے کہا	ایسے باغات	بہتی ہیں	جن کے نیچے سے	نہریں	ہمیشہ رہنے والے ہوتے ہوئے

فِيهَا <sup>ط</sup>	وَ	ذَلِكَ	جَزَاءُ الْمُحْسِنِينَ <sup>١٨</sup>	وَالَّذِينَ	كَفَرُوا	وَكَذَّبُوا
اس میں	اور	یہ	احسان کرنے والوں کا بدلہ ہے	اور جنہوں نے	کفر کیا	اور جھٹلایا

بِأَيِّتِنَا	أُولَئِكَ	أَصْحَابُ الْجَحِيمِ <sup>١٩</sup>
ہماری نشانیوں کو	وہ لوگ	جہنم والے ہیں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے پہلی برائی بنی اسرائیل میں یہی داخل ہوئی تھی کہ ایک شخص دوسرے کو خلافِ شرع کوئی کام کرتے دیکھتا تو اسے روکتا۔ لیکن دوسرے روز جب وہ نہ چھوڑتا تو یہ اس سے کنارہ کشی نہ کرتا اور میل جول باقی رکھتا۔ اس وجہ سے سب میں ہی سنگ دلی آگئی (ابوداؤد)۔ آپؐ نے فرمایا کہ یا تو تم بھلائی کا حکم اور برائی سے منع کرتے رہو گے یا اللہ تعالیٰ تم پر کوئی عذاب بھیج دے گا۔ پھر تم اس سے دُعائیں بھی کرو گے لیکن وہ قبول نہیں فرمائے گا (مسند احمد اور ترمذی)۔ ایک اور حدیث میں فرمایا کہ اچھائی کا حکم اور برائی سے ممانعت کرو اس سے پہلے کہ تمہاری دُعائیں قبول ہونے سے روک دی جائیں (ابن ماجہ)

(منقول از ابن کثیر)

نوٹ-2

آیات زیر مطالعہ میں یہود، مشرکین اور نصاریٰ کے متعلق جو بات کی گئی ہے وہ مطلق نہیں ہے بلکہ تناسب کے ساتھ ہے۔ آج بھی صورتحال یہی ہے کہ یہودی اور آج کے مشرک یعنی ہندو، مسلمانوں کا وجود بھی گوارہ نہیں کرتے اور انھیں ہستی سے نابود کرنے کے لیے کوشاں ہیں۔ جبکہ عیسائی بھی مسلمانوں کو مغلوب اور دست نگر بنا کر رکھنے کے لیے تو کوشاں ہیں لیکن اس مخالفت میں وہ اتنے شدید نہیں ہیں۔

### آیت نمبر (87 تا 89)

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ۝ وَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي أَنْتُمْ بِهِ مُؤْمِنُونَ ۝ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْبَانِكُمْ وَلَكِنْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُمُ الْأَيْمَانَ ۚ فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشْرَةِ مَسْكِينٍ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعَمُونَ أَهْلِيكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ ۚ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ ۚ ذَٰلِكَ كَفَّارَةُ أَيْبَانِكُمْ إِذَا حَلَفْتُمْ ۚ وَاحْفَظُوا أَيْبَانَكُمْ ۚ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝﴾

ترکیب

طَيِّبَاتِ مضاف ہے اور مَا اس کا مضاف الیہ ہے۔ کُلُوا کا مفعول مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ ہے جبکہ حَلَالًا طَيِّبًا حال ہے۔  
يُؤَاخِذُ باب مفاعلہ کا مضارع ہے۔ کَفَّارَتُهُ کی ضمیر عَقَّدْتُمْ کے مصدر تَعْقِيدُ کے لیے ہے، کِسْوَتُهُمْ کی ضمیر مَسْكِينِ کے لیے ہے۔ إِطْعَامُ عَشْرَةِ مَسْكِينٍ اور کِسْوَتُهُمْ اور تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ، یہ سب خبریں ہیں، اس لیے ان کے مضاف حالتِ رفع میں ہیں۔ جبکہ ان کی مبتداء کَفَّارَتُهُ ہے۔

ترجمہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا	اَمْنُوا	لَا تَحَرِّمُوا	طَيِّبَاتِ مَا	أَحَلَّ	اللَّهُ
اے لوگو! جو	ایمان لائے	تم لوگ حرام مت کرو	ان پاکیزہ چیزوں کو جس کو	حلال کیا	اللہ نے

لَكُمْ	وَلَا تَعْتَدُوا	إِنَّ اللَّهَ	لَا يُحِبُّ	الْمُعْتَدِينَ ۝	وَكُلُوا
تمہارے لیے	اور حد سے مت بڑھو	بیشک اللہ	پسند نہیں کرتا	حد سے بڑھنے والوں کو	اور کھاؤ

وَمِمَّا	رَزَقَكُمُ	اللَّهُ	حَلَالًا طَيِّبًا	وَاتَّقُوا	اللَّهُ الَّذِي	أَنْتُمْ	بِهِ
اس میں سے جو	عطا کیا تم کو	اللہ نے	پاکیزہ حلال ہوتے ہوئے	اور تقویٰ کرو	اس اللہ کا	تم لوگ	جس پر

مُؤْمِنُونَ	لَا يُؤَاخِذُكُمْ	اللَّهُ	بِاللَّغْوِ	فِي أَيْبَانِكُمْ
ایمان رکھنے والے ہو	جواب طلبی نہیں کرے گا تم سے	اللہ	بغیر سوچی سمجھی بات پر	تمہاری قسموں میں سے

وَلَكِنْ	يُؤَاخِذُكُمْ	بِمَا	عَقَّدْتُمْ	الْأَيْمَانَ ۚ	فَكَفَّارَتُهُ
اور لیکن	وہ جواب طلبی کرے گا تم سے	اس پر جو	پختہ کیا تم نے	قسموں کو	تو اس کا (پختہ کرنے کا) کفارہ



إِطْعَامُ عَشْرَةِ مَسْكِينٍ	مِنْ أَوْسَطِ مَا	تُطْعَمُونَ	أَهْلِيكُمْ	أَوْ	كَسَوْتَهُمْ
دس مسکینوں کو کھلانا ہے	اس کے اوسط سے جو	تم لوگ کھلاتے ہو	اپنے گھر والوں کو	یا	ان کو پہنانا ہے

أَوْ	تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ	فَمَنْ	لَمْ يَجِدْ	فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ	ذَلِكَ	كَفَّارَةُ أَيِّبَانِكُمْ
یا	کسی گردن کا آزاد کرنا ہے	پھر جو	نہ پائے	تو تین دن کا روزہ رکھنا ہے	یہ	تمہاری قسموں کا کفارہ ہے

إِذَا	حَلَفْتُمْ	وَاحْفَظُوا	أَيِّبَانَكُمْ	كَذَلِكَ	يُبَيِّنُ	اللَّهُ
جب بھی	تم لوگ قسمیں کھاؤ	اور حفاظت کرو	اپنی قسموں کی	اس طرح	واضح کرتا ہے	اللہ

لَكُمْ	أَلَيْتِهِ	لَعَلَّكُمْ	تَشْكُرُونَ
تمہارے لیے	اپنی آیات کو	شاید کہ تم لوگ	شکر گزار ہو

نوٹ - 1

آیت نمبر - 87 کے دو مفہوم ہیں۔ ایک یہ کہ خود حلال و حرام کے مختار نہ بنو۔ حلال وہی ہے جو اللہ نے حلال کیا اور حرام وہی ہے جو اللہ نے حرام کیا۔ دوسرے یہ کہ عیسائی راہبوں، ہندو جوگیوں، بدھ مت کے بھکشوؤں اور اشراقی متصوفین کی طرح قطع لذات کا طریقہ اختیار نہ کرو۔ مذہبی رجحان کے نیک مزاج لوگوں کو ہمیشہ یہ میلان پایا جاتا رہا ہے کہ نفس و جسم کے حقوق ادا کرنے کو وہ روحانی ترقی میں مانع سمجھتے ہیں اور یہ گمان کرتے ہیں کہ اپنے نفس کو لذتوں سے محروم کرنا ایک نیکی ہے اور خدا کا تقرب اس کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا صحابہ کرامؓ میں سے بھی بغض میں یہ سوچ پائی جاتی تھی۔ چنانچہ اس سے ممانعت کی متعدد احادیث ہیں۔ ایک حدیث میں ارشاد فرمایا یہ لوگوں کو کیا ہوا ہو گیا ہے کہ انہوں نے عورتوں کو اور اچھے کھانے کو اور خوشبودار اور نیند آور دنیا کی لذتوں کو اپنے حرام کر لیا ہے۔ میں نے تمہیں یہ تعلیم نہیں دی ہے کہ تم راہب اور پادری بن جاؤ۔ رہبانیت کے سارے فائدے جہاد سے حاصل ہوتے ہیں۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ - 2

قسم کھانے کی چند صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ کسی گزشتہ واقعہ پر جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھائے۔ اس کو ”یمین غوس“ کہتے ہیں۔ یہ سخت گناہ کبیرہ ہے اور اس کا کفارہ نہیں ہے۔ حقیقی توبہ سے معافی اُمید ہے۔ دوسری یہ کہ بلا قصد زبان سے لفظ قسم نکل جائے یا کسی گزشتہ واقعہ پر اپنے نزدیک سچا سمجھ کر قسم کھائے جبکہ دراصل وہ غلط ہو۔ اس کو ”یمین لغو“ کہتے ہیں۔ اس پر گناہ نہیں ہے۔ اسی لیے کفارہ بھی نہیں ہے۔ تیسری یہ کہ آئندہ زمانے میں کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کی قسم کھائے۔ اس کو ”یمین منعقدہ“ کہتے ہیں۔ اس قسم کو توڑنے پر کفارہ واجب ہوتا ہے۔ (معارف القرآن)

## آیت نمبر (90 تا 93)

802

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رَجُسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ٩٠﴾ إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصَدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ ٩١﴾ وَاطِيعُوا اللَّهَ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ وَاحْذَرُوا فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَأَعْلَمُوا إِنَّمَا عَلَى رَسُولِنَا الْبَلْغُ الْمُبِينُ ٩٢﴾ لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا إِذَا مَا اتَّقَوْا وَآمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَآمَنُوا ثُمَّ اتَّقَوْا وَاحْسَنُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ٩٣﴾

ر ج س

(س-ک)

رَجَاسَةً قبیح کام کرنا۔

رَجُسٌ اسم ذات ہے۔ گندگی۔ نجاست۔ آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب

الْخَمْرُ سے وَالْأَزْلَامُ تک چاروں مبتداء ہیں۔ رَجُسٌ ان کی خبر جمع کے بجائے واحد لا کرا سے ہر مبتداء پر عطف کیا گیا ہے۔ یعنی اصل بات اس طرح تھی۔ إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رَجُسٌ۔ آیت میں خبر کو جمع کے بجائے واحد لا کر ان چار جملوں کے تاکید میں مفہوم کو ایک جملے میں سمو دیا گیا ہے۔ اجتناب کے حکم میں اسی تاکید میں مفہوم کو برقرار رکھنے کے لیے ضمیر مفعولی بھی واحد آئی ہے۔ وَيَصَدَّكُمْ کی نصب بتا رہی ہے کہ یہ أَنْ يُوقِعَ کے اُن پر عطف ہے۔ وَاحْذَرُوا کا مفعول مخدوف ہے۔ اس وجہ سے اس حکم کا مفہوم وسیع ہو کر اطاعت کے پورے دائرے پر محیط ہو گیا ہے۔

ترجمہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا	اٰمَنُوْا	اِنَّمَا	الْخَمْرُ	وَالْمَيْسِرُ	وَالْأَنْصَابُ
اے لوگو! جو	ایمان لائے	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	شراب	اور جو	اور بت

وَالْأَزْلَامُ	رَجُسٌ	مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ	فَاجْتَنِبُوهُ
اور فال کے تیر	(ہر ایک) نجاست ہے	شیطان کے عمل میں سے	پس تم لوگ دور رہو اس سے (یعنی ہر ایک سے)

لَعَلَّكُمْ	تُفْلِحُونَ ٩٠	اِنَّمَا	يُرِيدُ	الشَّيْطَانُ	أَنْ	يُوقِعَ	بَيْنَكُمْ
شائد کہ تم لوگ	فلاح پاؤ	کچھ نہیں سوائے اس کے	چاہتا ہے	شیطان	کہ	وہ ڈال دے	تمہارے درمیان

الْعَدَاوَةَ	وَالْبَغْضَاءَ	فِي الْخَمْرِ	وَالْمَيْسِرِ	وَيَصَدَّكُمْ	عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ
عداوت	اور بغض	شراب سے	اور جوئے سے	اور (یہ کہ) وہ رو کے تم کو	اللہ کی یاد سے

وَعَنِ الصَّلَاةِ ٩١	فَهَلْ	أَنْتُمْ	مُنْتَهُونَ ٩١	وَاطِيعُوا	اللَّهُ	وَاطِيعُوا
اور نماز سے	تو کیا	تم لوگ	باز آنے والے ہو	اور تم لوگ اطاعت کرو	اللہ کی	اور اطاعت کرو

الرَّسُولَ	وَاحْذَرُوا	فَإِنْ	تَوَلَّيْتُمْ	فَاعْلَمُوا	أَنَّكَ	عَلَى رَسُولِنَا
ان رسول کی	اور محتاط رہو	پھر اگر	تم لوگ منھ موڑتے ہو	تو جان لو	کہ کچھ نہیں مگر	ہمارے رسول پر

الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ۝۶	لَيْسَ	عَلَى الَّذِينَ	أَمَنُوا	وَعَمِلُوا	الطَّيِّبَاتِ	جُنَاحٌ
واضح طور پر پہنچانا ہے	نہیں ہے	ان پر جو	ایمان لائے	اور عمل کیے	نیک	کوئی گناہ

فِيمَا	طَعَمُوا	إِذَا مَا	اتَّقُوا	وَأَمَنُوا	وَعَمِلُوا	الطَّيِّبَاتِ
اس میں جو	کھایا یا	جبکہ وہ، جو	انہوں نے تقویٰ کیا	اور ایمان لائے	اور عمل کیے	نیک

ثُمَّ	اتَّقُوا	وَأَمَنُوا	ثُمَّ	اتَّقُوا
پھر	انہوں نے (مزید) تقویٰ کیا	اور (مزید) ایمان لائے (یعنی پختہ کیا)	پھر	(مزید) تقویٰ کیا

وَأَحْسَنُوا	وَاللَّهُ	يُحِبُّ	الْمُحْسِنِينَ
اور خوب نیک کاری کی	اور اللہ	پسند کرتا ہے	احسان کرنے والوں کو

نوٹ-1

عربی میں کھانے کے لیے اَكَلَ اور پینے کے لیے شَرَب کے الفاظ ہیں۔ جبکہ طَعِم کا اصل مفہوم ہے ”چکھنا“۔ اب کسی چیز کو کھا کر بھی چکھا جاسکتا ہے اور پی کر بھی۔ اس طرح طَعِم میں کھانے اور پینے، دونوں کا مفہوم شامل ہو جاتا ہے۔ مثلاً آیت نمبر-2/249 میں یہ لفظ پینے کے مفہوم میں آیا ہے۔ زیر مطالعہ آیت نمبر-93 میں یہ لفظ اپنے جامع مفہوم میں آیا ہے جس کو ہم نے ترجمے میں ظاہر کیا ہے۔

نوٹ-2

شراب اور جوئے کے متعلق سب سے پہلے آیت نمبر-2/219 میں بتایا جا چکا تھا کہ ان دونوں کا گناہ ان کے نفع سے زیادہ بڑا ہے۔ اس کے بعد آیت نمبر-3/43 میں نشہ کی حالت میں نماز پڑھنے سے منع کیا گیا۔ پھر زیر مطالعہ آیت نمبر-90 میں ان کو مطلق حرام قرار دے دیا گیا۔ اس حکم کے آنے سے پہلے رسول اللہ نے ایک خطبہ میں لوگوں کو خبردار کیا کہ اللہ تعالیٰ کو شراب سخت ناپسند ہے بعد نہیں کہ اس کی قطعی حرمت کا حکم آجائے۔ لہذا جس کے پاس شراب موجود ہو وہ اسے فروخت کر دے۔ اس کے کچھ مدت بعد یہ آیت نازل ہوئی اور آپؐ نے اعلان کر دیا کہ اب جس کے پاس شراب ہے وہ نہ تو اسے پی سکتا ہے اور نہ ہی فروخت کر سکتا ہے۔ بلکہ وہ اسے ضائع کر دے۔ چنانچہ اسی وقت مدینہ کی گلیوں میں شراب بھادی گئی۔ ایک صاحب نے باصرار دریافت کیا کہ دوا کے طور پر استعمال کرنے کی تو اجازت ہے؟ آپؐ نے فرمایا نہیں، وہ دوائیں ہے بلکہ بیماری ہے۔ آپؐ نے اس دسترخوان پر کھانا کھانے سے بھی منع فرمایا جس پر شراب پی جا رہی ہو۔ (تفہیم القرآن)

اب اس کے بعد بھی کوئی دانشور اگر اس زعم میں مبتلا ہو جائے۔ کہ وہ قرآن کو نعوذ باللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ سمجھتا ہے اور دعویٰ کرے کہ قرآن مجید میں کہیں بھی شراب کو حرام قرار نہیں دیا گیا، تو پھر کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائیں کیا۔ اکثر دانشوار بڑے مہذب اور انتہائی نفاست پسند ہوتے ہیں۔ انسانی عمل کے نجاستوں کے ذکر سے بھی ان کو گھن آتی ہے۔ فقہ کی کتابوں میں ایسی چیزوں کے تذکرے پر یہ ناک بھوں چڑھاتے ہیں۔ اور شیطان

کے عمل کی نجاستوں کو جائز قرار دیتے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔ لگتا ہے کہ یہ لوگ اپنی وحشت کو دانش وری سمجھ بیٹھے ہیں۔ کیونکہ۔

وحشت میں ہر نقشہ الٹا نظر آتا ہے  
مجنوں نظر آتی ہے لیلیٰ نظر آتا ہے

### آیت نمبر (94 تا 96)

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللَّهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالَهُ أَيْدِيكُمْ وَرِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ اللَّهُ مَن يَخَافُهُ بِالْغَيْبِ ۚ فَمَنِ اعْتَدَىٰ بَعْدَ ذَلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٩٤﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرْمٌ ۚ وَمَن قَتَلَهُ مِنْكُم مُّتَعِدًّا فَجَزَاءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنكُمْ هَدْيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ أَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسْكِينٍ أَوْ عَدْلٌ ذَلِكُمْ صِيَامًا لِّذَوِّقٍ وَبَالَ أَمْرِهِ ۚ طَعَفَ اللَّهُ عَمَّا سَلَفٌ ۚ وَمَن عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللَّهُ مِنْهُ ۚ وَاللَّهُ عَزِيزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿٩٥﴾ أَحَلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلْسَيَّارَةِ ۚ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرْمًا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ﴿٩٦﴾﴾

ر م ح

(ف)

رَمَحًا نیزہ مارنا۔

رُمُحٌ رِمَاحٌ۔ اسم ذات ہے۔ نیزہ۔ آیت زیر مطالعہ

تَنَالُ مضارع کا واحد مؤنث کا صیغہ ہے اور اس کی ضمیر مفعول الصَّيْدِ کے لیے ہے، جبکہ اَيْدِيكُمْ اور رِمَاحُكُمْ اس کے فاعل ہیں۔ فَجَزَاءٌ مبتداء نکرہ ہے اس کی خبر وَاِجِبٌ محذوف ہے۔ مِنَ النَّعَمِ کا مِنْ بیانیہ ہے اور یہ مَا قَتَلَ کا نہیں بلکہ جَزَاءٌ کا بیان یعنی وضاحت ہے۔ مِنْ تَبْعِيضِيہ بھی ہو سکتا ہے۔ تَبْ جَزَاءٌ کی وضاحت یَحْكُمُ بِهِ... ہوگی۔ یَحْكُمُ کا فاعل ذَوَا عَدْلٍ ہے۔ هَدْيًا حال ہے۔ بَلِغَ کی نصب بتا رہی ہے کہ یہ بھی حال ہے۔ كَفَّارَةٌ مبتداء نکرہ ہے اس کی بھی خبر محذوف ہے اور طَعَامُ مَسْكِينٍ مبتداء کی وضاحت ہے۔ اسی طرح عَدْلٌ ذَلِكُمْ مبتداء کی خبر محذوف ہے جبکہ صِيَامًا مبتداء کی تیز ہے۔

ترکیب

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا	لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللَّهُ	بِشَيْءٍ	مِّنَ الصَّيْدِ
اے لوگو! جو	ایمان لائے	لازمًا آزمائے گا تم لوگوں کو	اللہ
کسی چیز سے	شکار میں سے		

ترجمہ

تَنَالَهُ	أَيْدِيكُمْ	وَرِمَاحُكُمْ	لِيَعْلَمَ	اللَّهُ	مَنْ	يَخَافُهُ	بِالْغَيْبِ
پہنچیں گے جس کو	تمہارے ہاتھ	اور تمہارے نیزے	تاکہ جان لے	اللہ	کون	ڈرتا ہے اس سے	بن دیکھے

فَمَنِ	اعْتَدَىٰ	بَعْدَ ذَلِكَ	فَلَهُ	عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٩٤﴾	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا	آمَنُوا
پھر جو	زیادتی کرے گا	اس کے بعد	تو اس کے لیے	ایک دردناک عذاب ہے	اے لوگو! جو	ایمان لائے

لَا تَقْتُلُوا	الصَّيِّدَ	وَ	أَنْتُمْ	حُرْمًا	وَمَنْ	قَتَلَهُ 102	مِنْكُمْ
تم لوگ قتل مت کرو	شکار کو	اس حال میں کہ	تم لوگ	احرام میں ہو	اور جو	قتل کرے گا اس کو	تم میں سے

مُتَعَبِدًا	فَجَزَاءً	مِثْلُ مَا	قَتَلَ	مِنَ النَّعَمِ	يَحْكُمُ	بِهِ	جَسَاسًا
جانتے بوجھتے ہوئے	تو بدلہ (واجب) ہے	اس کے جیسا جو	اس نے قتل کیا	مویشی میں سے	فیصلہ کریں	جس کا	جس کا

ذَوَا عَدْلٍ	مِنْكُمْ	هَدِيًّا	بَلِغَ الْكَعْبَةِ	أَوْ	كَفَّارَةً	يَا	كُفَّارَةً
و انصاف والے	تم میں سے	ہدیہ ہوتے ہوئے	کعبہ کو پہنچنے والا ہوتے ہوئے	یا	کفارہ (واجب) ہے	یا	کفارہ (واجب) ہے

طَعَامُ مَسْكِينٍ	أَوْ	عَدْلُ ذَلِكَ	صِيَامًا	لِيُنْذِرَ	وَبَالَ أَمْرَهُ	يَا	مَسْكِينٍ
مسکینوں کا کھانا	یا	اس کے برابر	روزہ رکھنا ہے	تاکہ وہ چکھے	اپنے کام کا وبال	یا	مسکینوں کا کھانا

عَقَا	اللَّهُ	عَمَّا	سَلَفًا	وَمَنْ	عَادَ	فَيَنْتَقِمُ	اللَّهُ	مِنْهُ
ورگرز کیا	اللہ نے	اس سے جو	پہلے گزرا	اور جو	دوبارہ کرے گا	تو انتقام لے گا	اللہ	اس سے

وَاللَّهُ	عَزِيزٌ	ذُو انْتِقَامٍ 103	أُحِلَّ	لَكُمْ	صَيْدُ الْبَحْرِ	وَطَعَامُهُ	وَاللَّهُ
اور اللہ	بالا دست ہے	انتقام والا ہے	حلال کیا گیا	تمہارے لیے	پانی کا شکار	اور اس کا کھانا	اور اللہ

مَتَاعًا	لَكُمْ	وَلِلنَّبَاةِ 104	وَحَرَّمَ	عَلَيْكُمْ	صَيْدَ الْبَرِّ	نَحْشًا	وَاللَّهُ
سامان ہوتے ہوئے	تمہارے لیے	اور قافلوں کے لیے	اور حرام کیا گیا	تم لوگوں پر	خشکی کا شکار	اور اس کا کھانا	اور اللہ

مَا دُمْتُمْ	حُرْمًا	وَاتَّقُوا	اللَّهُ الذِّي	إِلَيْهِ	تُحْشَرُونَ	وَاللَّهُ	مِنْكُمْ
جب تک تم لوگ رہو	احرام میں	اور تقویٰ کرو	اس اللہ کا	جس کی طرف	تم لوگ جمع کیے جاؤ گے	اور اللہ	میں سے

### آیت نمبر (97 تا 100)

﴿جَعَلَ اللَّهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَمًا لِلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَائِدَ ۚ ذَٰلِكَ لِتَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝۹۷﴾ ﴿إِعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ وَأَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝۹۸﴾ ﴿مَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا تَكْتُمُونَ ۝۹۹﴾ ﴿قُلْ لَا يَسْتَوِي الْخَبِيثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ أَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيثِ ۚ فَاتَّقُوا اللَّهَ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝۱۰۰﴾

جَعَلَ کے دو مفعول آتے ہیں۔ کس کو بنایا اور کیا بنایا۔ یہاں جَعَلَ کا مفعول اول الْكَعْبَةُ ہے۔ لیکن الْبَيْتُ الْحَرَامُ مفعولی ثانی نہیں ہے بلکہ یہ الْكَعْبَةُ کا بدل ہے اور مفعول ثانی قِيَمًا ہے۔ الشَّهْرُ الْحَرَامُ، الْهَدْيُ اور الْقَلَائِدُ،

ترکیب



یہ سب بھی جَعَلَ کے مفعول اول ہیں اور ان پر لام جس ہے جبکہ ان کا مفعول ثانی بھی قِیَمًا ہے۔ یَسْتَوِیْ کا فاعل ہونے کی وجہ سے الْخَبِيثُ اور الطَّيِّبُ حالت رفع میں آئے ہیں اور اَعْجَبَ کا فاعل سِئْرَةٌ ہے۔

802

ترجمہ

جَعَلَ	اللَّهُ	الْكُعبَةُ	الْبَيْتَ الْحَرَامَ	قِيَمًا	لِّلنَّاسِ
بنایا	اللہ نے	کعبہ کو	جو یہ محترم گھر ہے	باقی رہنے کا مدار	لوگوں کے لئے

وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ	وَالْهَدْيَ	وَالْأَنْفَلَائِدَ	ذَلِكَ
اور محترم مہینوں کو (بھی)	اور قربانی کے جانوروں کو (بھی)	اور پٹوں (دالوں) کو (بھی)	یہ

لِتَعْلَمُوْا	اَنَّ	اللَّهُ	يَعْلَمُ	مَا	فِي السَّمَوَاتِ	وَمَا
اس لئے کہ تم لوگ جان لو	کہ	اللہ	جانتا ہے	اس کو جو	آسمانوں میں ہے	اور اس کو جو

فِي الْأَرْضِ	وَأَنَّ	اللَّهُ	بِكُلِّ شَيْءٍ	عَلِيمٌ	إِعْلَمُوْا	اَنَّ	اللَّهُ
زمین میں ہے	اور یہ کہ	اللہ	ہر چیز کو	جاننے والا ہے	اور تم لوگ جان لو	کہ	اللہ

شَدِيدُ الْعِقَابِ	وَأَنَّ	اللَّهُ	عَفُوْرٌ	رَّحِيْمٌ	مَا
گرفت کا سخت ہے	اور یہ کہ	اللہ	بے انتہا بخشنے والا ہے	اور ہر حال میں رحم کرنے والا ہے	نہیں ہے

عَلَى الرَّسُولِ	إِلَّا	الْبَلَاغُ	وَاللَّهُ	يَعْلَمُ	مَا	تُبْدُوْنَ	وَمَا
ان رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر	مگر	پہنچانا	اور اللہ	جانتا ہے	اس کو جو	تم لوگ ظاہر کرتے ہو	اور اس کو جو

تَكْتُمُونَ	قُلْ	لَا يَسْتَوِي	الْخَبِيثُ	وَالطَّيِّبُ	وَكُوْ
تم لوگ چھپاتے ہو	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیجئے	برابر نہیں ہوتیں	نا پاک	اور پاکیزہ (چیزیں)	اور اگرچہ

اَعْجَبَكَ	كَثْرَةُ الْخَبِيثِ	فَاتَّقُوا	اللَّهُ	يَا أَيُّهَا النَّبَاِ	لَعَلَّكُمْ
بھلی لگے تجھ کو	نا پاک کی کثرت	تو تقویٰ کرو	اللہ کا	اے ہوشمندو	شاید کہ تم لوگ

تُفْلِحُونَ
فلاح پاؤ

کسی اصول یا چیز کے معقول اور پسندیدہ ہونے کے دلیل کے طور پر اکثر سننے میں آتا ہے کہ ”یہ تو ساری دنیا مانتی ہے“۔ ”یہ بات تو بین الاقوامی سطح پر تسلیم شدہ ہے“۔ زیر مطالعہ آیت نمبر-100 میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعلان کر دیجئے کہ کسی چیز کا رواج پا جانا اس کے معقول اور پسندیدہ ہونے کی دلیل نہیں ہے۔ یہ غلط معیار ہے جو انسانوں نے اختیار کر لیا ہے۔ جو انسان تھوڑی سی بھی سوچ بوجھ رکھتا ہے اسے سوچنا چاہیے کہ ہندوستان کے سارے ہندو گائے کے

نوٹ-1

پیشاب کو کتنا بھی پوتر یعنی پاکیزہ قرار دے لیں، پھر بھی اس کے پیشاب کی نجاست میں کوئی کمی واقع نہیں ہو گیا اسے سوچنا چاہیے اگر گائے کا پیشاب واقع ہی اتنا پاکیزہ ہے تو پھر اس کے گوبر سے پرہیز کیوں؟ جس طرح وہ گائے کے پیشاب سے اپنے سر اور چہرے پر ملتے ہیں اسی طرح اس کا گوبر بھی مل لیا کریں۔ بالکل اسی طرح سے جوا، شراب، سودا اور اس قبیل کی باقی چیزیں خواہ کتنا بھی رواج پا جائیں، پھر بھی ان کی خباثت اپنی جگہ برقرار رہے گی۔

### آیت نمبر (101 تا 105)

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءٍ إِنْ تُبَدَّ لَكُمْ تَسْأَلُكُمْ ۚ وَإِنْ تَسْأَلُوا عَنْهَا حِينَ يُنَزَّلُ الْقُرْآنُ تُبَدَّ لَكُمْ ۚ عَفَا اللَّهُ عَنْهَا ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ ۝۱۰۱ قَدْ سَأَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ أَصْبَحُوا بِهَا كَافِرِينَ ۝۱۰۲ مَا جَعَلَ اللَّهُ مِنْ بَحِيرَةٍ وَلَا سَائِبَةٍ وَلَا وَصِيلَةٍ وَلَا حَامٍ ۚ وَلَٰكِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ ۚ وَكَثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ۝۱۰۳ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَىٰ مَا أَنزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ قَالُوا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا ۖ أَوْ لَوْ كَانَ أَبَاؤُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ ۝۱۰۴ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنفُسُكُمْ ۚ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ ۚ إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝۱۰۵﴾

س ی ب

(ض)

سَائِبًا

سَائِبَةٌ

پانی کا ادھر ادھر بہنا۔ مویشی کا آزاد پھرنا۔

اسم الفاعل ہے۔ آزاد پھرنے والی۔ اصطلاحاً ایسی اونٹنی کو کہتے ہیں جسے مقدس قرار دے کر آزاد چھوڑ دیا گیا ہو۔ آیت زیر مطالعہ۔

ح م ی

(ض)

حَمِيًّا

حَامٍ

کسی چیز کو کسی سے روکنا۔ بچانا۔ حمایت کرنا۔

اسم الفاعل ہے۔ بچانے والا۔ اصطلاحاً ایسے اونٹ کو کہتے ہیں جسے مقدس قرار دے کر آزاد چھوڑ دیا گیا ہو۔ آیت زیر مطالعہ۔

کسی چیز کا بہت تیز گرم ہو جانا۔

حُمِيًّا

حَامِيَّةٌ

(س)

اسم الفاعل ہے۔ گرم ہونے والی۔ ﴿تَصْلٰى نَارًا حَامِيَّةً ۝﴾ (88/ الغاشیہ: 4) ”وہ گریں گے ایک

جلنے والی یعنی دہکتی ہوئی آگ میں۔“

حَبِيَّةٌ

اسم ذات ہے۔ جذبات کی گرمی کا اُبال۔ جوش۔ عصیت۔ ﴿اِذْ جَعَلَ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي قُلُوبِهِمُ

الْحَبِيَّةَ﴾ (48/ الفتح: 26) ”اور جب رکھا انہوں نے جنہوں نے کفر کیا، اپنے دلوں میں عصیت۔“

إِحْمَاءٌ

(افعال)

کسی چیز کو خوب گرم کرنا۔ تپانا۔ ﴿يَوْمَ يُحْلٰى عَلَيْهَا فِي نَارٍ جَهَنَّمَ﴾ (9/ التوبہ: 35) ”جس دن

تپایا جائے گا اس کو جہنم کی آگ میں۔“

## ترکیب

شَیْءٌ کی جمع اَشْیَاءٌ غیر منصرف آتی ہے۔ یہاں اَشْیَاءٌ حالتِ جر میں ہے اور نکرہ موصوفہ ہے۔ آگے جملہ شرطیہ 802 اِنْ تُبْدَلْ لَكُمْ تَسْوُكُمُ اس کی صفت ہے۔ تُبْدَلْ دراصل باب افعال کے مضارع مجہول میں مؤنث کا صیغہ تُبْدِلُ ہے اور اِنْ کی وجہ سے اس کی ”ی“ گری ہوئی ہے، جبکہ تَسْوُجُوب شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم آیا ہے۔ سَائِبَةً اور وَصِيلَةً اور حَامٍ، یہ سب مِنْ بِحَيْرَةٍ کی مِنْ پر عطف ہونے کی وجہ سے مجرور ہوئے ہیں اور یہ مِنْ تبعیضیہ ہے۔ لَا يَضُرُّ کا فاعل مَنْ ہے۔

## ترجمہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ	اٰمَنُوْا	لَا تَسْأَلُوْا	عَنْ اَشْيَاءٍ	اِنْ	تُبْدَلْ
اے لوگو! جو	ایمان لائے	تم لوگ مت پوچھو	ایسی چیزوں کے بارے میں	کہ اگر	وہ ظاہر کر دی جائیں

لَكُمْ	تَسْوُكُمُ	وَ اِنْ	تَسْأَلُوْا	عَنْهَا	حِيْنَ	يُنْزَلُ
تمہارے لیے	تو وہ بری لگے تم کو	اور اگر	تم لوگ پوچھو گے	ان کے بارے میں	اس وقت کہ	اتارا جاتا ہے

الْقُرْآنُ	تُبْدَلْ	لَكُمْ	عَقَا	اللَّهُ	عَنْهَا	وَاللَّهُ	عَفُوْرٌ
قرآن	تو وہ ظاہر کر دی جائیں گی	تمہارے لیے	درگزر کیا	اللہ نے	اس سے	اور اللہ	بے انتہا بخشنے والا ہے

حَلِيْمٌ ۝۱۵	قَدْ سَأَلَهَا	قَوْمٌ	مِّنْ قَبْلِكَ	ثُمَّ	أَصْبَحُوا	بِهَا	كُفْرِيْنَ ۝۱۶
بردبار ہے	پوچھ چکی ہے ان کو	ایک قوم	تم سے پہلے	پھر	وہ لوگ ہو گئے	اس کا	انکار کرنے والے

مَا جَعَلَ	اللَّهُ	مِنْ بَحِيْرَةٍ	وَلَا سَائِبَةٍ	وَلَا وَصِيْلَةٍ	وَلَا حَامٍ ۝۱۷
نہیں بنایا	اللہ نے	کسی قسم کا کوئی بحیرہ	اور نہ کوئی قسم کا کوئی سائبہ	اور نہ کسی قسم کا کوئی وصیلہ	اور نہ ہی کوئی حامی

وَلٰكِنَّ	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	يَفْتَرُوْنَ	عَلَى اللّٰهِ	الْكَذِبَ ۝۱۸	وَاَكْثَرُهُمْ
اور لیکن (یعنی بلکہ)	جنہوں نے	انکار کیا	وہ لوگ گھڑتے ہیں	اللہ پر	جھوٹ	اور ان اکثر

لَا يَعْقِلُوْنَ ۝۱۹	وَ اِذَا	قِيْلَ	لَهُمْ	تَعَالَوْا	اِلٰى مَا	اَنْزَلَ	اللَّهُ
عقل سے کام نہیں لیتے	اور جب بھی	کہا جاتا ہے	ان سے	کہ تم لوگ آؤ	اس کی طرف جو	اتارا	اللہ نے

وَ اِلَى الرَّسُوْلِ ۝۲۰	قَالُوْا	حَسْبُنَا	مَا	وَجَدْنَا	عَلَيْهِ	اٰبَاءَنَا ۝۲۱
اور ان رسول کی طرف	تو وہ کہتے ہیں	کافی ہے ہم کو	وہ	ہم نے پایا	جس پر	اپنے آباؤ اجداد کو

اَوْ	لَوْ	كَانَ	اٰبَاؤُهُمْ	لَا يَعْلَمُوْنَ	شَيْئًا	وَلَا يَهْتَدُوْنَ ۝۲۲
تو کیا	اگر	تھے	ان کے آباؤ اجداد	کہ نہیں جانتے تھے	کچھ بھی	اور نہ ہدایت پاتے تھے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ	اٰمَنُوْا	عَلَيْكُمْ	اَنْفُسَكُمْ ۝۲۳	لَا يَضُرُّكُمْ	مَنْ
اے لوگو! جو	ایمان لائے	تم لوگوں پر (ذمہ داری) ہے	اپنی جانوں کی	نقصان نہیں دے گا تم کو	وہ، جو

صَلَّ	إِذَا	اهْتَدَيْتُمْ	إِلَى اللَّهِ	مَرْجِعَكُمْ	جَمِيعًا	فَيُنَبِّئُكُمْ
گمراہ ہوا	جبکہ	تم ہدایت پر ہو	اللہ کی طرف ہی	تم کو لوٹنا ہے	سب کو	پھر وہ آگاہ کر دے گا تم کو

بِمَا	كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٥١﴾
اس کے بارے میں جو	تو لوگ عمل کیا کرتے تھے

نوٹ-1

نبی ﷺ خود بھی لوگوں کو کثرتِ سوال سے اور خواہ مخواہ ہر بات کی کھوج لگانے سے منع فرماتے رہتے تھے۔ ایسی ہی ایک حدیث میں ہے ”اللہ نے کچھ فرائض تم پر عائد کیے ہیں، انہیں ضائع نہ کرو، کچھ چیزوں کو حرام کیا ہے، ان کے پاس نہ پھنگو۔ کچھ حدود مقرر کی ہیں۔ ان سے تجاوز نہ کرو۔ اور کچھ چیزوں کے متعلق خاموشی اختیار کی ہے، بغیر اس کے کہ اسے بھول لاحق ہوئی ہو۔ لہذا ان کی کھوج نہ لگاؤ“ اب جو شخص مجمل کو مفصل اور غیر معین کو معین کرتا ہے، وہ درحقیقت مسلمانوں کو بڑے خطرے میں ڈالتا ہے۔

(تفہیم القرآن)

سلسلہ وحی منقطع ہونے کے بعد بھی سوالات گھڑ گھڑ کر ان کی تحقیقات میں پڑنا یا بے ضرورت چیزوں کے متعلق سوالات کرنا مذموم ہی رہے گا، کیونکہ اس میں اپنا اور دوسروں کا وقت ضائع کرنا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ مسلمان ہونے کی ایک خوبی یہ ہے کہ آدمی فضول باتوں کو چھوڑ دیتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بہت سے مسلمان جو فضول چیزوں کی تحقیق میں لگے رہتے ہیں کہ موسیٰ کی والدہ کا کیا نام تھا اور نوحؑ کی کشتی کا طول و عرض کیا تھا، جن کا کوئی اثر انسان کے عمل پر نہیں پڑتا، ایسے سوالات کرنا مذموم ہے جبکہ ایسے سوالات کرنے والے اکثر حضرات دین کے ضروری اور اہم مسائل سے بے خبر ہوتے ہیں۔

(معارف القرآن)

نوٹ-2

آغازِ اسلام سے قبل یہ رواج عام تھا کہ مختلف طریقوں سے مویشیوں کو مقدس قرار دے کر آزاد چھوڑ دیا جاتا تھا۔ پھر نہ کوئی اس پر سوار ہوتا، نہ اس کا دودھ پیا جاتا، نہ اسے ذبح کیا جاتا، نہ اس کا اُون اُتارا جاتا۔ اسے حق ہوتا کہ جس کھیت اور چراگاہ میں چاہے چرے اور جس گھاٹ سے چاہے پانی پیئے۔ ایسے مویشیوں کے مختلف نام تھے۔ تقدس کی علامت کے طور پر جس اونٹنی کے کان چیر کر آزاد کرتے اسے بحیرہ کہتے۔ کوئی منت پوری ہونے پر شکرانے کے طور پر جس اونٹ یا اونٹنی کو آزاد کرتے اسے سائبہ کہتے۔ کوئی بکری اگر پہلی بار یک نر اور ایک مادہ، جڑواں بچے دیتی تو نر بچے کو آزاد چھوڑ دیتے۔ اسے وصیلہ کہتے۔ جس اونٹ کا پوتا سواری دینے کے قابل ہو جاتا، اسے بھی آزاد چھوڑ دیتے۔ اسے حام کہتے۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ-3

زیر مطالعہ آیت نمبر-104 میں دوسری کی غلطی ظاہر کرنے ایک مؤثر طریقہ بتلایا گیا ہے جس سے مخاطب کی دل آزادی نہ ہو۔ یوں نہیں فرمایا کہ تمہارے باپ دادا جاہل اور گمراہ تھے۔ بلکہ ایک سوال پر سوچنے کی دعوت دی گئی ہے کہ کیا باپ دادا کی پیروی اس حالت میں بھی معقول بات ہوگی جبکہ باپ دادا نہ علم رکھتے ہوں نہ عمل۔ پھر اگلی آیت میں دوسروں کی اصلاح کی فکر کرنے والوں کو تسلی دی گئی ہے کہ جب تم نے حق کی تبلیغ اور تعلیم کی مقدور بھرکوشش کر لی اور اس کے بعد بھی کوئی گمراہی پر جمار ہے، تو تم اس کی فکر میں نہ پڑو۔ اس حالت میں دوسروں کی گمراہی سے تمہارا کوئی نقصان نہ ہوگا۔ (معارف القرآن)

## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## سورة المائدہ (5)

## آیت نمبر (106-108)

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنَكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدُكُمُ الْمَوْتُ حِينَ الْوَصِيَّةِ اثْنَيْنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنكُمْ أَوْ آخَرَيْنِ مَن غَيْرِكُمْ إِنْ أَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَأَصَابَتْكُمُ مُّصِيبَةُ الْمَوْتِ تَحْبِسُونَهُمَا مِنْ بَعْدِ الصَّلَاةِ فَيُقْسِمَنِ بِاللَّهِ إِنْ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِي بِهِ ثَمَنًا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللَّهِ إِنَّا إِذَا لَمِنَ الْأَثَمِينَ ﴿١٠٦﴾ فَإِنْ عُنِيَ عَلَىٰ أَنَّهُمَا اسْتَحَقَّ أَثَمًا فَآخَرَيْنِ يَقُومُنَ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِينَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْأُولَيْنِ فَيُقْسِمَنِ بِاللَّهِ لَشَهَادَتُنَا أَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعْتَدَيْنَا إِنَّا إِذَا لَمِنَ الظَّالِمِينَ ﴿١٠٧﴾ ذَلِكَ أَدْنَىٰ أَنْ يَأْتُوا بِالشَّهَادَةِ عَلَىٰ وَجْهٍ أَوْ يَخَافُوا أَنْ تُرَدَّ أَيْمَانٌ بَعْدَ آيَمَانِهِمْ ﴿١٠٨﴾ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاسْمِعُوا طَوَّالَهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ﴿١٠٩﴾﴾

ح ب س

(ض)

حَبَسَا کسی کو اٹھنے یا نکلنے سے روکے رکھنا۔ آیت زیر مطالعہ۔

ع ث ر

(ن)

عَثَرًا پھسل جانا۔ بلا ارادہ کسی بات پر مطلع ہونا (لازم ہے۔ علی کے صلہ کے ساتھ متعدی ہو جاتا ہے) آیت زیر مطالعہ۔

اعْثَارًا کسی کو کسی بات پر مطلع کرنا۔ ﴿وَكَذَلِكَ أَغْتَرْنَا عَلَيْهِمْ﴾ (18/ الکہف: 21) ”اس طرح ہم نے

(انفال)

اعْثَارًا

اطلاع کردی ان کی۔“

ترکیب

شَهَادَةُ مضاف ہے۔ بَيْنِ اس کا مضاف الیہ ہے اور کُمْ کا مضاف بھی۔ یہ فقرہ مبتدا ہے۔ اس کی خبر اِثْنَيْنِ ذَوَا عَدْلٍ ہے۔ اس لئے اِثْنَيْنِ حالتِ رفع میں آیا ہے۔ درمیان میں جملہ معترضہ ہے۔ اس میں حَضَرَ کا فاعل الْمَوْتُ ہے اور اس کا مفعول أَحَدُکُمْ ہے۔ إِذَا کی شرط حَضَرَکُمْ أَحَدُکُمْ الْمَوْتُ ہے اور حِينَ الْوَصِيَّةِ جواب شرط ہے۔ إِنْ ارْتَبْتُمْ کا تعلق تَحْبِسُونَ سے ہے جبکہ لَا نَشْتَرِي کا تعلق يُقْسِمَنِ سے ہے۔ اُولَئِینِ صفت ہے فَآخَرِینِ کی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ	آمَنُوا	شَهَادَةُ بَيْنَكُمْ	إِذَا	حَضَرَ	أَحَدُكُمْ	الْمَوْتُ
اے لوگو جو	ایمان لائے	تمہاری مابین کی گواہی	جب کبھی	سامنے آئے	تمہارا کسی ایک کے	موت

ترجمہ



حِينَ الْوَصِيَّةِ	اِثْنَيْنِ ذَوَا عَدْلٍ	مِنْكُمْ	أَوْ	أَخْرَجَ	مِنْ غَيْرِكُمْ
تو وصیت کے وقت	دو عدل والے ہیں	تم میں سے	یا	دوسرے دو ہیں	تمہارے غیر میں سے

إِنْ	أَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ	فِي الْأَرْضِ	فَأَصَابَتْكُمْ	مُصِيبَةُ الْمَوْتِ	تَحْسُونَهُمَا
اگر	تم لوگ سفر کرو	زمین میں	پھر آن پہنچے تم کو	موت کی مصیبت	تم لوگ رو کے رکھو گے دونوں کو

مِنْ بَعْدِ الصَّلَاةِ	فَيُقْسِمِينَ	بِاللَّهِ	إِنْ ارْتَبْتُمْ	لَا نَشْتَرِي	بِهِ
نماز کے بعد سے	پھر وہ دونوں قسم کھائیں گے	اللہ کی،	اگر تمہیں شبہ ہو	(کہ) ہم نہیں خریدتے	اس سے

ثَمَنًا	وَلَوْ	كَانَ	ذَاقُرْبَىٰ	وَلَا تَكْتُمُ	شَهَادَةَ اللَّهِ	إِنَّا
کوئی قیمت	اور اگر	وہ ہو	قرابت والا	اور ہم نہیں چھپاتے	اللہ کی گواہی کو	بیشک ہم

إِذَا	لَيْسَ الْاِثْنَيْنِ ۝۵	فَإِنْ	عُثِرَ	عَلَىٰ	أَتَاهُمَا	اسْتَحَقَّا
پھر تو	ضرور گناہ کرنے والوں میں سے ہیں	پھر اگر	مطلع کیا جائے	اس پر	کہ وہ دونوں	مستحق ہوئے

إِثْمًا	فَأَخْرَجَ	يَقُولُونَ	مَقَامَهُمَا	مِنَ الَّذِينَ
گناہ کے	تو دوسرے دو	کھڑے ہوں گے	ان دونوں کے کھڑے ہونے کی جگہ پر	ان لوگوں میں سے جو

اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ	الْاُولٰٓئِينَ	فَيُقْسِمِينَ	بِاللَّهِ
حقدار ہوا ان پر (یعنی جس کا حق دیا گیا)	زیادہ قریبی (میت کے)	پھر وہ دونوں قسم کھائے گے	اللہ کی

لَشَهَادَتُنَا	أَحَقُّ	مِنْ شَهَادَتِهِمَا	وَمَا اعْتَدَيْنَا	إِنَّا	إِذَا
یقیناً ہماری گواہی	زیادہ برحق ہے	ان دونوں کی گواہی سے	اور ہم نے زیادتی نہیں کی	بیشک ہم	پھر تو

لَيْسَ الظَّالِمِينَ ۝۶	ذٰلِكَ	اَدْنٰی	اَنْ	يَاۡتُوۡا	بِالشَّهَادَةِ
ضرور ظلم کرنے والوں میں سے ہیں	یہ	زیادہ نزدیکی ہے	کہ	لوگ لائے	گواہی کو

عَلَىٰ وَجْهِهَا	أَوْ	يَخَافُونَ	أَنْ	تُرَدَّ	أَيُّهَا
اس کے چہرے پر (یعنی ٹھیک ٹھیک)	یا	لوگ ڈریں	کہ	رد کیا جائے	(ہماری) قسموں کو

بَعْدَ أَيَّامٍ نَّهْمُ	وَاتَّقُوا	اللَّهَ	وَأَسْمِعُوا	وَاللَّهَ	لَا يَهْدِي
ان کی قسموں کے بعد	اور تم لوگ تقویٰ کرو	اللہ کا	اور سنو	اور اللہ	ہدایت نہیں دیتا

الْقَوْمَ الْفٰسِقِينَ ۝۷
نافرمانی کرنے والی قوم کو

یہ آیت اس وقت اتری جبکہ ایک آدمی مر گیا اور اس وقت وہاں کوئی مسلمان نہ تھا۔ شروع اسلام کا زمانہ تھا۔ سب شہر دارالحرب تھے۔ لوگ کافر تھے۔ وراثت کا کوئی قانون نہ تھا۔ بطور وصیت تقسیم ہوتی تھی۔ پھر وصیت منسوخ ہو گئی اور وراثت فرض ہو گئی اور لوگ قانون وراثت پر عمل کرنے لگے۔ (ابن کثیر)

### آیت نمبر (109 تا 111)

﴿يَوْمَ يَجْمَعُ اللَّهُ الرُّسُلَ فَيَقُولُ مَاذَا أُجِبْتُمْ ط قَالُوا لَا عِلْمَ لَنَا بِإِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ۝ إِذْ قَالَ اللَّهُ لِيَعْقِبِي ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِي عَلَيْكَ وَعَلَىٰ وَالِدَتِكَ ۖ إِذْ أَبَدْتُكَ بِرُوحِ الْقُدُسِ ۖ فَكَلَّمْتُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهَلًا ۖ وَإِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَةَ وَالْإِنْجِيلَ ۖ وَإِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ بِأَذْنِي ۖ فَتَنْفُخُ فِيهَا فَتَكُونُ طَيْرًا بِأَذْنِي وَتُبْرِئُ الْأَكْمَةَ وَالْأَبْرَصَ بِأَذْنِي ۖ وَإِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتَىٰ بِأَذْنِي ۖ وَإِذْ كَفَفْتُ بَنِي إِسْرَءِيلَ عَنْكَ إِذْ جُنَّتْهُمْ بِالْبَيْتِ فَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ إِنْ هَذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ ۝ وَإِذْ أَوْحَيْتُ إِلَى الْحَوَارِيِّينَ أَنْ آمِنُوا بِي وَبِرَسُولِي ۖ قَالُوا آمَنَّا وَاشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ۝﴾

ح و ر

(ن) حَوْرًا گھومنا، واپس ہونا۔ ﴿إِنَّهُ خَلَقَ أَنْ لَنْ يَحْوَِرَ ۖ﴾ (84/ الانشقاق: 14) ”بیشک اس نے گمان کیا کہ وہ ہرگز واپس نہیں ہوگا۔“

(س) حَوْرًا آکھ کی سیاہی اور سفیدی کا بہت نمایاں ہونا، آنکھ کا خوبصورت ہونا۔  
أَحْوَرًا مؤنث حَوْرَاءُ ج حَوْرٌ فعل الوان و عيوب ہے۔ خوبصورت آنکھ والا۔ ﴿وَزَوَّجْنَاهُمْ بِحُورٍ عَيْنٍ ۖ﴾ (44/ الدخان: 54) ”اور ہم نے جوڑے بنا دیے ان کے خوبصورت آنکھوں والیوں سے۔“

(مفاعله) مُحَاوَرَةً بات کو واپس کرنا یعنی (1) جواب دینا (2) نصیحت کرنا۔ ﴿قَالَ لَهُ صَاحِبُهُ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ﴾ (18/ الکھف: 37) ”کہا اس سے اس کے ساتھی نے اس حال میں کہ وہ نصیحت کرتا تھا اس کو۔“  
حَوَارِيٌّ اسم نسبت ہے۔ نصیحت والا، مددگار۔ آیت زیر مطالعہ۔

(تفاعل) تَحَاوَرًا باہم ایک دوسرے کی بات کا جواب دینا، گفتگو کرنا۔ ﴿وَاللَّهُ يَسْمَعُ تَحَاوَرَهُمَا ۖ﴾ (58/ المجادلہ: 1) ”اور اللہ سنتا ہے تم دونوں کی باہمی گفتگو کو۔“

لَا عِلْمَ پر لائے نفی جنس ہے اور الْغُيُوبِ پر لام جنس ہے، إِذْ قَالَ اللَّهُ کا جملہ اِذْ سے شروع ہو رہا ہے۔ اس لئے اس جملہ میں جتنے مضارع آئے ہیں ان سب کا ترجمہ ماضی میں ہوگا۔ (2/ 12-11 نوٹ-1 دیکھیں) کَهَلًا حال ہے۔ وَاشْهَدُ کے مخاطب حضرت عیسیٰ ہیں۔ اس کا مخاطب خود ذات باری تعالیٰ بھی ہو سکتی ہے۔

ترکیب

يَوْمَ	يَجْمَعُ	اللَّهُ	الرُّسُلَ	فَيَقُولُ	مَاذَا	أُجِبْتُمْ ط	قَالُوا
جس دن	جمع کرے گا	اللہ	تمام رسولوں کو	پھر وہ کہے گا	کیا	جواب دیا گیا تم لوگوں کو	وہ کہیں گے

ترجمہ

قَالُوا لَا عِلْمَ لَنَا	إِنَّكَ أَنْتَ	عَلَامُ الْغُيُوبِ ۝۱۵	إِذْ ۝۱۶	اللَّهُ
کسی قسم کا کوئی علم نہیں ہے ہمیں	بیشک تو ہی	تمام غیبیوں کا خوب جاننے والا ہے	جب	کہا اللہ نے

يُعِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ	أَذْكُرُّ	نِعْمَتِي	عَلَيْكَ	وَعَلَىٰ وَالِدَتِكَ ۝	إِذْ
اے عیسیٰ ابن مریم	آپ یاد کریں	میری نعمت کو	آپ پر	اور آپ کی والدہ پر	جب

أَيُّدُ ثَاثُ	بِرُوحِ الْقُدُسِ ۝	تُكَلِّمُ	النَّاسَ	فِي الْبَهْدِ	وَكَهْلًا ۝
میں نے تقویت دی آپ کو	روح القدس سے	آپ کلام کرتے تھے	لوگوں سے	گہوارے میں	اور ادھیڑ عمری کی حالت میں

وَإِذْ	عَلَّمْتِكَ	الْكِتَابَ	وَالْحِكْمَةَ	وَالتَّوْرَةَ	وَالْإِنْجِيلَ ۝	وَإِذْ
اور جب	میں نے علم دیا آپ کو	کتاب کا	اور حکمت کا	اور تورات کا	اور انجیل کا	اور جب

تَخْلُقُ	مِنَ الطَّيْنِ	كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ	بِإِذْنِي	فَتَنْفُخُ	فِيهَا
آپ بناتے تھے	گارے سے	پرندوں کی شکل جیسا	میری اجازت سے	پھر آپ پھونکتے تھے	اس میں

فَتَكُونُ	طَيْرًا	بِإِذْنِي	وَتُبْرِئُ	الْأَكْمَهَ	وَالْأَبْرَصَ
تو وہ ہو جاتا تھا	اڑنے والا	میری اجازت سے	اور آپ شفا دیتے تھے	پیدائشی اندھے کو	اور کوڑھی کو

بِإِذْنِي ۝	وَإِذْ	تُخْرِجُ	الْمَوْتَىٰ	بِإِذْنِي ۝	وَإِذْ	كَفَفْتُ
میری اجازت سے	اور جب	آپ نکالتے تھے	مردہ کو	میری اجازت سے	اور جب	میں نے روکا

بَنَىٰ إِسْرَآئِيلَ	عَنْكَ	إِذْ	جُنِّتَهُمُ	بِالْبَيِّنَاتِ	فَقَالَ	الَّذِينَ
بنی اسرائیل کو	آپ سے	جب	آپ لائے ان کے پاس	واضح (نشانیوں)	تو کہا	ان لوگوں نے جنہوں نے

كَفَرُوا	مِنْهُمْ	إِنْ	هَذَا	إِلَّا	سِحْرٌ مُّبِينٌ ۝۱۷	وَإِذْ
کفر کیا	ان میں سے	نہیں ہے	یہ	مگر	ایک کھلا جادو	اور جب

أَوْحَيْتُ	إِلَى الْخَوَارِجِ	أَنْ	أَمِنُوا	بِي	وَبِرُسُولِي ۝
میں نے حکم دیا	حواریوں کو	کہ	تم لوگ ایمان لاؤ	مجھ پر	اور میرے رسول پر

قَالُوا	أَمَّا	وَأَشْهَدُ	بِأَنَّكَ	مُسْلِمُونَ ۝۱۸
تو انہوں نے کہا	ہم ایمان لائے	اور آپ گواہ رہیں	اس پر کہ ہم	فرما برداری کرنے والے ہیں

802

نوٹ-1

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ رسولوں سے پوچھے گا کہ دعوت کا جواب دیا گیا تھا، تو وہ کہیں گے کہ ہمیں کچھ معلوم نہیں، غیب کا علم تو صرف آپ کو ہے۔ یہاں سوال یہ ہے کہ ہر رسول کی امت کے وہ لوگ جو ان کی وفات کے بعد پیدا ہوئے، ان کے بارے میں تو یہ جواب صحیح ہے، لیکن وہ لوگ جو انہی کے ہاتھ پر ایمان لائے اور ان کے احکام کی پیروی کی ان کے سامنے کرتے رہے، ان کے بارے میں یہ کہنا کیسے صحیح ہوگا، اس بات کو سمجھ لیں۔

ایک انسان کسی دوسرے انسان کے سامنے ہونے کے باوجود اس کے ایمانوں و عمل کی گواہی دے سکتا ہے تو غلبہ اعتبار سے دے سکتا ہے۔ ورنہ دلوں میں اور حقیقی یعنی قلبی ایمان کسی کو وحی الہی کے بغیر معلوم نہیں ہو سکتے، اور ہر امت میں منافقین کے گروہ رہے ہیں جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہے اور احکام خداوندی کی پیروی کرے، انبیاء کرام اور ان کی امتیں ان کو دنیا میں مومن کہنے پر مجبور ہیں خواہ وہ دل میں مومن مخلص ہو یا منافق۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم ظاہر پر حکم جاری کرتے ہیں مخفی رازوں کا متولی اللہ ہے۔

اس ضابطہ کے تحت دنیا میں انبیاء کرام اور کے ظاہر پر حسن ظن کے مطابق کسی کے مومن ہونے کی گواہی دے سکتے ہیں لیکن آج وہ دنیا ختم ہو چکی ہے جس کا مدار ظن و گمان پر تھا۔ یہ میدان حشر ہے یہاں حقائق کو آشکارا کیا جائے گا اس لئے رسولوں کا یہ جواب صحیح ہے کہ ہمیں حقیقت کا کوئی علم نہیں ہے۔ (معارف القرآن سے ماخوذ)

نوٹ-2

عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کو صلیب پر پھانسی دی گئی تھی۔ یہ بات خلاف واقع ہے۔ اس لئے قرآن اس کی تردید کرتا ہے حضرت عیسیٰ کے معجزات کے متعلق عیسائیوں کا جو عقیدہ ہے۔ وہ مطابق واقع ہے۔ اس لئے قرآن ان کی تصدیق کرتا ہے لیکن ان معجزات کو دلیل بنا کر کچھ عیسائی حضرت عیسیٰ کو الوہیت کا حامل اور کچھ عیسائی حضرت عیسیٰ کو الوہیت میں شریک قرار دیتے ہیں یہ بات بھی خلاف واقع ہے۔ اس لئے قرآن اس کی بھی تردید کرتا ہے اور واضح کرتا ہے کہ وہ یہ معجزات اللہ تعالیٰ کی اجازت سے دکھاتے ہیں۔

### آیت نمبر (112 تا 115)

﴿إِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ لِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيعُ رَبُّكَ أَنْ يُنْزِلَ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ ط قَالَ اتَّقُوا اللَّهَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿١١٢﴾ قَالُوا نَرِيدُ أَنْ نَأْكُلَ مِنْهَا وَتَطْبِخَ قُلُوبُنَا وَنَعْلَمَ أَنْ قَدْ صَدَقْتُنَا وَنَكُونَ عَلَيْهَا مِنَ الشَّاهِدِينَ ﴿١١٣﴾ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا أَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ تَكُونُ لَنَا عِيدًا لِأَوَّلِنَا وَآخِرِنَا وَآيَةً مِنْكَ ۖ وَأَرْزُقْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّزُقِينَ ﴿١١٤﴾ قَالَ اللَّهُ إِنَّي مُنْزِلُهَا عَلَيْكُمْ ۖ فَمَنْ يَكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَإِنِّي أَعَذِّبُهُ عَذَابًا لَّا أَعَذِّبُهُ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِينَ ﴿١١٥﴾﴾

302

م ی د

(ض)

مَیْدًا ہلنا، لرزنا۔ ﴿وَأَلْقَى فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيدَ بِكُمْ﴾ (16/ النحل: 15) ”اور اس نے ڈالے زمین میں کچھ لنگر یعنی پہاڑ کہ کہیں وہ نہ لرزے تم کو لے کر۔“

مَآئِدَةٌ اسم الفاعل مَآئِدٌ کا مؤنث ہے۔ لرزنے والی۔ پھر کھانا چنے ہوئے دسترخوان کے لئے آتا ہے کیونکہ اس میں چنی ہوئی خوراک مہمانوں کے درمیان ہلتی رہتی ہے۔ آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب

ترجمہ

اَنْ پر عطف ہونے کی وجہ سے تَطْمِئِنُّ، نَعْلَمَ اور تَكُوْنُ حالت نصب میں آئے ہیں۔ تَكُوْنُ واحد مؤنث کا صیغہ ہے۔ اس کا اسم اس میں شامل ہی کی ضمیر ہے جو مَآئِدَةٌ کے لئے ہے، جبکہ عِيْدًا اور اٰیۃً اس کی خبریں ہیں۔ عَذَابًا نکرہ مخصوصہ ہے۔

اِذْ	قَالَ	الْحَوَارِيُّوْنَ	يَعِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ	هَلْ	يَسْتَطِيعُ	رَبُّكَ	اَنْ
جب	کہا	حواریوں نے	اے عیسیٰ ابن مریم	کیا	قدرت رکھتا ہے	آپ کا رب	کہ

يُنْزِلُ	عَلَيْنَا	مَآئِدَةً	مِّنَ السَّمَاءِ ط	قَالَ	اتَّقُوا اللَّهَ	اِنْ
وہ اتارے	ہم پر	ایک چنا ہوا دسترخوان	آسمان سے	انہوں نے کہا	اللہ کا خوف کرو	اگر

كُنْتُمْ	مُؤْمِنِينَ	قَالُوا	نُرِيدُ	اَنْ	تَأْكُلَ	مِنْهَا	وَتَطْمِئِنُّ
تم لوگ ہو	مومن	انہوں نے کہا	ہم چاہتے ہیں	کہ	ہم کھائیں	اس میں سے	اور مطمئن ہوں

قُوبْنَا	وَنَعْلَمَ	اَنْ	قَدْ صَدَقْتُنَا	وَنَكُوْنُ	عَلَيْهَا
ہمارے دل	اور ہم جان لیں	کہ	آپ نے سچ کہا ہے ہم سے	اور ہم ہو جائیں	اس پر

مِنَ الشَّاهِدِينَ ﴿١٧﴾	قَالَ	عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ	اللَّهُمَّ	رَبَّنَا	اَنْزِلْ
گواہی دینے والوں میں سے	کہا	عیسیٰ ابن مریم نے	اے اللہ	اے ہمارے رب	تو اتار

عَلَيْنَا	مَآئِدَةً	مِّنَ السَّمَاءِ	تَكُوْنُ	لَنَا	عِيْدًا	لَا وَلَنَا
ہم پر	ایک چنا ہوا دسترخوان	آسمان سے	وہ ہو جائے گا	ہمارے لئے	خوشی کا دن	ہمارے پہلوں کے لئے

وَاٰخِرِنَا	وَآيَةً	مِّنْكَ ؕ	وَارْزُقْنَا	وَاَنْتَ
اور ہمارے پچھلوں کے لئے	اور ایک نشانی	تیری طرف سے	اور تو عطا کر ہم کو	اور تو

خَيْرُ الرِّزْقَيْنِ ﴿١٨﴾	قَالَ	اللَّهُ	اِنِّي	مُنْزِلُهَا	عَلَيْكُمْ ؕ
سب سے بہتر عطا کرنے والا ہے	کہا	اللہ نے	کہ میں	اتارنے والا ہوں اس کو	تم لوگوں پر



فَمَنْ	يَكْفُرْ	بَعْدُ	مِنْكُمْ	فَأَيُّ	أَعَذِّبُهُ	عَذَابًا
پھر جو	ناشکری کرے گا	بعد میں	تم میں سے	تو یقیناً میں	عذاب دوں گا اس کو	ایک ایسا عذاب

لَا أَعَذِّبُهُ	أَحَدًا	مِّنَ الْعَالَمِينَ ۝
(کہ) میں عذاب نہیں دوں گا ویسا	کسی ایک کو (بھی)	تمام عالموں میں سے

نوٹ-1

مائدہ کے جس واقعہ کا ان آیات میں ذکر ہے اس سے یہ بات پوری طرح واضح ہو جاتی ہے کہ جن شاگردوں نے حضرت عیسیٰ سے براہ راست تعلیم حاصل کی تھی، وہ ان کو ایک انسان اور اللہ کا بندہ سمجھتے تھے اور ان کے وہم و گمان میں بھی اپنے مرشد کے خدایا شریک خدایا فرزند خدا ہونے کا تصور نہیں تھا۔ نیز یہ کہ حضرت عیسیٰ نے خود بھی اپنے آپ کو ان کے سامنے ایک بندہ بے حد اختیار کی حیثیت سے پیش کیا تھا۔ (تفہیم القرآن)

### آیت نمبر (116 تا 120)

﴿وَإِذْ قَالَ اللَّهُ لِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ءَأَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلَهَيْنِ مِن دُونِ اللَّهِ ۖ قَالَ سُبْحَنَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقِّ ۖ إِنْ كُنْتُ قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ ۖ تَعَلَّمَ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ ۖ إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ۖ مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَا أَمَرْتَنِي بِهِ أَنْ أَعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ ۖ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ ۖ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتُ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ ۖ وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۖ إِنَّ تَعَذِّبُهُمْ فَإِنَّهُمْ عَبْدُكَ ۖ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۖ قَالَ اللَّهُ هَذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصَّادِقِينَ صِدْقُهُمْ ۖ لَهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۖ ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۖ لِلَّهِ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا فِيهِنَّ ۖ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۖ﴾

ترکیب

اَنْ اَقُولَ کا مفعول مَا ہے۔ کیس کا اسم اس میں هُو کی ضمیر ہے جو مَا کی ضمیر کی عائد بھی ہے اور بِحَقِّ اس کی خبر ہے۔ یَوْمُ مضاف ہے اور آگے کا پورا جملہ یَنْفَعُ الصَّادِقِينَ صِدْقُهُمْ اس کا مضاف الیہ ہے۔ اس ترکیب کا اردو میں ترجمہ کرنا ممکن نہیں ہے اس لئے یَوْمُ کا ترجمہ ہذا کی خبر کے لحاظ سے کیا جائے گا۔

وَإِذْ	قَالَ	اللَّهُ	لِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ	ءَأَنْتَ	قُلْتَ	لِلنَّاسِ	اتَّخِذُونِي
اور جب	کہا	اللہ نے	اے عیسیٰ ابن مریم	کیا	آپ نے	لوگوں سے	تم لوگ بنا لو مجھ کو

ترجمہ

وَأُحْيِيَ	الْهَيَيْنِ	مِنْ دُونِ اللَّهِ ط	قَالَ	سُبْحَانَكَ	مَا يَكُونُ
اور میری والدہ کو	دو آلہ	اللہ کے علاوہ	انہوں نے کہا	تیری پاکیزگی ہے	نہیں تھا

لِيَ	أَنْ	أَقُولَ	مَا	لَيْسَ	لِيَ ق	يَحْقِ ق	إِنْ	كُنْتُ قُلْتُهُ	فَقَدْ
میرے لیے	کہ	میں کہوں	اس کو	نہیں ہے جس کا	مجھے	کوئی حق	اگر	میں نے کہا ہوتا اسے	تو یقیناً

عَلَيْتَهُ ط	تَعْلَمُ	مَا	فِي نَفْسِي	وَلَا أَعْلَمُ	مَا	فِي نَفْسِكَ ط
تو نے جان لیا ہوتا اس کو	تو جانتا ہے	اس کو جو	میرے جی میں ہے	اور میں نہیں جانتا	اس کو جو	تیرے جی میں ہے

إِنَّكَ أَنْتَ	عَلَامُ الْغُيُوبِ ۝۱۶	مَا قُلْتُ	لَهُمْ	إِلَّا	مَا	أَمَرْتَنِي
بیشک تو ہی	تمام غیبوں کا خوب جاننے والا ہے	نہیں کہا میں نے	ان سے	مگر	وہی	تو نے حکم دیا مجھے

يَا	أَنْ	اعْبُدُوا	اللَّهُ	رَبِّي	وَرَبَّكُمْ ج	وَكُنْتُ	عَلَيْهِمْ
جس کا	کہ	تم لوگ بندگی کرو	اللہ کی	جو میرا رب ہے	اور جو تمہارا رب ہے	اور میں تھا	ان پر

شَهِيدًا	مَا دُمْتُ	فِيهِمْ ج	فَلَمَّا	تَوَقَّيْتَنِي	كُنْتَ أَنْتَ	الْوَقِيبَ
گواہ	جب تک میں رہا	ان میں	پھر جب	تو نے لے لیا مجھے	تو تو ہی تھا	نگران

عَلَيْهِمْ ط	وَأَنْتَ	عَلَى كُلِّ شَيْءٍ	شَهِيدٌ ۝۱۷	إِنْ تُعَذِّبْهُمْ	فَأَنْهُمْ
ان پر	اور تو	ہر چیز پر	گواہ رہے	اگر تو عذاب دے ان کو	تو بے شک یہ لوگ

عِبَادُكَ ج	وَأِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ	فَإِنَّكَ أَنْتَ	الْعَزِيزُ	الْحَكِيمُ ۝۱۸
تیرے بندے ہیں	اور اگر تو بخش دے ان کو	تو بیشک تو ہی	بالادست ہے	حکمت والا ہے

قَالَ اللَّهُ	هَذَا	يَوْمُ	يَنْفَعُ	الصَّادِقِينَ	صَدُقُهُمْ ط	لَهُمْ	جَنَّتْ
کہا اللہ نے	یہ	دن ہے	(کہ) نفع دے گا	سچوں کو	ان کا سچ	انہی کے لیے	ایسے باغات ہیں

تَجَرِّي	مِنْ تَحْتِهَا	الْأَنْهَارُ	خُلْدِيْنَ	فِيهَا	أَبْدًا ط
بہتی ہیں	جن کے دامن سے	نہریں	ایک حالت میں رہنے والے ہیں	اس میں	ہمیشہ

رَضِيَ	اللَّهُ	عَنْهُمْ	وَرَضُوا	عَنْهُ ط	ذَلِكَ	الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝۱۹	لِلَّهِ
راضی ہوا	اللہ	ان سے	اور وہ راضی ہوئے	اس سے	یہ	عظیم کامیابی ہے	اللہ کے لیے ہی ہے

مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ	وَمَا	فِيْهِنَّ ط	وَهُوَ	عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ	قَدِيْرٌ ع
زمین اور آسمان کی سلطنت	اور اس کی جو	ان میں ہے	اور وہ	ہر چیز پر	قدرت رکھنے والا ہے

نوٹ-1

عیسائیوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ صرف عیسیٰ اور روح القدس ہی کو خدا بنانے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ بی بی مریم کو بھی ایک مستقل معبود بنا ڈالا۔ بی بی مریم کی الوہیت یا قدوسیّت کے متعلق کوئی اشارہ تک بائبل میں موجود نہیں ہے۔ عیسیٰ کے بعد ابتدائی تین سو برس تک عیسائی دنیا اس تخیل سے بالکل نا آشنا تھی۔ تیسری صدی عیسوی کے آخری درمیان اسکندریہ کے بعض علماء دینیات نے پہلی مرتبہ بی بی مریم کے لیے اُمّ اللہ یعنی مادرِ خدا کے الفاظ استعمال کیے۔ اس کے بعد آہستہ آہستہ الوہیت مریم کا عقیدہ اور مریم پرستی کا طریقہ عیسائیوں میں پھیلنا شروع ہوا۔ ابتداء میں چرچ اسے تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں تھا اور مریم پرستوں کو فاسد العقیدہ قرار دیتا تھا۔ پھر ۴۳۱ء میں منعقد ہونے والی کونسل میں پہلی مرتبہ کلیسا کی سرکاری زبان میں بی بی مریم کے لیے مادرِ خدا کا لقب استعمال کیا گیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مریم پرستی کا جو مرض اب تک کلیسا کے باہر پھیل رہا تھا، وہ کلیسا کے اندر بھی پھیلنے لگا۔ حتیٰ کہ نزولِ قرآن کے زمانے تک ان کے مجسمے جگہ جگہ کلیساؤں میں رکھے ہوئے تھے۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ-2

جنگ بدر کے بعد جنگی قیدیوں کے متعلق جب مشاورت ہوئی تو ایک طرف حضرت عمرؓ کی رائے تھی کہ ان کو قتل کیا جائے۔ دوسری طرف حضرت ابو بکرؓ کی رائے تھی کہ ان کو فدیہ لے کر رہا کر دیا جائے، شاید بعد میں ان میں سے کوئی ایمان لے آئے۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے ایک تقریر کی تھی جس میں آپؐ نے فرمایا کہ انسان مختلف طبیعت اور مزاج کے ہوتے ہیں۔ انبیاء میں بھی کچھ سخت مزاج اور کچھ نرم مزاج تھے۔ سخت مزاج انبیاء میں آپ ﷺ نے حضرت نوحؑ اور حضرت موسیٰؑ کی مثال دی تھی۔ حضرت نوحؑ نے دعا کی تھی کہ زمین پر کوئی بسناے والا کا فرمت چھوڑ۔ (71/ نوح: 21 تا 28) حضرت موسیٰؑ نے دعا کی تھی کہ فرعون کے مال و دولت کو نیست و نابود کر دے (10/ یونس: 88)۔ نرم مزاج انبیاء میں آپ ﷺ نے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت عیسیٰؑ کی مثال دی تھی۔ حضرت ابراہیمؑ نے دعا کی تھی کہ جو میری پیروی کرے وہ مجھ سے ہے اور جو میری نافرمانی کرے تو پھر بھی تو غفور رحیم ہے۔ (14/ ابراہیم: 36)۔ اور حضرت عیسیٰؑ کی دعا زیرِ مطالعہ آیت نمبر 118 میں ہے۔ (حافظ احمد یار صاحب مرحوم کے ترجمہ قرآن کیسٹ سے ماخوذ)

نوٹ-3

عام طور پر واقعہ کے مطابق بات کو سچ اور خلاف واقعہ بات کو جھوٹ کہا جاتا ہے لیکن قرآن و سنت سے معلوم ہوتا ہے کہ صدق اور کذب قول اور عمل دونوں کو شامل ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جو آدمی علانیہ اچھی طرح نماز پڑھتا ہے اور وہ تنہائی میں بھی اسی طرح ادا کرتا ہے تو ایسے آدمی کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ میرا سچ مچ بندہ ہے۔ (مشکوٰۃ منقول از معارف القرآن)

## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

302

## سورة الانعام (6)

## آیت نمبر (6 تا 1)

﴿الْحَدُّ لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمَاتِ وَالنُّورَ ۚ ثُمَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُونَ ۝۱ هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ طِينٍ ثُمَّ قَضَىٰ أَجَلًا ۖ وَأَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهُ ثُمَّ أَنْتُمْ تَمْتَرُونَ ۝۲ وَهُوَ اللَّهُ فِي السَّمَوَاتِ وَفِي الْأَرْضِ ۖ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُونَ ۝۳ وَمَا تَأْتِيهِمْ مِنْ آيَةٍ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِمْ إِلَّا كَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ ۝۴ فَقَدْ كَذَّبُوا بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُمْ ۖ فَسَوْفَ يَأْتِيهِمْ أَنْبَاءُ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ۝۵ أَلَمْ يَرَوْا كَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِنْ قَرْنٍ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ مَا لَمْ نُكَيِّنْ لَهُمْ وَا أَرْسَلْنَا السَّيِّئَ عَلَيْهِمْ مُّدْرَرًا ۖ وَجَعَلْنَا الْأَنْهَارَ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمْ فَأَهْلَكْنَاهُمْ بِذُنُوبِهِمْ وَأَنْشَأْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قَرْنًا آخَرِينَ ۝۶﴾

م ک ن

(ک) مَكَانَةً

(1) رتبہ والا ہونا، معزز ہونا۔ (2) جما ہوا ہونا، باختیار ہونا۔

مَكِينٌ

فَعِيلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ (1) رتبہ والا، معزز۔ (2) جما ہوا، مضبوط۔ ﴿إِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِينٌ أَمِينٌ ۝۵﴾ (12/ یوسف: 54) ”بیشک تو آج سے ہمارے پاس امانتدار معزز ہے۔“ ﴿ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِي قَرَارٍ مَكِينٍ ۝۶﴾ (23/ المؤمنون: 13) ”پھر ہم نے بنایا اس کو ایک نطفہ ایک مضبوط ٹھکانے میں۔“

(افعال) اِمَكَانًا

کسی کو کسی کے اختیار میں دینا، قابو میں دینا۔ ﴿فَقَدْ خَلَقْنَا اللَّهَ مِنْ قَبْلُ فَأَمْكَنَ مِنْهُمْ ۖ﴾ (8/ الانفال: 71) ”تو وہ لوگ خیانت کر چکے ہیں اللہ سے اس سے پہلے یتجتا اس نے تمہارے قابو میں دیا ان میں سے کچھ کو۔“

(تفعیل) تَمَكِينًا

کسی کو اختیار دینا، جما دینا۔ ﴿وَكَذَلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ ۖ يَتَّبِعُوا مِنْهَا حَيْثُ يَشَاءُ ۖ﴾ (12/ یوسف: 56) ”اور اس طرح ہم نے اختیار دیا یوسفؑ کو زمین میں، وہ ٹھکانہ بناتا ہے اس میں جہاں بھی چاہے۔“ ﴿أَوْ لَمْ تُمَكِّنْ لَهُمْ حَرَمًا آمِنًا﴾ (28/ القصص: 57) ”تو کیا ہم نے نہیں جمایا ان کو امن والے حرم میں۔“

د ر ر

(ض) دَرًّا

اہل دنیا پر دنیا کی فراوانی ہونا۔

مُدْرَارًا

مبالغہ ہے۔ بہت فراواں ہونے والا، لگاتار برسنے والا۔ آیت زیر مطالعہ۔

دَرًّا

پیماری کے بعد چہرے پر رونق آجانا، چمکدار ہونا۔

دُرِّيٌّ

اسم نسبت ہے۔ چمکنے والا، چمکدار۔ ﴿كَانَهَا كُؤُكَبٌ دُرِّيٌّ﴾ (24/ النور: 35) ”گویا کہ وہ ایک چمکدار ستارہ ہے۔“

## ن ش ع

802

(ف)

نَشَأَ

نَشَأَ

کسی چیز کا نمایاں ہو کر سامنے آنا، اُگنا، اٹھنا۔

اسم ذات ہے۔ نمو، اٹھان۔ ﴿ثُمَّ اللَّهُ يُنْشِئُ النَّشْأَةَ الْآخِرَةَ ط﴾ (29/ المائدہ: 20) ”پھر اللہ اٹھائے گا آخری اٹھان۔“

نَاشِئَةً

اسم الفاعل ہے۔ اٹھنے والی۔ ﴿إِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ أَشَدُّ وَطْأً﴾ (73/ المزمل: 6) ”بیشک رات کی اٹھنے والی یعنی تہجد کی نماز، یہ زیادہ سخت ہے بلحاظ روندنے کے۔“

إِنْشَاءً

(افعال)

1 اٹھانا۔ آیت زیر مطالعہ۔ 2 اُگانا۔ 3 بنانا۔ ﴿وَهُوَ الَّذِي أَنْشَأَ جَنَّاتٍ مَّعْرُوشَاتٍ﴾ (6/ الانعام: 141) ”اور وہ ہے جس نے اگائے چھپر ڈالے ہوئے باغات۔“ ﴿وَهُوَ الَّذِي أَنْشَأَ لَكُمْ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ ط﴾ (23/ المؤمنون: 78) ”اور وہ ہے جس نے بنایا تمہارے لیے سماعت اور بصارت اور دل۔“

مُنْشِئُو

اسم الفاعل ہے۔ اگانے والا۔ ﴿عَاثُكُمْ أَنْشَأْتُمْ شَجَرَتَهَا أَمْ نَحْنُ الْمُنْشِئُونَ ۝﴾ (56/ الواقعة: 72) ”کیا تم لوگوں نے اگایا اس کے درخت کو یا ہم اگانے والے ہیں۔“

مُنْشِئَةً

اسم المفعول ہے۔ اٹھائی ہوئی۔ ﴿وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشِئَاتُ فِي الْبَحْرِ﴾ (55/ الرحمن: 24) ”اور اس کی ہی ہیں اونچی کی ہوئی کشتیاں سمندر میں۔“

تَنْشِئِنَا

(تفعیل)

پرورش کرنا، پالنا۔ ﴿أَوْ مَنْ يُنْشِئُ فِي الْحُلِيِّۦ﴾ (43/ الزخرف: 18) ”تو کیا وہ، جو پرورش کیا گیا زیور میں۔“

## ترکیب

الْحَمْدُ پر لام جنس ہے۔ بِرَبِّهِمْ کو کَفَرُوا کا مفعول بھی مانا جاسکتا ہے۔ اس صورت میں یُعَدُّ لُون کا مفعول مخدوف مانا جائے گا۔ ہماری ترجیح یہ ہے کہ کَفَرُوا کا مفعول مخدوف مانا جائے اور بِرَبِّهِمْ کو یُعَدُّ لُون کا مفعول مانا جائے۔ وَمَا تَأْتِيهِمْ میں تَأْتِي واحد مؤنث کا صیغہ ہے، اس کا فاعل آيَةُ تھا جس پر مِنْ تبعیضیہ لگنے کی وجہ سے آيَةُ ہوا ہے۔ یَأْتِيهِمْ کا فاعل أَنْبُؤ ہے اور یہ مضاف ہے، اس کا مضاف الیہ مَا ہے۔ قَرْنًا اسم الجمع ہے۔ اس لیے اس کی صفت أُخْرَيْن جمع آئی ہے۔

## ترجمہ

الْحَمْدُ	بِاللَّهِ الَّذِي	خَلَقَ	السَّمَوَاتِ	وَالْأَرْضَ	وَجَعَلَ	الظُّلُمَاتِ
تمام تعریف اور شکر	اس اللہ کے لیے ہے جس نے	پیدا کیے	آسمان	اور زمین	اور بنائے	اندھیرے

وَالنُّورَ ط	ثُمَّ	الَّذِينَ	كَفَرُوا	بِرَبِّهِمْ	يُعَدُّ لُون ①	هُوَ
اور نور	پھر (بھی)	وہ لوگ جنہوں نے	کفر کیا	اپنے رب کے	برابر کرتے ہیں	وہ،

الَّذِي	خَلَقَكُمْ	مِنْ طِينٍ	ثُمَّ	قَضَىٰ	أَجَلًا ط	وَأَجَلَ مُّسَيِّ
وہ ہے جس نے	تم لوگوں کو پیدا کیا	ایک گارے سے	پھر	اس نے فیصلہ کیا	ایک مدت کا	اور کوئی معین وقت

عِنْدَكَ	ثُمَّ	أَنْتُمْ	تَمْتَرُونَ ①	وَهُوَ	اللَّهُ	فِي السَّمَوَاتِ
اس کے پاس ہے	پھر (بھی)	تم لوگ	شک کرتے ہو	اور وہی	إِلٰہ ہے	آسمانوں میں



وَفِي الْأَرْضِ ط	يَعْلَمُ	سِرُّكُمْ	وَجَهْرَكُمْ	وَيَعْلَمُ 802	مَا
اور زمین میں	وہ جانتا ہے	تمہارے چھپانے کو	اور تمہارے نمایاں کرنے کو	اور وہ جانتا ہے	اس کو جو
تَكْسِبُونَ ①	وَمَا تَأْتِيهِمْ	مِّنْ آيَةٍ	مِّنْ آيَةِ رَبِّهِمْ	إِلَّا	
تم لوگ کمائی کرتے ہو	اور نہیں پہنچتی ان کے پاس	کسی قسم کی کوئی نشانی	ان کے رب کی نشانیوں میں سے	مگر	
كَانُوا	عَنْهَا	مُعْرِضِينَ ②	فَقَدْ كَذَّبُوا	بِالْحَقِّ	لَبَّا
وہ لوگ ہوتے ہیں	اس سے	اعراض کرنے والے	تو وہ لوگ جھٹلا چکے ہیں	حق کو	جب
جَاءَهُمْ ط	فَسَوْفَ	يَأْتِيهِمْ	أَنْبَأُ مَا	كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ③	أَ
وہ آیا ان کے پاس	تو عنقریب	پہنچیں گی ان کے پاس	اس کی خبریں	جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے ہیں	کیا
لَمْ يَرَوْا	كَمْ أَهْلَكْنَا	مِن قَبْلِهِمْ	مِّن قَرْنٍ	مَكَثُهُمْ	
انہوں نے دیکھا ہی نہیں	ہم نے کتنی ہی ہلاک کیں	ان سے پہلے	ایسی قومیں	ہم نے اختیار دیا جن کو	
فِي الْأَرْضِ	مَا	لَمْ نُكَيِّنْ	لَكُمْ	وَأَرْسَلْنَا	السَّمَاءِ
زمین میں	ایسا جو	اختیار ہم نے نہیں دیا	تم لوگوں کو	اور ہم نے بھیجا	آسمان کو
مِدْرَارًا	وَجَعَلْنَا	الْأَنْهَارَ	نَجْرِي	مِن تَحْتِهِمْ	فَأَهْلَكْنَاهُمْ
لگا تار برستے ہوئے	اور ہم نے بنائیں	نہریں	وہ بہتیں تھیں	ان کے نیچے	پھر ہم نے ہلاک کیا ان کو
بِذُنُوبِهِمْ	وَأَنشَأْنَا	مِن بَعْدِهِمْ	قَرْنًا آخَرِينَ ④		
ان کے گناہوں کے سبب	اور ہم نے اٹھائیں	ان کے بعد	دوسری قومیں		

نوٹ - 1

یہ پوری سورہ مکہ میں بیک وقت نازل ہوئی تھی اور جس رات یہ نازل ہوئی اسی رات رسول ﷺ نے اسے قلمبند کرا دیا۔ اس کے مخاطب اول مشرکین عرب تھے جو یہ تسلیم کرتے تھے کہ زمین و آسمان کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اور اسی نے آفتاب و ماہتاب کو خود بخشتا ہے۔ ان میں سے کسی کا بھی یہ عقیدہ نہ تھا کہ یہ کام لات، ہامیل یا عزری یا کسی اور دیوی یا دیوتا کا ہے۔ اس لئے ان کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا جا رہا ہے کہ جب تم خود اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہو تو پھر دوسرے کے سامنے کیوں سجدے کرتے ہو دعائیں مانگتے ہو دعائیں مانگتے ہو اور نذر و نیاز پیش کرتے ہو۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ - 2

زیر مطالعہ آیت نمبر 5 میں عنقریب خبریں پہنچنے کی جو بات کی گئی ہے اس میں ہجرت اور ان کا میا بیاں کی طرف اشارہ جو ہجرت کے بعد پے در پے اسلام کو حاصل ہونے والی تھیں۔ جس وقت یہ اشارہ فرمایا گیا تھا اس وقت نہ کفار یہ گمان کر سکتے تھے کہ کس قسم کی خبریں انہیں پہنچنے والی ہیں اور نہ مسلمانوں کے ہی ذہن میں اس کا کوئی تصور تھا۔ (تفہیم القرآن)

802

## آیت نمبر (7 تا 11)

﴿وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتَابًا فِي قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوهُ بِأَيْدِيهِمْ لَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنَّ هَذَا إِلَّا سِحْرٌ مُبِينٌ ۝ وَقَالُوا لَوْ لَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ ۖ وَلَوْ أَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْأَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُونَ ۝ وَلَوْ جَعَلْنَاهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنَاهُ رَجُلًا ۖ وَلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَا يَلْبَسُونَ ۝ وَلَقَدْ اسْتَهْزَيْ بِرُسُلٍ مِّن قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِينَ سَخِرُوا مِنْهُمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ۝ قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ ثُمَّ انظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكْذِبِينَ ۝﴾

ق ر ط س

(رباعی)

قِرْطَاسًا

نشانے پر پہنچنا۔

قِرْطَاسٌ

ج قِرَاطِيسُ . اسم ذات ہے۔ ہر وہ چیز جس پر لکھا جائے، کاغذ، ورق۔ آیت زیر

مطالعہ۔ ﴿تَجْعَلُونَهُ قِرَاطِيسًا﴾ (6/ الانعام: 91) ”تم لوگ بناتے ہو اس کے اوراق۔“

ح ی ق

(ض)

حَقِيقًا

کسی چیز کو گھیرے میں لینا، چھا جانا۔ آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب

فَلَمَسُوهُ کی ضمیر مفعولی کو کِتَابًا کے لیے مانیں یا قِرْطَاسِ کے لیے، مفہوم میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ وَلَوْ جَعَلْنَاهُ کی ضمیر مفعولی رَسُولًا کے لیے ہے جو عَلَيْنَا کے حوالے سے ہے۔ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ، یہ پورا جملہ فَحَاقَ کا فاعل ہے جبکہ بِالَّذِينَ سَخِرُوا مِنْهُمْ اس کا مفعول ہے۔ مِنْهُمْ کی ضمیر رُسُلِ کے لیے ہے۔ عَاقِبَةُ مَوْنٌ غیر حقیقی ہے اس لیے کَانَتْ کے بجائے کَانَ بھی جائز ہے۔

ترجمہ

وَلَوْ	نَزَّلْنَا	عَلَيْكَ	كِتَابًا	فِي قِرْطَاسٍ	فَلَمَسُوهُ
اور اگر	ہم اتارتے	آپ پر	کوئی کتاب	کسی ورق میں (لکھی ہوئی)	پھر وہ چھوتے اس کو

بِأَيْدِيهِمْ	لَقَالَ	الَّذِينَ	كَفَرُوا	إِنْ	هَذَا	إِلَّا	سِحْرٌ مُّبِينٌ ۝
اپنے ہاتھوں سے	تو ضرور کہتے	وہ لوگ جنہوں نے	کفر کیا	نہیں ہے	یہ	مگر	ایک کھلا جادو

وَقَالُوا	لَوْ لَا	أُنْزِلَ	عَلَيْهِ	مَلَكٌ ۖ	وَلَوْ	أَنْزَلْنَا	مَلَكًا
اور انہوں نے کہا	کیوں نہیں	اتارا گیا	ان پر	کوئی فرشتہ	اور اگر	ہم اتارتے	کوئی فرشتہ

لَّقُضِيَ	الْأَمْرُ	ثُمَّ	لَا يُنْظَرُونَ ۝	وَلَوْ	جَعَلْنَاهُ
تو فیصلہ کر دیا جاتا	تمام کاموں کا	پھر	وہ لوگ مہلت نہ دیئے جاتے	اور اگر	ہم بناتے اس (رسول) کو

مَلَكًا	لَجَعَلْنَاهُ	رَجُلًا	وَلَكَبَسْنَا	عَلَيْهِمْ	مَا	يَلْبَسُونَ ②
ایک فرشتہ	تو ہم بناتے اس کو	ایک مرد	اور ہم ضرور مشتبہ کرتے	ان پر	اس کو جو	یہ لوگ شک کرتے ہیں

وَلَقَدْ اسْتَهْزِئَ	بِرُسُلِ	مِنْ قَبْلِكَ	فَحَاقَ	بِالَّذِينَ		
اور بیشک مذاق اڑایا گیا ہے	رسولوں کا	آپ سے پہلے	تو گھیرے میں لے لیا	ان کو جنہوں نے		

سَخِرُوا	مِنْهُمْ	مَا	كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ⑤	قُلْ	سَيُرَوُّ	
تمسخر کیا	ان سے	اس نے	جو یہ لوگ مذاق اڑایا کرتے تھے	آپ کہہ دیجئے	تم لوگ چلو پھرو	

فِي الْأَرْضِ	ثُمَّ انْظُرُوا	كَيْفَ	كَانَ	عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ⑩		
زمین میں	پھر دیکھو	کیسا	تھا	جھٹلانے والوں کا انجام		

نوٹ-1

علم الیقین کی اہمیت پر آیت نمبر-2/ البقرہ: 55 کے نوٹ 3 میں اور آیت نمبر 2/ البقرہ: 118 کے نوٹ 3 میں بات ہو چکی ہے۔ ہمارا مشورہ ہے کہ پہلے آپ ان کو پڑھ لیں، اس کے بعد منور جہ ذیل نوٹ پڑھیں جو ہم تفہیم القرآن سے نقل کر رہے ہیں۔

زیر مطالعہ آیت نمبر 8 میں فرمایا کہ اگر ہم کوئی فرشتہ اتارتے پھر سارے معاملے کا فیصلہ کر دیا جاتا اور ان کو پھر کوئی مہلت نہ دی جاتی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایمان لانے اور اپنے طرز عمل کی اصلاح کر لینے کے لیے جو مہلت تمہیں ملی ہوئی ہے یہ اس وقت تک ہے جب تک حقیقت پردہ غیب میں پوشیدہ ہے۔ ورنہ جہاں غیب کا پردہ چاک ہوا، پھر مہل تک اکوئی موقع باقی نہ رہے گا۔ کیونکہ اس کے بعد تو صرف حساب ہی لینا باقی رہ جائے گا۔ دنیا کی زندگی ایک امتحان کا زمانہ ہے اور امتحان اس بات کا ہے کہ تم حقیقت کو دیکھے بغیر، عقل و فکر کے صحیح استعمال سے، اس کا ادراک کرتے ہو یا نہیں، اور ادراک کرنے کے بعد اپنے نفس اور اس کی خواہشات کو قابو میں لا کر اپنے عمل کو حقیقت کے مطابق درست رکھتے ہو یا نہیں۔ اس امتحان کے لیے غیب کا غیب رہنا شرط لازم ہے اور دنیوی زندگی، جو دراصل مہلت امتحان ہے، اسی وقت تک قائم رہ سکتی ہے جب تک غیب عیب ہے۔ جہاں غیب شہادت میں تبدیل ہوا، یہ مہلت لازماً ختم ہو جائے گی اور امتحان کے بجائے نتیجہ امتحان نکلنے کا وقت آ پہنچے گا۔

### آیت نمبر (12 تا 18)

﴿قُلْ لِّسَنُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ط قُلْ لِلَّهِ ط كَتَبَ عَلَى نَفْسِهِ الرَّحْمَةُ ط لِيَجْمَعَنَّكُمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ ط الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ⑫ وَلَهُ مَا سَكَنَ فِي اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ ط وَهُوَ السَّبِغُ الْعَلِيمُ ⑬ قُلْ أَغَيَّرَ اللَّهُ اتَّخَذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ط قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ أَوَّلَ مَنْ أَسْلَمَ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ⑭ قُلْ إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ⑮ مَنْ يُصْرِفْ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهُ ط وَذَلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِينُ ⑯ وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ ط وَإِنْ يَمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ⑰ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ ط وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ ⑱﴾

ف ط ر

کسی چیز کو پھاڑ کر کسی چیز کو نکالنا۔ U پھاڑنا۔ V وجود میں لانا۔ ﴿فَسَيَقُولُونَ مَنْ يُعِيدُنَا قُلِ الَّذِي فَطَرَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ﴾ (17/ بنی اسرائیل: 51) ”پھر وہ لوگ کہیں گے کون دوبارہ لائے گا ہم کو۔ آپ کہہ دیجئے وہ جس نے وجود بخشا تم لوگوں کو پہلی مرتبہ۔“	فَطَّرَا	(ض۔ن)
اسم ذات ہے۔ کسی وجود کو دی ہو طبعی استعداد۔ ﴿فَطَرَتِ اللَّهُ اتِّتَى فَطَرَ النَّاسِ عَلَيْهَا ط﴾ (30/ الروم: 30) ”اس فطرت کا اتباع کرو جس پر اس نے انسان کو پیدا کیا۔“	فُطِرَ	
اسم الفاعل ہے۔ وجود میں لانے والا۔ آیت زیر مطالعہ۔	فَاطِرٌ	
ج فُطُورٌ۔ اسم ذات بھی ہے۔ پھٹن، شگاف۔ ﴿هَلْ تَرَى مِنْ فُطُورٍ﴾ (67/ الملک: 3) ”کیا تو نے دیکھے کسی قسم کے کوئی شگاف۔“	فَطْرٌ	
بتکلف پھٹنا یعنی پھٹ پڑنا۔ ﴿تَكَادُ السَّمُوتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ﴾ (19/ مریم: 90) ”قریب ہے کہ آسمان پھٹ پڑیں اس سے۔“	تَفَطَّرَا	(تفعّل)
پھٹنا۔ ﴿إِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ﴾ (82/ الانفطار: 1) ”جب آسمان پھٹے گا۔“	انْفِطَارًا	(انفعال)
اسم الفاعل ہے۔ پھٹنے والا۔ ﴿السَّمَاءُ مُنْفَطِرٌ بِهِ ط﴾ (73/ الزمر: 18) ”آسمان پھٹنے والا ہے اور اس سے۔“	مُنْفَطِرٌ	

ک ش ف

U کسی چیز سے پردہ اٹھانا۔ V کھولنا۔ W ہٹانا، دور کرنا۔ ﴿فَلَمَّا رَأَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَ كَشَفَتْ عَنْ سَاقِيهَا ط﴾ (27/ النمل: 44) ”پھر جب اس نے دیکھا اس کو تو اس نے گمان کیا اس کو گہرا پانی اور اس نے پردہ اٹھایا اپنی دونوں پنڈلیوں سے۔“ ﴿لَقَدْ كُنْتَ فِي غَفْلَةٍ مِّنْ هَذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاءَكَ﴾ (50/ ق: 22) ”بیشک تو غفلت میں تھا اس سے تو ہم نے کھول دیا تجھ سے تیرے پردے کو۔“ ﴿فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمْ الْعَذَابَ﴾ (43/ الزخرف: 50) ”پھر جب ہم نے ہٹا دیا ان سے عذاب کو۔“	كَشَفَا	(ض)
فعل امر ہے۔ تو کھول، تو ہٹا۔ ﴿رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ﴾ (44/ الدخان: 12) ”اے ہمارے رب تو دور کر ہم سے اس عذاب کو۔“	اِكْشِفْ	
اسم الفاعل ہے۔ کھولنے والا، ہٹانے والا۔ آیت زیر مطالعہ۔	كَاشِفٌ	

ق ه ر

کسی پر غلبہ پا کر اسے ذلیل کرنا۔ U غالب ہونا۔ V ذلیل کرنا۔ ﴿فَأَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ ط﴾ (93/ البقرہ: 9) ”پس جو یتیم ہو تو، تو ذلیل مت کر۔“	قَهَرَا	(ف)
فَاعِلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ غالب ہونے والا یعنی غالب۔ آیت زیر مطالعہ۔	قَاهِرٌ	
فَعَالٌ کے وزن پر صفت ہے۔ بہت زیادہ غالب یعنی زبردست۔ ﴿وَهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ﴾ (13/ الرعد: 16) ”اور وہ یکتا ہے، زبردست ہے۔“	قَهَّارٌ	

## ترکیب

غَيْرَ اللَّهِ میں غَيْرَ کی نصب بتا رہی ہے کہ یہ اَتَّخِذُ کا مفعول اول ہے وَلِيًّا مفعول ثانی ہے۔ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کی ج بتا رہی ہے کہ یہ اللہ کا بدل ہے اور مضاف ہے جبکہ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اس کا مضاف الیہ ہے۔ اَوَّلَ بھی مضاف ہے اور مَنْ مضاف الیہ ہے۔ اَخَافُ کا مفعول عَذَابِ يَوْمٍ عَظِيمٍ ہے اور یہ جملہ جواب شرط ہے اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ کا۔ عَنْهُ کی ضمیر عَذَابِ کے لیے ہے۔ رَحْمَةً میں ضمیر فاعلی ہُوَ ہے جو اللہ کے لیے ہے اور ضمیر مفعولی مَنْ کے لیے ہے۔

## ترجمہ

قُلْ	لَيِّنَ	مَا	فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ	قُلْ	لِلّٰهِ	كَتَبَ
آپ کہئے	کس کا ہے	وہ جو	زمین اور آسمانوں میں ہے	آپ کہئے	اللہ کا ہے	اس نے لکھا

عَلَى نَفْسِهِ	الرَّحْمَةُ	لَيَجْعَلَنَّكُمْ	إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ	لَا رَيْبَ
اپنے آپ پر	رحمت کو	وہ لازماً جمع کرے گا تم لوگوں کو	قیامت کے دن کی طرف	کوئی بھی شک نہیں ہے

فِيهِ	الَّذِينَ	خَسِرُوا	أَنْفُسَهُمْ	فَهُمْ	لَا يُؤْمِنُونَ	وَلَهُ
جس میں	جنہوں نے	گھائے میں ڈالا	اپنے نفس کو	تو وہ لوگ	ایمان نہیں لاتے ہیں	اور اس کا ہی ہے

مَا	سَكَنَ	فِي الْبَيْتِ	وَالنَّهَارِ	وَهُوَ	السَّيِّعُ	الْعَلِيمُ
وہ جو	ٹھہرا	رات میں	اور دن میں	اور وہ	ہر حال میں سننے والا ہے	ہر حال میں جاننے والا ہے

قُلْ	أَ	غَيْرَ اللَّهِ	اَتَّخِذُ	وَلِيًّا	فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
آپ کہئے	کیا	اللہ کے علاوہ (کسی) کو	میں بناؤں	کارساز	جو زمین اور آسمانوں کو جو دہشتے والا ہے

وَهُوَ	يُطْعَمُ	وَلَا يُطْعَمُ	قُلْ	إِنِّي	أُؤْمِرْتُ	أَنْ	أَكُونَ
اور وہ	کھلاتا ہے	اور اس کو کھلایا نہیں جاتا	آپ کہیے	کہ	مجھ کو حکم دیا گیا	کہ	میں ہو جاؤں

أَوَّلَ مَنْ	أَسْلَمَ	وَ	لَا تَكُونَنَّ	مِنَ الْمُشْرِكِينَ	قُلْ	إِنِّي
اس کا پہلا جو	فرمانبردار ہوا	اور (یہ کہ)	تم ہرگز مت ہونا	شرک کرنے والوں میں سے	آپ کہئے	کہ

أَخَافُ	إِنْ	عَصَيْتُ	رَبِّيْ	عَذَابِ يَوْمٍ عَظِيمٍ	مَنْ	يُصْرَفُ
میں ڈرتا ہوں	اگر	میں نافرمانی کروں	اپنے رب کی	ایک عظیم دن کے عذاب سے	جو	ہٹا لیا گیا

عَنْهُ	يَوْمَئِذٍ	فَقَدْ رَحِمَهُ	وَذَلِكَ	الْفَوْزُ الْمُبِينُ	وَإِنْ	يَبْسُطَا
اس سے	اس دن	تو اس نے رحم کیا ہے اس پر	اور یہ	کھلی کامیابی سے	اور اگر	چھوئے تجھ کو

اللَّهُ	يُضَرِّ	فَلَا كَاشِفَ	لَهُ	إِلَّا	هُوَ	وَإِنْ	يَبْسُطَا
اللہ	کسی تکلیف سے	تو کوئی بھی دور کرنے والا نہیں ہے	اس کو	مگر	وہی	اور اگر	وہ چھوئے تجھ کو



يَخْيِرُ	فَهُوَ	عَلَى كُلِّ شَيْءٍ	قَدِيرٌ ⑭	وَهُوَ	الْقَاهِرُ	فَقَوْفُ عِبَادِهِ ط
کسی بھلائی سے	تو وہ	ہر چیز پر	قدرت رکھنے والا ہے	اور وہ	غالب ہے	اپنے بندوں پر

وَهُوَ	الْحَكِيمُ	الْخَبِيرُ ⑮
اور وہ	حکمت والا ہے	باخبر

نوٹ-1

زیر مطالعہ آیت نمبر 17 میں اسلام کا ایک بنیادی عقیدہ بیان کیا گیا ہے کہ ہر نفع اور نقصان کا مالک درحقیقت صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ ظاہر میں جو کسی کو کسی کے ہاتھ سے نفع یا نقصان پہنچتا نظر آتا ہے وہ صرف ایک ظاہری صورت ہے اور حقیقت کے سامنے ایک نقاب ہے، حقیقت یہی ہے کہ اللہ جو دے دے اسے کوئی روک نہیں سکتا اور جو روک لے تو کوئی دے نہیں سکتا (35 / فاطر: 2)۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ جب تم کوئی سوال کرو تو صرف اللہ سے سوال کرو اور مدد مانگی ہو تو صرف اللہ سے مدد مانگو۔ اتنی واضح تعلیمات کے باوجود لوگ اس معاملہ میں بھٹکتے ہیں۔ سارے خدائی اختیارات مخلوقات میں بانٹ دیئے ہیں اور مصیبت کے وقت اللہ کے بجائے مختلف ناموں کی دھائی دیتے ہیں اور انہی سے مدد مانگتے ہیں۔ (معارف القرآن)

نوٹ-2

مادہ ”ف ط ر“ کی لغت میں لفظ فطرۃ کی وضاحت میں ہم نے سورۃ الزوم کی آیت نمبر 30 کا حوالہ دیا ہے اور فطرۃ اللہ کا ترجمہ ”اللہ کی فطرت“ کے بجائے اللہ کی بخشی ہوئی فطرت ”کیا ہے۔ یہ ہمارے بزرگوں کے ترجمے کے مطابق ہے، صرف الفاظ کے انتخاب کا فرق ہے۔ مثلاً مولانا اشرف علی تھانوی کا ترجمہ ہے ”اللہ کی دی ہوئی قابلیت“، مولانا احمد رضا خان کا ترجمہ ہے ”اللہ کی ڈالی ہوئی بنا“ جبکہ حضرت شیخ الہند اور مفتی محمد شفیع کا ترجمہ ہے ”تراش اللہ کی“۔

مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے اکثر تعلیم یافتہ لوگوں میں یہ عقیدہ اللہ جانے کہاں سے پھیل گیا ہے کہ اللہ نے انسان کو اپنی فطرت پر پیدا کیا ہے۔ (نعوذ باللہ من ذالک) ایسے لوگوں کو شک ہے اور بعض کو تو یقین ہے، کہ اس آیت کے ترجمے میں ہمارے بزرگوں نے اپنی رائے کی رعایت کی ہے جو کہ آیت کا حقیقی مفہوم نہیں ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ فطرت اللہ مرکب اضافی ہے اور اس کا صحیح ترجمہ ہے ”اللہ کی فطرت“۔ اس لئے آیت کا مطلب ہے ”اللہ کی فطرت، جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا۔“

اس دلیل میں جو غلطی ہے اس کی وضاحت ضروری ہے۔ اصولاً یہ وضاحت ہمیں سورۃ الزوم میں کرنی چاہیے تھی، لیکن صورتحال یہ ہے کہ ان اسباق کو مرتب کرنے کا کام 128 اگست 1998ء کو شروع کیا تھا اور آج 25 فروری 2003ء کو ہم سورۃ الانعام کے آغاز میں ہیں۔ اللہ جانے سورۃ الزوم تک پہنچنا نصیب ہوگا یا نہیں۔ اس لئے یہ قرض یہیں چکا دیا جائے تو بہتر ہے۔

بات ذرا تلخ ہے لیکن بات یہی ہے کہ فَعَلَ-فَعَلًا-فَعَلُوا- سے فَعَلْنَا تک چودہ صیغے پڑھ لینے سے ہمارے چودہ طبقے روشن ہو جاتے ہیں لیکن اس چکا چونڈ کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اب ہم اپنے بزرگوں سے زیادہ قابل ہو گئے ہیں اور اب ہم قرآن کو ان سے زیادہ سمجھنے لگے ہیں۔ آسانی عربی گرامر، حصہ سوم کے آخری باب ”سبق الاسباق“ میں اسی خطرے کی نشاندہی کی جا چکی ہے۔ طلباء کو چاہیے کہ کبھی کبھی وہ اس کا مطالعہ کرتے رہیں۔

مذکورہ دلیل میں بنیادی غلطی یہ ہے کہ کچھ لوگوں نے مرکب اضافی کا صحیح ترجمہ کرنا تو سیکھ لیا ہے لیکن مرکب اضافی کا صحیح

مفہوم ابھی تک ان کے ذہن میں اجاگر نہیں ہوا ہے۔ ہم کہتے ہیں زید کا علم، زید کی کتاب۔ یہ مرکب اضافی تو ہے۔ لیکن مرکب اضافی کا یہ مفہوم نہیں ہے کہ قلم اور کتاب زید کی ذات کا جز ہیں۔ بلکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ قلم اور کتاب کو زید کی ذات کے ساتھ ایک نسبت ہے اور ان مرکبات میں ملکیت کی نسبت کا مفہوم ہے۔ زید کا بھائی، زید کی بہن۔ ان مرکبات اضافی میں رشتوں کی نسبت کا مفہوم ہے۔ اسی طرح قرآن مجید میں ہے ﴿إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ﴾ (19/ مریم: 30) ”بیٹک میں اللہ کا بندہ ہوں۔“ ﴿وَأَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةٌ﴾ (39/ الزمر: 10) ”اور اللہ کی زمین میں وسیع ہے۔“ ﴿إِنَّ أَرْضِي وَاسِعَةٌ﴾ (29/ العنکبوت: 56) ”بیٹک میری زمین وسیع ہے۔“ ﴿وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي﴾ (15/ الحجر: 29) ”اور میں پھونک دوں اس میں اپنی روح میں سے۔“ ان میں بندہ، زمین یا روح، کوئی بھی چیز اللہ کی ذات کا جز نہیں ہے۔ ان مرکبات اضافی کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ ان چیزوں کو اللہ تعالیٰ کی ذات سے ایک نسبت ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ چیزیں اس کی تخلیق کردہ ہیں، اس لیے اس کی ملکیت ہیں۔ اسی طرح اس کائنات کی ہر چیز کا وجود اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ہے اور ہر وجود کی فطرت اللہ تعالیٰ کی بخشی ہوئی ہے۔ اس لیے ان سب کو اللہ تعالیٰ سے ایک نسبت ہے، تخلیق ہونے کی اور ملکیت ہونے کی۔ کوئی بھی چیز اس کی ذات کا جز نہیں ہے۔ ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾ (42/ الشوری: 11) ”اس کے جیسی کوئی بھی چیز نہیں ہے۔“

دوسری بات یہ ہے کہ جو لوگ اپنے عقیدے کی تصدیق کے لیے اس آیت کا حوالہ دیتے ہیں انہیں نوٹ کرنا۔ چاہیے کہ یہ آیت کا ایک ٹکڑا ہے۔ اس کو پوری آیت میں رکھ کر اگر غور کریں تو انہیں سوچنا پڑے گا کہ لَفْظُ فُطِرَتْ اللّٰهُ (حالت رفع) کے بجائے فُطِرَتْ اللّٰهُ (حالت نصب) میں کیوں ہے۔ اس کی وجہ سمجھنے کے بعد یہ بات آسانی سے سمجھ میں آ جاتی ہے کہ آیت کا وہ مطلب نہیں ہے جس کے وہ مدعی ہیں اور ہمارے بزرگوں نے ترجمہ میں اپنے عقیدے کی رعایت نہیں کی ہے بلکہ ”پڑھے کم، بولے زیادہ“ قسم کے لوگوں کی رعایت کی ہے تاکہ ان کا عقیدہ قرآن کے مطابق رہے۔

اس حوالے سے اب یہ موتی گرہ میں باندھ لیں کہ قرآن مجید پر غور و فکر کرتے ہوئے بزرگوں کی کوئی بات اگر سمجھ میں نہ آئے تو اس کا صرف ایک مطلب ہے کہ ہماری اپنی سوجھ بوجھ ابھی خام ہے۔ البتہ بزرگوں کی عقیدت و محبت سے اس کو اگر ہم ذرا تمکیر کریں تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے۔

السلام وعلیکم رحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ ہم سب کی یہ سعی قبول فرمائے اور آخرت میں نجات کا ذریعہ بنائے جس جس نے بھی اس کا خیر میں مال، جان اور صلاحیتوں کو لگا یا اللہ قبول و منظور فرمائے انجمن خدام القرآن فیصل آباد میں اس کے فوٹو کابی بھی دستیاب ہیں اور محترم ڈاکٹر جہاں زیب صاحب کے اس کتاب میں اضافہ جات کے ساتھ مطالعہ قرآن حکیم کے نام سے دستیاب ہیں

رابطہ کے لئے: [www.khuddam-ul-quran.com](http://www.khuddam-ul-quran.com) info@khuddam-ul-quran.com

0412437781, 0412437618, 03217805614

قرآن اکیڈمی سعید کالونی نمبر 2 کینال روڈ فیصل آباد



## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

### سورة الانعام (6)

#### آیت نمبر (19 تا 24)

اب آیا میں نے الفاظ کی تعداد کم ہو گئی ہے، اس لیے آیات نقل نہیں کی جائیں گی، بلکہ ان کے نمبروں کا حوالہ دے کر نئے لفظ کی لغت دی جائے گی، اگر کوئی نیا لفظ ہوا تو۔ اسی طرح اگر ضروری ہوا تو ترکیب کی وضاحت کی جائے گی، ورنہ براہ راست ترجمہ دے کر نوٹس دیئے جائیں گے۔

وضاحت

مرکب اضافی ائی شئیء مبتدا، اکبر خبر اور شہادۃ تہیز ہے۔ شہید کو اللہ کی خبر بھی مانا جاسکتا ہے۔ ایسی صورت میں ائی شئیء کا جواب محذوف مانا جائے گا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ قُلِ اللہ کو ائی شئیء کا جواب مانا جائے اور شہید بینی و بینکم کو الگ جملہ مانا جائے۔ ایسی صورت میں شہید کا مبتدا ہو محذوف مانا جائے گا۔ ترجمے میں ہم دوسری صورت کو ترجیح دیں گے۔ وَمَنْ بَلَغَ میں مَنْ گزشتہ لَئِنْ کا بھی مفعول ہے اور بَلَغَ کا بھی اور بَلَغَ کی ضمیر فاعلی هَذَا الْقُرْآنُ کے لیے ہے۔ اَنَّ کا اسم الہٰۃ اُخریٰ ہے، اس کی خبر محذوف ہے اور مَعَ اللہ قائم مقام خبر مقدم ہے۔ (آیت: 20) يَعْرِفُونَهُ میں شامل ضمیر فاعلی هُمُ الَّذِينَ کے لئے ہے جب کہ اس کی ضمیر مفعولی کو هَذَا الْقُرْآنُ کے لیے بھی مانا جاسکتا ہے۔ اور قُلِ کے مخاطب رسول اللہ ﷺ کے لئے بھی۔ مفہوم میں کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ ایک کی پہچان سے دوسرے کی پہچان لازمی ہے۔ (آیت: 21) اِنَّہ میں ضمیر الشان ہے۔ (2/ البقرہ: 85، نوٹ 1)

ترکیب

### ترجمہ

قُلْ	اِیُّ شَیْءٍ	اَکْبَرُ	شَہَادَۃٌ	قُلِ	اللہ ﷻ	شَہِیْدٌ
آپ کہئے	کون سی چیز	سب سے بڑی ہے	بطور گواہی کے	آپ کہئے	(کہ) اللہ	(وہ) گواہ ہے
بَیِّنٰی	وَبَیِّنٰکُمْ	وَاَوْحٰی	اِلَیَّ	هٰذَا الْقُرْآنُ	لَاۤ اُنْذِرْکُمْ	
میرے درمیان	اور تمہارے درمیان	اور وحی کیا گیا	میری طرف	اس قرآن کو	تاکہ میں وارنگ دوں تم لوگوں کو	
یہ	وَمَنْ	بَلَغَ	اِیْنِکُمْ	لَتَشْہَدُوْنَ	اَنَّ	مَعَ اللہ
اس سے	اور اس کو جس کو	وہ پہنچے	کیا واقعی تم لوگ	سچ مچ گواہی دیتے ہو	کہ	اللہ کے ساتھ
اِلَہَۃٌ اُخْرٰی	قُلْ	لَاۤ اَشْہَدُ	قُلْ	اِنَّمَا	ہُوَ	اِلَہٌ وَّاحِدٌ
کچھ دوسرے الہ (بھی) ہیں	آپ کہئے	میں گواہی نہیں دیتا	آپ کہئے	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	وہ	واحد الہ ہے
وَ اِنِّیْ	بَرِّیْۃٌ	وَمِمَّا	تُشْرِکُوْنَ ۝۱۹	اَلَّذِیْنَ	اَتٰیْنٰہُمْ	اَلْکِتٰبَ
اور یہ کہ میں	بری ہوں	اس سے جو	تم لوگ شرک کرتے ہو	وہ لوگ	ہم نے دی جن کو	کتاب
یَعْرِفُوْنَہُ	کَمَا	یَعْرِفُوْنَ	اَبْنَاءَہُمْ	اَلَّذِیْنَ	خَسِرُوْا	اَنْفُسَہُمْ
وہ پہنچاتے ہیں اس کو	جیسا کہ	وہ پہنچاتے ہیں	اپنے بیٹوں کو	وہ لوگ جنہوں نے	گھائے میں ڈالا	اپنے نفسوں کو



فَهُمْ	لَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٥﴾	وَمَنْ	أَظْلَمُ	مِمَّنْ	افْتَرَىٰ	عَلَى اللَّهِ
تو وہ لوگ	ایمان نہیں لاتے	اور کون	زیادہ ظالم ہے	اس سے جس نے	گھڑا	اللہ پر

كَذِبًا	أَوْ	كَذَّبَ	بِآيَاتِهِ ط	إِنَّهُ	لَا يُفْلِحُ	الظَّالِمُونَ ﴿١٦﴾
ایک جھوٹ	یا	جس نے جھٹلایا	اس کی نشانیوں کو	بیشک حقیقت یہی ہے کہ	مرا نہیں پاتے	ظلم کرنے والے

وَيَوْمَ	نَحْشُرُهُمْ	جَبِيعًا	ثُمَّ	نَقُولُ	لِلَّذِينَ	أَشْرَكُوا
اور اس دن	ہم جمع کریں گے ان کو	سب کے سب کو	پھر	ہم کہیں گے	ان سے جنہوں نے	شرک کیا

أَيَّنْ	شُرَكَاءُكُمُ الَّذِينَ	كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ ﴿١٧﴾	ثُمَّ	لَمْ تَكُنْ	فَتَنَّتَهُمْ	إِلَّا
کہاں ہیں	تمہارے وہ شریک (کئے ہوئے) لوگ جن کا	تم لوگ زعم کیا کرتے تھے	پھر	نہیں ہوگی	ان کا عذر	مگر

أَنْ	قَالُوا	وَاللَّهِ	رَبَّنَا	مَا كُنْ	مُشْرِكِينَ ﴿١٨﴾	أُنْظِرْ
(یہ) کہ	وہ کہیں گے	اللہ کی قسم	جو ہمارا رب ہے	ہم نہیں تھے	شرک کرنے والے	دیکھو

كَيْفَ	كَذَّبُوا	عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ	وَصَلَّ	عَنْهُمْ	مَا	كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿١٩﴾
کیسا	انہوں نے جھوٹ بولا	اپنے آپ پر	اور گمراہ ہوا (یعنی گم ہوا)	ان سے	وہ، جو	وہ لوگ گھڑا کرتے تھے

نوٹ: 1

زیر مطالعہ آیت نمبر 19 میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر یہ قرآن مجید اس لئے وحی کیا گیا کہ آپ اس کے ذریعہ ان لوگوں کو بھی خبردار کریں جنہوں نے آپ سے ملاقات کی اور ان کو بھی خبردار کریں جنہوں نے ملاقات نہیں کی لیکن قرآن ان تک پہنچ گیا۔ اس یہ ثابت ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ آخری پیغمبر ہیں اور قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے۔ قیامت تک اس کی تعلیم اور تلاوت باقی رہے گی اور لوگوں پر اس کا اتباع لازم رہے گا (معارف القرآن) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس تک میرا قرآن پہنچا تو گویا میں نے خود اسے تبلیغ کر دی (ابن کثیر) اس پس منظر میں رسول اللہ ﷺ کے اس حکم کی گہرائی اور گیرائی کو سمجھنے کی کوشش کریں جس میں آپ نے فرمایا کہ تم لوگ میری طرف سے پہنچاؤ خواہ ایک ہی آیت ہو۔

نوٹ: 2

زیر مطالعہ آیت نمبر 23 میں کچھ لوگوں کا ذکر ہے جو قسم کھا جائیں گے کہ ہم شرک نہیں کرتے تھے۔ ان کے لئے تفسیر بحر محیط اور مظہری میں ہے کہ یہ وہ لوگ ہوں گے جو کھلے طور پر کسی کو خدا نہیں کہتے تھے مگر ان کا عمل یہ تھا کہ خدائی کے اختیارات مخلوق کو بانٹ رکھے تھے، انہی سے روزی، صحت، اولاد اور ساری مرادیں مانگا کرتے تھے۔ اور انہی کے نام کی نذر و نیاز کرتے تھے اور اپنے آپ کو مشرک نہ سمجھتے تھے اس لئے میدان حشر میں بھی قسم کھا کر کہیں گے کہ ہم مشرک نہ تھے۔ (معارف القرآن)

### آیت نمبر (25 تا 32)

و ق ر

وَقَرًا

(س)

بھرا ہوا ہونا۔ بوجھل ہونا۔



اور وَقَرَّ اسم ذات ہے۔ بوجھ، زیر مطالعہ آیت نمبر 25 اور ﴿فَالْجِبَلُتِ وَقَرَّ﴾ (51/الذریات:2) ”پھر بوجھ اٹھانے والیوں کی قسم۔“

وَقَرَّ

(ک)

وَقَارَةً

وَقَارَ

اسم ذات ہے، سنجیدگی، متانت، عظمت۔ ﴿مَا لَكُمْ لَا تَرْجُونَ لِلَّهِ وَقَارًا﴾ (71/نوح:13) ”تمہیں کیا ہے کہ تم لوگ امید نہیں رکھتے اللہ سے عظمت کی۔“

کسی کی تعظیم کرنا۔ ﴿لَتَتَّوَمَّنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ﴾ (48/الفتح:9) ”تا کہ تم لوگ ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور ان کی مدد کرو اور ان کی تعظیم کرو۔“

تَوَقِّرًا

(تفعیل)

س ط ر

کسی چیز کی حفاظت کرنا۔ کسی بات کو لکھنا (تا کہ محفوظ ہو جائے) ﴿وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ﴾ (68/القلم:1) ”قسم ہے قلم کی اور اس کی جو یہ لوگ لکھتے ہیں۔“

سَطْرًا

(ن)

اسم المفعول ہے۔ لکھا ہوا۔ ﴿وَكُتِبَ مُسْتُورٌ﴾ (52/الطور:2) ”اور قسم ہے ایک لکھی ہوئی کتاب کی۔“

مُسْتُورٌ

یہ دراصل مُسَيِّطٌ ہے۔ اسی لیے قرآن مجید میں اس کی ”ص“ کے اوپر ایک چھوٹا سا ”س“ لکھا ہوتا ہے حفاظت کرنے والا۔ داروغہ۔ ﴿لَسْتُ عَلَيْهِمْ بِمُصَيِّطٍ﴾ (88/الغاشیہ:22) ”آپ ان پر داروغہ نہیں ہیں۔“

مُصَيِّطٌ

(تفعیل)

تَسْطِيرًا

أَسْطُورَةً

إِسْطَارًا

مُسْتَطَرٌ

(افتعال)

بے بنیاد باتیں جمع کرنا۔ فرضی کہانیاں یا قصے بنانا۔ افسانہ یا ناول لکھنا۔  
ج اساطیر اسم ذات ہے۔ فرضی کہانی۔ زیر مطالعہ آیت نمبر 25۔  
اہتمام سے لکھنا۔

اسم المفعول ہے۔ لکھا ہوا۔ ﴿وَكُلُّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ مُسْتَطَرٌ﴾ (54/الزمر:53) ”اور تمام چھوٹی بڑی چیزیں لکھی ہوئی ہیں۔“

ن ع ی

(۱) کسی سے بچنا۔ دور ہونا۔ (۲) کسی کو کسی سے بچانا۔ موڑ لینا۔ زیر مطالعہ آیت نمبر 26۔ ﴿وَإِذَا أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنْسَانِ أَعْوَضَ وَنَا بِجَانِبِهِ﴾ (17/بنی اسرائیل:83) ”اور جب بھی ہم انعام کرتے ہیں انسان پر تو وہ منہ پھیر لیتا ہے اور موڑ لیتا ہے اپنے پہلو کو۔“

نَائِيًا

(ف)

و ق ف

ٹھہرانا۔ روکنا۔ زیر مطالعہ آیت نمبر 27۔  
فعل امر ہے۔ تو ٹھہرا۔ تو روک۔ ﴿وَقِفُّهُمْ إِنَّهُمْ مَسْئُولُونَ﴾ (37/الصافات:24) ”اور تم لوگ ٹھہراؤ ان کو بیشک یہ لوگ پوچھے جانے والے ہیں۔“

وَقَفًّا

(ض)

قِفْ

اسم المفعول ہے۔ ٹھہرایا ہوا۔ روکا ہوا۔ ﴿وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الظَّالِمُونَ مَوْقُوفُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ﴾ (34/سبا:31) ”اور اگر تو دیکھے جب ظالم لوگ روکے جانے والے ہوں گے اپنے رب کے پاس۔“

مَوْقُوفٌ

ب غ ت

کسی چیز کا اچانک نمودار ہونا۔  
حال ہے۔ اچانک۔ بے گمان۔ زیر مطالعہ آیت نمبر 31۔

بَغْتًا

(ف)

بَغْتَةً





## ف ر ط

818

(ن) فَرُوْطًا آگے بڑھنا۔ حد سے گزرنا۔ کسی پر زیادتی کرنا۔ ﴿إِنَّا نَخَافُ أَنْ يُفْرِطَ عَلَيْكَ﴾ (20/ طہ: 45) ”ہمیں خوف ہے کہ وہ زیادتی کرے ہم پر۔“

یہ بھی مصدر ہے۔ کسی کام میں کوتاہی کرنا۔ کمی کرنا۔

فَرَطًا فَرُطًا حال ہے۔ حد سے گزرا ہوا۔ ﴿وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا﴾ (18/ الکہف: 28) ”اور تھا ان کا کام حد سے گزرا ہوا۔“

(افعال) اِفْرَاطًا حد سے گزارنا۔ زیادہ کرنا۔

مُفْرِطًا اسم المفعول ہے۔ زیادہ کیا ہوا۔ ﴿لَا جَرَمَ أَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَأَنَّهُمْ مُّفْرِطُونَ﴾ (16/

النحل: 62) ”کوئی شک نہیں کہ ان لوگوں کے لیے آگ ہے اور یہ کہ وہ لوگ زیادہ کیے جا رہے ہیں۔“

(تفعیل) تَفْرِيطًا مسلسل کوتاہی کرنا۔ کمی کرنا۔ زیر مطالعہ آیت نمبر 31۔

## و ز ر

(ض) وَزَّرًا (1) پہاڑ میں پناہ گاہ بنانا۔ (2) کوئی بوجھل چیز اٹھانا۔ زیر مطالعہ آیت نمبر 31۔

وَزَّرَ (ج) اَوْزَارٌ۔ اسم ذات ہے۔ بوجھ۔ ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ﴾ (6/ الانعام: 164) ”اور

نہیں اٹھائے گی کوئی اٹھانے والی کسی دوسری کا بوجھ۔“ ﴿لِيَحْمِلُوا أَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ﴾

وَمِنْ أَوْزَارِ الَّذِينَ يُضِلُّوهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ط (16/ النحل: 25) ”تاکہ وہ لوگ اٹھائیں اپنے

بوجھ پورے پورے اور ان کے بوجھ میں سے بھی انہوں نے گمراہ کیا جن کو کسی علم کے بغیر۔“

وَزَّرَ اسم ذات ہے۔ پناہ گاہ۔ ﴿كَلَّا وَزَّرَ﴾ (75/ القیامۃ: 11) ”ہرگز نہیں کوئی پناہ گاہ نہیں ہے۔“

وَازَّرَ اسم الفاعل ہے۔ اٹھانے والا۔ اوپر آیت نمبر (6/ الانعام: 164) دیکھیں

وَزِيرٌ فَعِيلٌ کے وزن پر صفت ہے ہر حال میں ہمیشہ بوجھ بٹانے والا، معاون۔ ﴿وَجَعَلْنَا مَعَهُ أَخَاهُ

هَارُونَ وَزِيرًا﴾ (25/ الفرقان: 35) ”اور ہم نے بنایا ان کے ساتھ ان کے بھائی ہارون کو ایک معاون۔“

## ل ه و

(ف-ن) لَهْوًا (1) مانوس ہونا۔ پسند کرنا۔ (2) کسی چیز سے غافل ہونا (پسندیدہ چیز میں مشغول ہونے کے سبب سے)

فَاعِلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ غافل ہونے والا یعنی غافل۔ ﴿لَاهِيَةً قُلُوبُهُمْ ط﴾ (21/

الانبیاء: 3) ”غافل ہوتے ہوئے ان کے دل۔“

لَهْوٌ اسم ذات ہے۔ ہر وہ چیز جس کا شغل کسی اہم کام سے غافل کر دے۔ تماشا۔ زیر مطالعہ آیت نمبر 32۔

لَهَاءُ کسی کو کسی چیز سے غافل کرنا۔ ﴿رَجَالٌ لَا تُلْهِهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ﴾

(24/ النور: 37) ”غافل نہیں کرتی ان کو تجارت اور نہ ہی خرید و فروخت اللہ کی یاد سے۔“

تَلْهِی کسی سے غفلت برتنا۔ ﴿فَأَنْتَ عَنْهُ تَلْهِی﴾ (80/ عبس: 10) ”تو آپ نے اس سے غفلت برتی۔“

## ترکیب

اَكِنَّةٌ اور وَقَرًا یہ دونوں جَعَلْنَا کے مفعول ہیں۔ (6/ الانعام: 27) وَلَوْ تَرَىٰ شرطیہ ہے اس لئے اِذْ وَقَفُوا اور

فَقَالُوا کا ترجمہ مستقبل میں ہوگا۔ یَلَيِّنَنَّ حرف تمنا ہے، نُرَدُّ تَمَنَّا ہے لَا نُكْذِبُ اور نَكُونُ وَاِوَصَفَ کی وجہ سے جواب تمنا ہیں۔ حالت

نصب میں ہیں۔



818

## ترجمہ

وَمِنْهُمْ مَّنْ	يَسْتَبِيعُ	إِلَيْكَ ۚ	وَ	جَعَلْنَا	عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ	أَكِنَّةً
اور ان میں وہ بھی ہیں جو	کان لگاتے ہیں	آپ کی طرف	حالانکہ	ہم نے بنائے	ان کے دلوں پر	کچھ پردے

أَنْ	يَفْقَهُوهُ	وَفِي أَذَانِهِمْ	وَقَرَأَ	وَأِنْ	يَرَوْا	كُلَّ آيَةٍ
کہ	وہ (نہ) سمجھیں اس کو	اور ان کے کانوں میں	ایک بوجھ	اور اگر	وہ دیکھیں	ساری نشانیاں

لَّا يُؤْمِنُوا	بِهَآءِ	حَتَّىٰ	إِذَا	جَاءُوكَ	يُجَادِلُونَكَ	
تب بھی ایمان نہیں لائیں گے	اس پر	یہاں تک کہ	جب بھی	وہ آتے ہیں آپ کے پاس	تو بحث کرتے ہیں آپ سے	

يَقُولُ الَّذِينَ	كَفَرُوا	إِنْ	هَٰذَا	إِلَّا	أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ۝	وَهُمْ
کہتے ہیں ان سے جنہوں نے	کفر کیا	نہیں ہے	یہ	مگر	پہلے لوگوں کے افسانے	اور وہ

يَنْهَوْنَ	عَنْهُ	وَيَنْتَوْنَ	عَنْهُ ۚ	وَأِنْ	يُهْلِكُونَ	إِلَّا
روکتے ہیں	اس سے	اور وہ دور ہوتے ہیں	اس سے	اور نہیں	ہلاک کرتے وہ	مگر

أَنفُسَهُمْ	وَ	مَا يَشْعُرُونَ ۝	وَكُوْ	تَرَىٰ	إِذْ	وَقَفُوا
اپنے آپ کو	اس حال میں کہ	وہ شعور نہیں رکھتے	اور اگر	تو دیکھے	جب	وہ لوگ ٹھہرائے جائیں گے

عَلَى النَّارِ	فَقَالُوا	لِيَكُنْتَنَا	نُرْدُ	وَ	لَا تُكْذِبُ	بِآيَاتِ رَبِّنَا
آگ پر	تو کہیں گے	اے کاش	ہم لوٹائے جاتے	اور	ہم نہ جھٹلاتے	اپنے رب کی نشانیاں کو

وَ	نَكُونُ	مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝	بَلْ	بَدَا	لَهُمْ	مَّا
اور	ہم ہو جاتے	ایمان والوں میں سے	بلکہ	نمایاں ہوا	ان کے لئے	وہ جو

كَانُوا يُخْفُونَ	مِنْ قَبْلُ ۚ	وَكُوْ	رُدُّوا	لِعَادُوا	لِهَا	نُهُوا
وہ لوگ چھپاتے تھے	اس سے پہلے	اور اگر	وہ لوٹائے جائیں	تو ضرور دوبارہ کریں گے	اس کو	انہیں روکا گیا

عَنْهُ	وَأَنَّهُمْ	لَكَذِبُونَ ۝	وَقَالُوا	إِنْ	هِيَ	إِلَّا
جس سے	اور بے شک یہ لوگ	یقیناً جھوٹ کہنے والے ہیں	اور انہوں نے کہا	نہیں ہے	یہ	مگر

حَيَاتِنَا الدُّنْيَا	وَمَا نَحْنُ	بِبَعُوثَيْنِ ۝	وَكُوْ تَرَىٰ	إِذْ وَقَفُوا	عَلَىٰ رَبِّهِمْ ۚ	
ہماری دنیا کی زندگی	اور نہیں ہیں ہم	اٹھائے جانے والے	اور اگر تو دیکھے	جب وہ ٹھہرائے جائیں گے	ان کے رب کے سامنے	

قَالَ	أَلَيْسَ هَٰذَا	بِالْحَقِّ ۚ	قَالُوا	بَلَىٰ	وَرَبِّنَا ۚ	قَالَ
وہ (یعنی رب) کہے گا	کیا یہ نہیں ہے	حق	وہ لوگ کہیں گے	کیوں نہیں	ہمارے رب کی قسم	وہ کہے گا



قَدْ وَقُوا	الْعَذَابَ	بِمَا	كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ٥	قَدْ خَسِرَ	الَّذِينَ 818	كَذَّبُوا
تو تم لوگ چکھو	عذاب کو	بسبب اس کے جو	تم لوگ کفر کرتے تھے	گھائے میں رہے	وہ لوگ جنہوں نے	جھٹلایا

يُلْقَاءُ اللَّهَ ط	حَتَّى	إِذَا	جَاءَتْهُمْ	السَّاعَةُ	بَغْتَةً	قَالُوا
اللہ کی ملاقات کو	یہاں تک کہ	جب کبھی	آتی ہے ان کے پاس	(موت) کی گھڑی	بے گمان	تو کہتے ہیں

يُحْسِرُنَا	عَلَى مَا	قَوَّظْنَا	فِيهَا	وَهُمْ يَحْشَوْنَ	أَوَّارَهُمْ	عَلَى ظُهُورِهِمْ ط
ہائے ہماری حسرت	اس پر جو	ہم نے کوتاہی کی	اس میں	اور وہ لوگ اٹھائیں گے	اپنے بوجھ	اپنی پیٹھوں پر

أَلَا	سَاءَ	مَا	يَزِدُّونَ ٥	وَمَا	الْحَيَاةُ الدُّنْيَا	إِلَّا
خبردار	برا ہے	وہ جو	یہ بوجھ اٹھاتے ہیں	اور نہیں ہے	دنوی زندگی	مگر

لَعِبٌ	وَلَهُوَ ط	وَلَكِنَّ أَرْأَسَ الْآخِرَةِ	خَيْرٌ	لِلَّذِينَ	يَنْقُوتُونَ ط	أَفَلَا تَعْقِلُونَ ٥
ایک کھیل	اور ایک تماشہ	اور یقیناً آخری گھر	بہتر ہے	ان کے لئے جو	تقویٰ کرتے ہیں	کیا تم لوگ عقل سے کام نہیں لیتے

نوٹ: 1

زیر مطالعہ آیت نمبر 32 میں دنیا کی زندگی کو کھیل اور تماشہ کہا گیا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس میں کوئی سنجیدگی نہیں ہے۔ دراصل اس کو کھیل اور تماشے سے اس لئے تشبیہ دی گئی ہے کہ یہاں حقیقت کے مخفی ہونے کی وجہ سے بے بصیرت اور ظاہر پرست انسانوں کے لیے غلط فہمیوں میں مبتلا ہونے کے بہت سے اسباب موجود ہیں، جن میں پھنس کر کچھ انسان ایسا عجیب طرز عمل اختیار کرتے ہیں کہ ان کی زندگی محض ایک کھیل اور تماشہ بن کر رہ جاتی ہے۔ (تفہیم القرآن)

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ دنیا ملعون ہے اور جو کچھ اس میں ہے وہ بھی ملعون ہے سوائے ذکر اللہ یا عالم یا طالب علم کے۔ امام جزئیؒ کی تصریح کے مطابق دنیا کا ہر وہ کام جو اللہ کی اطاعت میں کیا جائے وہ سب ذکر اللہ میں داخل ہے۔ اس معلوم ہوا کہ دنیا کے سب ضروری کام، جائز طریقے سے روزی کمانا اور دوسری ضروریات جو حد و شریعت سے باہر نہ ہوں، وہ سب ذکر اللہ میں داخل ہیں۔ احادیث میں اہل و عیال اقرباء، احباب، پیڑوسی، مہمان وغیرہ کے حقوق کی ادائیگی کو صدقہ اور عبادت سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔ (معارف القرآن)

### آیت نمبر (33 تا 37)

ج ح د

(ف) جَحْدًا اس کا انکار کرنا جس کا دل میں اقرار ہو۔ جاننے بوجھنے انکار کرنا۔ زیر مطالعہ آیت نمبر 33۔

ترکیب

إِنَّهُ میں ضمیر الشان ہے۔ لَيَحْزُنَنَّكَ کا فاعل الَّذِي ہے۔ الظَّالِمِينَ پر لام تعریف ہے۔ (آیت: 34) وَسُلَّ اسم عاقل کی جمع مکسر ہے۔ اس لئے واحد مونث کا صیغہ کُذِّبَتْ بھی جائز ہے۔ جَاءَكَ کا فاعل أَنْبَاءٌ مخدوف ہے۔ نَبَاً میں یا زائدہ ہے۔ یہ اصلاً مِنْ نَبَاً تھا۔ الْمُرْسَلِينَ کا مضاف ہونے کی وجہ سے تنوین ختم ہوئی ہے۔ (آیت: 35) إِنَّ شرطیہ کی وجہ سے گان کا ترجمہ حال میں ہوگا۔ فَتَأْتِيهِمْ میں فاسبیہ کی وجہ سے تَائِي حالت نصب میں آیا ہے (آیت: 37) نُزِّلَ کا نائب فاعل ہونے کی وجہ سے اِيَّةٌ حالت رفع میں ہے۔



818

## ترجمہ

قَدْ نَعْلَمُ	إِنَّهُ	لَيَحْزُنَكَ	الَّذِي	يَقُولُونَ	فَأَنَّهُمْ
ہم جان چکے ہیں	کہ یہ حقیقت ہے کہ	بے شک غمگین کرتی ہے آپ کو	وہ (بات) جو	وہ لوگ کہتے ہیں	تو بیشک یہ لوگ
لَا يَكْذِبُونَكَ	وَلَكِنَّ	الظَّالِمِينَ	بِأَيِّتِ اللَّهِ	يَجْحَدُونَ ﴿٣٥﴾	وَلَقَدْ كَذَّبْتَ
نہیں جھٹلاتے آپ کو	اور لیکن (یعنی بلکہ)	یہ ظالم لوگ	اللہ کی نشانیوں کا	جاننے بوجھتے انکار کرتے ہیں	اور بیشک جھٹلائے جا چکے ہیں
رُسُلٌ	مِّن قَبْلِكَ	فَصَبِّرْ وَ	عَلَى مَا	كُذِّبُوا	وَأُوذُوا
بہت سے رسول	آپ سے پہلے	تو وہ ثابت قدم رہے	اس پر جس پر	انہیں جھٹلایا گیا	اور انہیں اذیت دی گئی
أَنَّهُمْ	نَصْرَنَاهُ	وَلَا مُبَدِّلَ	لِكَلِمَاتِ اللَّهِ ﴿٣٦﴾	وَلَقَدْ جَاءَكَ	آئی ان کے پاس
ہماری مدد	اور کوئی بھی بدلنے والا نہیں ہے	اللہ کے فرمانوں کو	اور بیشک آپ کی ہیں آپ کے پاس (کچھ خبریں)		
مِن نَّبَايَ الْمُرْسَلِينَ ﴿٣٧﴾	وَأَن كَانَ	كَبُرَ	عَلَيْكَ	إِعْرَاضُهُمْ	فَإِن
بھیجے ہوؤں (یعنی رسولوں) کی خبر میں سے	اور اگر ہے	بہت بھاری	آپ پر	ان کا اعراض کرنا	تو اگر
أَن	تَبْتَغِي	نَفَقًا	فِي الْأَرْضِ	أَوْ	سُلْمًا
کہ	آپ تلاش کریں	کوئی سرنگ	زمین میں	یا	کوئی سیرھی
فَتَأْتِيَهُمْ	بِأَيِّهٖ ط	وَكُو	شَاءَ	اللَّهُ	لَجَمْعَهُمْ
تو آپ! لے آئیں ان کے پاس	کوئی نشانی	اور اگر	چاہتا	اللہ	تو جمع کر دیتا ان کو
فَلَا تَكُونَنَّ	مِنَ الْجَاهِلِينَ ﴿٣٨﴾	إِنَّمَا	يَسْتَجِيبُ	الَّذِينَ	يَسْعَوْنَ ط
پس آپ ہرگز نہ ہوں	نادانوں میں سے	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	جواب دیتے ہیں (یعنی مانتے ہیں)	وہ لوگ جو	سنتے ہیں
وَالْمَوْتِ	يَبْعَثُهُمُ	اللَّهُ	ثُمَّ	لَّيْلِهِ	يُزْجَعُونَ ﴿٣٩﴾
اور مردے!	اٹھائے گا ان کو	اللہ	پھر	اس کی طرف ہی	وہ لوٹائے جائیں گے
لَوْ لَا	يُنْزِلَ	عَلَيْهِ	آيَةٌ	مِّن رَّبِّهِ ط	قُلْ
کیوں نہیں	اتاری گئی	ان پر	کوئی نشانی	ان کے رب (کی طرف) سے	آپ کہیے
قَادِرٌ	عَلَى	أَن	يُنْزِلَ	آيَةً	وَلَكِنَّ
قدرت رکھنے والا ہے	اس پر	کہ	کہ وہ اتارے	کوئی نشانی	اور لیکن
				ان کے اکثر	ان کے اکثر
				علم نہیں رکھتے	

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب دیکھتے تھے کہ اس قوم کو سمجھاتے ہوئے مدت گزر گئی ہے اور یہ رات راست پر نہیں آتے تو

نوٹ: 1



آپ کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ اللہ کی طرف سے کوئی ایسی نشانی ظاہر ہو کہ یہ لوگ ایمان لے آئیں۔ اس کا جواب دیا گیا ہے کہ یہ اللہ کی اس حکمت کے خلاف ہے جس کے تحت اس نے انسان کو دنیا میں ایک ذمہ دار مخلوق کی حیثیت سے پیدا کیا ہے، اسے نصرف کے اختیارات دیئے ہیں، اطاعت اور نافرمانی کی آزادی بخشی ہے، امتحان کی مہلت عطا کی ہے اور اس کے طرز عمل کے مطابق جزا و سزا دینے کے لیے فیصلے کا ایک وقت مقرر کر دیا ہے۔ (تفہیم القرآن)

### آیت نمبر (38 تا 45)

ترکیب

(آیت: 38) مِنْ دَابَّةٍ کے مِنْ پر عطف ہونے کی وجہ سے طَيْرٌ حالت جر میں ہے اور یہ نکرہ مخصوصہ ہے۔ جَنَاحِيْ دراصل جَنَاحِيْنَ (متثنیہ) تھا۔ مضاف ہونے کی وجہ سے نون اعرابی گرا ہے۔ اُمَمٌ خبر ہے اور اس کا مبتدا مخدوف ہے (آیت: 39) فِيْ ظُلُمٰتٍ قائم مقام خبر ہے اور اس کا بھی مبتدا مخدوف ہے۔ (آیت: 40) تَدْعُوْنَ کا مفعول ہونے کی وجہ سے غَيْرَ اللّٰہ حالت نصب میں ہے۔ (آیت: 42) لَقَدْ اَرْسَلْنَا کا مفعول رُسُلًا مخدوف ہے۔ (آیت: 43) فَلَوْلَا فعل تَضَرَّعُوا سے متعلق ہے۔ درمیان میں اِذْ جَاءَهُمْ بَاسُنَا جملہ معترضہ ہے۔

وَمَا	مِنْ دَابَّةٍ	فِي الْأَرْضِ	وَلَا	طَيْرٍ	يَّطِيرُ	بِجَنَاحِيْهِ
اور نہیں ہے	کوئی بھی چلنے والا	زمین میں	اور نہ ہی ہے	کوئی بھی اڑانے والا	جواڑتا ہے	اپنے دونوں پروں پر

إِلَّا	أُمَّةً	أَمْثَلُكُمْ ط	مَا فَكَّرْنَا	فِي الْكِتَابِ	مِنْ شَيْءٍ	ثُمَّ
مگر یہ کہ	وہ (بھی) امتیں ہیں	تم لوگوں کی مانند	ہم نے کی نہیں کی	کتاب میں	کچھ بھی	پھر

إِلَى رَبِّهِمْ	يُخْشَوْنَ ۝	وَالَّذِينَ	كَذَّبُوا	بِآيَاتِنَا	صُمُّ	وَبُكْمٌ
ان کے رب کی طرف ہی	وہ سب جمع کئے جائیں گے	اور وہ لوگ جنہوں نے	جھٹلایا	ہماری نشانیوں کو	بہرے ہیں	اور گونگے ہیں

فِي الظُّلُمٰتِ ط	مَنْ	يَّشَا	اللّٰهُ	يُضِلُّهُ ط	وَمَنْ	يَّشَا
(وہ لوگ) اندھیروں میں ہیں	جس کو	چاہتا ہے	اللہ	(تو) وہ گمراہ کرتا ہے اس کو	اور جس کو	وہ چاہتا ہے

يَجْعَلُهُ	عَلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۝	قُلْ	أَ	رَعَيْتُمْ كُفْرَكُمْ	إِنْ	أَتَيْتُمْ
(تو) وہ ڈالتا ہے اس کو	ایک سیدھے راستے پر	آپ کہئے	کیا	تو نے دیکھا اپنے لوگوں کو	کہ اگر	آئے تمہارے پاس

عَذَابُ اللّٰهِ	أَوْ	أَتَيْتُمْ	السَّاعَةُ	أَ	غَيْرَ اللّٰهِ	تَدْعُوْنَ ۚ
اللہ کا عذاب	یا	آئے تم پر	قیامت	تو کیا	اللہ کے علاوہ (کسی) کو	تم لوگ پکارو گے

إِنْ	كُنْتُمْ	صٰدِقِيْنَ ۝	بَلْ لَّيَالَاهُ	تَدْعُوْنَ	فَيَكْشِفُ	مَا
اگر	تم لوگ ہو	سچ کہنے والے	بلکہ صرف اس کو ہی	تم لوگ پکارتے ہو	تو وہ کھول دیتا ہے	اس کو

تَدْعُوْنَ	إِلَيْهِ	إِنْ	شَاءَ	وَتَنْسَوْنَ	مَا	تُشْرِكُونَ ۝
تم لوگ پکارتے ہو	جس کے لئے	اگر	وہ چاہتا ہے	اور بھول جاتے ہو	اس کو جس کو	تم لوگ شریک کرتے ہو





وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا	إِلَى أُمَمٍ	مِّن قَبْلِكَ	فَاخَذْنَاهُمْ	بِالْبِاسَاءِ	وَالضَّرَاءِ	818 لَعَلَّهُمْ
اور ہم بھیج چکے ہیں (رسولوں کو)	امتوں کی طرف	آپ سے پہلے	پھر ہم نے پکڑا ان کو	سختی سے	اور تکلیف سے	شائد کہ وہ لوگ

يَتَضَرَّعُونَ ﴿٣٧﴾	فَكَوَلَّا	إِذْ جَاءَهُمْ	بِاسُنَا	تَضَرَّعُوا	وَلَكِن	قَسَتْ
گڑ گڑائیں	تو کیوں نہیں	جب آئی ان کے پاس	ہماری سختی	وہ لوگ گڑ گڑاتے	اور لیکن	سخت ہوئے

قُلُوبُهُمْ	وَزَيْنَ	لَهُمْ	الشَّيْطٰنُ	مَا	كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٣٨﴾	فَلَمَّا
ان کے دل	اور مزین کیا	ان کے لئے	شیطان نے	اس کو جو	وہ لوگ کرتے تھے	پھر جب

نَسُوا	مَا	ذُكِّرُوا	بِهِ	فَتَحَنَّا	عَلَيْهِمْ	أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ط
وہ بھولے	اس کو	ان کی یاد دہائی کرائی گئی	جس سے	تو ہم نے کھول دیئے	ان پر	ہر چیز کے دروازے

حَتَّىٰ	إِذَا	فَرِحُوا	بِمَا	أَوْثَرُوا	أَخَذْنَاهُمْ	بَغْتَةً
یہاں تک کہ	جب	وہ بہت خوش ہوئے	اس سے جو	دیا گیا ان کو	تو ہم نے پکڑا ان کو	اچانک

فَإِذَا	هُمْ	مُبْسُوْنَ ﴿٣٩﴾	فَقُطِعَ	دَابِرُ الْقَوْمِ	الَّذِينَ	ظَلَمُوا ط
تب پھر	وہ لوگ	انتہائی غمگین ہوئے	پھر کاٹی گئی	اس قوم کی جڑ	جنہوں نے	ظلم کیا

وَالْحَمْدُ	لِلّٰهِ	رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٤٠﴾
اور تمام شکر	اللہ ہی کے لئے ہے	جو تمام جہانوں کا رب ہے

## نوٹ: 1

اس کائنات میں زمین ہو یا فضاؤں میں جہاں کہیں جو بھی چیز ہے، ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کی ضاعی قدرت اور سبحانیت (Perfectionism) کی نشانیاں موجود ہیں جن کو دیکھ کر انسان اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کی صفات کا ادراک حاصل کر سکتا ہے۔ یہ کیسی نشانیاں ہیں اور ان سے کیا مراد ہے، اس بات کو ایک مثال سے سمجھیں۔ اگر کسی پارک میں گھاس، بوٹے، جھاڑیاں وغیرہ بے ترتیبی سے اُگے ہوئے ہیں تو اسے دیکھنے والا ہر شخص یہی کہے گا کہ اس پارک کا کوئی مالی نہیں ہے۔ دوسرے پارک میں گھاس ہموار ہے، بوٹے ترتیب سے لگے ہیں اور جھاڑیاں تراش کر کیا ریاں بنی ہوئی ہیں لیکن مالی کہیں نظر نہیں آ رہا ہے پھر بھی باغ کی حالت دیکھ کر ہر شخص مالی کے وجود کو بھی تسلیم کرے گا اور اس کی صلاحیت کا بھی اسے اندازہ ہو جائے گا۔

اسی طرح ہر جاندار کے جسم میں ایک نظام اپنا کام کر رہا ہے اور خود کائنات میں ایک نظم و ترتیب موجود ہے جسے دیکھ کر تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ اس کا ایک خالق ہے جو ہر قسم کے نقص اور عیب سے پاک ہے اور یہ سب کچھ خود بخود میں آنے والی چیز نہیں ہے۔ اسی بنیاد پر ”عظیم دھماکہ“ (Big Bang) تھیوری پر تنقید کرتے ہوئے اور اسے رد کرتے ہوئے ایک مغربی سائنسدان نے کہا ہے کہ یہ بات ایسے ہی ہے جیسے کوئی کہے کہ ایک پریس میں دھماکہ ہوا اور ایک عظیم لغت (Dictionary) خود بخود وجود میں آ گئی۔

کائنات کی ہر چیز میں اپنے وجود اور اپنی صفات کی نشانیاں میں مشاہدہ اور غور فکر کی صلاحیتیں ودیعت کر کے اللہ تعالیٰ نے نتیجہ اخذ کرنے اور اپنی رائے قائم کرنے کے لئے انسان کو آزاد چھوڑ دیا ہے۔ انسان کی اس آزادی میں وہ مداخلت نہیں کرتا۔



اس وجہ سے انسان تین گروہوں میں تقسیم ہو جاتے۔ ایک گروہ ان لوگوں کا ہے جو کائنات اور زندگی کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے اپنی صلاحیتوں کو استعمال کرنے کے بجائے انہیں باہمی ہکا بکا اور تفاخر پر صرف کر دیتے ہیں۔ یہ لوگ بہروں اور گونگوں کی مانند ہیں اور لاعلمی کے اندھیروں میں بھٹکے رہتے ہیں، خواہ اپنے پیشے میں ماسٹرس اور ڈاکٹریٹ کر لیں۔ ایسے لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ کا فتویٰ تو یہی ہے۔

پھر جو لوگ اپنی صلاحیتوں کو کائنات اور زندگی کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے استعمال کرتے ہیں، ان میں سے کسی کو گمراہی ملتی ہے۔ اور کسی کو یہی نشانیاں سیدھی راہ پر ڈال دیتی ہیں۔ اس کا انحصار اس بات پر ہے کہ کون کسی نیت اور ارادے سے تحقیق و جستجو کرتا ہے۔ جو ایک نامور سائنسدان اور موجد بننے کے لئے کرتا ہے، اس کے حصے میں مادہ پرستی آتی ہے اور جو واقعی زندگی کا مقصد کا متلاشی ہوتا ہے۔ اس کو یہی نشانیاں سیدھی راہ پر ڈال دیتی ہیں۔

یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے وضع کردہ اصولوں اور نظام کے تحت ہوتا ہے اس لئے گمراہ کرنے اور ہدایت دینے کے عمل کو اللہ تعالیٰ اپنی طرف منسوب کرتا ہے۔ جبکہ رائے قائم کرنے اور فیصلہ کرنے کے اختیار اور آزادی کی بنیاد پر انسان کی ذمہ داری اور جوابدہی برقرار رہتی ہے۔

### آیت نمبر (46 تا 50)

ص د ف

(ض)

صَدَفًا

بھٹانا۔ کنارے کرنا (متعدی) پھر جانا۔ کنارہ کش ہونا (لازم) زیر مطالعہ آیت نمبر 46۔

صَدَفٌ

اسم ذات ہے۔ کسی چیز کا کنارہ۔ ﴿حَتَّىٰ إِذَا سَاوَىٰ بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ﴾ (18 / الکہف: 96) ”یہاں تک کہ جب برابر کر دیا دونوں کناروں کے درمیان کو۔“

ترکیب

(آیت: 47) بَعَثْنَا جَهَنَّمَ حَالِہیں۔ اسی لئے حالت نصب میں ہیں۔ يُهْلِكُ کا نائب فاعل ہونے کی وجہ سے الْقَوْمُ الظَّالِمُونَ حالت رفع میں ہے۔ (آیت: 48) أَصْلَحَ کا مفعول محذوف ہے جو کہ أَنْفُسُهُمْ ہو سکتا ہے۔ (آیت: 50) إِنْ أَنْتَبِہْ کا نافیہ ہے کیونکہ آگے اِلَّا آرہا ہے۔“

### ترجمہ

قُلْ	أَ	رَعَيْتُمْ	إِنْ	أَخَذَ	اللَّهُ	سَعَعُمْ
آپ کہئے	کیا	تم لوگوں نے غور کیا	(کہ) اگر	پکڑ لے	اللہ	تمہاری سماعت کو

وَأَبْصَارَكُمْ	وَحَتَمَ	عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ	مَنْ	إِلَٰهَ	غَيْرُ اللَّهِ	يَأْتِيَكُمْ
اور تمہاری بصارت کو	اور وہ مہر لگا دے	تمہارے دلوں پر	تو کون	الہ ہے	اللہ کے علاوہ	جو لادے تمہارے پاس

يَهْطُ	أَنْظُرْ	كَيْفَ	نُصِيفُ	الْأَلِيتِ	ثُمَّ	هُمْ
اس کو	آپ دیکھیں	کیسے	ہم گھماتے ہیں	نشانیں (یعنی دلیلوں) کو	پھر (بھی)	وہ لوگ

يَصْدِفُونَ ۝	قُلْ	أَ	رَعَيْتُمْ	إِنْ	أَنْتُمْ	عَذَابُ اللَّهِ
کنارہ کش ہوتے ہیں	آپ کہئے	کیا	تو نے دیکھا اپنوں کو	(کہ) اگر	آئے تمہارے پاس	اللہ کا عذاب



بَعْتَهُ	أَوْ	جَهْدَةً	هَلْ	يُهْلِكُ	إِلَّا	لِئَلَّا يَكُونَ مِنَ الظَّالِمِينَ
اچانک	یا	کھلم کھلا	تو کیا (یعنی کون)	ہلاک کیا جائے گا	سوائے	ظلم کرنے والی قوم کے
وَمَا تُرْسِلُ	إِلَّا	مُبَشِّرِينَ	وَمُنْذِرِينَ	فَمَنْ	أَمِنْ	
اور ہم نہیں بھیجتے	بھیجے ہوؤں کو	مگر	بشارت دینے والا	اور خبردار کرنے والا ہوتے ہوئے	پھر جو	ایمان لایا
وَأَصْلَحَ	فَلَا خَوْفٌ	عَلَيْهِمْ	وَلَا	هُمْ	يَحْزَنُونَ	وَالَّذِينَ
اور اس نے اصلاح کی (اپنی)	تو کوئی خوف نہیں ہے	ان پر	اور نہ ہی	وہ لوگ	غمگین ہوتے ہیں	اور وہ لوگ جنہوں نے
كَذَّبُوا	يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ	يَسْأَلُهُمْ	الْعَذَابُ	بِمَا	كَانُوا يَفْسُقُونَ	قُلْ
جھٹلایا	ہماری نشانیوں کو	پہنچنے گا ان کو	عذاب	بسبب اس کے جو	وہ لوگ نافرمانی کرتے تھے	آپ کہئے
لَا أَقُولُ	لَكُمْ	عِنْدِي	خَزَائِنُ اللَّهِ	وَلَا أَعْلَمُ	الْغَيْبِ	وَلَا أَقُولُ
میں نہیں کہتا	تم لوگوں سے	کہ میرے پاس	اللہ کے خزانے ہیں	اور نہ ہی میں جانتا ہوں	غیب کو	اور نہ ہی میں کہتا ہوں
لَكُمْ	إِنِّي	مَلَكَ	إِنْ أَتَيْعُ	إِلَّا	مَا	يُوحَى
تم لوگوں سے	کہ میں	کوئی فرشتہ ہوں	میں پیروی نہیں کرتا	مگر	اس کی جو	وحی کیا گیا
إِنِّي	قُلْ	هَلْ	يَسْتَوِي	الْأَعْلَى	وَالْبَصِيرُ	أَفَلَا تَتَفَكَّرُونَ
میری طرف	آپ کہئے	کیا	برابر ہوتے ہیں	اندھے	اور دیکھنے والے	تو کیا تم لوگ غور و فکر نہیں کرتے

### آیت نمبر (51 تا 55)

ط ر د

(ن)

طَرَدَا

طَارِدٌ

کسی کو حقیر سمجھ کر دور گرنا۔ دھتکارنا۔ زیر مطالعہ آیت نمبر 52۔

اسم الفاعل ہے۔ دھتکارنے والا۔ ﴿وَمَا أَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِينَ﴾ (26/ الشعراء: 114) ”اور میں مومنوں کو دھتکارنے والا نہیں ہوں۔“

ترکیب

(آیت: 51) بہ میں ضمیر گزشتہ آیت میں مَایُو حٰی کے لیے ہے یعنی قرآن مجید۔ مِنْ دُونِهِ میں ضمیر رَبِّ کے لئے ہے۔ (آیت: 52) یُرِیدُونَ حال ہے یَدْعُونَ کا۔ فعل نہی اور فعل نفی کے جواب میں اگر فعل مضارع آتا ہے تو وہ حالت نصب میں ہوتا ہے۔ یہاں فَتَطْرُدُ کی نصب فعل نہی وَلَا تَطْرُدُ کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ فعل نفی مَاعَلَيْكَ مِنْ حَسَابِهِمْ کی وجہ سے ہے جبکہ فَتَكُونُ فَاسْبِیْہِ کی وجہ سے نصب میں ہے۔ (آیت: 53) لَیَقُولُوا پر لامِ ر کی نہیں بلکہ لامِ عاقبت ہے۔ (آیت: 54) اِنَّہُ میں ضمیر الشان ہے جبکہ فَانَّہُ میں ضمیر رب کے لیے ہے مَنْ عَمِلَ کَامَنْ شرطیہ ہے۔ اس لئے ترجمہ حال میں ہوگا۔ (آیت: 55) تَسْتَبِیْنِ واحد مونث کا صیغہ ہے اور سَبِیْلُ الْمُجْرِمِیْنَ اس کا فاعل ہے۔

### ترجمہ

وَأَنْذِرْ	بِهِ	الَّذِينَ	يَخَافُونَ	أَنْ	يُحْشَرُوا	إِلَى رَبِّهِمْ
اور آپ خبردار کریں	اس سے	ان لوگوں کو جو	ڈرتے ہیں	کہ	وہ اکٹھا کئے جائیں گے	اپنے رب کی طرف



لَيْسَ	لَهُمْ	مِّنْ دُونِهِ	وَلِيٌّ	وَلَا شَفِيعٌ	لَّعَلَّهُمْ	18 تَتَّقُونَ ۝
نہیں ہے	ان کے لیے	جس کے علاوہ	کوئی کارساز	اور نہ ہی کوئی شفاعت کرنے والا	شائد کہ وہ لوگ	تقویٰ کریں

وَلَا تَطْرُدُ	الَّذِينَ	يَدْعُونَ	رَبَّهُمْ	بِالْغَدْوَةِ	وَالْعَشِيِّ	يُرِيدُونَ
اور آپ مت دور کریں	ان لوگوں کو جو	پکارتے ہیں	اپنے رب کو	صبح سویرے	اور شاموں کو	چاہتے ہوئے

وَجْهَةً	مَا عَلَيْكَ	مِنْ حِسَابِهِمْ	مِّنْ شَيْءٍ	وَمَا	مِنْ حِسَابِكَ
اس کے چہرے (یعنی توجہ) کو	نہیں ہے آپ پر	ان کے حساب میں سے	کچھ بھی	اور نہیں ہے	آپ کے حساب میں سے

عَلَيْهِمْ	مِّنْ شَيْءٍ	فَتَطْرُدْهُمْ	فَتَكُونُ	مِنَ الظَّالِمِينَ ۝	وَكَذَلِكَ	فَتَنَّا
ان لوگوں پر	کچھ بھی	پھر بھی آپ دور کریں گے ان کو	تو آپ ہو جائیں گے	ظلم کرنے والوں میں سے	اور اس طرح	ہم نے آزمایا

بَعْضَهُمْ	بِبَعْضٍ	لَيَقُولُوا	أَ	هَؤُلَاءِ	مَنْ	اللَّهُ
ان کے بعض کو	بعض سے	تو وہ لوگ کہتے ہیں	کیا	یہ لوگ ہیں	احسان کیا	اللہ نے

عَلَيْهِمْ	مِّنْ بَيْنِنَا	أَ	لَيْسَ	اللَّهُ	بِالْمُشْكِرِينَ ۝
جن پر	ہمارے درمیان سے	(تو) کیا	نہیں ہے	اللہ	سب سے زیادہ جاننے والا

وَإِذَا	جَاءَكَ	الَّذِينَ	يُؤْمِنُونَ	بِآيَاتِنَا	فَقُلْ	سَلَامٌ
اور جب بھی	آئیں آپ کے پاس	وہ لوگ جو	ایمان رکھتے ہیں	ہماری نشانیوں پر	تو آپ کہیں	سلامتی ہے

عَلَيْكُمْ	كُتِبَ	رَبُّكُمْ	عَلَىٰ نَفْسِهِ	الرَّحْمَةُ ۝	أَنَّهُ	مَنْ
تم لوگوں پر	لکھا (یعنی لازم کیا)	تمہارے رب نے	اپنے آپ پر	رحمت کو	حقیقت یہ ہے کہ	جو

عَلَىٰ	مِنْكُمْ	سُوءًا	بِجَهَالَةٍ	ثُمَّ	تَابَ	مِنْ بَعْدِهِ
کرتا ہے	تم میں سے	کوئی برائی	نادانی سے	پھر	وہ توبہ کرتا ہے	اس کے بعد

وَأَصْلَحَ	فَأَنَّهُ	عَفْوٌ	رَّحِيمٌ ۝	وَكَذَلِكَ	نُفَصِّلُ
اور اصلاح کرتا ہے	تو یہ کہ وہ	بے انتہا بخشنے والا ہے	ہر حال میں رحم کرنے والا ہے	اور اس طرح	ہم کھول کھول کر بتاتے ہیں

الْآيَاتِ	وَلَيَسْتَبِينَ	سَبِيلُ الْمُجْرِمِينَ ۝
نشانوں کو	اور تاکہ واضح ہو جائے	مجرموں کا راستہ

آیات مذکورہ سے چند ہدایات واضح ہوتی ہیں۔ اولاً یہ کہ کسی ظاہری خستہ حالی کو دیکھ کر اس کو حقیر سمجھنا درست نہیں ہے۔ بسا اوقات ان میں ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو اللہ کے نزدیک نہایت معزز ہوتے ہیں۔ ثانیاً یہ کہ شرافت کا معیار محض دنیا کی دولت و ثروت کو سمجھنا انسانیت کی توہین ہے۔ ثالثاً یہ کہ کسی قوم کے مصلح اور مبلغ کے لئے اگرچہ تبلیغ بھی ضروری ہے جس میں

نوٹ: 1



ماننے والے اور نہ ماننے والے سب مخاطب ہوں، لیکن ان لوگوں کا حق مقدم ہے، جو ان تعلیمات پر عمل پیرا ہوں۔ رابعاً یہ کہ جو شخص انعامات الہیہ کی زیادتی کا طالب ہو، اس پر لازم ہے کہ قول و عمل سے شکرگزاری کو اپنا شعار بنائے۔ (معارف القرآن)

818

## آیت نمبر (56 تا 60)

س ق ط

(ن) سَقُوطًا

سَقِطَ

بلندی سے پستی میں گرنا۔ زیر مطالعہ آیت نمبر۔ 59  
سَقِطَ فعل لازم ہے۔ پھر بھی ایک محاورہ میں اس کا مجہول سَقِطَ آتا ہے لیکن وہاں بھی معنی لازم کے دیتا ہے۔ سَقِطَ فِي يَدِهِ کا مطلب ہے لغزش کرنا۔ نادم ہونا۔ ﴿وَلَمَّا سَقِطَ فِي أَيْدِيهِمْ﴾ (7/ الاعراف: 149) ”اور جب وہ لوگ پچھتائے۔“

سَاقِطٌ

اسم الفاعل ہے۔ گرنے والا۔ ﴿وَإِنْ يَرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَاءِ سَاقِطًا﴾ (52/ الطور: 44) ”اور اگر وہ دیکھیں کوئی ٹکڑا آسمان سے گرنے والا ہوتے ہوئے۔“

إِسْقَاطًا

(افعال)

کسی کو گرانا۔ ﴿أَوْ تُسْقِطَ السَّمَاءَ كَمَا زَعَمْتَ﴾ (17/ بنی اسرائیل: 92) ”یا تو گرا دے آسمان کو جیسا کہ تو نے دعویٰ کیا۔“

أَسْقِطَ

فعل امر ہے۔ تو گرا۔ ﴿فَأَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسْفًا مِّنَ السَّمَاءِ﴾ (26/ الشعراء: 187) ”پس تو گرا ہم پر کوئی ٹکڑا آسمان سے۔“

مُسَاقِطَةً

(مفاعله)

مسلل یا باری باری گرانا۔ ﴿وَهَزَمْنِي إِلَيْكَ بِجُنْعِ النَّخْلَةِ تُلْقِطُ عَلَيْكَ رُطْبًا جَنِيًّا﴾ (19/ مریم: 25) ”تو ہلا اپنی طرف کھجور کے تنے کو تو وہ گراتا رہے گا تجھ پر تازہ پکی کھجوروں کو۔“

و ر ق

وَرَقًا

(ض)

وَرَقٌ

وَرِقٌ

درخت کا پتہ دار ہونا۔  
اسم جنس ہے۔ پتے۔ واحد وَرَقَةٌ۔ جمع أَوْرَاقٌ۔ زیر مطالعہ آیت نمبر۔ 59  
اسم ذات ہے۔ چاندی کا سکہ۔ ﴿فَابْعَثُوا أَحَدَكُم بِوَرِقِكُمْ هَذِهِ﴾ (18/ الکہف: 19) ”تو بھیجو اپنے میں سے ایک کو اپنے اس چاندی کے سکے کے ساتھ۔“

ر ط ب

رَطُوبَةً

(س)

رَطْبٌ

رَطْبًا

(ن)

رُطْبٌ

نمی والا ہونا۔ تر ہونا۔  
نمناک یا تر چیز۔ زیر مطالعہ آیت نمبر۔ 59  
کھجور کا پک جانا۔  
پکی کھجور۔ اوپر (19/ مریم: 25) میں دیکھیں۔

ی ب س

يَبْسًا

(س)

يَبْسٌ

کسی چیز کا خشک ہونا۔ سوکھ جانا۔  
تری کے بعد خشک ہو جانے والی چیز۔





یَبَسُّ تری کے بعد خشک ہو جانے والی جگہ یا زمین۔ ﴿فَأَضْرَبَ لَهُمْ طَرِيقًا فِي الْهَجْرِ يَبْسًا﴾ (20/ط: 77) ”پس آپ بنا دیں ان کے لیے ایک خشک راستہ سمندر میں۔“

یَابَسُّ جمع مونث یَابَسَاتٌ۔ فَاعِلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ خشک ہونے والا یعنی خشک زیر مطالعہ

آیت نمبر۔ 59۔ ﴿سَبْعَ سُنْبُلَاتٍ خَضِرٍ وَأَخْرَجَ يَبْسَاتٍ﴾ (12/یوسف: 43) ”سات ہری بالیں اور دوسری خشک۔“

### ترکیب

(آیت: 57) یہ میں ضمیر بَيِّنَةٍ کے لیے معنوی لحاظ سے مذکر آئی ہے کیونکہ یہاں بَيِّنَةٍ سے مراد وحی اور قرآن مجید ہے۔ (6/الانعام: 59) تَسْقُطُ واحد مونث کا صیغہ ہے۔ اس کا فاعل وَرَقَةٌ ہے جو مِنْ لگنے کی وجہ سے حالت جر میں آیا ہے۔ لَا حَبَّةَ۔ لَا رَطْبٍ اور لَا يَابِسٍ، ان سب میں لَا کے بعد تَسْقُطُ یا اور يَسْقُطُ محذوف ہے اور مِنْ پر عطف ہونے کی وجہ سے یہ اسماء حالت جر میں آئے ہیں۔ فِي كِتَابٍ مُبِينٍ سے پہلے اس کا مبتدا اور خبر، دونوں محذوف ہیں۔ آیت: 60) فِيهِ کی ضمیر النَّهَارِ کے لیے ہے۔

### ترجمہ

قُلْ	إِنِّي	نُهَيْتُ	أَنْ	أَعْبَدَ	الَّذِينَ	تَدْعُونَ
آپ کہئے	کہ	مجھ کو منع کیا گیا ہے	کہ	میں بندگی کروں	ان لوگوں کی جن کو	تم لوگ پکارتے ہو

مِنْ دُونِ اللَّهِ ط	قُلْ	لَا أَتَّبِعُ	أَهْوَاءَكُمْ ط	قَدْ ضَلَكْتُ	إِذَا	وَمَا أَنَا
اللہ کے علاوہ	آپ کہئے	میں پیروی نہیں کروں گا	تم لوگوں کی خواہشات کی	میں تو گمراہ ہو چکوں گا	پھر تو	اور میں نہیں رہوں گا

مِنَ الْمُهْتَدِينَ ۝۹	قُلْ	إِنِّي	عَلَىٰ بَيِّنَةٍ	مِّن رَّبِّي	وَكَذَّبْتُمْ	يَه ط
ہدایت پانے والوں میں سے	آپ کہئے	کہ میں	ایک واضح دلیل پر ہوں	اپنے رب (کی طرف) سے	حالانکہ تم لوگوں نے جھٹلایا	اس کو

مَا عِنْدِي	مَا	تَسْتَعْجِلُونَ	يَه ط	إِنْ	الْحُكْمُ	إِلَّا
میرے پاس نہیں ہے	وہ	تم لوگ جلدی مچاتے ہو	جس کی	نہیں ہے	حکم	مگر

لِلَّهِ ط	يَقْضُ	الْحَقُّ	وَهُوَ	خَيْرُ الْفَصْلِينَ ۝۱۰	قُلْ	لَوْ
اللہ کا	وہ بیان کرتا ہے	حق کو	اور وہ	فیصلہ کرنے والوں میں بہترین ہے	آپ کہئے	اگر

أَنْ	عِنْدِي	مَا	تَسْتَعْجِلُونَ	يَه ط	لَقَضَىٰ	الْأَمْرُ
یہ کہ	میرے پاس ہوتا	وہ	تم لوگ جلدی مچاتے ہو	جس کی	تو فیصلہ کر دیا جاتا	تمام معاملات کا

بَيْنِي	وَبَيْنَكُمْ ط	وَاللَّهُ	أَعْلَمُ	بِالظَّالِمِينَ ۝۱۱	وَعِنْدَهُ	مَفَاتِيحُ الْغَيْبِ
میرے درمیان	اور تمہارے درمیان	اور اللہ	خوب جانتا ہے	ظلم کرنے والوں کو	اور اس ہی کے پاس ہیں	غیب کی کنجیاں

لَا يَعْلَمُهَا	إِلَّا	هُوَ ط	وَيَعْلَمُ	مَا	فِي الدَّيْرِ	وَالْبَحْرِ ط
نہیں جانتا ان کو	مگر	وہ	اور وہ جانتا ہے	اس کو جو	خشکی میں ہے	اور پانی میں ہے



وَمَا تَسْقُطُ	مِنْ دَرَقَةٍ	إِلَّا	يَعْلَمُهَا	وَلَا	حَبَّةٍ	فِي ظُلُمَاتِ الْأَرْضِ
اور نہیں گرتا	کوئی بھی پتا	مگر	وہ جانتا ہے اس کو	اور نہیں (گرتا)	کوئی بھی دانہ	زمین کے اندھیروں میں

وَلَا	رَطْبٍ	وَلَا	يَا بَسٍ	إِلَّا	فِي كِتَابٍ مُبِينٍ ﴿٥٥﴾	وَهُوَ
اور نہیں (گرتی)	کوئی بھی تر چیز	اور نہیں (گرتی)	کوئی بھی خشک چیز	مگر	وہ ہے ایک واضح کتاب میں	اور وہ

الَّذِي	يَتَوَقَّعُكُمْ	بِالْأَيْلِ	وَيَعْلَمُ	مَا	جَوَحْتُمْ	بِالْنَّهَارِ
وہی ہے جو	پورا پورا لیتا ہے تم لوگوں کو	رات میں	اور وہ جانتا ہے	اس کو جو	تم لوگوں نے کمایا	دن میں

ثُمَّ	يَبْعَثُكُمْ	فِيهِ	لِيُقْضَىٰ	أَجَلٌ مُّسَمًّى ۖ	ثُمَّ	إِلَيْهِ
پھر	وہ اٹھاتا ہے تم لوگوں کو	اس میں	تاکہ پورا کیا جائے	مقرر مدت کو	پھر	اس کی ہی طرف

مَرْجِعُكُمْ	ثُمَّ	يُنَبِّئُكُمْ	بِمَا	كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٥٦﴾
تم لوگوں کے لیے لوٹنے کی جگہ ہے	پھر	وہ بتا دے گا تمہیں	وہ جو	تم لوگ کیا کرتے تھے

### آیت نمبر (6/ الانعام: 61 تا 67)

ک ر ب

(ن)

كَزَبًا

سخت غمگین ہونا۔

كَزِبٌ

شدید رنج، سخت تکلیف۔ زیر مطالعہ آیت نمبر۔ 64

ش ی ع

(ض)

شَيْعًا

کسی خبر، عقیدہ یا نظریہ کا پھیلنا اور زور پکڑنا۔ (۱) پھیلنا۔ (۲) تقویت حاصل کرنا۔ ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُجَبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ (24/ النور: 19) ”بے شک جو لوگ چاہتے ہیں کہ پھیلے فحاشی ان لوگوں میں جو ایمان لائے تو ان کے لیے ایک دردناک عذاب ہے۔“

شَيْعٌ

اسم جنس ہے واحد شَيْعَةٌ جمع أَشْيَاعٌ، کسی عقیدے یا شخصیت سے متعلق لوگ جن سے اس کو تقویت حاصل ہو۔ (۱) بیروکار۔ (۲) گروہ۔ فرقہ۔ (6/ الانعام: 65) ﴿هَذَا مِنْ شَيْعَتِهِ وَهَذَا مِنْ عَدُوِّهِ﴾ (28/ القصص: 15) ”یہ اس کے فرقے سے ہے اور یہ اس کے دشمنوں میں سے ہے۔“ ﴿وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا أَشْيَاعَكُمْ﴾ (54/ القمر: 51) ”اور ہم نے ہلاک کیا ہے تمہارے گروہوں کو۔“

ترکیب

(آیت: 61) هُوَ الظَّاهِرُ میں هُوَ کی ضمیر مبتدا بھی ہے اور ضمیر فاعل بھی۔ اِذَا شرطیہ ہے اور اگلی آیت میں ثُمَّ اِذَا سے متعلق ہے۔ اس لیے دونوں آیتوں میں افعال ماضی کا ترجمہ حال میں ہوگا۔ تَوَقَّعْتُ واحد مونث کا صیغہ ہے۔ اس کا فاعل رُسُلُنَا عاقل کی جمع مکرر ہے اور اس کی ضمیر مفعولی أَحَدُكُمْ کے لیے ہے۔ (آیت: 62) اللَّهُ کا بدل ہونے کی وجہ سے مَوْلَاهُمْ کا مضاف مَوْلٰی حالت جر میں ہے اور الْحَقِّ اس کی صفت ہے۔ (آیت: 63) مَنْ استفہامیہ ہے۔ تَدْعُوْنَهُ کی ضمیر مَنْ کے لیے ہے۔



تَضَرُّعًا اور خُفِيَّةً حال ہیں۔ ھٰذِہ کا اشارہ ظُلُمَتِ کی طرف ہے۔ (آیت: 64) مِنْهَا کی ضمیر بھی ظُلُمَتِ کے لیے ہے۔ (آیت: 65) اُن پر عطف ہونے کی وجہ سے یَلْبَسُ اور یُذِيقُ حالت نصب میں آئے ہیں۔ (آیت: 67) مُسْتَقَرُّ اسم المفعول ہے جو ظرفِ زمان کے طور پر ہے۔

### ترجمہ

(آیت کے شروع کے یہ الفاظ نہیں لکھے تھے کتاب میں (نعم) وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ۖ حَتَّىٰ إِذَا

جَاءَ	أَحَدَكُمْ	الْمَوْتُ	تَوَفَّتْهُ	رُسُلَنَا	وَهُمْ	لَا يُفْقِطُونَ ۖ
آتی ہے	تمہارے کسی ایک کو	موت	تو پورا پورا لیتے ہیں اس کو	ہمارے رسول (یعنی فرشتے)	اور وہ	کوٹا ہی نہیں کرتے

ثُمَّ	رُدُّوْا	إِلَى اللَّهِ	مَوْلَاهُمُ الْحَقُّ ۖ	أَلَا	لَهُ	الْحُكْمُ ۖ
پھر	ان کو لوٹایا جاتا ہے	اللہ کی طرف	جوان کا حقیقی آقا ہے	سن لو	اس ہی کا ہے	تمام حکم

وَهُوَ	أَسْرَعَ الْحُسْبَيْنِ ۖ	قُلْ	مَنْ	يُنْجِيكُمْ	مِنْ ظُلُمَتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ
اور وہ	حساب لینے والوں میں تیز ترین ہے	آپ کہئے	کون	تم لوگوں کو نجات دیتا ہے	پانی اور خشکی کے اندھیروں سے

تَدْعُونَهُ	تَضَرُّعًا	وَخُفِيَّةً ۚ	لِّإِنْ	أَنْجَدْنَا	مِنْ ھٰذِہِ	لَنَكُونَنَّ
تم لوگ پکارتے ہو جس کو	گر گڑ گڑاتے ہوئے	اور چپکے چپکے	(کہ) بیشک اگر	وہ نجات دے ہم کو	اس سے	تو ہم لازماً ہو جائیں گے

مِنَ الشُّكْرِ ۚ	قُلْ	اللَّهُ	يُنْجِيكُمْ	مِنْهَا	وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ	ثُمَّ
شکر گزاروں میں سے	آپ کہئے	اللہ	نجات دیتا ہے تم کو	اس سے	اور ہر ایک دکھ سے	پھر (بھی)

أَنْتُمْ	تُشْرِكُونَ ۖ	قُلْ	هُوَ الْقَادِرُ	عَلَىٰ	أَنْ	يُبْعَثَ
تم لوگ	شریک کرتے ہو (دوسروں کو)	آپ کہئے	وہی قدرت رکھنے والا ہے	اس پر	کہ	وہ بھیج دے

عَلَيْكُمْ	عَذَابًا	مِّنْ فَوْقِكُمْ	أَوْ	مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ	أَوْ	يَلْبَسَكُمْ
تم لوگوں پر	کوئی عذاب	تمہارے اوپر سے	یا	تمہارے قدموں کے نیچے سے	یا	وہ تم لوگوں کو بھڑادے

شِيعًا	وَيُذِيقُ	بَعْضَكُمْ	بَأْسَ بَعْضٍ ۖ	أَنْظُرْ	كَيْفَ	نُصَرِّفُ
فرقہ فرقہ ہوتے ہوئے	اور وہ مزہ چکھادے	تمہارے بعض کو	بعض کی جنگ کا	(تو) دیکھو	کیسے	ہم بار بار بیان کرتے ہیں

الْآيَاتِ	لَعَلَّهُمْ	يَفْقَهُونَ ۖ	وَكَذَّبَ	بِهِ	قَوْمَكَ	وَ
نشانیوں کو	شائد کہ وہ	سمجھیں	اور جھٹلایا	اس کو	آپ کی قوم نے	حالانکہ

هُوَ الْحَقُّ ۖ	قُلْ	لَسْتُ	عَلَيْكُمْ	بِوَكِيلٍ ۖ	لِكُلِّ نَبَاٍ	مُسْتَقَرُّ ۚ
وہی حق ہے	آپ کہئے	میں نہیں ہوں	تم لوگوں پر	کوئی نگران	ہر ایک خبر کے لیے	ایک وقت ہے

وَسَوْفَ	تَعْلَمُونَ ۖ
اور غم قریب	تم لوگ جان لو گے

## آیت نمبر (68 تا 73)

ب س ل

- (ن) بَسَلًا کسی کو اس کی حاجت سے روکنا۔  
(افعال) اِنْسَالًا کسی کو ہلاکت کے سپرد کر دینا۔ ہلاکت میں ڈالنا، زیر مطالعہ آیت نمبر۔ 70

ح م م

- (ن) حَمًّا کسی چیز کو گرم کرنا۔  
حَبِيمٌ فَعِيلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ ہمیشہ اور ہر حال میں گرم۔ ﴿وَلَا صَدِيقِي حَبِيمٌ﴾ (26/ الشعراء: 101) ”اور نہ ہی کوئی گرم جوش دوست۔“ ﴿وَسَقُوا مَاءً حَبِيمًا﴾ (47/ محمد: 15) ”اور ان لوگوں کو پلایا جائے گا ایک کھولتا پانی۔“  
(س) حَمًّا کالا ہونا۔ سیاہ ہونا۔  
يَحْمُومٌ دھواں۔ ﴿وَوَيْلٌ مِّن يَّحْمُومٍ﴾ (56/ الواقعة: 43) ”اور دھوئیں کے سائے میں۔“

ح ی ر

- (س) حَيْرَةً پانی کا کسی جگہ پر چکر لگانا۔ کسی معاملہ میں دماغ کا چکر لگانا یعنی حیرانی میں پڑنا۔  
حَيْرَانٌ فَعْلَانٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ بے انتہا حیرت زدہ۔ آیت۔ 71

ترکیب

(آیت: 68) اِمَّا در اصل اِنْ مَّا ہے۔ (آیت: 70) اِتَّخَذُوا کا مفعول اول دِيْنُهُمْ ہے، جبکہ لَعَبًا اور لَهْوًا مفعول ثانی ہیں۔ ذِكْرُ بَہ میں ہ کی ضمیر قرآن مجید کے لیے ہے۔ تَعْدِلُ واحد مونث کا صیغہ ہے۔ اس میں شامل ہی کی ضمیر فاعلی نَفْسُ کے لیے ہے۔ (آیت: 71) كَذَّعُوْ جمع متکلم کے صیغے میں الف کا اضافہ نہیں کیا جاتا۔ قرآن مجید میں اس کے ساتھ الف کا اضافہ قرآن مجید کا مخصوص املا ہے۔ حَيْرَانَ حال ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں آیا ہے۔ اَتَى، يَأْتِي کا فعل امر اصلاً اِئْتِ بنتا ہے جو قاعدہ کے مطابق تبدیل ہو کر اِئْتِ استعمال ہوتا ہے۔ لیکن جب ماقبل سے ملا کر پڑھا جاتا ہے تو فعل امر کا ہمزہ الوصل صامت ہو جاتا ہے۔ اس لیے فاکلمہ کا ہمزہ واپس آ جاتا ہے۔ جیسے یہاں اَلْهَدَى اِئْتِنَا آیا ہے۔ (آیت: 73) عَلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ خبر ہے، اس کا مبتدا هُوَ محذوف ہے۔ هُوَ الْحَكِيمُ پر ضمیر فاعل ہے۔

## ترجمہ

وَاِذَا	رَأَيْتَ	الَّذِينَ	يَخُوضُونَ	فِي الْيَنبِئَاتِ	فَاعْرِضْ	عَنْهُمْ
اور جب کبھی	تو دیکھے	ان لوگوں کو جو	جھگڑتے ہیں	ہماری نشانیوں میں	تو اعراض کر	ان سے
حتیٰ	يَخُوضُوا	فِي حَدِيثٍ	غَيْرِهِ	وَاِمَّا	يُنْسِيَنَّكَ	الشَّيْطٰنُ
یہاں تک کہ	وہ مشغول ہو جائیں	کسی اور بات میں	اس کے علاوہ	اور اگر جو (یعنی یہ کہ)	بھلا، ہی دے تجھ کو	شیطان

فَلَا تَقْعُدُوا	بَعْدَ الذِّكْرِ	مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٥٨﴾	وَمَا	عَلَى الَّذِينَ	يَتَّقُونَ	46 هُنَّ حِسَابُهُمْ
تومت بیٹھ	یاد آنے کے بعد	ظلم کرنے والی قوم کے ساتھ	اور نہیں ہے	ان لوگوں پر جو	تقویٰ اختیار کرتے ہیں	ان کے حساب میں

مِّنْ شَيْءٍ	وَلَكِنْ	ذِكْرًا	لَعَلَّهُمْ	يَتَّقُونَ ﴿٥٩﴾	وَ	ذَرِ
کچھ بھی	اور لیکن (یعنی بلکہ)	نصیحت کرنا ہے	شائد وہ لوگ	تقویٰ اختیار کریں	اور	تو چھوڑ دے

الَّذِينَ	اتَّخَذُوا	دِينَهُمْ	لَعِبًا	وَلَهُوا	وَعَزَّزْنَاهُمْ	الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا
ان لوگوں کو جنہوں نے	بنایا	اپنے دین کو	کھیل	اور تماشہ	اور فریب دیا ان کو	دنوی زندگی نے

وَذَكِّرْ	بِهِ	أَنْ	تُبْسَلَ	نَفْسٌ	بِمَا	كَسَبَتْ ۖ
اور تو یاد کراتا رہ	اس (کے ذریعہ) سے	کہ (کہیں)	ہلاکت میں ڈالی جائے	کوئی جان	بسبب اس کے جو	اس نے کمایا

لَيْسَ	لَهَا	مِنْ دُونِ اللَّهِ	وَلِيٌّ	وَلَا شَفِيعٌ ۚ	وَإِنْ	تَعْدِلْ
نہیں ہے	اس کے لیے	اللہ کے علاوہ	کوئی کارساز	اور نہ ہی کوئی سفارشی	اور اگر	وہ برابر کرے گی (یعنی بدلہ میں دے گی)

كُلَّ عَدَلٍ	لَا يُؤْخَذُ	مِنْهَا	أُولَٰئِكَ	الَّذِينَ	أُبْسِلُوا	بِمَا
سارے بدلے	تو نہیں لیا جائے گا	اس سے	یہ لوگ ہیں	جن کو	ہلاکت میں ڈالا گیا	بسبب اس کے جو

كَسَبُوا۟	لَهُمْ	شَرَابٌ	مِّنْ حَمِيمٍ	وَعَذَابٌ أَلِيمٌ	بِمَا	كَانُوا يَكْفُرُونَ ﴿٦٠﴾
انہوں نے کمایا	ان کے لیے	پینے کی چیز ہے	کھولتے (پانی) سے	اور دردناک عذاب ہے	بسبب اس کے جو	وہ لوگ کفر کرتے تھے

قُلْ	أَ	نَدْعُوا	مِنْ دُونِ اللَّهِ	مَا	لَا يَنْفَعُنَا	وَلَا يَضُرُّنَا
تو کہہ دے	کیا	ہم پکاریں	اللہ کے علاوہ	اس کو جو	نفع نہیں دیتا ہم کو	اور نہ ہی تکلیف دیتا ہے ہم کو

وَنُرَدُّ	عَلَىٰ أَعْقَابِنَا	بَعْدَ إِذْ	هَدَيْنَا	اللَّهُ	كَانَدِي	اسْتَهْوَتْهُ
اور (کیا) ہم لوٹا دیئے جائیں	اپنی ایڑیوں پر	بعد اس کے جب	ہدایت دی ہم کو	اللہ نے	اس کی مانند	بہکا یا جس کو

الشَّيْطَانِ	فِي الْأَرْضِ	حَيْرَانَ ۖ	لَهُ	أَصْحَبٌ	يَدْعُونَكَ	إِلَى الْهُدَىٰ
شیطانوں نے	زمین میں	حیران ہوتے ہوئے	اس کے ہیں	کچھ ساتھی	جو پکارتے ہیں اس کو	ہدایت کی طرف

اِغْتِنَا	قُلْ	إِنَّ	هُدَىٰ اللَّهِ	هُوَ الْهُدَىٰ ۖ	وَأُْمِرْنَا	لِنُسَلِّمَ
کہہ تو آ ہمارے پاس	تو کہہ دے	یقیناً	اللہ کی ہدایت	ہی کل ہدایت ہے	اور حکم دیا گیا ہم کو	تاکہ ہم فرمانبردار ہوں

لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٦١﴾	وَأَنْ	أَقِيمُوا	الصَّلٰوةَ	وَاتَّقُوا ۖ	وَهُوَ	الَّذِي
تمام جہانوں کے پروردگار کے	اور یہ کہ	قائم رکھو	نماز کو	اور تقویٰ کرو اس کا	اور وہ،	وہ ہے





(رباعی)

كَوْكَبَةً

لوہے کا چمک اٹھنا۔ جگمگ کرنا۔

كَوْكَبٌ

(ج) كَوَاكِبٌ، ستارہ، ﴿وَإِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ﴾ (82/ الانفطار: 2) ”اور جب ستارے جھڑ جائیں گے۔“

(ض۔ن)

أَفُولًا

غروب ہونا۔ ڈوب جانا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 76

أَفِلٌ

اسم الفاعل ہے۔ غروب ہونے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 76۔

(ن)

بَزْغًا

نشر لگنے سے خون نکلنا۔ نمودار ہونا۔ طلوع ہونا۔

بَازِغٌ

اسم الفاعل ہے۔ طلوع ہونے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 77۔

## ترکیب

(آیت: 74) اِنِّیْ کا بدل ہونے کی وجہ سے اَزَرَ حالت جر میں ہے۔ تَتَّخِذُ کا مفعول اول اَصْنَامًا ہے اور اِلٰهَةً اس کا مفعول ثانی ہے۔ سلسلہ کلام اِذْ سے شروع ہوا ہے اس لیے نُزِیْ (مضارع) کا ترجمہ ماضی میں ہوگا۔ (آیت: 78) اَلشَّمْسُ مونث غیر حقیقی ہے اس لیے اس کے لیے هٰذِہ کی جگہ هٰذَا اور کُبْرٰی کی جگہ اُنْکِ بڑھی جائز ہے۔

## ترجمہ

وَإِذْ	قَالَ	إِبْرَاهِيمُ	لَا إِلَهَ إِلَّا اَزَرَ	أَ	تَتَّخِذُ	أَصْنَامًا
اور جب	کہا	ابراہیم نے	اپنے باپ آزر سے	کیا	تو بناتا ہے	بتوں کو
إِلٰهَةً	إِنِّیْ	أَرْسَلَ	وَقَوْمَكَ	فِي ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝۷۰	وَكَذٰلِكَ	نُزِیْ
الہ	بیشک میں	خیال کرتا ہوں تجھ کو	اور تیری قوم کو	ایک کھلی گمراہی میں	اور اس طرح	ہم نے مشاہدہ کرایا
إِبْرٰهٖمَ	مَلَکُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ	وَلَیْکُوْنُ	مِنَ الْمُؤَقِنِیْنَ ۝۷۱	فَلَمَّا	جَنَّ	عَلِیْہِ
ابراہیم کو	زمین اور آسمانوں کی بادشاہت کا	اور تاکہ وہ ہو جائے	یقین کرنے والوں میں سے	پھر جب	چھا گئی	ان پر
الَّیْلُ	رَا	كَوْكَبًا	قَالَ	هٰذَا	رَبِّیْ	فَلَمَّا
رات	تو انہوں نے دیکھا	ایک تارہ	انہوں نے کہا	یہ	میرا رب (ہوسکتا) ہے؟	پھر جب
أَفَلَ	قَالَ	لَا أُحِبُّ	الْأَفْلٰیقِیْنَ ۝۷۲	فَلَمَّا	رَا	الْقَمَرَ
وہ ڈوب گیا	تو انہوں نے کہا	میں پسند نہیں کرتا	ڈوبنے والوں کو	پھر جب	انہوں نے دیکھا	چاند کو
بَازِغًا	قَالَ	هٰذَا	رَبِّیْ	فَلَمَّا	أَفَلَ	قَالَ
طلوع ہونے والا ہوتے ہوئے	تو انہوں نے کہا	یہ	میرا رب (ہوسکتا) ہے؟	پھر جب	وہ ڈوب گیا	تو انہوں نے کہا
لَیْنٌ	لَّمْ یَهْدِنِیْ	رَبِّیْ	لَا کُوْنَنَّ	مِنَ الْقَوْمِ الضَّالِّیْنَ ۝۷۳	فَلَمَّا	رَا
یقیناً اگر	ہدایت نہ دی مجھے	میرے رب نے	تو میں لازماً ہو جاؤں گا	گمراہ ہونے والوں میں سے	پھر جب	انہوں نے دیکھا

السَّمْسُ	بَارِزَةً	قَالَ	هَذَا	رَبِّي	هَذَا	846 اَلْكَبَرُ
سورج کو	طلوع ہونے والا ہوتے ہوئے	تو انہوں نے کہا	یہ	میرا رب (ہوسکتا ہے؟)	یہ	سب سے بڑا ہے

فَلَمَّا	أَفَلَكْتَ	قَالَ	يَقُومُ	إِنِّي	بِرَبِّي	وَمِمَّا
پھر جب	وہ ڈوب گیا	تو انہوں نے کہا	اے میری قوم	بیشک میں	برہی ہوں	اس سے جس کو

تَشْرِكَوْنَ ④	إِنِّي	وَجْهْتُ	وَجْهِي	لِلَّذِي	فَطَرَ	السَّمَوَاتِ
تم لوگ شریک کرتے ہو	بیشک میں نے	رخ کیا	اپنے چہرے کا	اس کی طرف جس نے	وجود بخشا	آسمانوں کو

وَالْأَرْضِ	حَنِيفًا	وَمَا أَنَا	مِنَ الْمُشْرِكِينَ ⑤
اور زمین کو	یکسو ہوتے ہوئے	اور میں نہیں ہوں	شریک کرنے والوں میں سے

## نوٹ: 1

حضرت ابراہیمؑ کے والد کا نام آزر ہے۔ تورات کے عربی اور انگریزی ترجموں اور تالمود، سب میں اس لفظ کا تلفظ ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ قرآن نے یہاں جس تصریح کے ساتھ اس نام کا ذکر کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بارے میں یہود کے ہاں روایات کا جو اختلاف ہے وہ اس کو رفع کرنا چاہتا ہے اور قرآن چونکہ براہ راست وحی الہی پر مبنی ہے اس لیے ماننا چاہیے کہ یہی نام صحیح ہے۔ (تدبر قرآن)

یہ بات نوٹ کر لیں کہ ناموں میں تلفظ کے اختلاف کا مسئلہ صرف آزر کے نام کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ بلکہ متعدد نام ایسے ہیں جن میں تلفظ کا اختلاف موجود ہے، مثلاً یعقوب کو جبکب، موسیٰ کو موسس، یوسف کو جوزف کہنا، وغیرہ۔

## نوٹ: 2

آیات 76 تا 78 میں ستارہ، چاند اور سورج کو دیکھنے کا جو ذکر ہے، یہ حضرت ابراہیمؑ کے اس ابتدائی غور و فکر کی کیفیت بیان کی گئی ہے جو منصب نبوت پر سرفراز ہونے سے پہلے ان کے لیے حقیقت تک پہنچنے کا ذریعہ بنی۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ ایک سوچنے سمجھنے والا انسان، جس نے سراسر شرک کے ماحول میں آنکھ کھولی تھی، کس طرح آثار کائنات کا مشاہدہ کر کے اور ان پر غور و فکر کر کے حقیقت معلوم کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ حضرت ابراہیمؑ نے جب ہوش سنبھالا تو ان کے گرد و پیش ہر طرف چاند، سورج اور تاروں کی خدائی کے ڈنکے بج رہے تھے۔ اس لیے قدرتی طور پر حضرت ابراہیمؑ کی جستجوئے حقیقت کا آغاز اسی سوال سے ہونا چاہیے تھا کہ کیا فی الواقعہ ان میں سے کوئی رب ہوسکتا ہے؟ اسی مرکزی سوال پر انہوں نے غور و فکر کیا اور ان سارے خداؤں کو ایک اٹل قانون کے تحت غلاموں کی طرح گردش کرتے دیکھ کر وہ اس نتیجہ پر پہنچ گئے کہ ان میں سے کوئی بھی رب نہیں ہوسکتا۔ رب صرف وہی ایک ہے جس نے ان سب کو پیدا کیا اور اپنے حکم کا پابند کیا۔

مذکورہ آیات کے الفاظ سے عام طور پر لوگوں کے ذہن میں ایک شبہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا وہ ہر روز چاند تاروں اور سورج کو طلوع و غروب ہوتے نہ دیکھتے تھے۔ لیکن یہ کوئی مشکل مسئلہ نہیں ہے۔ نیوٹن کے متعلق مشہور ہے کہ اس نے باغ میں ایک سیب کو درخت سے گرتے دیکھا تو اس کے ذہن میں سوال پیدا ہوا کہ اشیاء آخر زمین پر رہی کیوں گرا کرتی ہیں۔ اس پر غور کرتے ہوئے وہ کشش ثقل کے قانون تک پہنچ گیا۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس سے پہلے نیوٹن نے کبھی کوئی چیز گرتی ہوئی دیکھی تھی۔ ظاہر ہے کہ بار بار دیکھی ہوگی، لیکن ایسا ہوتا ہے کہ آدمی کسی چیز کو بار بار دیکھتا رہتا ہے اور اس کے ذہن میں کوئی تحریک نہیں ہوتی، مگر کسی وقت اسی دیز کو دیکھ کر ذہن میں تحریک ہوتی ہے یا کوئی

سوال پیدا ہوتا ہے اور انسان کی غور و فکر کی قوتیں کام کرنے لگتی ہیں۔ ایسا ہی معاملہ حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ بھی پیش آیا۔ سورج، چاند اور تارے سب ہی ان کی آنکھوں کے سامنے ڈوبتے اور ابھرتے رہتے تھے۔ لیکن وہ ایک خاص دن تھا جب ایک تارے کے مشاہدے نے ان کے ذہن کو اس راہ پر ڈال دیا جس سے وہ توحید الہ کی حقیقت تک پہنچ گئے۔

اس سلسلہ میں ایک اور سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ نے تارے، چاند اور سورج کو دیکھ کر انہیں اپنا رب کہا، تو کیا اس وقت عارضی طور پر ہی سہی، وہ شرک میں مبتلا نہ ہو گئے تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ایک طالب حق اپنی جستجو کی راہ میں سفر کرتے ہوئے بچ کی جن منزلوں پر غور و فکر کے لیے ٹھہرتا ہے، اصل اعتبار ان منزلوں کا نہیں ہوتا، بلکہ اصل اعتبار اس سمت کا ہوتا ہے جس پر وہ پیش قدمی کر رہا ہے اور اس آخری مقام کا ہوتا ہے جہاں پہنچ کر وہ قیام کرتا ہے۔ بچ کی منزلیں ہر جو یائے حق کے لیے ناگزیر ہیں۔ ان پر ٹھہرنا بسلسلہ طلب و جستجو ہوتا ہے نہ کہ بصورت فیصلہ۔ اصلاً یہ ٹھہراؤ سوالی و استفہامی ہوتا ہے نہ کہ حکمی۔ طالب جب ان میں سے کسی منزل پر رک کر کہتا ہے کہ ”ایسا ہے“ تو دراصل یہ اس کی آخری رائے نہیں ہوتی بلکہ اس کا مطلب ہوتا ہے کہ ”ایسا ہے؟“ اور تحقیق سے اس کا جواب نفی میں پا کر وہ آگے بڑھ جاتا ہے۔ اس لیے یہ خیال کرنا بالکل غلط ہے کہ اثنائے راہ میں جہاں جہاں وہ ٹھہرتا رہا وہاں وہ عارضی طور پر کفر و شرک میں مبتلا رہا۔ (تفہیم القرآن)

### آیت نمبر (80 تا 83)

(آیت: 80) یہاں وَسِعَ فعل لازم ہے۔ رَبِّیْ اس کا فاعل ہے اور کُلُّ کی نصب ظرف ہونے کی وجہ سے ہے جب کہ عَلِمَا تمیز ہے۔  
(آیت: 83) نَزَفَعُ کا مفعول مَنْ ہے جبکہ دَرَجَتِ تمیز ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔

ترکیب

### ترجمہ

وَحَاجَّهٖ	قَوْمُهُ	قَالَ	أَ	تُحَاجُّونِي	فِي اللَّهِ
اور ان سے حجت بازی کی	ان کی قوم نے	انہوں نے کہا	کیا	تم لوگ حجت بازی کرتے ہو مجھ سے	اللہ (کے بارے) میں
وَ	قَدْ هَدَيْنَا	وَلَا آخَافُ	مَا	تُشْرِكُونَ	إِلَّا أَنْ
اس حال میں کہ	وہ ہدایت دے چکا ہے مجھ کو	اور میں نہیں ڈرتا	اس سے	تم لوگ شریک کرتے ہو	جس کو سوائے اس کے کہ
يَشَاءُ	رَبِّي	شَيْئًا	وَسِعَ	رَبِّي	كُلَّ شَيْءٍ
چاہے	میرا رب	کچھ (تکلیف دینا)	کشادہ ہوا	میرا رب	ہر چیز پر
أَفَلَا تَتَذَكَّرُونَ ﴿٨٠﴾	وَكَيْفَ	آخَافُ	مَا	أَشْرَكْتُمْ	وَ
تو کیا تم لوگ یاد دہانی حاصل نہیں کرتے	اور کیسے	میں ڈروں	اس سے جس کو	تم لوگوں نے شریک کیا	حالانکہ تم لوگ نہیں ڈرتے
أَنْتُمْ	أَشْرَكْتُمْ	بِاللَّهِ	مَا	لَمْ يُنْزِلْ	بِهِ
کہ تم نے	شریک کیا	اللہ کے ساتھ	اس کو	اس نے نہیں اتاری	جس کی تم پر

سُلْطَانًا	فَأَيُّ الْفَرِيقَيْنِ	أَحَقُّ	بِالْأَمْنِ	إِنْ	كُنْتُمْ	تَعْلَمُونَ ۝
کوئی دلیل	تو دونوں فریقوں میں سے کون	زیادہ حقدار ہے	سکون میں ہونے کا	اگر	تم لوگ	جانتے ہو

الَّذِينَ	وَلَمْ يَلْبِسُوا	إِيمَانَهُمْ	بِظُلْمٍ	أُولَٰئِكَ	لَهُمْ
وہ لوگ جو	اور انہوں نے گڈ بندھن نہیں کیا	اپنے ایمان کو	ظلم کے ساتھ	وہ لوگ ہیں	جن کے لیے ہے

الَّذِينَ	وَهُمْ	مُهْتَدُونَ ۝	وَنِلَّكَ	حُجَّتُنَا	اتَّبِعْنَاهَا	إِبْرَاهِيمَ
سکون میں ہونا	اور وہ لوگ ہی	ہدایت پانے والے ہیں	اور یہ	ہماری حجت ہے	جو ہم نے دی	ابراہیم کو

عَلَىٰ قَوْمِهِ ۖ	تَرْفَعُ	دَرَجَاتٍ	مَنْ	نَشَاءُ ۖ	إِنَّ	رَبَّكَ
ان کی قوم پر	ہم بلند کرتے ہیں	درجات کے لحاظ سے	اس کو جس کو	ہم چاہتے ہیں	یقیناً	آپ کا رب

حَكِيمٌ	عَلِيمٌ ۝
حکمت والا ہے	جاننے والا ہے

## آیت نمبر (84 تا 90)

ق د و

(ن)	قَدَّوْا	گھوڑے کا سوار کو لے جانا۔
(افتعال)	اِقْتَدَاءٌ	کسی کے نقش قدم پر چلنا۔ پیروی کرنا۔
	اِقْتَدِ	فعل امر ہے۔ تو پیروی کر۔ زیر مطالعہ آیت۔ 90۔
	مُقْتَدٍ	اسم الفاعل ہے۔ پیروی کرنے والا۔ ﴿وَإِنَّا عَلَىٰ أَثَرِهِمْ مُّقْتَدُونَ ۝﴾ (43/ الزخرف: 23) اور بیشک ہم ان کے نقش قدم کی پیروی کرنے والے ہیں۔“

(آیت: 84) لَهُ میں ضمیر حضرت ابراہیم کے لیے ہے۔ وَنُوحًا هَدَيْنَا میں هَدَيْنَا کا مفعول ہونے کی وجہ سے نُوحًا حالت نصب میں آیا ہے۔ اس کے آگے انبیاء کرام کے تمام نام بھی اسی هَدَيْنَا کا مفعول ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہیں۔ ذُرِّيَّتِهِ کی ضمیر حضرت نوحؑ کے لیے ہے۔ (آیت: 89) يَكْفُرُ کا فاعل هُوَ لَاءِ ہے۔ (آیت: 98) اِقْتَدِ فعل امر ہے۔ اس کے آگے ہائے سکت لگی ہوئی ہے۔ (2/ البقرہ: 259، نوٹ 2)، اِقْتَدِ کا مفعول بِهِدْهُمْ ہے۔

ترکیب

## ترجمہ

وَوَهَبْنَا	لَهُ	اِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ ۖ	كُلًّا	هَدَيْنَا ۖ	وَنُوحًا	هَدَيْنَا
اور ہم نے عطا کیا	ان کو	اسحقؑ اور یعقوبؑ	سب کو	ہم نے ہدایت دی	اور نوحؑ کو (بھی)	ہم نے ہدایت دی



846

وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ	دَاوُدَ	وَسُلَيْمَانَ	وَأَيُّوبَ	وَيُوسُفَ	وَمُوسَى
اور ان کی اولاد میں سے	داؤد کو	اور سلیمان کو	اور ایوب کو	اور یوسف کو	اور موسیٰ کو

وَهُرُونَ ط	وَكَذَلِكَ	نَجْزِي	الْمُحْسِنِينَ ۝	وَزَكَرِيَّا	وَيَحْيَى	وَعِيسَى
اور ہارونؑ	اور اسی طرح	ہم جزا دیتے ہیں	احسان کرنے والوں کو	اور زکریا کو	اور یحییٰ کو	اور عیسیٰ کو

وَالْيَاسَ ط	كُلُّ	مِّنَ الصَّالِحِينَ ۝	وَأِسْمَاعِيلَ	وَالْيَسَعَ	وَيُونُسَ	وَلُوطًا ط
اور الیاس کو	یہ سب	صالحین میں سے ہیں	اور اسمعیل کو	اور الیسع کو	اور یونسؑ	اور لوط کو

وَكُلًّا	فَضَّلْنَا	عَلَى الْعَالَمِينَ ۝	وَمِنْ آبَائِهِمْ	وَذُرِّيَّتِهِمْ
اور سب کو	ہم نے فضیلت دی	تمام عالموں پر	اور ان کے آباؤ اجداد میں سے	اور ان کی اولاد میں سے

وَأَخْوَانِهِمْ ؕ	وَ	اجْتَبَيْنَاهُمْ	وَهَدَيْنَاهُمْ	إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝
اور ان کے بھائیوں میں سے (کچھ کو ہم نے فضیلت دی)	اس حال میں کہ	ہم نے ان کو چن لیا	اور ہم نے ان کو ہدایت دی	ایک سیدھے راستے کی طرف

ذَلِكَ	هُدَى اللَّهِ	يَهْدِي	بِهِ	مَنْ	يَشَاءُ	مِنْ عِبَادِهِ ط	وَكُو
یہ	اللہ کی ہدایت ہے	وہ ہدایت دیتا ہے	اس کی	اس کو، جس کو	وہ چاہتا ہے	اپنے بندوں میں سے	اور اگر

أَشْرَكُوا	لَحِيطَ	عَنْهُمْ	مَا	كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝	أُولَئِكَ	الَّذِينَ
وہ لوگ شرک کرتے	تو یقیناً اکارت ہو جاتا	ان سے	وہ، جو	وہ لوگ کرتے تھے	یہ لوگ،	وہ ہیں

اتَّبَعْنَاهُمْ	الْكِتَابَ	وَالْحُكْمَ	وَالنُّبُوَّةَ ؕ	فَإِنْ	يَكْفُرْ	بِهَا	هَؤُلَاءِ
ہم نے دیا جن کو	کتاب	اور حکم دینے کا اختیار	اور نبوت	پھر اگر	انکار کریں	اس کا	یہ لوگ (یعنی اہل مکہ)

فَقَدْ وَكَّلْنَا	بِهَا	قَوْمًا	لَّيْسُوا	بِهَا	بِكُفْرَيْنِ ۝	أُولَئِكَ
تو ہم نے نگہبان مقرر کیا ہے	اس کا	ایک ایسی قوم کو جو	نہیں ہے	اس کا	انکار کرنے والی	یہ لوگ

الَّذِينَ	هُدَى	اللَّهُ	فَيَهْدِيهِمْ	اِقْتَدِهْ ط	قُلْ	لَا أَسْأَلُكُمْ
وہ ہیں جن کو	ہدایت دی	اللہ نے	پس ان کی ہدایت کی	آپ پیروی کریں	آپ کہہ دیجئے	میں نہیں مانگتا تم لوگوں سے

عَلَيْهِ	أَجْرًا ط	إِنْ هُوَ	إِلَّا	ذِكْرًا	لِّلْعَالَمِينَ ۝
اس پر	کوئی اجر	نہیں ہے یہ	مگر	ایک یاد دہانی	تمام عالموں کے لیے

## آیت نمبر (91 تا 94)

846

غ م ر

(ن) غَمْرًا پانی کا اتنا زیادہ ہونا کہ ہر چیز ڈھنک جائے۔ (۱) زیادہ ہونا۔ سخت ہونا۔ (۲) عقل کا کسی چیز سے ڈھنکا ہوا ہونا۔ غافل ہونا۔ مدہوش ہونا۔

غَمْرَةً (ج) غَمَرَاتٌ۔ اسم ذات ہے۔ (۱) زیادتی، سختی۔ زیر مطالعہ آیت۔ 93۔ (۲) غفلت، مدہوشی، ﴿فَذَرَهُمْ فِي غَمَرَتِهِمْ حَتَّىٰ حِينٍ ۝﴾ (23/ المؤمنون: 54) ”پس آپ چھوڑ دیں ان کو ان کی مدہوشی میں ایک مدت تک۔“

ف ر د

(ن۔ک) فَرَوْدًا اکیلا ہونا۔ تنہا ہونا۔  
فَرْدًا (ج) فُرَادًى، صفت ہے۔ اکیلا، تنہا۔ ﴿رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا﴾ (21/ الانبیاء: 89) ”اے میرے رب تو نہ چھوڑ مجھ کو تنہا۔“

## ترکیب

(آیت: 91) نُورًا اور هُدًىٰ حال ہیں۔ تَجْعَلُونَهُ میں ضمیر مفعولی الْكِتَابِ کے لیے ہے جبکہ تُبْدُونَهَا میں ضمیر مفعولی قَرَاطِيسَ کے لیے ہے۔ لَمْ تَعْلَمُوا میں ضمیر فاعلی اَنْتُمْ از خود شامل ہے لیکن یہاں اس کا ایک اور فاعل اَبَاءُكُمْ بھی تھا اس لیے اَنْتُمْ کی ضمیر کو ظاہر کیا گیا۔ قُلِ اللّٰهُ جواب ہے مَنْ اَنْزَلَ کا۔ يَلْعَبُونَ بھی حال ہے۔ (آیت: 92) وَهَذَا مبتدا ہے۔ كِتَابٌ خبر ہے، اَنْزَلْنَاهُ اس کی صفت اول ہے۔ مُبَارَكٌ صفت ثانی ہے۔ مُصَدِّقُ الَّذِي میں مضاف کی رفع بتا رہی ہے کہ یہ حال نہیں ہے بلکہ كِتَابٌ کی تیسری صفت ہے۔ یہ کی ضمیر كِتَابٌ کے لیے ہے۔ (آیت: 93) الظِّلْمُونَ مبتدا ہے اور فِي غَمَرَاتِ الْمَوْتِ قائم مقام خبر ہے۔ پھر یہ پورا جملہ وَلَوْ تَرَىٰ کا مفعول ہونے کی وجہ سے محلاً منصوب ہے۔ اسی طرح وَالْمَلٰٓئِكَةُ مبتدا ہے اور بَاسِطُوْا اَيْدِيَهُمْ اس کی خبر ہے۔ پھر یہ جملہ بھی وَلَوْ تَرَىٰ کا مفعول ہے۔ بَاسِطُوْا دراصل بَاسِطُونَ تھا۔ آگے اَيْدٍ کا مضاف ہونے کی وجہ سے نون اعرابی گرا ہے اور الف کا اضافہ قرآن مجید کا مخصوص املا ہے۔ اٰخِرِ جُؤَا سے پہلے اُنْ مخدوف ہے۔ اَلْيَوْمَ ظرف ہے۔ (آیت: 94) فَرَادًى حال ہے۔ وَرَاءَ ظرف ہے۔ تَقَطَّعَ کا فاعل مخدوف ہے۔

وَمَا قَدَرُوا	اللّٰهُ	حَقَّ قَدْرِهِ	اِذْ	قَالُوا	مَا اَنْزَلَ	اللّٰهُ
اور انہوں نے قدر نہیں کی	اللہ کی	جیسا کہ اس کی قدر کا حق ہے	جب	انہوں نے کہا	نہیں اتارا	اللہ نے

عَلٰی بَشَرٍ	مِّنْ شَيْءٍ ط	قُلْ	مَنْ	اَنْزَلَ	اَلْكِتٰبَ الَّذِیْ	جَاءَ بِهٖ
کسی بشر پر	کچھ بھی	آپ کہئے	کس نے	اتارا	اس کتاب کو	لائے جس کو

مُوسٰیؑ	نُورًا	وَّهَدًىٰ	لِّلنَّاسِ	تَجْعَلُوْهُ	قَرَاطِيسَ
موسیٰؑ	نور ہوتے ہوئے	اور ہدایت ہوتے ہوئے	لوگوں کے لیے	تم لوگ بناتے ہو اس کے	اوراق (یعنی اوراق میں نقل کرتے ہو)

تُبْدُوْنَہَا	وَنُخْفُوْنَ	کَشِیْرًا ج	وَعَلِیْتُمْ	مَا	لَمْ تَعْلَمُوْا	اَنْتُمْ
تم لوگ ظاہر کرتے ہوئے ہو اس کو	اور چھپاتے ہو	اکثر کو	اور علم دیا گیا تمہیں	اس کا جو	نہیں جانتے تھے	تم لوگ

وَلَا آبَاءُكُمْ ط	قُلِ	اللَّهُ	ثُمَّ	ذَرِّ	هُمْ	846 رَحْمَتُهُمْ
اور نہ ہی تمہارے آبا و اجداد	آپ کہئے	اللہ نے	پھر	آپ چھوڑ دیں	ان کو	ان کی لاحاصل بات میں

يَلْعَبُونَ ⑩	وَهَذَا	كِتَابٌ	أَنْزَلْنَاهُ	مُبَارَكٌ	مُصَدِّقٌ لِّلَّذِي	بَيْنَ يَدَيْهِ
کھیلتے ہوئے	اور یہ	ایک کتاب ہے	ہم نے اتارا جس کو	برکت دی ہوئی	تصدیق کرنے والی اس کی جو	اس کے سامنے (یعنی پہلے) ہے

وَلْيَتَنَزَّلِ	أُمُّ الْقُرَى	وَمَنْ	حَوْلَهَا ط	وَالَّذِينَ	يُؤْمِنُونَ
اور تاکہ آپ خبردار کریں	بستیوں کی ماں (یعنی مکہ والوں) کو	اور ان کو جو	اس کے ارد گرد ہیں	اور وہ لوگ جو	ایمان رکھتے ہیں

بِالْآخِرَةِ ط	يُؤْمِنُونَ	بِهِ	وَهُمْ	عَلَى صَلَاتِهِمْ	يَحَافِظُونَ ⑪	وَمَنْ
آخرت پر	وہ ایمان لاتے ہیں	اس پر	اور وہ لوگ	اپنی نماز پر (یعنی کی)	حفاظت کرتے ہیں	اور کون

أَظْلَمُ	مِمَّنْ	افْتَرَى	عَلَى اللَّهِ	كَذِبًا	أَوْ	قَالَ
زیادہ ظالم ہے	اس سے جس نے	گھڑا	اللہ پر	ایک جھوٹ	یا	اس نے کہا

أَوْحَى	إِلَّيَّ	وَ	لَمْ يُوحَ	إِلَيْهِ	شَيْءٌ	وَمَنْ
وحی کی گئی	میری طرف	حالانکہ	وحی نہیں کی گئی	اس کی طرف	کوئی چیز	اور (اس سے) جس نے

قَالَ	سَأُنْزِلُ	وَمِثْلَ مَا	أَنْزَلَ	اللَّهُ ط	وَلَوْ	تَرَى
کہا	میں اتاروں گا	اس کے جیسا جو	اتارا	اللہ نے	اور اگر	آپ دیکھتے

إِذِ	الظَّالِمُونَ	فِي عَذَابِ الْمَوْتِ	وَالْمَلَائِكَةُ	بَاسِطُوا أَيْدِيهِمْ ⑫	أَخْرِجُوا
جب	ظالم لوگ	موت کی سختیوں میں ہوں گے	اور فرشتے	اپنے ہاتھوں کو پھیلانے والے ہوں گے	(کہ) تم لوگ نکالو

أَنْفُسَكُمْ ط	الْيَوْمَ	تُجْزَوْنَ	عَذَابِ الْهُونِ	بِمَا	كُنْتُمْ تَفْعَلُونَ	عَلَى اللَّهِ
اپنی جانوں کو	آج کے دن	تم لوگوں کو بدلہ دیا جائے گا	ذلت کے عذاب کا	بسبب اس کے جو	تم لوگ کہتے تھے	اللہ پر

غَيْرِ الْحَقِّ	وَ كُنْتُمْ	عَنِ آيَاتِهِ	تَسْتَكْبِرُونَ ⑬	وَلَقَدْ جِئْتُمُونَا	فِرَادَى
حق کے بغیر	اور تم لوگ	اس کی نشانیوں سے	تکبر کرتے تھے	اور بے شک تم لوگ آگئے ہو ہمارے پاس	اکیلے اکیلے

كَمَا	خَلَقْنَاهُ	أَوَّلَ مَرَّةٍ	وَتَرَكْنَاهُ	مَّا	خَوَّلْنَاهُ	وَرَأَى ظُهُورَكُمْ ⑭
جیسے کہ	ہم نے پیدا کیا تم کو	پہلی مرتبہ	اور تم لوگ چھوڑ آئے	اس کو جو	ہم نے عطا کیا تم کو	اپنی پیٹھوں کے پیچھے

وَمَا نَزَى	مَعَكُمْ	شُفَعَاءُكُمُ الَّذِينَ	زَعَمْتُمْ	أَنْهُمْ	فِيكُمْ	شُرَكَاءُ ط
اور ہم نہیں دیکھتے	تمہارے ساتھ	تمہارے ان سفارشیوں کو جن کو	تم جتاتے تھے	کہ وہ لوگ	تم میں	شریک ہیں

لَقَدْ تَقَطَّعَ	بَيْنَكُمْ	وَصَلَّ	عَنْكُمْ	مَا	كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ 846
یقیناً کٹ چکے ہیں (سارے ناطے)	تمہارے درمیان	اور گم ہو گئے	تم سے	وہ جن کا	تم زعم کرتے تھے

نوٹ: 1

مکہ معظمہ کو اُمّ القریٰ اس لیے کہا گیا ہے کہ تاریخی روایات کے مطابق ابتداء آفریش میں پیدائش زمین کی ابتداء یہیں سے ہوئی ہے۔ نیز یہ کہ سارے عالم کا قبلہ اور عبادت میں مرکز بھی ہے۔ اس کے ساتھ وَمَنْ حَوْلَکَھا سے مراد مکہ کے تمام اطراف ہیں جس میں پورا عالم مشرق و مغرب اور جنوب و شمال داخل ہے (معارف القرآن)

نوٹ: 2

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ابن آدم کہتا ہے میرا مال میرا مال۔ لیکن تیرا مال تو صرف اتنا ہی تھا جو تو نے کھایا اور فنا کر دیا، پہنا اور پرانا کر دیا یا دوسروں کو دیا اور گویا باقی رکھ لیا۔ اس کے سوا تیری ساری دولت دوسروں کے لیے ہے (ابن کثیر)۔

### آیت نمبر (95 تا 100)

ف ل ق

(ض)

کسی چیز کو پھاڑ کر اس میں سے کسی چیز کو ظاہر کرنا۔ جیسے رات کی تاریکی کو پھاڑ کر صبح کی روشنی ظاہر کرنا۔  
اسم الفاعل ہے (1) پھاڑنے والا۔ (2) ظاہر کرنے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 95  
کسی چیز کے پھٹنے سے ظاہر ہونے والی چیز جیسے صبح پودا وغیرہ۔  
﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ (113/ الفلق: 1) ”میں پناہ میں آتا ہوں صبح کے مالک کی۔“  
پھننا۔

فَلَقًا

فَالِقٌ

فَلَقٌ

إِنْفِلَاقًا

(انفعال)

﴿فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيمِ﴾ (26/ الشعراء: 63) ”پھر وہ پھٹ گیا تو ہر ٹکڑا تھا بڑے پہاڑ کی مانند۔“

ن و ی

(ض)

گٹھلی پھینکا۔  
اسم ذات ہے۔ گٹھلی۔ زیر مطالعہ آیت۔ 95

نَوَاةً

نَوَى

ص ب ج

(ف)

(س۔ک)

صَبْحًا

صَبْحًا

صَبَاحَةً

مِصْبَاحٌ

کسی چیز کو ظاہر کرنا۔ صبح کے وقت نمودار کرنا۔  
کسی چیز کا روشن اور چمکدار ہونا۔  
(ج) مَصَابِيحُ اسم الآله ہے۔ روشن کرنے کا آلہ۔ چراغ۔ ﴿مَثَلُ نُورِهِ كَمِشْكُوهٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ ط﴾ (24/ النور: 35) ”اس کے نور کی مثال ایک طاق کی مانند ہے جس میں ہوا ایک چراغ۔“ ﴿وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحٍ﴾ (67/ الملک: 5) ”اور بے شک ہم نے زینت دی ہے دنیاوی آسمان کو چراغوں سے۔“

دو دنوں ہم معنی ہیں۔ دن کا ابتدائی حصہ۔ صبح ﴿الْأَيُّسُ الصُّبْحُ بِقَرِيبٍ ۝﴾ (11/ ہود: 81) ”کیا صبح قریب نہیں ہے۔“ ﴿فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ ۝﴾ (37/ الصُّفَّت: 177) ”تو کتنی بری ہوگی خبردار کئے ہووں کی صبح۔“

صُبْحٌ وَصَبَاحٌ

(افعال) اِصْبَاحًا (1) صبح کرنا۔ صبح کے وقت داخل ہونا۔ ﴿فَاصْبِحْ فِي الْمَدِينَةِ﴾ (28/ القصص: 18) ”پھر وہ صبح کے وقت داخل ہوئے شہر میں۔“ (2) افعال ناقصہ میں سے ہے۔ دیکھیں آیت نمبر 846 (2/ البقرة: 57) نوٹ 1۔

(تفعیل) اِصْبَاحٌ تَصْبِيحًا مصدر کے علاوہ اسم ذات بھی ہے۔ صبح کی روشنی۔ زیر مطالعہ آیت 96۔ صبح کے وقت آنا۔ ﴿وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ مُسْتَقِرٌّ﴾ (54/ القمر: 37) ”اور بے شک صبح کے وقت آپکا ہے ان پر، سویرے سویرے ایک ٹھہرنے والا عذاب۔“

ن ج م

(ن) نَجْمًا

ظاہر ہونا۔ نکلنا۔

نَجْمٌ

(ج) نُجُومٌ۔ ستارہ۔ زیر مطالعہ آیت 97۔

و د ع

(ف) وَدَعَا

دَعَا

(1) کسی چیز کو چھوڑنا (2) کسی چیز کو ودیعت کے طور پر رکھنا۔ فعل امر ہے۔ تو چھوڑ۔ تو ودیعت کر۔ ﴿وَدَعْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ط﴾ (33/ الاحزاب: 48) ”اور آپ چھوڑ دیں ان کے ستانے کو اور بھروسہ کریں اللہ پر۔“

(تفعیل) تَوَدَّعَةً

کسی کو چھوڑ دینا۔ ﴿مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى ط﴾ (93/ الضحیٰ: 3) ”نہ چھوڑا آپ کو آپ کے رب نے اور نہ وہ بیزار ہوا۔“

(استفعال) اِسْتِيعَادًا

مُسْتَوْدَعٌ

کسی چیز کو کسی کے پاس امانت کے طور پر رکھنا۔ اسم المفعول ہے۔ ظرف کے معنی میں۔ امانت رکھنے کی جگہ۔ زیر مطالعہ آیت 98۔

خ ض ر

(س) خَضِرًا

خَضِرٌ

أَخْضَرُ

سبز ہونا۔ شاداب و سرسبز ہونا۔ اسم ذات ہے۔ سبزی۔ زیر مطالعہ آیت 99۔ (ج) خَضِرُ الفعل الوان و عیوب پر صفت ہے۔ سبز۔ ﴿يَا لَيْلَى جَعَلَ لَكُمْ مِنَ الشَّجَرِ الْأَخْضَرِ نَارًا﴾ (36/ یس: 80) ”جس نے بنایا تمہارے لئے سبز درخت سے آگ۔“ ﴿وَيَلْبَسُونَ ثِيَابًا خُضْرًا﴾ (18/ الکہف: 31) ”اور وہ پہنیں گے سبز کپڑے۔“

(افعال) اِخْضَرَارًا

مُخْضَرٌ

سبز ہو جانا۔ اسم الفاعل ہے۔ سبز ہو جانے والا۔ ﴿فَتُصْبِحُ الْأَرْضُ مُخْضَرَةً ط﴾ (22/ الحج: 63) ”پھر ہو جاتی ہے زمین سبز ہو جانے والی۔“ (باب افعال کے لیے دیکھیں آیت 2/ البقرة: 187۔ نوٹ 1)

ق ن و

(ن) قَنُوءًا

قَنُوءٌ

(1) پیدا کرنا۔ (2) پیدا کی ہوئی چیز کو جمع کرنا۔ (ج) قَنُوءَانٌ کسی چیز جیسے انگور یا کھجور وغیرہ کے گچھے، خوشے۔ زیر مطالعہ آیت 99۔

ز ی ت

(ض) زَيْتًا

کسی چیز پر تیل لگانا۔ کھانے میں زیتون کا تیل ڈالنا۔



زَيْتٌ اسم ذات بھی ہے۔ زیتون کا تیل۔ ﴿يَكَادُ زَيْتُهَا يُضْفَىٰ ۖ وَ كَوْ كَمْ تَمْسُهُ نَارٌ﴾ (24/النور: 35) ”قریب ہے کہ اس کا تیل بھڑک اٹھے اگرچہ اس کو چھوای نہیں آگ نے۔“  
 زَيْتُونٌ اسم جنس ہے۔ واحد زَيْتُونَةٌ زیتون کا درخت۔ زیتون کا پھل۔ ﴿يُوقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبَارَكَةٍ زَيْتُونَةٍ﴾ (24/النور: 35) ”وہ روشن ہوتا ہے ایک مبارک درخت سے جو زیتون (کا تیل) ہے۔“

ی ن ع

(ف) يَنْعًا پھل کا پکنا۔ زیر مطالعہ آیت 99۔

خ ر ق

(ض۔ن) خَرَقًا (۱) پھاڑنا (۲) جھوٹ بات بنانا۔ زیر مطالعہ آیت 100۔

و ص ف

(ض) وَصَفًا کسی کی کوئی صفت بیان کرنا۔ کسی کو کسی صفت کا حامل قرار دینا خواہ اس میں وہ صفت نہ ہو۔ زیر مطالعہ۔ آیت 100۔

ترکیب

(آیت: 95) يُخْرِجُ فعل مضارع کا مفعول النَجَىٰ ہے۔ اور مِنَ النَّبَاتِ متعلق فعل ہے جبکہ مُخْرِجُ النَّبَاتِ مرکب اضافی ہے اور خبر ہے۔ اس کا مبتدأ هو محذوف ہے، اور مِنَ النَّجَىٰ متعلق خبر ہے۔ (آیت: 96) فَالْقُلُوبُ الْأَصْبَاحِ بھی مرکب اضافی اور خبر ہے۔ اس کا بھی مبتدأ هو محذوف ہے۔ (آیت: 98) اسم المفعول مُسْتَقَرٌّ اور مُسْتَوْدِعٌ طرف کے معنی میں ہیں اور مبتدأ مؤخر مکرہ ہیں۔ ان کی خبر وَاجِبٌ اور متعلق خبر لَكُمْ محذوف ہیں۔ (آیت: 99) پہلے مِنْهُ کی ضمیر نبات کے لیے ہے جب کہ دوسرے مِنْهُ کی ضمیر خَضِرًا کے لیے ہے۔ مِنْ طُلُوعِهَا بدل ہے۔ مِنَ النَّخْلِ کا۔ یہ دونوں مرکب جاری قائم مقام خبر مقدم ہیں اور قِنُونٌ، ذَانِيَةُ مُبْتَدَأ مؤخر مکرہ ہے۔ جبکہ جَنَّتِ، نُخْرِجُ کا مفعول ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔ اَلزَّيْتُونُ اور اَلرَّمَّانُ کی نصب بھی نُخْرِجُ کا مفعول ہونے کی وجہ سے ہے۔ مُسْتَشَبَّهًا حال ہے۔ غَيْرُ مُتَشَابِهٍ میں غَيْرُ کی نصب بتا رہی ہے کہ یہ بھی حال ہے۔ يَنْعُہ میں يَنْعُہ کی جرائی پر عطف ہونے کی وجہ سے ہے، اِنَّ کا اسم لَآلِيَةٍ ہے اور اس کی خبر محذوف ہے۔ (آیت: 100) جَعَلُوا کا مفعول اول دراصل اَلْجَنِّ ہے جو مؤخر ہے اور مفعول ثانی شُرَكَاء ہے جو مقدم ہے۔ ترجمہ میں اس کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ اَلْجَنِّ پر لام جنس ہے۔

ترجمہ

إِنَّ اللَّهَ	فَالْقُلُوبُ الْحَبِيبِ وَالنَّوَىٰ ط	يُخْرِجُ	النَّجَىٰ	مِنَ النَّبَاتِ	وَمُخْرِجُ النَّبَاتِ
یقیناً اللہ (ہی)	گٹھلی اور دانے کو پھاڑنے والا ہے	وہ نکالتا ہے	زندہ کو	مردہ (میں) سے	اور (وہ) مردہ کو نکالنے والا ہے
مِنَ النَّجَىٰ ط	ذَلِكُمْ	اللَّهُ	فَالْقُلُوبُ	تُؤَفِّكُونَ ۝	فَالْقُلُوبُ الْأَصْبَاحِ ۝
زندہ (میں) سے	یہ	اللہ ہے	پھر کہاں سے	تم لوگ پھیرے جاتے ہو	(وہ) صبح کی روشنی کو ظاہر کرنے والا ہے
وَجَعَلَ	اَكْبَلُ	سَكَنًا	وَالشَّمْسُ	وَالْقَمَرُ	حُسْبَانًا ط
اور اس نے بنایا	رات کو	آرام	اور سورج کو	اور چاند کو	حساب رکھے والا
					یہ

تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ﴿٥٩﴾	وَهُوَ	الَّذِي	جَعَلَ	لَكُمْ	النَّجْمَ	846 لِيَهْتَدُوا
علیم، بالادست (ہستی) کا طے شدہ امر ہے	اور وہ	وہی ہے جس نے	بنائے	تمہارے لئے	ستارے	تاکہ تم لوگ راہ پاؤ

بِهَآ	فِي ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ط	قَدْ فَضَّلْنَا	الْآيَاتِ	لِقَوْمٍ	يَعْلَمُونَ ﴿٥٩﴾
ان سے	سمندر اور زمین کے اندھیروں میں	ہم نے کھول کھول کر بیان کیا ہے	نشانوں کو	ایک ایسے گروہ کے لیے	جو علم رکھتے ہیں

وَهُوَ	الَّذِي	أَنْشَأَكُمْ	مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ	فَمُسْتَقَرٍّ
اور وہ	وہی ہے جس نے	اٹھایا تم کو	ایک اکیلی جان سے	تو (تمہارے لئے ہے) ایک ٹھہرنے کی جگہ

وَمُسَوِّعٌ ط	قَدْ فَضَّلْنَا	الْآيَاتِ	لِقَوْمٍ	يَفْقَهُونَ ﴿٦٠﴾	وَهُوَ
اور ایک بطور امانت رکھے جانے کی جگہ	ہم نے کھول کھول کر بیان کیا ہے	نشانوں کو	ایسے لوگوں کیلئے	جو سوچ بوجھ رکھتے ہیں	اور وہ

الَّذِي	أَنْزَلَ	مِنَ السَّمَاءِ	مَاءً ط	فَاخْرَجْنَا	بِهِ	نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ
وہی ہے جس نے	اتارا	آسمان سے	کچھ پانی	پھر ہم نے نکالا	اس سے	ہر چیز کا اگنا

فَاخْرَجْنَا	مِنْهُ	خَضِرًا	نُخْرَجُ	مِنْهُ	حَبًّا مُتَرَاكِبًا ط
اور ہم نے نکالا	اس میں سے	کچھ سبزی	(پھر) ہم نکالتے ہیں	اس میں سے	ایک پر ایک چڑھنے والے دانوں کو

وَمِنَ النَّخْلِ	مِنْ طَلْعِهَا	قِنَوانٌ دَانِيَةٌ	وَجَنَّاتٍ مِّنْ أَعْنَابٍ	وَالزَّيْتُونِ	وَالزَّامَنَ
اور کھجور سے،	اس کی کوئیل میں	کچھ نزدیک ہونے والے گچھے ہیں	اور (ہم نکالتے ہیں) انگور کے باغات کو	اور زیتون کو	اور انار کو

مُشْتَبِهًا	وَعَيْرٌ مُّتَشَابِهٌ ط	أَنْظُرُوا	إِلَى ثَمَرَةٍ	إِذَا	أَثْمَرِ
ملتے جلتے ہوئے	اور باہم مانند نہ ہوتے ہوئے	تم لوگ دیکھو	اس کے پھل کی طرف	جب	وہ پھل دے

وَيُنْعِهِ ط	إِنَّ	فِي ذَلِكُمْ	لَايَاتٍ	لِّقَوْمٍ	يُؤْمِنُونَ ﴿٦١﴾	وَجَعَلُوا
اور اس کے پکنے کی طرف	یقیناً	اس میں	کچھ نشانیاں ہیں	ایسے لوگوں کیلئے	جو ایمان رکھتے ہیں	اور انہوں نے بنایا

لِلّٰهِ	شُرَكَاءٌ	الْحَيَّ	وَ	خَلَقَهُمْ	وَحَقَّقُوا	لَهُ
اللہ کیلئے	سا جھی	جنوں کو	حالانکہ	اس نے پیدا کیا ان کو	اور انہوں نے گھڑے	اس کیلئے

بَيْنَيْنَ	وَبَنَاتٍ	بَغِيرِ عِلْمٍ ط	سُبْحَنَهُ	وَتَعَالَى	عَبَا	يَصِفُونَ ﴿٦٢﴾
کچھ بیٹے	اور کچھ بیٹیاں	کسی علم کے بغیر	اس کی پاکیزگی ہے	اور وہ بلند ہے	اس سے جو	یہ لوگ بتاتے ہیں

آیت نمبر 99 میں اِلٰی ثَمَرَةٍ میں ضمیر کا مرجع وہ ساری ہی چیزیں ہیں جن کا ذکر گزرا ہے لیکن جمع کے بجائے ضمیر واحد اس

نوٹ: 1

وجہ سے ہے کہ قرآن چاہتا ہے کہ ان میں سے ایک ایک چیز کو الگ الگ لے کر ان کے پیدا ہونے سے ان کے پکنے تک کے تمام مراحل پر غور کیا جائے۔ غور و فکر کا عمل فطری طور پر تقاضہ کرتا ہے کہ ایک وقت میں ایک ہی چیز پر نگاہ جمائی جائے تاکہ قوت فکر منتشر نہ ہو۔ گویا یہاں قرآن نے صرف غور و فکر کی دعوت ہی نہیں دی بلکہ اس کا صحیح طریقہ بھی بتا دیا (تدبر قرآن)۔

## آیت نمبر (101 تا 107)

ل ط ف

(ن) لُطْفًا لطف ہونا۔ یہ ثقیل اور کثیف کی ضد ہے۔ یعنی ہر قسم کے ثقل اور کثافت سے مبرا ہونا۔ اس بنیادی مفہوم کے ساتھ متعدد معانی میں آتا ہے۔ (۱) نرم اور مہربان ہونا۔ (۲) ایسی تدبیر کرنا کہ کسی کو اس کا احساس نہ ہو (۳) باریک بین ہونا۔

لَطِيفٌ فَعِيلٌ کے وزن پر صفت ہے، اسم الفاعل کے معنی میں۔ ہمیشہ اور ہر حال میں (۱) نرمی اور مہربانی کرنے والا۔ (۲) غیر محسوس تدبیر کرنے والا۔ (۳) باریک بین۔ ﴿اللَّهُ لَطِيفٌ بِعِبَادِهِ﴾ (42/ الشوری: 19) ”اللہ نرمی کرنے والا ہے اپنے بندوں سے۔“ ﴿إِنَّ رَبِّي لَطِيفٌ لِّمَا يَشَاءُ ط﴾ (12/ یوسف: 100) ”بے شک میرا رب غیر محسوس تدبیر کرنے والا ہے اس کے لیے، جس کے لیے وہ چاہتا ہے۔“ اور زیر مطالعہ آیت - 103۔

تَلَطَّفًا تَفَعَّلَ بتکلف نرمی اختیار کرنا۔ ﴿فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلِيَتَلَطَّفَ﴾ (18/ الکہف: 19) ”پھر چاہیے کہ وہ لائے تمہارے لیے کچھ کھانا اس میں سے اور چاہیے کہ وہ نرمی اختیار کرے۔“

ترکیب

(آیت: 101) يَكُونُ كَانِ تامہ ہے اور وَلَدٌ اس کا فاعل ہونے کی وجہ سے حالت رفع میں ہے۔ (آیت: 102) ذَلِكُمْ اللہ مرکب اشاری اور مبتدا ہے۔ رَبُّكُم اس کی خبر ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ ذَلِكُمْ کو مبتدا اور اللہ کو خبر مانیں، تو رَبُّكُم بدل ہوگا اللہ کا۔ ترجمے میں ہم پہلی صورت کو ترجیح دیں گے۔ (آیت: 104) لِنَفْسِهِ قائم مقام خبر ہے۔ اس کا مبتدا فَبَصِيرَتُهُ محذوف ہے۔ اسی طرح عَلَیْهَا کا مبتدا فَعْنِيْہُ محذوف ہے۔ (آیت: 105) لِيَقُولُوا پر لام عاقبت ہے جبکہ لِنَبِيِّنَا پر لام مکی ہے۔

## ترجمہ

بَنَاتِ السَّهْوِ وَالْأَرْضِ ط	اَنّٰی	يَكُوْنُ	لَهُ	وَلَدٌ	وَ
(وہ) زمین اور آسمانوں کا ایجاد کرنے والا ہے	کہاں سے	ہوگی	اس کے لئے	کوئی اولاد	اس حال میں کہ
لَمْ تَكُنْ	لَهُ	صَاحِبَةً ط	وَخَلَقَ	كُلَّ شَيْءٍ ؕ	وَهُوَ
تھی ہی نہیں	اس کیلئے	کوئی ساتھی (یعنی بیوی)	اور اس نے پیدا کیا	ہر چیز کو	اور وہ
عَلَيْمٌ ۝۱۰	ذِكْرُ اللَّهِ	رَبُّكُمْ ؕ	لَا إِلَهَ	إِلَّا هُوَ	خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ
جاننے والا ہے	یہ اللہ	تم لوگوں کا رب ہے	کوئی الہ نہیں ہے	سوائے اس کے کہ وہ (ہی)	جو ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے
فَاعْبُدُوْهُ ؕ	وَهُوَ	عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ	وَكَيْلٌ ۝۱۱	لَا تُدْرِكُهُ	الْبَصَارُ
پس تم لوگ بندگی کرو اس کی	اور وہ	ہر چیز کا	کارساز ہے	نہیں پاتیں اس کو	آنکھیں
				اور وہ	پالیتا ہے
				اور وہ	آنکھوں کو

اللَّطِيفُ	الْخَبِيرُ ﴿٣٦﴾	قَدْ جَاءَكُمْ	بَصَائِرُ	مِنْ رَبِّكُمْ ؕ	فَمَنْ
باریک بین ہے	باخبر ہے	آچکی ہیں تمہارے پاس	سمجھ میں آنے والی دلیلیں	تمہارے رب (کی طرف) سے	پس جو

أَبْصَرَ	فَلْيَنْفُسْهُ ؕ	وَمَنْ	عَيَّ	فَعَلَيْهَا ؕ	وَمَا أَنَا
بینا ہوا	تو (اس کی بصیرت) اس کے اپنے لئے ہے	اور جو	اندھا ہوا	تو (اس کا اندھا پن) اس پر ہے	اور میں نہیں ہوں

عَلَيْكُمْ	بِحَفِیْظٍ ﴿٣٧﴾	وَكَذَلِكَ	نُصَرِّفُ	الْآلِیَّتِ	وَلِيَقُولُوا
تم لوگوں پر	کوئی نگرانی کرنے والا	اور اس طرح	ہم پھیر بدل کر بیان کرتے ہیں	نشانیوں کو	اور نتیجتاً وہ کہتے ہیں

دَرَسَتْ	وَلْيَنْبِیِّنَهُ	لِقَوْمٍ	يَعْلَمُونَ ﴿٣٨﴾	إِثْبَعِ	مَا
تو نے سبق پڑھا	اور تاکہ ہم واضح کریں اس کو	ایسے لوگوں کیلئے	جو علم رکھتے ہیں	آپ پیروی کریں	اس کے جو
					وحی کی گئی

إِلَيْكَ	مِنْ رَبِّكَ ؕ	لَا إِلَهَ	إِلَّا	هُوَ ؕ	وَأَعْرِضْ
آپ کی طرف	آپ کے رب (کی جانب) سے	کوئی الہ نہیں ہے	سوائے اس کے کہ	وہ (وہی)	اور آپ بے رخی برتیں

عَنِ الْمُشْرِكِينَ ﴿٣٩﴾	وَلَوْ	شَاءَ	اللَّهُ	مَا أَشْرَكُوا ؕ	وَمَا جَعَلْنَاكَ
شُرک کرنے والوں سے	اور اگر	چاہتا	اللہ	تو یہ لوگ شرک نہ کرتے	اور ہم نے نہیں بنایا آپ کو
					ان پر

حَفِیْظًا ؕ	وَمَا أَنْتَ	عَلَيْهِمْ	بِوَكِيلٍ ﴿٤٠﴾		
کوئی نگرانی کرنے والا	اور آپ نہیں ہیں	ان کے	کوئی کارساز		

## نوٹ: 1

انسان کو اللہ تعالیٰ کی زیارت ہو سکتی ہے یا نہیں۔ اس مسئلہ میں اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ اس دنیا میں یہ ممکن نہیں ہے۔ حضرت موسیٰ نے جب اللہ تعالیٰ سے زیارت کی درخواست کی تو جواب ملا کہ آپ ہرگز مجھے نہیں دیکھ سکتے (7/ الاعراف: 134) البتہ آخرت میں مومنین کو اللہ تعالیٰ کی زیارت نصیب ہوگی۔ یہ بات متعدد احادیث سے بھی ثابت ہے اور قرآن مجید میں بھی ہے کہ ”قیامت کے روز بہت سے چہرے تروتازہ، ہشاش بشاش ہوں گے اور اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔“ (75/ التیمہ: 22 تا 23) البتہ کفار و منکرین اس روز بھی سزا کے طور پر اللہ تعالیٰ کی زیارت سے محروم رہیں گے (83/ المطففین: 15) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جنت کی ساری نعمتوں سے بڑھ کر یہ نعمت ہوگی کہ وہاں جنتیوں کو اللہ تعالیٰ کی زیارت نصیب ہوگی۔ (ترمذی۔ مسند احمد)

آیت زیر مطالعہ لَا تُدْرِكُهُ الْبَصَارُ کا مطلب یہ ہے کہ انسانی نگاہ اس ذات کا احاطہ نہیں کر سکتی۔ کیونکہ اس کی زیارت غیر محدود اور انسانی نگاہ محدود ہے۔ دنیا میں انسانی نگاہ میں اتنی قوت نہیں ہے کہ وہ رویت کو بھی برداشت کر سکے۔ البتہ قیامت میں یہ قوت پیدا ہو جائے گی تو زیارت ہو سکے گی۔ لیکن ذات حق کا احاطہ اس وقت بھی نہ ہو سکے گا۔ (معارف القرآن)

## آیت نمبر (108 تا 113)

ف ء د

(ف) فَاذًا (1) دل پر مارنا۔ دل پر لگانا (2) دل پر لگانا۔ بزدل ہونا۔  
 فَوَادُّ (ج) اَفْعِلَةٌ اسم ذات ہے۔ دل ﴿وَأَصْبَحَ فُؤَادُ أُمِّ مُوسَىٰ فِرْعَاوْنَ﴾ (28/ القصص: 10) ”اور ہو گیا موسیٰ کی والدہ کا دل بے قرار۔“

ز خ ر ف

(رباعی) زُخْرَفَةً (1) سجاوٹ۔ (2) سونا (کیونکہ سجاوٹ کے لئے سونا زیادہ استعمال ہوتا ہے) ﴿أَوْ يَكُونُ لَكَ يَنْتُ مِنْ زُخْرَفٍ﴾ (17/ بنی اسرائیل: 93) ”یا ہوتا تیرے لئے کوئی گھر سونے کا۔“

ص غ و

(س) صَغِيًّا مائل ہونا۔ کسی کی طرف جھکنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 113۔

ق ر ف

(ض) قَرَفًا درخت کی چھال اتارنا۔ کسی چیز کو پھیلنا۔  
 اِقْتَرَفًا کمانا۔ ارتکاب کرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 113۔  
 مُقْتَرِفٌ اسم الفاعل ہے۔ ارتکاب کرنے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 113۔

ترکیب

(آیت/ 108) تَسُبُّوا کا اور يَدْعُونَ کا، دونوں کا مفعول الَّذِينَ ہے۔ فَيَسُبُّوا کا فاسببہ ہے۔ عَدُوًّا حال ہے۔  
 (آیت/ 109) جَهَدَ اِيْمَانَهُمْ میں جَهَدَ کی نصب بتا رہی ہے کہ یہ بھی حال ہے۔ مَا يُشْعِرُ کا مَا استفہامیہ ہے۔ اِنَّهَا کی ضمیر اِيَّةُ کے لئے ہے۔ (آیت: 110) اَوَّلَ مَرَّةٍ میں اَوَّلَ کو نصب ظرف ہونے کی وجہ سے ہے۔ (آیت: 112) عَدُوًّا واحد اور جمع، دونوں کیلئے آتا ہے۔ اس لئے اس کا بدل شَيْطَانِ کے بجائے شَيْطَانِ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ بھی درست ہے۔ وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ سے يَفْتَرُونَ تک درمیان میں جملہ معترضہ ہے اور وَلَتَصْنَعِيَ کا تعلق يُوْحَىٰ والے جملے سے ہے۔ اَلَيْهِ کی ضمیر زُخْرَفِ الْقَوْلِ کے لئے ہے۔

## ترجمہ

وَلَا تَسُبُّوا	الَّذِينَ	يَدْعُونَ	مِنْ دُونِ اللَّهِ	فَيَسُبُّوا	اللَّهُ	عَدُوًّا
اور تم لوگ گالی مت دو	ان کو جن کو	یہ لوگ پکارتے ہیں	اللہ کے علاوہ	نتیجتاً برا کہیں گے	اللہ کو	زیادتی کرتے ہوئے
بِغَيْرِ عِلْمٍ ط	كَذَلِكَ	زَيَّنَّا	لِكُلِّ أُمَّةٍ	عَمَلَهُمْ ص	ثُمَّ	إِلَىٰ رَبِّهِمْ
کسی علم کے بغیر	اس طرح	ہم نے خوشنما کیا	ہر ایک گروہ کیلئے	ان کے عمل کو	پھر	اپنے رب کی طرف



مَرْجِعُهُمْ	فِي بَنِيهِمْ	بِمَا	كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٥٨﴾	وَأَقْسَمُوا	846 بِالله
ان کا لوٹنا ہے	پھر وہ جتا دے گا انہیں	اس کو جو	وہ لوگ کرتے تھے	اور انہوں نے قسم کھائی	اللہ کی

جَهْدًا أَيْمَانِهِمْ	لَيْنِ	جَاءَتْهُمْ	أَيُّهُ	لَيُّوْ مِنْ	
اپنی قسموں کا زور لگاتے ہوئے (یعنی پختہ کرتے ہوئے)	کہ یقیناً اگر	آئے ان کے پاس	کوئی نشانی (یعنی معجزہ)	تو وہ لوگ لازماً ایمان لائیں گے	

بِهَاطٍ	قُلْ	إِنَّمَا	الْأَلِيَّتْ	عِنْدَ اللَّهِ	وَمَا يَشْعُرُكُمْ ۚ
اس سے	آپ کہئے	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	نشانیاں	اللہ کے پاس ہیں	اور تم کو کیا چیز شعور دیتی ہے (یعنی تم کو کیا خبر)

أَنَّهُمْ	إِذَا	جَاءَتْ	لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٥٩﴾	وَنُقَلِّبُ	وَأَبْصَارَهُمْ
کہ وہ	جب	آئے	تو یہ لوگ ایمان نہ لائیں	اور ہم پلٹ دیتے ہیں	ان کے دلوں کو

كَمَا	لَمْ يُؤْمِنُوا	بِهِ	أَوَّلَ مَرَّةٍ	وَنَذَرُهُمْ	فِي طُغْيَانِهِمْ
جیسے کہ	یہ لوگ ایمان نہیں لائے	اس سے	پہلی مرتبہ	اور ہم چھوڑ دیتے ہیں ان کو	ان کی سرکشی میں

أَنَّا	نَزَّلْنَا	إِلَيْهِمْ	الْمَلٰٓئِكَةَ	وَكَلَّمَهُمْ	الْمَوْتِ
یہ کہ ہم	اتاریں	ان کی طرف	فرشتوں کو	اور بات کریں ان سے	مردے

عَلَيْهِمْ	كُلَّ شَيْءٍ	قُبْلًا	مَا كَانُوا	لَيُّوْ مِنْ	إِلَّا أَنْ
ان پر	ہر چیز کو	سامنے ہوتے ہوئے	تو (بھی) وہ لوگ نہیں ہیں	کہ ایمان لائیں	سوائے اس کے کہ

اللَّهُ	وَلَكِنَّ	أَكْثَرَهُمْ	يَجْهَلُونَ ﴿٦٠﴾	وَكَذٰلِكَ	جَعَلْنَا
اللہ	اور لیکن	ان کے اکثر	غلط عقائد رکھتے ہیں	اور اس طرح	ہم نے بنائے

عَدُوًّا	شَٰطِطِينَ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ	يُوحِیْ	بَعْضُهُمْ	إِلَى بَعْضٍ	زُخْرَفَ الْقَوْلِ
کچھ دشمن	جو جنوں اور انسانوں کے شیطین ہیں	پیغام رسانی کرتے ہیں	ان کے بعض	بعض کی طرف	چکنی چیری بات

عُرُورًا	وَكُوْ	شَاءَ	رَبُّكَ	مَا فَعَلُوْهُ	فَذَرَهُمْ
دھوکے ہوتے ہوئے	اور اگر	چاہتا	آپ کا رب	تو وہ یہ نہ کرتے	پس آپ چھوڑیں ان کو

يَفْتَرُونَ ﴿٦١﴾	وَلِتَصْغَىٰ	إِلَيْهِ	أَفِئَّةَ الَّذِينَ	لَا يُؤْمِنُونَ	بِالْآخِرَةِ
یہ گھڑتے ہیں	اور تاکہ مائل ہوں	اس کی طرف	ان کے دل جو	ایمان نہیں رکھتے	آخرت پر

وَلِيَقْتَرِفُوا	مَا	هُمْ	مُقْتَرِفُونَ ﴿٨٤﴾
اور تاکہ وہ ارتکاب کریں	اس کا جس کا	وہ	ارتکاب کرنے والے ہیں

## نوٹ: 1

قَلْبٌ اور قُؤَادُ دونوں کے معنی دل ہی ہے۔ لیکن قُؤَادُ کا لفظ اس عضو کے لئے استعمال نہیں ہوتا جو سینے کے اندر دھڑکتا ہے، بلکہ اس مقام کے لیے استعمال ہوتا ہے جو انسان کے شعور اور ادراک، جذبات و خواہشات، عقائد و افکار اور نیتوں اور ارادوں کا مقام ہے (تفہیم القرآن۔ ج 6- ص 459) یہ بات نوٹ کرنا بھی ضروری ہے کہ قَلْبٌ اور اس کی جمع قُلُوبٌ کے الفاظ گوشت کے اس لوتھڑے کے لئے بھی استعمال ہوتے ہیں جو ہمارے جسم میں خون پمپ کرتا ہے۔ لیکن اس معنی میں قرآن مجید ان الفاظ کو استعمال نہیں کرتا۔ قَلْبٌ اور قُلُوبٌ کو بھی قرآن مجید عام طور پر اس مقام کے لئے ہی استعمال کرتا ہے جو انسانوں کی خواہشات اور امنگوں کی آماجگاہ ہے۔ اس بات کو ذہن میں واضح کر کے جب ہم قرآن مجید کے ایسے مقامات کا مطالعہ کرتے ہیں تو پھر ایسی آیات کا مفہوم بہتر طور پر ذہن میں آجاسکتا ہے۔

پروفیسر حافظ احمد یار صاحب مرحوم کا کہنا ہے کہ کسی خارجی دباؤ سے انسان کے عقائد میں تبدیلی نہیں آتی۔ عقائد میں تبدیلی اسی وقت آتی ہے جب انسان کے اندر کوئی تبدیلی آئے (ترجمہ قرآن کیسٹ سیریز)۔ حافظ صاحب مرحوم کی بات کو عام فہم انداز میں یوں سمجھ لیں کہ جب تک انسان کی امنگوں، نیتوں اور ارادوں میں تبدیلی نہ آئے کوئی بڑے سے بڑا معجزہ بھی اس کے نظریات و عقائد کو تبدیل نہیں کرسکتا۔ آیات زیر مطالعہ میں اسی حقیقت سے انسان کو آگاہ کیا گیا ہے۔ آیت نمبر 113 میں اس حقیقت کی نشاندہی بھی کر دی گئی ہے امنگوں اور ارادوں میں تبدیلی کے ضمن میں ایمان بالآخرہ کو کلیدی حیثیت حاصل ہے۔

## آیت نمبر (114 تا 117)

## خ ر ص

(ن) حَزْصًا  
حَرَاصٌ  
کسی پیمانے یا وزن کے بغیر پھلوں کا اندازہ کرنا۔ تخمینہ لگانا۔ اٹکل لگانا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 116۔  
فَعَالٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ بار بار ہر وقت اٹکل لگانے والا یعنی جھوٹا۔ ﴿قَتِيلَ الْخَزْصُونَ﴾  
(51/ الذاریات: 10) ”مارے گئے جھوٹ اڑانے والے۔“

## ترکیب

(آیت: 114) تَبَتَّغِي کا مفعول غَيْرَ اللَّهِ ہے جبکہ حَكَمًا تمیز ہے۔ مُفَصَّلًا اسم المفعول ہے اور حال ہے۔ (آیت: 115)  
صِدْقًا اور عَدْلًا کو تمیز بھی مانا جاسکتا ہے اور حال بھی۔ (آیت: 116) تَطْعَمَ کا مفعول اَكْثَرُ مَنْ ہے اور جواب شرط ہونے کی وجہ سے  
يُضِلُّوْا مجزوم ہوا ہے۔ اِنْ يَتَّبِعُوْنَ اور اِنْ هُمْ، دونوں میں اِنْ نافیہ ہے کیونکہ آگے اِلَّا آیا ہے۔ اَعْلَمُ تفضیل کل ہے اور اس کا مفعول مَنْ ہے۔ (دیکھیں آیت نمبر 2/ البقرة: 54، نوٹ۔ 1)

## ترجمہ

اَفْغَيَّرَ اللّٰهُ	اَبْتَغِيْ	حَكَمًا	وَّ	هُوَ	الَّذِيْ	اَنْزَلَ
تو کیا اللہ کے علاوہ (کسی) کو	میں چاہوں	بطور منصف کے	حالانکہ	وہ	وہ ہے جس نے	اتار

إِلَيْكُمْ	الْكِتَابَ	مُقَضَّلًا	وَالَّذِينَ	أَتَيْنَهُمْ	الْكِتَابَ	846 يَلْعَبُونَ
تم لوگوں کی طرف	کتاب	تفصیل سے بیان کی ہوئی	اور وہ لوگ	ہم نے دی جن کو	کتاب	وہ لوگ جانتے ہیں

أَنَّهُ	مُنْذَرٌ	مِّن رَّبِّكَ	بِالْحَقِّ	فَلَا تَكُونَنَّ	مِنَ الْمُتَكِبِّينَ ﴿٣٥﴾
کہ یہ	اتاری ہوئی ہے	آپ کے رب (کی طرف) سے	حق کے ساتھ	تو آپ ہرگز نہ ہوں	شک کرنے والوں میں سے

وَتَبَتُّ	كَلِمَتُ رَبِّكَ	صِدْقًا	وَعَدْلًا	لَا مُبَدِّلَ	لِكَلِمَتِهِ ۚ
اور پورا ہوا	آپ کے رب کا فرمان	بطور سچائی کے	اور بطور عدل کے	کوئی تبدیلی کرنے والا نہیں ہے	اس کے فرمانوں کا

وَهُوَ	السَّابِقُ	الْعَلِيمُ ﴿٣٦﴾	وَإِنْ	تُطِغ	أَكْثَرَ مَنْ
اور وہی	سننے والا ہے	جاننے والا ہے	اور اگر	آپ اطاعت کریں گے	ان کی اکثریت کی جو
					زمین میں ہیں

يُضِلُّوكَ	عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ط	إِنْ يَتَّبِعُونَ	إِلَّا	الظَّنَّ	وَإِنْ هُمْ
تو وہ بھٹکا دیں گے آپ کو	اللہ کے راستے سے	وہ لوگ پیروی نہیں کرتے	مگر	گمان کی	اور وہ نہیں ہیں
					مگر یہ کہ

يَخْرُصُونَ ﴿٣٧﴾	إِنَّ	رَبَّكَ	هُوَ	أَعْلَمُ	مَنْ
قیاس کرتے ہیں	بیشک	آپ کا رب	وہی ہے	سب سے زیادہ جاننے والا ہے	اس کو جو
					بھٹکتا ہے

عَنْ سَبِيلِهِ ۚ	وَهُوَ	أَعْلَمُ	بِالْمُهْتَدِينَ ﴿٣٨﴾
اس کے راستے سے	اور وہی	سب سے زیادہ جاننے والا ہے	ہدایت پانے والوں کو

## نوٹ: 1

آیت نمبر 116 کے حوالے سے کچھ لوگ یہ ثابت کرتے ہیں کہ اسلام میں جمہوریت نہیں ہے۔ لیکن یہ بات درست نہیں ہے۔ البتہ اس سے یہ ہدایت ضرور ملتی ہے کہ اکثریت کی رائے کو حق و باطل کا معیار قرار دینا درست نہیں ہے۔ اس کا معیار کچھ اور ہوگا۔ (حافظ احمد یار صاحب مرحوم۔ ترجمہ قرآن کیسٹ سیریز)۔ آیت نمبر 116 کے ساتھ آیت نمبر 115 کو بھی ملا کر غور کیا جائے تو بات آسانی سے سمجھ میں آ جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جو احکام قرآن و حدیث سے ثابت ہیں ان میں کسی تبدیلی کا اختیار عوام کی اکثریت کو اور کسی قانون ساز اسمبلی کو حاصل نہیں ہے۔ اس طرح ان آیات سے جمہوریت کی نفی تو نہیں ہوتی، البتہ قانون ساز اسمبلی کے اختیار مطلق پر تحدید عائد کرنے کے لئے یہ آیات نص صریح ہیں کہ قرآن و حدیث کے خلاف کوئی قانون سازی نہیں کی جاسکتی۔

## آیت نمبر (118 تا 121)

فَكُلُوا	مِمَّا	ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ	عَلَيْهِ	إِنْ	كُنْتُمْ
پس تم لوگ کھاؤ	اس میں سے	اللہ کا نام یاد کیا گیا	جس پر	اگر	تم لوگ ہو
					اس کی آیتوں پر

مُؤْمِنِينَ	وَمَا لَكُمْ	أَلَا تَأْكُلُوا	مِمَّا	ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ	عَلَيْهِ	846 وَ
ایمان لانے والے	اور تمہیں کیا ہے	کہ تم لوگ نہیں کھاتے	اس میں سے	اللہ کا نام یاد کیا گیا	جس پر	حالانکہ

قَدْ فَصَّلَ	لَكُمْ	مَّا	حَرَّمَ	عَلَيْكُمْ	إِلَّا	مَا
اس نے تفصیل سے بیان کیا ہے	تمہارے لئے	اس کو جو	اس نے حرام کیا	تم پر	مگر	وہ چیز

اضْطُرُّتُمْ	إِلَيْهِ ط	وَأَنَّ	كَثِيرًا	لَيُضِلُّونَ	بِأَهْوَاءِهِمْ	بِغَيْرِ عِلْمٍ ط
تم لوگ مجبور کئے گئے	جس کی طرف	اور بیشک	اکثر (لوگ)	یقیناً بھٹکاتے ہیں	اپنی خواہشات سے	کسی علم کے بغیر

إِنَّ رَبَّكَ	هُوَ	أَعْلَمُ	بِالْمُعْتَدِينَ ۱۱۹	وَ	ذُرُوعًا	ظَاهِرَ الْإِثْمِ
بیشک آپ کا رب،	وہ ہی	سب سے زیادہ جاننے والا ہے	حد سے بڑھنے والوں کو	اور	تم لوگ چھوڑ دو	گناہ کے ظاہر کو

وَبَاطِنُهُ ط	إِنَّ	الَّذِينَ	يَكْسِبُونَ	الْإِثْمَ	سَيَجْزُونَ	بِمَا
اور اس کے باطن کو	بیشک	جو لوگ	کماتے ہیں	گناہ کو	ان کو بدلہ دیا جائے گا	بسبب اس کے جس کا

كَانُوا يَقْتَرِفُونَ ۱۲۰	وَلَا تَأْكُلُوا	مِمَّا	لَمْ يُذَكِّرْ	اسْمُ اللَّهِ	عَلَيْهِ	وَأِنَّ
وہ لوگ ارتکاب کرتے تھے	اور تم لوگ مت کھاؤ	اس میں سے	یاد نہیں کیا گیا	اللہ کا نام	جس پر	اور بیشک یہ

كَفَسَقُ ط	وَأَنَّ	الشَّيْطَانَ	لَيُوحِنَ	إِلَىٰ أَوَّلِيهِمْ	لِيُجَادِلُوكُمْ ۚ	
یقیناً نافرمانی ہے	اور بیشک	شیطان لوگ	یقیناً پیغام رسائی کرتے ہیں	اپنے کارسازوں کی طرف	تاکہ وہ تم لوگوں سے مناظرہ کریں	

وَإِنْ	أَطَعْتُمْهُمْ	إِنَّكُمْ	لَمُشْرِكُونَ ۱۲۱			
اور اگر	تم لوگ اطاعت کرو گے ان کی	تو بیشک تم لوگ	یقیناً شرک کرنے والے ہو			

کچھ قدیم علماء نے ظاہری گناہ اور باطنی گناہ سے کچھ مخصوص گناہ مراد لئے ہیں۔ موجود دور علماء میں سے مولانا امین احسن اصلاحیؒ نے باطنی گناہ سے شرکیہ عقائد اور ظاہری گناہ سے شرکیہ عقائد کے مظاہر مراد لئے ہیں۔ جبکہ ابن کثیرؒ نے لکھا ہے ”لیکن صحیح یہی ہے کہ آیت اس بارے میں بالکل عام ہے۔ کسی بات کی تخصیص نہیں ہے۔ یعنی اس آیت میں ہر قسم کے کھلے اور چھپے گناہ کو چھوڑنے کی تاکید ہے۔“

نوٹ: 1

## آیت نمبر (122 تا 127)

ص غ ر

(س)

صَغَرًا  
فَعِيلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ چھوٹا۔ ﴿وَكُلُّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ مُّسْتَطَرٌّ ۝﴾ (54/ القمر: 53)  
”اور چھوٹا بڑا سب کچھ لکھا ہوا۔“

أَصْغَرَ فعل تفضیل ہے۔ زیادہ چھوٹا۔ ﴿لَا أَصْغَرَ مِنْ ذَلِكَ وَلَا أَكْبَرَ إِلَّا فِي كُتُبٍ مُبِينٍ﴾<sup>846</sup> (10/ یونس: 61) ”نہ اس سے زیادہ کوئی چھوٹی چیز ہے اور نہ ہی کوئی بڑی چیز ہے مگر یہ کہ وہ واضح کتاب میں ہیں۔“

صَغَارًا صَغَارٌ صَاغِرٌ (ک) حقیر ہونا۔ ذلیل ہونا۔ اسم ذات بھی ہے۔ زیر مطالعہ آیت۔ 124۔ اسم الفاعل ہے۔ چھوٹا ہونے والا۔ حقیر ہونے والا۔ ذلیل ہونے والا۔ ﴿إِنَّكَ مِنَ الصَّغِيرِينَ﴾<sup>847</sup> (7/ الاعراف: 13) ”بیشک تو حقیر و ذلیل ہونے والوں میں سے ہے۔“

ش ر ح

شَرَحًا (ف) (1) گوشت کے لمبے لمبے ٹکڑے کاٹ کر اسے پھیلا نا۔ پھر مطلقاً وسعت دینا، کشادہ کرنا کے لئے آتا ہے۔ ﴿الَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ﴾<sup>848</sup> (94/ انشراح: 1) ”کیا ہم نے کشادہ نہیں کیا آپ کے لئے آپ کے سینے کو۔“ (2) کسی کام یا مسئلہ کے گہرے مطالب کو کھولنا۔ پھر مطلقاً کھولنا کے لئے آتا ہے۔ زیر مطالعہ آیت۔ 125۔

إِشْرَحُ فعل امر ہے۔ تو کشادہ کر۔ تو کھول۔ ﴿قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي﴾<sup>849</sup> (20/ طہ: 25) ”اے میرے رب تو کھول دے میرے لئے میرے سینے کو۔“

ض ی ق

ضَيَّقًا ضَيِّقٌ ضَائِقٌ (ض) تنگ ہونا۔ گھٹنا۔ ﴿وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ﴾<sup>850</sup> (9/ التوبہ: 25) ”اور تنگ ہو گئی تم لوگوں پر زمین۔“ اسم ذات ہے۔ تنگی۔ گھٹن۔ ﴿وَلَا تَكُ فِي ضَيْقٍ مِّمَّا يَكُونُونَ﴾<sup>851</sup> (16/ النحل: 127) ”اور آپ مت پڑیں گھٹن میں اس سے جو یہ لوگ مکر کرتے ہیں۔“ اسم الفاعل ہے۔ تنگ ہونے والا۔ گھٹنے والا۔ ﴿فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ بَعْضُ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَضَائِقٌ بِهِ صَدْرُكَ﴾<sup>852</sup> (11/ ہود: 12) ”تو شاید کہ آپ چھوڑنے والے ہوں اس کے بعض کو جو وحی کیا جاتا ہے آپ کی طرف اور گھٹنے والا ہو اس سے آپ کا سینہ۔“

ضَيِّقٌ ضَيِّقًا (تفعیل) فَعِيلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ تنگ۔ زیر مطالعہ آیت۔ 125۔ تنگ کرنا۔ گھوٹنا۔ ﴿وَلَا تُضَاوِرْهُمْ لِيُضَيِّقُوا عَلَيْكَ﴾<sup>853</sup> (65/ الطلاق: 6) ”اور تم لوگ تکلیف مت دو ان کو تا کہ تنگ کرو ان کو۔“

ترکیب

(آیت: 122) نُورًا نَّكَرًا مَّخْصُوصًا ہے۔ اور يَمْنَشِي بِهِ اس کی خصوصیت ہے۔ مَثَلُهُ مُبْتَدَأٌ ہے۔ اور اس کی خبر محذوف ہے۔ لَيْسَ کا اسم ہو بھی محذوف ہے۔ كَانُوا يَعْمَلُونَ ماضی استمراری ہے۔ لیکن یہ آفاقی صداقت کا بیان ہے اس لئے اردو محاورہ میں اس کا ترجمہ حال میں ہوگا۔ (آیت: 123) اَكْبَرَ مُجَرِّمِيهَا مرکب اضافی ہے اور جَعَلَ کا مفعول اول ہے جبکہ اس کا مفعول ثانی محذوف ہے۔ (آیت: 124) سَيُضَيِّبُ کا مفعول الَّذِينَ أَجْرَمُوا ہے جبکہ صَغَارٌ اور عَذَابٌ شَدِيدٌ اس کے فاعل ہیں۔ فَمَنْ كَا مَن شرطیہ ہے اس لئے يُرَدُّ اور يَشْرَحُ مجزوم ہیں۔ يَجْعَلُ کا مفعول ثانی ضَيِّقًا ہے جبکہ حَرَجًا حال ہے۔ يَصْعَدُ دراصل مادہ ”ص ع ذ“ سے باب تفعیل کا مضارع يَتَصَعَّدُ ہے جو قاعدہ کے مطابق تبدیل ہو کر يَصْعَدُ استعمال ہوا ہے۔ اسی طرح يَتَكَبَّرُونَ بھی دراصل يَتَكَبَّرُونَ سے پہلے مُسْتَقْبَلًا حال ہے۔



أَوْ مَنْ	كَانَ	مَيِّتًا	فَأَحْيَيْنَاهُ	وَجَعَلْنَاهُ	لَهُ	نُورًا
اور کیا وہ، جو	تھا	مردہ	پھر ہم نے زندگی دی اس کو	اور ہم نے بنایا	اس کے لئے	ایک نور

يَنْشِئُ	بِهِ	فِي النَّاسِ	كَمَنْ	مَثَلُهُ	فِي الظُّلُمَاتِ	لَيْسَ بِخَارِجٍ
وہ چلتا پھرتا ہے	اس سے	لوگوں میں	اس کی مانند ہے	جس کے جیسا	اندھیروں میں ہے	(وہ) نکلنے والا نہیں ہے

مِنْهَا	كَذَلِكَ	زُيِّنَ	لِلْكَافِرِينَ	مَا	كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٣٦﴾	وَكَذَلِكَ
ان سے	اس طرح	سجایا گیا	کافروں کیلئے	اس کو جو	یہ لوگ کرتے ہیں	اور اس طرح

جَعَلْنَاهُ	فِي كُلِّ قَرْيَةٍ	أَكْبَرَ مُجْرِمِيهَا	لِيُكْفَرُوا	فِيهَا	وَمَا يَكْفُرُونَ	إِلَّا
ہم نے بنایا	ہر ایک بستی میں	اس کے مجرموں کے سردار	تاکہ وہ ساز باز کریں	اس میں	اور وہ ساز باز نہیں کرتے	مگر

بِأَنْفُسِهِمْ	وَ	مَا يَشْعُرُونَ ﴿٣٧﴾	وَإِذَا	جَاءَتْهُمْ	آيَةٌ	قَالُوا
اپنی جانوں پر	اس حالت میں کہ	وہ شعور نہیں رکھتے	اور جب بھی	آتی ہے ان کے پاس	کوئی نشانی	تو وہ لوگ کہتے ہیں

لَنْ نُؤْمِنَ	حَتَّىٰ	نُؤْتَىٰ	مِثْلَ مَا	أُوتِيَ	رُسُلُ اللَّهِ ۚ	اللَّهُ
ہم ہرگز ایمان نہیں لائیں گے	یہاں تک کہ	ہم کو دیا جائے	اس کے جیسا جو	دیا گیا	اللہ کے رسولوں کو	اللہ

أَعْلَمُ	حَيْثُ	يَجْعَلُ	رِسَالَتَهُ ۖ	سَيُصِيبُ	الَّذِينَ	
سب سے زیادہ جاننے والا ہے	(کہ) کہاں	وہ بنائے (یعنی رکھے)	اپنی رسالت کو	پہنچے گی	ان لوگوں کو جنہوں نے	

أَجْرُمُوا	صَغَارٌ	عِنْدَ اللَّهِ	وَعَذَابٌ شَدِيدٌ	بِهَا	كَانُوا يَكْفُرُونَ ﴿٣٨﴾	فَمَنْ
جرم کیا	ایک ذلت	اللہ کے پاس سے	اور ایک شدید عذاب	بسبب اس کے جو	یہ لوگ ساز باز کرتے ہیں	پس جس کے لئے

يُؤْرَدُ	اللَّهُ	أَنْ	يَهْدِيَهُ	يُشْرَحُ	صَدْرَكَ	لِلْإِسْلَامِ ۚ
ارادہ کرتا ہے	اللہ	کہ	وہ ہدایت دے اس کو	تو وہ کشادہ کر دیتا ہے	اس کے سینے کو	اسلام کے لئے

وَمَنْ	يُؤْرَدُ	أَنْ	يُضْلِلُهُ	يَجْعَلُ	صَدْرَكَ	صَافِيًا
اور جس کے لئے	وہ ارادہ کرتا ہے	کہ	وہ بھٹکا دے اس کو	تو وہ بنا دیتا ہے	اس کے سینے کو	تنگ،

حَرَجًا	كَأَنَّمَا	يَضَعُدُ	فِي السَّمَاءِ ۖ	كَذَلِكَ	يَجْعَلُ	اللَّهُ
تنگ ہوتے ہوئے	گویا کہ	وہ ہانپتے کانپتے چڑھتا ہے	آسمان میں	اس طرح	رکھ دیتا ہے	اللہ

الرِّجْسِ	عَلَى الَّذِينَ	لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٣٩﴾	وَهَذَا	صَرَاطُ رَبِّكَ	مُسْتَقِيمًا	
نجاست کو	ان لوگوں پر جو	ایمان نہیں لاتے	اور یہ	آپ کے رب کا راستہ ہے	سیدھا	

قَدْ فَضَّلْنَا	الْآيَاتِ	لِقَوْمٍ	يَذْكُرُونَ ﴿٥٦﴾	لَهُمْ	عَادُ السَّلَامِ 46
ہم نے تفصیل سے بیان کر دیا ہے	نشانوں کو	ایسے لوگوں کے لئے جو	نصیحت حاصل کرتے ہیں	ان کے لئے	سلامتی کا گھر ہے

عِنْدَ رَبِّهِمْ	وَهُوَ	وَلِيَّهُمْ	بِمَا	كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٥٧﴾	
ان کے رب کے پاس	اور وہ	ان کا کارساز ہے	بسبب اس کے جو	یہ لوگ کرتے ہیں	

## نوٹ: 1

یہاں موت سے مراد کفر کی زندگی ہے اور حیات سے مراد ایمان کی زندگی ہے۔ نور سے مراد وہ کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ نے حق و باطل کے درمیان امتیاز اور حلال و حرام کی تفصیل کے لئے اتاری ہے۔ ظلمات سے مراد ظنون و ادہام اور خواہشات و بدعات ہیں۔ (تدبر قرآن)۔

يَمَسُّهُ فِي النَّاسِ فرما کر اس طرف بھی ہدایت کر دی گئی ہے کہ نہ تو ایمان صرف کسی مسجد یا خانقاہ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے یہ نور دیا ہے وہ سب جگہ لوگوں کے رزم و بزم میں اس کو لئے پھرتا ہے اور ہر جگہ اس روشنی سے خود بھی فائدہ اٹھاتا ہے اور دوسروں کو بھی فائدہ پہنچاتا ہے۔ نور کسی ظلمت سے دب نہیں سکتا۔ ایک ٹمٹماتا ہوا چراغ بھی اندھیرے میں مغلوب نہیں ہوتا۔ اس کی روشنی تیز ہوتی ہے تو دور تک پھیلتی ہے، کم ہوتی ہے تو تھوڑی جگہ کو روشن کرتی ہے، مگر اندھیری پر نہر حال غالب ہی رہتی ہے۔ وہ روشنی ہی نہیں جو اندھیری سے مغلوب ہو جائے۔ اسی طرح وہ ایمان ہی نہیں جو کفر سے مغلوب یا مرعوب ہو جائے۔ یہ نور ایمانی انسانی زندگی کے ہر شعبہ، ہر حال اور ہر دور میں انسان کے ساتھ ہے۔ (معارف القرآن)

كَمَنْ مَثَلُهُ عربی محاورہ ہے جیسے ہم کہتے ہیں کہ تیرے جیسا آدمی تو یہ کام نہیں کر سکتا۔ اس سے ہماری اصل مراد یہ ہوتی ہے کہ تو یہ کام نہیں کر سکتا۔ اسی طرح عربی میں یہ کہنا کہ اس کی مانند جس کے جیسا اندھیروں میں ہے۔ اس سے اصل مراد یہی ہے کہ اس کی مانند جو اندھیروں میں ہے۔ (حافظ احمد یار صاحب مرحوم)۔

زُيِّنَ فعل مجہول ہے یعنی اس کا فاعل نامعلوم ہے اور یہ پتہ نہیں کہ سجانے والا کون ہے۔ لیکن انسانی ذہن تفتیش کرنے سے باز نہیں آتا اور سوچتا ہے کہ سجانے والا کون ہو سکتا ہے۔ تو یہ بات ذہن میں واضح کر لیں۔ کہ زُيِّنَ کا بھی فاعل حقیقی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اس دنیا میں جو کچھ بھی ہوتا ہے اس میں ہر کام کا فاعل حقیقی اللہ تعالیٰ ہی ہوتا ہے کیونکہ ہر کام اسی کے بنائے ہوئے اسباب و علل (CAUSE AND EFFECT) کے قوانین کے تحت ہوتا ہے۔

البتہ ہر کام کا ایک فاعل مجازی بھی ہوتا ہے۔ جس کو ترک و اختیار کی آزادی (FREEDOM OF CHOICE) اللہ تعالیٰ نے عطا کی ہوئی ہے۔ وہ اپنی آزاد مرضی سے کسی کام کو ترک کرتا ہے، کسی کو اختیار کرتا ہے اور اسی بنیاد پر وہ اپنے اعمال کا جوابدہ ہے اس لحاظ سے زُيِّنَ کے فاعل مجازی شیاطین جن و انس ہیں۔ یہ قرآن مجید کا اعجاز ہے کہ یہاں فعل مجہول لا کر اس نے سجانے کے عمل کے دونوں پہلوؤں کا احاطہ کر لیا ہے۔

صحابہ کرامؓ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ ہم کیسے پہچانیں کہ کسی کو شرح صدر حاصل ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ اس کا پتہ اس بات سے چلے گا کہ کون دارالآخرت کی طرف جھکا ہوا ہے اور دنیا کے تمتعات سے کس قدر دور رہتا ہے اور موت آنے سے پہلے ہی موت کے لئے خود کو کسی قدر تیار کر رکھا ہے۔ (ابن کثیر)

## آیت نمبر (128 تا 135)

846

ترکیب

(آیت: 128) يَحْشُرُهُمْ كِي ضَمِيرِ فاعلي گزشتہ آیت ميں رَبِّهِمْ كے لئے ہے۔ جَمِيعًا تاكيد كے لئے ہے اور اس كے آگے فَيَقُولُ مخدوف ہے۔ الْجِنَّ وَالْإِنْسِ پر لام جنس ہے۔ (آیت: 130) يُنْذِرُونَ كا مفعول اول كُمْ ہے اور مفعول ثانی لِقَاءَ ہے۔ (آیت: 133) أَلْغَنِي صفت ہے۔ رَبُّ كى اور يہ پورا مركب اضافى مبتداء ہے، جبكہ ذوالرَحْمَةِ اس كى خبر ہے۔ الْآخِرِينَ مضاف اليہ قَوْمِ كى صفت ہے۔ (آیت: 134) أَتِ اسم الفاعل ہے اور إِنَّ كى خبر ہونے كى وجہ سے حالت رفع ميں ہے جب كہ إِنَّ كا اسم مَأْتُوْا عَدُوْنَ ہے۔ تُوْعَدُونَ مجہول ہے۔ ثلاثى مجرد اور باب افعال كے مجہول ہم شكل ہو جاتے ہيں۔ اس كو اگر ثلاثى كا مجہول مانیں تو معنى ہوں گے ”وعدہ ديئے جاتے ہو۔“ اگر افعال كا مجہول مانیں تو معنى ہوں گے ”دھمكائے جاتے ہو يا ڈرائے جاتے ہو۔“ دونوں طرح سے ترجمہ كو درست مانا جائے گا۔ (آیت: 135) عَاقِبَةُ كى صفت مخدوف ہے اور الدَّارِ پر لام تعريف ہے۔ إِنَّهُ ضمير الشان ہے۔

## ترجمہ

وَيَوْمَ	يَحْشُرُهُمْ	جَمِيعًا	يَبْعَثُ الْجِنَّ	قَدْ اسْتَكْثَرْتُمْ	مِّنَ الْإِنْسِ
اور جس دن	وہ اکٹھا کرے گا ان لوگوں كو	سب كے سب كو	(پھر کہے گا) اے جنوں كے گروہ	تم نے بہت جمع كيا ہے	انسانوں ميں سے

وَقَالَ	أُولَئِكَ هُمْ	مِّنَ الْإِنْسِ	رَبَّنَا	اسْتَمْتَعَ	بَعْضُنَا
اور کہیں گے	ان كے ساتھی	انسانوں ميں سے	اے ہمارے رب	فائدہ اٹھایا	ہمارے بعض نے

وَبَلَّغْنَا	أَجَلَنَا الَّذِي	أَجَلْتِ	لَنَا	قَالَ	النَّارُ
اور ہم پہنچے	اپنی اس مدت كو جو	تو نے وقت مقرر كى	ہمارے لئے	وہ (يعنى اللہ) کہے گا	آگ

خَالِدِينَ	فِيهَا	إِلَّا	مَا	شَاءَ	اللَّهُ
ہميشہ رہنے والے ہوتے ہوئے	اس ميں	مگر	وہ جو	چاہے	اللہ

رَبِّكَ	حَكِيمٌ	عَلِيمٌ	وَكَذَلِكَ	نُوحِي	بَعْضَ الظَّالِمِينَ
آپ كا رب	حکمت والا ہے	جاننے والا ہے	اور اس طرح	ہم پھير دیں گے (يعنى ساتھ ملا دیں گے)	ظالموں كے بعض كو

بَعْضًا	بِمَا	كَانُوا يَكْسِبُونَ	يَبْعَثُ الْجِنَّ وَالْإِنْسِ	أَ	لَمْ يَأْتِكُمْ
بعض كے ساتھ	بسبب اس كے جو	وہ كمائى كرتے تھے	اے انسانوں اور جنوں كے گروہ	كيا	نہیں پہنچے تمہارے پاس

مِّنْكُمْ	يَقْضُونَ	عَلَيْكُمْ	الْبَيْتِ	وَيُنْذِرُكُمْ	لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا
تم ميں سے	وہ بيان كرتے تھے	تم پر	ميرى آيتوں (يعنى هدايات) كو	اور خبردار كرتے تھے تم كو	تمہارے اس دن كے ملاقات كرنے سے

قَالُوا	شَهِدْنَا	عَلَىٰ أَنْفُسِنَا	وَعَزَّيْنَاهُمْ	الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا	وَشَهِدُوا <sup>846</sup>
وہ کہیں گے	ہم نے گواہی دی	اپنی جانوں کے خلاف	اور (یہ کہ) ان کو دھوکہ دیا	دنیاوی زندگی نے	اور وہ گواہی دیں گے

عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ	أَنَّهُمْ	كَانُوا	كَفِرِينَ ۝۱۳	ذٰلِكَ	أَنْ	لَّمْ يَكُنْ
اپنی جانوں کے خلاف	کہ وہ	تھے	کفر کرنے والے	یہ	کہ	تھا ہی نہیں

رَبُّكَ	مُهِلِكَ الْقُرَىٰ	يُظْلِمُ	وَ	أَهْلَهَا	غَفْلُونَ ۝۱۴	وَلِكُلِّ
آپ کا رب	بستیوں کو ہلاک کرنے والا	ظلم سے	اس حال میں کہ	اس کے لوگ	غافل ہوں	اور ہر ایک کیلئے

دَرَجَاتٍ	وَمِمَّا	عَمِلُوا	وَمَا رَبُّكَ	بِغَافِلٍ	عَمَّا	يَعْمَلُونَ ۝۱۵
درجے ہیں	اس میں سے جو	انہوں نے عمل کئے	اور آپ کا رب نہیں ہے	غافل	اس سے جو	یہ لوگ عمل کرتے ہیں

وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ	ذُو الرَّحْمَةِ ۝۱۶	إِنْ	يَشَاءُ	يُذْهِبْكُمْ	وَيَسْتَخْلِفْ	مِنْ بَعْدِكُمْ
اور آپ کا بے نیاز رب	رحمت والا ہے	اگر	وہ چاہے	تو لے جائے تم لوگوں کو	اور جانشین بنائے	تمہارے بعد

مَا	يَشَاءُ	كَمَا	أَنْشَأَكُمْ	مِنْ ذُرِّيَّةٍ قَوْمٍ آخَرِينَ ۝۱۷	إِنْ	مَا تُوْعَدُونَ
جس کو	وہ چاہے	جیسے کہ	اس نے پیدا کیا تم کو	ایک دوسری قوم کی اولاد سے	پیشک	جس چیز سے تم کو ڈرایا جاتا ہے وہ

لَا إِلٰهَ	وَمَا أَنْتُمْ	بِمُعْجِزِينَ ۝۱۸	قُلْ	يُقَوْمُ	اعْمَلُوا	عَلَىٰ مَكَاتِبِكُمْ
یقیناً آنے والی ہے	اور تم لوگ نہیں ہو	عاجز کرنے والے	آپ کہئے	اے میری قوم	تم لوگ عمل کرو	اپنی جگہ پر

إِنِّي	عَامِلٌ ۚ	فَسَوْفَ	تَعْلَمُونَ ۚ	مَنْ	تَكُونُ	لَهُ
پیشک میں (بھی)	ایک عمل کرنے والا ہوں	تو عنقریب	تم لوگ جان لو گے	(کہ) کون ہے،	ہوگا	جس کے لئے

عَاقِبَةُ الدَّارِ ۚ	إِنَّكَ	لَا يَفْلَحُ	الظَّالِمُونَ ۝۱۹			
گھر کا (اچھا) انجام	حقیقت یہ ہے کہ	فلاح نہیں پاتے	ظلم کرنے والے			

آیت نمبر 130 سے معلوم ہوتا ہے کہ انسانوں اور جنوں، دونوں میں رسول آئے تھے۔ لیکن اس ضمن میں علماء کی رائے مختلف ہیں۔ بعض کا کہنا ہے کہ رسول اور نبی صرف انسان ہی ہوئے ہیں۔ جنوں میں سے کوئی بلا واسطہ رسول نہیں ہوا۔ بلکہ ایسا ہوا ہے کہ انسانی رسول کا کلام اپنی قوم کو پہنچانے کے لئے جنوں میں سے کچھ لوگ ہوتے ہیں۔ جو درحقیقت رسولوں کے قاصد اور پیغامبر ہوتے تھے۔ مجازی طور پر ان کو بھی رسول کہہ دیا جاتا ہے ایک رائے یہ ہے کہ خاتم الانبیاء ﷺ سے پہلے انسانوں میں انسانی رسول آتے تھے۔ اور جنوں میں انہیں میں سے رسول ہوتے تھے۔ ہمارے نبی کریم ﷺ کی یہ خصوصیت ہے کہ آپ گوسارے عالم کے انسانوں اور جنوں کا رسول بنا کر بھیجا گیا اور وہ بھی کسی ایک زمانے

نوٹ: 1

کے لیے نہیں بلکہ قیامت تک پیدا ہونے والے تمام جن وانس آپ کی امت ہیں۔ ایک اور رائے یہ ہے کہ جب یہ ثابت ہے کہ انسانوں سے پہلے زمین پر جن آباد تھے اور وہ بھی انسانوں کی طرح احکام شرع کے مکلف ہیں تو از روئے عقل ضروری ہے کہ ان میں بھی رسول اور پیغمبر ہوں۔ (معارف القرآن)

### آیت نمبر (136 تا 140)

ذ ر ع

(ف) ذُرِّا اللہ تعالیٰ کا اپنے ارادے کو ظاہر کرنا۔ (۱) پیدا کرنا۔ (زیر مطالعہ آیت - 136) (۲) بکھیرنا۔ پھیلانا۔ ﴿وَمَا ذَرَأَا لَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُخْتَلِفًا أَلْوَانُهُ﴾ (16/ النمل: 13) اور وہ جو اس نے بکھیرا تمہارے لیے زمین میں مختلف ہوتے ہوئے ان کے رنگ۔‘

(آیت - 136) جَعَلُوا کا مفعول نَصِيبًا ہے۔ (آیت - 137) زَيَّنَ کا مفعول قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ اور اس کا فاعل شُرَكَاءُهُمْ (آیت - 138) هَذِهِ مبتدا ہے۔ اَنْعَامٌ اور حَرْثٌ اس کی خبریں ہیں جبکہ حَجْرٌ ان دونوں کی صفت ہے۔ اس کے آگے اَنْعَامٌ دو مرتبہ آیا ہے اور دونوں جگہ یہ نکرہ مخصوصہ ہے۔ اِفْتِرَاءٌ حال ہے اور عَلَيْهِ کی ضمیر اللہ کے لیے ہے۔ (آیت - 139) مَا موصولہ مبتدا ہے۔ فِي بَطْنٍ هَذِهِ اَلْاَنْعَامِ قائم مقام خبر ہے۔ اس کی خبر مَوْجُودٌ مخدوف ہے جبکہ خَالِصَةٌ اور مُحَرَّمٌ صفت ہیں۔ ان آیات میں مشرکین کی مستقل عادت کا بیان ہے اس لیے اردو محاورہ کی ضرورت کے تحت افعال ماضی کا ترجمہ حال میں ہوگا۔

ترکیب

### ترجمہ

وَجَعَلُوا	لِلّٰهِ	مِمَّا	ذَرَأَا	مِنَ الْحَرْثِ	وَالْاَنْعَامِ	نَصِيبًا
اور وہ لوگ بناتے ہیں	اللہ کے لیے	اس میں سے جو	اس نے پیدا کیا	کھیتی میں سے	اور مویشیوں میں سے	ایک حصہ
فَقَالُوا	هٰذَا	لِلّٰهِ	بِزَعِيهِمْ	وَهٰذَا	لِشُرَكَائِنَا	فَمَا
پھر کہتے ہیں	یہ	اللہ کے لیے ہے	ان کے گمان میں	اور یہ	ہمارے شریکوں کے لیے ہے	پس جو
كَانَ	لِشُرَكَائِهِمْ	فَلَا يَصِلُ	إِلَى اللّٰهِ	وَمَا	كَانَ	لِلّٰهِ
ہوتا ہے	ان کے شریکوں کے لیے	تو وہ نہیں پہنچتا	اللہ تک	اور جو	ہوتا ہے	اللہ کے لیے
فَهُوَ يَصِلُ	إِلَى شُرَكَائِهِمْ	سَاءَ	مَا	يَحْكُمُونَ	وَكَذٰلِكَ	زَيَّنَ
تو وہ پہنچتا ہے	ان کے شریکوں تک	کتنا برا ہے	وہ جو	یہ لوگ فیصلہ کرتے ہیں	اور اس طرح	سجایا
لِكَثِيرٍ	مِّنَ الْمُشْرِكِينَ	قَتَلَ اَوْلَادِهِمْ	شُرَكَاءُهُمْ	لِيُؤَدُّوهُمْ		
بہتوں کے لیے	شرک کرنے والوں میں سے	اپنی اولاد کے قتل کرنے کو	ان کے شریکوں نے	تاکہ وہ تباہ و برباد کریں ان کو		
وَلِيُؤْسُوا	عَلَيْهِمْ	وَيُنْهَضُوا	وَلَوْ	شَاءَ	اللّٰهُ	مَا فَعَلُوهُ
اور تاکہ وہ گدگد کریں	ان پر	ان کے دین کو	اور اگر	چاہتا	اللہ	تو وہ نہ کرتے اس کو



فَذَرَهُمْ	وَمَا	يَفْتَرُونَ ﴿٦٥﴾	وَقَالُوا	هَذِهِ	أَنْعَامٌ وَحَرْتُ جُحْرٌ ط
پس آپ چھوڑ دیں ان کو	اور اس کو جو	وہ گھڑتے ہیں	اور وہ لوگ کہتے ہیں	یہ	یہ ممنوع مویشی اور کھیتی ہیں

لَا يَطْعَمُهَا	إِلَّا	مَنْ	نَشَاءُ	بِرِزْعِهِمْ	وَأَنْعَامٌ	حُرِّمَتْ
نہیں کھاتا اس کو	مگر	وہ جسے	ہم چاہیں	ان کے گمان میں	اور مویشی	حرام کیا گیا

ظُهُورُهَا	وَأَنْعَامٌ	لَا يَذْكُرُونَ	اسْمَ اللَّهِ	عَلَيْهَا	افْتِرَاءً	عَلَيْهِ ط
جن پر سوار ہونا	اور مویشی	وہ لوگ یاد نہیں کرتے	اللہ کا نام	جن پر	گھڑتے ہوئے	اس پر (یعنی اللہ پر)

سَيَجْزِيهِمْ	بِمَا	كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿٦٦﴾	وَقَالُوا	مَا	فِي بُطُونِ هَذِهِ الْأَنْعَامِ
وہ بدلہ دے گا ان کو	بسبب اس کے جو	وہ لوگ گھڑتے ہیں	اور وہ لوگ کہتے ہیں	وہ جو	ان مویشیوں کے پیٹوں میں ہے

خَالِصَةً	لِّذُنُورِنَا	وَمُحَرَّمٌ	عَلَىٰ أَزْوَاجِنَا	وَإِنْ	يَكُنْ	مَّيْتَةً
خاص ہے	ہمارے مردوں کے لیے	اور حرام کیا ہوا ہے	ہماری بیویوں پر	اور اگر	وہ ہو	مردہ

فَهُمْ	فِيهِ	شُرَكَاءُ ط	سَيَجْزِيهِمْ	وَصَفَّهُمْ ط	إِنَّهُ	حَكِيمٌ
تو وہ (سب)	اس میں	شریک ہیں	وہ بدلہ دے گا ان کو	ان کی صفت بیان کرنے کا	یقیناً وہ	حکمت والا ہے

عَلَيْهِمْ ﴿٦٧﴾	قَدْ خَسِرَ	الَّذِينَ	قَتَلُوا	أَوْلَادَهُمْ	سَفَهًا	بِغَيْرِ عِلْمٍ
جاننے والا ہے	خسارے میں پڑ چکے ہیں	وہ لوگ جنہوں نے	قتل کیا	اپنی اولاد کو	اجتناب سے ہوتے ہوئے	کسی علم کے بغیر

وَحَرَّمُوا	مَا	رَزَقَهُمُ	اللَّهُ	افْتِرَاءً	عَلَى اللَّهِ ط	قَدْ ضَلُّوا
اور حرام کیا	اس کو جو	رزق دیا ان کو	اللہ نے	گھڑتے ہوئے	اللہ پر	وہ لوگ بھٹک چکے ہیں

وَمَا كَانُوا	مُهْتَدِينَ ع
اور وہ نہیں ہیں	ہدایت پانے والے

## نوٹ: 1

مشرکین رواج کے مطابق اللہ کے نام پر کچھ نکال تو دیتے لیکن اگر اتفاق سے کسی بت کے نام کی بکری مرگئی یا چوری ہوگئی یا اس کے نام کا غلہ چوہے کھا گئے، تو اس کی تلافی لازماً خدا کے حصے میں سے کردی جاتی اور اگر اسی قسم کی کوئی آفت خدا کے نام پر نکالے ہوئے حصے پر آ جاتی تو یہ ممکن نہیں کہ اس کی تلافی معبودوں کے حصے کے مال سے کرنے کی جرأت کریں۔ (تدبر قرآن)

ان توہمات کی اصل جڑ کیا ہے، اس کو سمجھنے کے لیے یہ جان لینا بھی ضروری ہے کہ جو حصہ خدا کے نام پر نکالا جاتا ہے وہ فقیروں، مسکینوں وغیرہ پر خرچ کیا جاتا ہے اور جو حصہ شریکوں کے لیے نکالا جاتا ہے وہ یا تو براہ راست مذہبی طبقوں کے پیٹ میں جاتا ہے یا نذر و نیاز اور چڑھاویے کی صورت میں بالواسطہ مجاوروں تک پہنچ جاتا ہے۔ اس لیے مذہبی پیشواؤں نے مسلسل تلقین سے جاہلوں کے دل میں یہ بات بٹھا دی ہے کہ خدا کے حصے میں کمی ہو جائے تو کوئی مضائقہ نہیں، لیکن ”خدا کے پیاروں“ کے حصے میں کمی نہ ہونی چاہیے۔ (تفہیم القرآن)

## آیت نمبر (141 تا 144)

846

ز ر ع

(ف) زَرَعًا

کھیتی کو اگانا۔ ﴿اَفَرَأَيْتُمْ مِمَّا تَحْرُثُونَ ۖ ؕ اَنْتُمْ تَزْرَعُونَهَا اَمْ نَحْنُ الزَّارِعُونَ ۝﴾ (56/الواقعة: 63 تا 64) ”تو کیا تم لوگوں نے غور کیا اس پر جو تم لوگ بوتے ہو۔ کیا تم لوگ اگاتے ہو اس کو یا ہم اگانے والے ہیں۔“

زَارِعٌ

زَرَّاعٌ

فَاعِلٌ کے وزن پر اسم الفاعل ہے۔ اگانے والا۔  
(ج) زُرَّاعٌ۔ فَعَّالٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ بار بار اگانے والا یعنی کسان۔ ﴿يُعْجِبُ الزُّرَّاعُ﴾ (48/الفتح: 29) ”بھلی لگتی ہے کسانوں کو۔“

زَرَعٌ

(ج) زُرْعٌ۔ اسم ذات ہے۔ اصلاً اُگی ہوئی چیز کو کہتے ہیں پھر عرف عام میں کھیتی کہہ دیتے ہیں۔ ﴿وَزُرُوعٍ وَنَحْلٍ طَلْعُهَا هَضِيمٌ ۝﴾ (26/الشعراء: 148) ”اور کھیتیوں میں اور کھجوروں میں جن کی کوئیل ملائم ہے۔“

ح ص د

(ن-ض) حَصَادًا

(ا) کھیتی کاٹنا۔ (ا) کسی چیز کو تھس نہس کرنا۔ ﴿فَمَا حَصَدْتُمْ فَذَرُوهُ فِي سُنْبُلِهِ﴾ (12/یوسف: 47) ”پھر جو تم لوگ کاٹو تو اس کو چھوڑ دو اس کی بال میں۔“

حَصِيدٌ

فَعِيلٌ کے وزن پر صفت ہے اسم المفعول کے معنی میں (ا) کاٹا ہوا (۲) تھس نہس کیا ہوا۔ ﴿فَاَنْتَبْنَا بِهِ جَنَّتٍ وَحَبَّ الْحَصِيدِ ۝﴾ (50/بقی: 9) ”پھر ہم نے اگائے اس سے باغات اور کاٹا جانے والا اناج۔“  
﴿ذٰلِكَ مِنْ اَنْبَاءِ الْقُرٰى نَقُصُّهٗ عَلَيْكَ مِنْهَا قَابِلٌ وَّحَصِيْدٌ ۝﴾ (11/ہود: 100) ”یہ بستیوں کی خبروں میں سے ہے، ہم بیان کرتے ہیں ان کو آپ پر ان میں سے کچھ قائم ہیں اور کچھ تھس نہس کی ہوئی ہیں۔“

ض ء ن

(ف) ضَاغًا

ضَاغٌ

دنبوں کو بکریوں سے الگ کرنا۔  
اسم جنس ہے۔ دنبہ، بھیڑ۔ زیر مطالعہ آیت۔ 143۔

م ع ز

(ف) مَعَزًا

مَعَزٌ

بکریوں کو بھیڑیوں سے الگ کرنا۔  
اسم جنس ہے۔ بکری۔ زیر مطالعہ آیت۔ 143۔

ش م ل

(ن) شَمَلًا

شَمَلًا

بائیں جانب لینا۔  
کسی چیز کو کسی چیز میں لپیٹنا۔

(ج) شَمَائِلٌ۔ بائیں جانب ﴿وَنُقَلِّبُھُمْ ذَاتَ الْیَمِیْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ۖ﴾ (18/الکہف: 18) ”اور پلٹتے ہیں ان کو دائیں جانب والی (کروٹ) اور بائیں جانب والی۔“ ﴿وَعَنْ اَیْمَانِھُمْ وَ عَنْ شِمَائِلِھُمْ ۖ﴾ (7/الاعراف: 17) ”اور ان کے دائیں جانب سے اور ان کے بائیں جانب سے۔“

اِشْتِمَالًا

(افعال)

ع ب ل

(س) اَبَلًا

اِبِلٌ

اونٹوں کا اچھی طرح انتظام کرنا۔  
اسم جنس ہے۔ اونٹ۔ زیر مطالعہ آیت۔ 144۔

آبَابِلُ

اونٹوں کا قطار و قطار چلنا۔ اس کا استعمال عام ہے۔ کسی کا بھی قطار و قطار چلنا۔ جہنڈ و جہنڈ اڑنا۔  
﴿وَأَرْسَلْ عَلَيْهِمْ طَيْرًا أَبَابِيلَ﴾ (105/ انفیل: 3) ”اور اس نے بھیجا ان پر جہنڈ و جہنڈ پرندوں کو۔“

ترکیب

(آیت- 141) اَنْشَاَ کا مفعول ہونے کی وجہ سے جَنَّتِ مَعْرُوشَتِ حال نصب میں ہے جبکہ غَيْرُ مَعْرُوشَتِ میں غَيْرِ کا مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے مَعْرُوشَتِ حالت جر میں ہے اور یہ مرکب اضافی بھی اَنْشَاَ کا مفعول ہے اس لیے غَيْرِ پر نصب آئی ہے۔ اس کے آگے اَلنَّخْلُ۔ اَلزَّرْعُ۔ اَلزَّيْتُونُ اور اَلرَّمَامَانِ یہ سب بھی اَنْشَاء کے مفعول ہیں۔ حَقَّہ کی ضمیر ہو اَلَّذِي یعنی اللہ کے لیے ہے (آیت- 142) مِنَ الْاَنْعَامِ سے پہلے اَنْشَاء محذوف ہے۔ اسی طرح ثَلٰثِيَّةِ اَزْوَاجِ میں ثَلٰثِيَّةِ کی نصب بتا رہی ہے کہ اس سے پہلے بھی اَنْشَاء محذوف ہے۔ اَلذَّكَرَيْنِ حَرَمَ کا مفعول مقدم ہے جب کہ اَلْاُنْثَيَيْنِ اور اَمَّا (جو دراصل اَمَّا ہے)۔ بھی حَرَمَ کے مفعول ہیں۔ كُنْتُمْ کا اسم اس میں شامل اَنْتُمْ کی ضمیر ہے اور شُہداء اس کی خبر ہے۔

ترجمہ

وَهُوَ	اَلَّذِي	اَنْشَاَ	جَنَّتِ مَعْرُوشَتِ	وَعَيْرُ مَعْرُوشَتِ	وَالنَّخْلُ	وَالزَّرْعُ	مُخْتَلِفًا
اور وہ	وہ ہے جس نے	پیدا کیے	چھپر پر ڈالے ہوئے باغات کو	اور چھپر پر نہ ڈالے ہوئے کو	اور کھجور کو	اور کھیتی کو	مختلف ہوتے ہوئے

اُكْلُهُ	وَالزَّيْتُونُ	وَالرَّمَامَانِ	مُتَشَابِهًا	وَعَيْرُ مُتَشَابِهٍ	كُلُّوا	مِنْ ثَمَرِهِ
اس کا پھل	اور زیتون کو	اور انار کو	باہم مشابہ ہونے والے	اور باہم مشابہ نہ ہونے والے	تم لوگ کھاؤ	اس کے پھل میں سے

اِذَا	اَشْرَرَ	وَاَتَوْا	حَقَّہ	يَوْمَ حَصَادِهِ	وَلَا تُسْرِفُوا
جب بھی	وہ پھل وے	اور تم لوگ وو	اس کا حق	اس کی فصل کاٹنے کے دن	اور ضرورت سے زیادہ مت خرچ کرو

اِنَّكَ	لَا يُحِبُّ	اَلْمُسْرِفِينَ	وَمِنَ الْاَنْعَامِ	حَمُولَةً
بیشک وہ	پسند نہیں کرتا	ضرورت سے زیادہ خرچ کرنے والوں کو	اور (اس نے پیدا کیے) مویشیوں میں سے	کوئی بکثرت بوجھ اٹھانے والا

وَقَرَّشَا	كُلُّوا	وَمِمَّا	رَزَقَكُمُ	اَللّٰهُ	وَلَا تَتَّبِعُوا	خُطُوَاتِ الشَّيْطٰنِ
اور کوئی بچھا ہوا	تم لوگ کھاؤ	اس میں سے جو	رزق دیا تم کو	اللہ نے	اور تم لوگ پیروی مت کرو	شیطان کے نقوش قدم کی

اِنَّكَ	لَكُمْ	عَدُوٌّ مُّبِينٌ	ثَلٰثِيَّةِ اَزْوَاجٍ	مِنَ الصَّانِ	اِثْنَيْنِ
بیشک وہ	تمہارے لئے	ایک کھلا دشمن ہے	(اس نے پیدا کئے) آٹھ جوڑے	بھیڑ میں سے	دو

وَمِنَ الْمَعَزِ	اِثْنَيْنِ	قُلْ	اَلذَّكَرَيْنِ	حَرَمَ	اَمْرٍ	اَلْاُنْثَيَيْنِ
اور بکری میں سے	وو	آپؐ کہیے (یعنی پوچھیے)	کیا دو مذکر کو	اس نے حرام کیا	یا	دو مونث کو

اَمَّا	اَشْتَمَكْتُ	عَلَيْهِ	اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ	نِعَوْنِي	يَعْلَمُ	اِنْ
یا اس کو	لپٹیں	جس پر	دو مونث کو بچہ داناں	تم لوگ بتاؤ مجھ کو	کسی علم یعنی (سند) سے	اگر

كُنْتُمْ	صِدِّقِينَ ۞	وَمِنَ الْإِبِلِ	اِثْنَيْنِ	وَمِنَ الْبَقَرِ	اِثْنَيْنِ ط	قُلْ
تم لوگ	سچ کہنے والے ہو	اور اونٹ میں سے	دو	اور گائے میں سے	دو	آپ پوچھیے
آلَ الذِّكْرِينَ	حَرَمَ	أَمْ	الْأُنثَيَيْنِ	أَمَّا	اشْتَمَلَتْ	عَلَيْهِ
کیا دونوں کو	اس نے حرام کیا	یا	دو مونث کو	یا اس کو	لپٹیں	جس پر
أَرْحَامُ الْأُنثَيَيْنِ ا	أَمْ	كُنْتُمْ	شُهَدَاءَ	إِذْ	وَضَعْتُمْ	اللَّهُ
دو مونث کی بچہ دانیاں	یا	تم لوگ	موجود تھے	جب	تاکید کی تم کو	اللہ نے
بِهَذَا ۞	فَمَنْ	أَظْلَمُ	مَبْنٍ	افْتَرَى	عَلَى اللَّهِ	كَذِبًا
اس کی	پس کون	زیادہ ظالم ہے	اس سے جس نے	گھڑا	اللہ پر	ایک جھوٹ
لِيُضِلَّ	النَّاسَ	بِغَيْرِ عِلْمٍ ط	إِنَّ	اللَّهُ	لَا يَهْدِي	الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۞
تاکہ وہ گمراہ کرے	لوگوں کو	کسی علم کے بغیر	بیشک	اللہ	ہدایت نہیں دیتا	ظلم کرنے والے گروہ کو

## نوٹ: 1

اسراف کا مطلب ہے کسی بھی کام میں حد سے تجاوز کرنا۔ لیکن دین اسلام کی ایک اصطلاح بھی ہے جس کا مطلب ہے کسی جائز ضرورت پر ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا۔ مثلاً کپڑا پہننا جائز ضرورت ہے۔ کسی کے پاس اگر وہ چار جوڑے کپڑے ہوں تو یہ ضرورت ہو جاتی ہے۔ لیکن کسی کی الماری میں اگر اتنے جوڑے لٹکے ہوں کہ صبح کو یہ فیصلہ کرنا ممکن ہو جائے کہ آج کون سا جوڑا پہنا جائے تو یہ اسراف ہے۔ اسراف سے اللہ نے منع کیا ہے۔ اس میں یہ حکمت یہ سمجھ میں آتی ہے کہ جو شخص اپنی ضروریات سے زیادہ خرچ کرتا ہے، اس سے رشتہ داروں اور غریبوں کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی ہوتی ہے۔ اس طرح کوئی شخص اپنا سب کچھ اللہ کی راہ میں خرچ کر کے خود خالی ہو کر بیٹھ جائے تو وہ اپنے اہل و عیال کے اور خود اپنے نفس کے حقوق ادا نہیں کر سکتا۔ اس لئے اسراف اسی شکل میں ہو، وہ اللہ کو پسند نہیں ہے۔

068

## آیت نمبر (145 تا 150)

ظ ف ر

(ض)	ظَفَرًا	چہرے پر ناخن مارنا۔
(س)	ظَفَرٌ	اسم ذات ہے۔ ناخن۔ زیر مطالعہ آیت۔ 146۔
(انفال)	ظَفَرًا	مقصد میں کامیاب ہونا۔
	إِظْفَارًا	کامیاب کرنا۔ غالب کرنا۔ ﴿مِنْ بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَ كُمْ عَلَيْهِمْ ط﴾ (48/ الفتح: 24) ”اس کے بعد کہ اس نے غالب کیا تم کو ان پر۔“

ش ح م

(ف)	شَحْمًا	چربی کھانا۔
	شَحْمٌ	اسم جنس بھی ہے۔ واحد شَحْمَةٌ، جمع شُحُومٌ، چربی۔ زیر مطالعہ آیت۔ 146۔

ح و ی

(ض)	حَوَايَةً	جمع کرنا۔ قبضہ کرنا۔
	حَوًى	مؤنث حَوِيَّةٌ ج حَوَايَا۔ چھوٹا حوض۔ انتہی۔ زیر مطالعہ آیت۔ 146۔
	حَوًى	سبزی مائل سیاہ ہونا۔
	أَحْوَى	افعل الوان و عیوب ہے۔ سبزی مائل سیاہ ﴿فَجَعَلَهُ غُثَاءً أَحْوَى ط﴾ (87/ الاعلیٰ: 5) ”پھر اس نے کر دیا اس کو سیاہ کوڑا۔“

ہ ل م

	هَلَمَّ	ثلاثی مجرد سے فعل نہیں آتا۔
		اسم فعل ہے۔ (ا) حاضر کرو۔ لے آؤ۔ زیر مطالعہ آیت۔ 150 (۲) چلے آؤ۔ ﴿وَالْقَائِلِينَ لِإِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ إِلَيْنَا﴾ (33/ الاحزاب: 18) ”اور کہنے والے اپنے بھائیوں سے چلے آؤ ہماری طرف۔“

ترکیب

(آیت۔ 145) مَيِّتَةً۔ دَمًا مَسْفُوحًا۔ لَحْلَمَ خِنْزِيرٍ اور فُسْقًا، یہ سب یَكُونُ کی خبر ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہیں۔ فُسْقًا نکرہ مخصوصہ بھی ہے اور اُھْلٌ لِغَيْرِ اللّٰهِ بہ اس کی خصوصیت ہے۔ غَيْرٌ بَاغٍ وَلَا عَادٍ حال ہیں اس لیے غَيْرٌ پر نصب آئی ہے۔ (آیت۔ 146) حَمَلْتُ کا مفعول مَا ہے۔ جبکہ ظُهُورُ هُمَا اور أَحْوَايَا اس کے فاعل ہیں۔ (آیت۔ 148) تُخْرِجُوا فِعْل امر نہیں ہے۔ اگر فعل امر ہوتا تو آخرِ جُوا آتا ہے۔ یہ مضارع تُخْرِجُونَ تھا جو فاسیہ کی وجہ سے حالت نصب میں آیا ہے۔ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ مبتدا مؤخر ہے اور لِلّٰهِ قائم مقام خبر مقدم ہے۔ يَعْدِلُونَ کا مفعول غَيْرِ اللّٰهِ محذوف ہے۔

ترجمہ

قُلْ	لَا أَحَدُ	فِي مَا	أَوْجَى	إِلَى	مَحَرَّمًا	عَلَى طَائِعٍ
آپ کہہ دیجئے	میں نہیں پاتا	اس میں جو	وجی کیا گیا	میری طرف	حرام کیا ہوا	کسی کھانے والے پر



يُطْعَمَهُ	إِلَّا أَنْ	يَكُونُ	مَيْتَةً	أَوْ	دَمًا مَسْفُوحًا	أَوْ
وہ کھاتا ہے جس کو	سوائے اس کے کہ	وہ ہو	کوئی مردہ	یا	بہایا ہوا خون	یا

لَحْمَ خَنزِيرٍ	فَأَنَّهُ	رَجُسٌ	أَوْ	فُسْقًا	أَهْلًا	لِغَيْرِ اللَّهِ	بِهِ	فَمَنْ	اضْطَرَّ
سور کا گوشت	پس بیشک یہ	نجاست ہے	یا	ایسی نافرمانی	(کہ) پکارا گیا	غیر اللہ کے لیے	جس پر	پھر جو	مجبور کیا گیا

غَيْرَ بَاغٍ	وَلَا عَادٍ	وَأَنَّ	رَبَّكَ	عَفُورٌ	رَّحِيمٌ
بغیر باغی ہوتے ہوئے	اور نہ حد سے تجاوز کرنے والا ہوتے ہوئے	تو بیشک	آپ کا رب	بے انتہا بخشنے والا	ہمیشہ رحم کرنے والا ہے

وَعَلَى الَّذِينَ	هَادُوا	حَرَمْنَا	كُلَّ ذِي ظُلْفٍ	وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ	حَرَمْنَا	عَلَيْهِمْ
اور ان لوگوں پر جو	یہودی ہوئے	ہم نے حرام کیا	سب ناخن والے (جانوروں کو)	اور گائے اور بکری میں سے	ہم نے حرام کیا	ان پر

شُعُومَهُمَا	إِلَّا مَا	حَمَلْتُ	ظُهُورَهُمَا	أَوْ	الْحَوَايَا	أَوْ	مَا	اخْتَلَطَا	بِعِظْمٍ
دونوں کی چربی کو	سوائے اس کے جس کو	اٹھایا	دونوں کی پیٹھوں نے	یا	انتر یوں نے	یا	وہ جو	رل مل گئی	کسی ہڈی سے

ذَلِكَ	جَزَاءُهُمْ	بِغَيْرِهِمْ	وَأَنَّا	لَصِدْقُونَ	فَأَنَّ	كَذَّبُوكَ	فَقُلْ
یہ	ہم نے بدلہ دیا	ان کی سرکشی کا	بیشک ہم	یقیناً سچ کہنے والے ہیں	پھر اگر	وہ جھٹلائیں آپ کو	تو آپ کہہ دیں

رَبُّكُمْ	ذُو رَحْمَةٍ وَاسِعَةٍ	وَا	لَا يَرُدُّ	بِأَسْئَةٍ	عَنِ الْقَوْمِ الْجَافِينَ	سَيَقُولُ الَّذِينَ
تم لوگوں کا رب	وسیع رحمت والا ہے	اور (یعنی مگر)	نہیں لوٹائی جائے گی	اس کی سختی	جرم کرنے والے گروہ سے	وہ لوگ کہیں گے جنہوں نے

أَشْرَكُوا	لَوْ	شَاءَ	اللَّهُ	مَا أَشْرَكْنَا	وَلَا آبَاؤُنَا	وَلَا حَرَمْنَا
شریک بنائے	اگر	چاہتا	اللہ	تو نہ ہم شریک بناتے	اور نہ ہی ہمارے آبا و اجداد	اور ہم حرام نہ کرتے

مِنْ شَيْءٍ	كَذَلِكَ	كَذَّبَ	الَّذِينَ	مِنْ قَبْلِهِمْ	حَتَّى	ذَاقُوا	بِأَسْنَانٍ
کسی بھی چیز کو	اس طرح	جھٹلایا	انہوں نے جو	ان سے پہلے تھے	یہاں تک کہ	انہوں نے چکھا	ہماری سختی کو

قُلْ	هَلْ	عِنْدَكُمْ	مِنْ عِلْمٍ	فَتَخْرِجُوهُ	لَنَاطَ	إِنْ تَتَّبِعُونَ
آپ پوچھئے	کیا	تم لوگوں کے پاس	کوئی بھی علم (سند) ہے	کہ تم لوگ نکال سکو اس کو	ہمارے لیے	تم لوگ پیروی نہیں کرتے

إِلَّا	الظَّنَّ	وَإِنْ أَنْتُمْ	إِلَّا	تَخْرُصُونَ	قُلْ	فَلْيَلِ
مگر	گمان کی	اور تم لوگ نہیں ہو	سوائے اس کے کہ	اٹکل لگاتے ہو	آپ کہیے	پس اللہ کے لیے ہی ہے

الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ	فَأَوَّ	شَاءَ	لَهْدَكُمْ	أَجْعِلَنَّ	قُلْ	هَلُمَّ	شَهَادَةً
پہنچنے والی حجت	پھر اگر	وہ چاہتا	تو ضرور ہدایت دیتا تم لوگوں کو	سب کے سب کو	آپ کہئے	لے آؤ	اپنے گواہوں کو

الَّذِينَ	يَشْهَدُونَ	أَنَّ	اللَّهِ	حَرَمَ	هَذَا	فَأَنَّ	شَهِدُوا	فَلَا تَشْهَدُ
جو لوگ	گواہی دیتے ہیں	کہ	اللہ نے	حرام کیا	اس کو	پھر اگر	وہ گواہی دیں	تو آپ گواہی مت دیں

مَعَهُمْ	وَلَا تَتَّبِعْ	أَهْوَاءَ الَّذِينَ	كَذَّبُوا	بِأَيْتِنَا	وَالَّذِينَ	لَا يُؤْمِنُونَ
ان کے ساتھ	اور آپ پیروی مت کریں	ان کی خواہشات کی جنہوں نے	جھٹلایا	ہماری نشانیوں کو	اور ان لوگوں کی جو	ایمان نہیں لاتے

بِالْآخِرَةِ	وَهُمْ	بِرَبِّهِمْ	يَعِدُكَ
آخرت پر	اور وہ لوگ	اپنے رب کے	برابر کرتے ہیں (غیر اللہ کو)

## نوٹ: 1

آیت نمبر- 148 میں اسی پرانے عذر کی نشاندہی کی گئی ہے جو ہمیشہ سے مجرم اور غلط کار لوگ پیش کرتے رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمارے حق میں اللہ کی مشیت یہی ہے کہ ہم شرک کریں اور جن چیزوں کو ہم نے حرام ٹھہرا رکھا ہے۔ انہیں حرام ٹھہرائیں۔ ورنہ اگر اللہ نہ چاہتا کہ ہم ایسے اکریں تو کیوں کر ممکن تھا کہ یہ افعال ہم سے صادر ہوتے۔ چونکہ ہم اللہ کی مشیت کے مطابق یہ سب کچھ کر رہے ہیں۔ اس لیے ہم ایسے ہی کرنے پر مجبور ہیں۔

اس عذر کے جواب میں پہلی بات یہ فرمائی کہ اپنی گمراہی کے لیے مشیت الہی کو معذرت کے طور پر پیش کرنا اور اسے بہانہ بنا کر صحیح رہنمائی قبول کرنے سے انکار کرنا مجرموں کا قدیم شیوہ رہا ہے۔ اس کا انجام یہ ہوا کہ وہ تباہ ہوئے اور حق کے خلاف چلنے کا برا نتیجہ انہوں نے دیکھ لیا۔ پھر فرمایا کہ یہ عذر جو تم پیش کر رہے ہو یہ دراصل کسی حقیقی علم پر مبنی نہیں ہے بلکہ محض گمان اور تخمینہ ہے۔ تم نے محض مشیت کا لفظ کہیں سے سن لیا اور اس پر قیاسات کی ایک عمارت کھڑی کر لی۔ تم نے یہ سمجھا ہی نہیں کہ انسان کے حق میں فی الواقع اللہ کی مشیت کیا ہے۔ تم مشیت کے معنی یہ سمجھ رہے ہو کہ چور اگر مشیت الہی کے تحت چوری کر رہا ہے۔ تو وہ مجرم نہیں ہے۔ حالانکہ دراصل انسان کے حق میں اللہ کی مشیت یہ ہے کہ وہ شکر اور کفر، ہدایت اور گمراہی، اطاعت اور نافرمانی میں سے جو راہ بھی اپنے لیے منتخب کرے گا، اللہ تعالیٰ وہی راہ اس کے لیے کھول دے گا، پھر غلط یا صحیح، جو کام بھی انسان کرنا چاہے گا، اللہ تعالیٰ اپنی عالمگیر مصلحتوں کا لحاظ کرتے ہوئے جس حد تک مناسب سمجھے گا، اسے اس کام کی اجازت اور توفیق بخش دے گا۔ لہذا اگر تم نے اور تمہارے باپ دادا نے مشیت الہی کے تحت شرک کرنے اور حلال کو حرام کرنے کا جرم کیا تو اس کے یہ معنی ہرگز نہیں ہیں کہ تم اپنے اعمال کے ذمہ دار اور جواب دہ نہیں ہو۔ اپنے غلط انتخاب راہ کے ذمہ دار تو تم خود ہی ہو۔ (تفہیم القرآن)

## آیت نمبر (151 تا 154)

م ل ق

(ف)

مَلَقًا

نرم کرنا۔ مٹانا۔

(افعال)

إِمْلَاقًا

مفلس ہونا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 151۔

ك ي ل

(ض)

كَيْلًا

غلہ وغیرہ کسی پیمانہ سے ناپ کر دینا۔ پھر دونوں طرح آتا۔ (۱) ناپنا۔ (۲) ناپ کر دینا۔ ﴿وَإِذَا كَالُوهُمْ أَوْ وَزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ ۝﴾ (83/المطففين: 3) ”اور جب بھی وہ لوگ ناپ کر دیتے ہیں ان کو یا تول کر دیتے ہیں ان کو تو گھٹا دیتے ہیں۔“

مِكْيَالًا

مِفْعَال کے وزن پر اسم الالہ ہے۔ ناپنے کا آلہ۔ پیمانہ۔ ﴿وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْبِيزَانَ﴾ (11/هود: 84) ”اور کمی مت کرو پیمانے میں اور ترازو میں۔“

و ز ن

(ض)

وَزْنًا

(۱) تولنا۔ (۲) تول کر دینا۔ اوپر آیت نمبر۔ 83/المطففين: 3 دیکھیں۔ فعل امر ہے۔ تول تول۔ ﴿وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ ۝﴾ (26/الشعراء: 182) ”اور تم لوگ تولو سیدھی ترازو سے۔“

زِنًا

اسم المفعول ہے۔ وزن کیا ہوا۔ ﴿وَأَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُونٍ ۝﴾ (15/الحجر: 19) ”اور ہم نے اگا یا اس میں ہر ایک وزن کی ہوئی چیز میں سے یعنی ایک انداز سے۔“

مَوْزُونًا

مِيزَانٌ اسم الآلہ ہے۔ وزن کرنے کا آلہ۔ ترازو۔ ﴿فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ (7/ الاعراف: 8) ”پس وہ بھاری ہوئے جن کے ترازو تو وہ لوگ ہی مراد پانے والے ہیں۔“

### ترکیب

(آیت- 151) تَعَالَوْا نَعْلَمْ اَمْر ہے، اس کا جواب امر ہونے کی وجہ سے مضارع اَتْلُو مجزوم ہوا ہے اور اس کی واو گری تو اَتْلُ آیا ہے۔ اس کا مفعول مَا ہے۔ عَلَیْكُمْ کا تعلق اَتْلُ سے نہیں بلکہ حَزَم سے ہے۔ بِالْوَالِدَیْنِ کے بعد فعل امر اَحْسِنُو مخذوف ہے اور اِحْسَانًا اس کا مفعول مطلق ہے۔ اِمْلَاقٍ سے پہلے اس کا مضاف خَشِیۃ مخذوف ہے۔ (آیت- 152) بِالَّتِیْ میں اَلَّتِیْ کا مرجع مخذوف ہے یعنی یہ اِلَّا بِطَرِیْقَةِ اَلَّتِیْ ہے۔ ہی مبتدا ہے۔ اس کی خبر حُسْنٰی کے بجائے اَحْسَنُ آئی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حُسْنٰی صرف مؤنث کے لیے آتا ہے، مذکر کے لیے نہیں آ سکتا۔ جبکہ اَحْسَنُ مذکر کے لیے آتا ہے۔ لیکن مؤنث کے لیے بھی آ سکتا ہے۔ قُلْتُمْ کا مفعول قَوْلًا مخذوف ہے۔ (آیت- 153) تَفَرَّقْ اَصْل میں اَلْسُبُل کی وجہ سے واحد مؤنث کا صیغہ تَفَرَّقْ ہے۔ قاعدے کے مطابق ایک تا گری ہوئی ہے اور فاسیہ کی وجہ سے مضارع منصوب ہوا ہے۔ اس میں ضمیر فاعلیٰ ہی، اَلْسُبُل کے لیے ہے۔

### ترجمہ

قُلْ	تَعَالَوْا	اَتْلُ	مَا	حَزَم	رَبُّكُمْ	عَلَيْكُمْ	اَلَّا تُشْرِكُوْا
آپ کیسے	تم لوگ آؤ	میں پڑھتا ہوں	اس کو جو	حرام کیا	تمہارے رب نے	تم لوگوں پر	کہ شریک مت بناؤ

بِه	شَيْئًا	وَالْوَالِدَيْنِ	اِحْسَانًا	وَلَا تَقْتُلُوْا	اَوْلَادَكُمْ
اس کے ساتھ	کسی چیز کو	اور والدین کے ساتھ	(حسن سلوک کرو) جیسا کہ حسن سلوک کا حق ہے	اور قتل مت کرو	اپنی اولاد کو

مِنْ اِمْلَاقٍ	نَحْنُ	نَزَّلْنَاهُ	وَاِلٰیہُمْ	وَلَا تَقْرَبُوْا	الْفَوَاحِشَ	مَا	ظَهَرَ	مِنْهَا
مفلس ہونے (کے خوف) سے	ہم	رزق دیتے ہیں تم کو	اور ان کو بھی	اور قریب مت جاؤ	بے حیائیوں کے	جو	ظاہر ہو	اس سے

وَمَا	بَطْنٌ	وَلَا تَقْتُلُوْا	النَّفْسَ الَّتِیْ	حَرَّمَ	اللّٰهُ	اِلَّا	بِالْحَقِّ	ذٰلِكُمْ
اور جو	پوشیدہ ہو	اور قتل مت کرو	اس جان کو جس کو	(قتل کرنا) حرام کیا	اللہ نے	مگر	حق کے ساتھ	یہ ہے

وَصُكُّمُ	بِه	لَعَلَّكُمْ	تَعْقِلُوْنَ	وَلَا تَقْرَبُوْا	مَالَ الْیَتِیْمِ	اِلَّا	بِالَّتِیْ
اس نے تاکید کی تم کو	جس کی	شائد تم لوگ	عقل استعمال کرو	اور قریب مت جاؤ	یتیم کے مال کے	مگر	اس (طریقہ) سے کہ

ہِیْ	اَحْسَنُ	حَثٰی	یَبْنَعُ	اَشْدُّ	وَاَوْفُوْا	الْکَیْلَ	وَالْمِیْزَانَ	بِالْقِسْطِ
وہ	بہترین ہو	یہاں تک کہ	وہ پہنچے	اپنی پختگی کو	اور پورا کرو	پیمانے کو	اور ترازو کو	انصاف سے

لَا تُکَلِّفُ	نَفْسًا	اِلَّا	وُسْعَهَا	وَإِذَا	قُلْتُمْ	فَاعْدِلُوْا	وَلَوْ
ہم پابند نہیں کرتے	کسی جان کو	مگر	اس کی وسعت کو	اور جب بھی	تم لوگ کہو (کوئی بات)	تو عدل کرو	اور اگرچہ

كَانَ	ذَاقُرْبٰی	وَبِعَهْدِ اللّٰهِ	اَوْفُوْا	ذٰلِكُمْ	وَصُكُّمُ	بِه	لَعَلَّكُمْ	تَذَكَّرُوْنَ
وہ ہو	قرابت والا	اور اللہ کے عہد کو	تم لوگ پورا کرو	یہ ہے	اس نے تاکید کی تم کو	جس کی	شائد تم لوگ	نصیحت حاصل کرو

وَ اَنَّ	هٰذَا	صِرَاطِیْ	مُسْتَقِیْمًا	فَاتَّبِعُوْهُ	وَلَا تَتَّبِعُوْا	السَّبِیْلَ
اور یہ کہ	یہ	میرا راستہ ہے	سیدھا	پس تم لوگ پیروی کرو اس کی	اور پیروی مت کرو	(دوسرے) راستوں کی

فَتَفَرَّقَ	بِكُمْ	عَنْ سَبِيلِهِ	ذِكْرُكُمْ	وَصَلُّكُمْ	بِهِ	لَعَلَّكُمْ	تَتَّقُونَ
ورنہ وہ جدا ہو جائیں گے	تمہارے ساتھ	اس کے راستے سے	یہ ہے	اس نے تاکید کی تم کو	جس کی	شاید تم لوگ	پرہیز گار بنو
ثُمَّ	اتَيْنَا	مُوسَى	الْكِتَابَ	تَمَامًا	عَلَى الَّذِي	أَحْسَنَ	وَنَقْصِيلًا
پھر	ہم نے دی	موسیٰ کو	کتاب	مکمل ہوتے ہوئے	اس پر (یعنی اس کے لیے) جس نے	بھلائی کی	اور تفصیل ہوتے ہوئے
لِكُلِّ شَيْءٍ	وَهْدَى	وَرَحْمَةً	لَعَلَّهُمْ	يَلْقَاءَ رَبِّهِمْ	يُؤْمِنُونَ		
ہر چیز کے لیے	اور ہدایت ہوتے ہوئے	اور رحمت ہوتے ہوئے	شاید وہ لوگ	اپنے رب کی ملاقات پر	ایمان لائیں		

غور کیا جائے تو اولاد کی تعلیم و تربیت پر توجہ نہ دینا بھی ایک طرح سے قتل اولاد کی ہی ایک شکل ہے۔ کیونکہ ایسی اولاد اللہ کی اطاعت، رسول اللہ ﷺ کی پیروی اور آخرت کی فکر سے بے پرواہ ہو جاتی ہے۔ قرآن مجید نے ایسے شخص کو مردہ قرار دیا ہے (6/ الانعام: 122)۔ جو کلوگ اپنی اولاد کو آزاد چھوڑ دیتے ہیں یا ایسی غلط تعلیم دلاتے ہیں۔ جس کے نتیجے میں اسلامی اخلاق تباہ ہوں، وہ بھی ایک حیثیت سے قتل اولاد کے مجرم ہیں۔ (معارف القرآن)

نوٹ: 1

کسی انسانی جان کو ہلاک کرنا، اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے سوائے اس کے کہ کسی کو حق کے ساتھ قتل کیا جائے۔ اب سوال یہ ہے کہ ”حق کے ساتھ“ کا کیا مفہوم ہے، تو اس کی تین صورتیں قرآن مجید میں بیان کی گئی ہیں اور اس پر زائد دو صورتیں رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائی ہیں۔ قرآن کی بیان کردہ صورتیں یہ ہیں۔ (۱) انسان کسی کے قتل عہد کا مجرم ہو اور اس پر قصاص کا حق قائم ہو گیا ہو۔ (۲) دین حق کے قیام کی راہ میں مزاحم ہو اور اس سے جنگ کیے بغیر چارہ نہ ہو۔ (۳) دارالسلام کی حدود میں بد امنی پھیلانے یا اسلامی نظام حکومت کو الٹنے کی سعی کرے۔

نوٹ: 2

باقی دو صورتیں جو حدیث میں ارشاد ہوئی ہیں۔ (۱) شادی شدہ ہونے کے باوجود زنا کرے۔ (۲) ارتداد اور خروج از جماعت کا مرتکب ہو۔ ان پانچ صورتوں کے سوا کسی صورت میں انسان کا قتل انسان کے لیے حلال نہیں ہے، خواہ وہ مومن ہو یا ذی ہو یا عام کافر ہو۔ (تفہیم القرآن)

### آیت نمبر (155 تا 160)

(آیت۔ 155) وَهَذَا مَبْدَأُہِ اور کِتَابُ اس کی خبر ہے۔ اُنْزِلْنٰہُ اس کی صفت اول اور مُبْدِئُ صفت ثانی ہے۔ (آیت۔ 156) اِنْ کُنَّا کَانَ مُنْفَعٍ ہے۔ (دیکھیں آیت نمبر۔ 2/ البقرہ: 143۔ نوٹ، 1)۔ دَرَسَتْہُمْ کی ضمیر اگر اَلْکِتَابُ کے لیے ہوتی تو واحدہ آتی اور اگر طَائِفَتَيْنِ کے لیے ہوتی تو ثننیہ ہوتا آتی۔ جمع کی ضمیر ہُمْ بتا رہی ہے کہ یہ طَائِفَتَيْنِ کے لوگوں کے لیے ہے۔ (آیت۔ 157) یَبْنِئُ۔ ہُدًى اور رَحْمَةً یہ تینوں جَاء کے فاعل ہیں۔ سَنَجِزِی کا مفعول اول الَّذِیْنَ ہے اور سُوءِ الْعَذَابِ مفعول ثانی ہے۔ یہ مرکب اضافی ہے لیکن اُردو محاورہ کی وجہ سے اس کا ترجمہ مرکب توصیفی سے ہوگا۔ (آیت۔ 158) نَفْسًا نکرہ مخصوصہ ہے۔ کَمْ تَکُنْ سے حَیْرًا تک اس کی خصوصیت ہے۔ اَمَنْتُ اور کَسَبْتُ کی ضمیر فاعلی بھی ہے جو نَفْسًا کے لیے ہے۔ گائوا کی خبر ہونے کی وجہ سے شیعاً حالت نصب میں ہے۔

ترکیب



068

ترجمہ

وَهَذَا	كِتَابٌ	أَنْزَلْنَاهُ	مُبَارَكٌ	فَاتَّبِعُوهُ	وَاتَّقُوا	لَعَلَّكُمْ
اور یہ	ایک کتاب ہے	ہم نے اتارا اس کو	برکت دی ہوئی	پس تم لوگ پیروی کرو اس کی	اور تقویٰ اختیار کرو	شائد تم پر
تُرْحَمُونَ ﴿٥٦﴾	أَنْ	تَقُولُوا	إِنَّمَا	أُنْزِلَ	عَلَى طَائِفَتَيْنِ	مِنْ قَبْلِنَا ۖ
رحم کیا جائے	کہ (کہیں)	تم لوگ کہو	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	اتاری گئی	کتاب	دو گروہوں پر
وَأِنْ	كُنَّا	عَنْ دَرَسَتِهِمْ	لَغَفْلِينَ ﴿٥٧﴾	أَوْ تَقُولُوا	لَوْ	أَنَّا
اور بیشک	ہم تھے	ان لوگوں کے سبق پڑھنے سے	بالکل بے خبر	یا تم لوگ کہو	اگر	ہم لوگ ہوتے کہ
أَلَكُنَّا	أَهْدَىٰ	مِنْهُمْ ۚ	فَقَدْ جَاءَكُمْ	بَيِّنَةٌ	مِّن رَّبِّكُمْ	
کتاب	تو ہم ضرور ہوتے	زیادہ ہدایت پر	ان لوگوں سے	تو آچکی ہے تمہارے پاس	ایک واضح (دلیل)	تمہارے رب (کی طرف) سے
وَهْدَىٰ	وَرَحْمَةً ۖ	فَمَنْ	أَفْظَمُ	مِمَّنْ	كَذَّبَ	بِآيَاتِ اللَّهِ
اور ہدایت	اور رحمت	تو کون	زیادہ ظالم ہے	اس سے جس نے	جھٹلایا	اللہ کی نشانیوں کو
سَنَجْزِي	الَّذِينَ	يَصْدِقُونَ	عَنِ آيَاتِنَا	سُوءَ الْعَذَابِ	بِمَا	كَانُوا يَصْدِقُونَ ﴿٥٨﴾
ہم بدلہ میں دیں گے	ان لوگوں کو جو	کئی کتراتے ہیں	ہماری نشانیوں سے	برا عذاب	بسبب اس کے جو	وہ کئی کتراتے تھے
هَلْ	يَنْظُرُونَ	إِلَّا أَنْ	تَأْتِيَهُمْ	الْمَلَائِكَةُ	أَوْ يَأْتِيَ	رَبُّكَ
کیا	انتظار کرتے ہیں یہ لوگ	سوائے اس کے کہ	آئیں ان کے پاس	فرشتے	یا آئے	آپ کا رب
بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ ط	يَوْمَ	يَأْتِي	بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ	لَا يَنْفَعُ	نَفْسًا	
آپ کے رب کی نشانیوں سے کوئی	جس دن	آئے گی	آپ کے رب کی نشانیوں سے کوئی	توفائدہ نہیں دے گا	کسی ایسی جان کو	
إِيمَانُهَا	لَمْ تَكُنْ	أَمَنْتَ	مِنْ قَبْلُ	أَوْ كَسَبَتْ	فِي إِيْمَانِهَا	خَيْرًا ط
اس کا ایمان	جو نہیں تھی کہ	ایمان لاتی	اس سے پہلے	یا کماتی	اپنے ایمان میں	کوئی نیکی
إِنَّا	مُنْتَظِرُونَ ﴿٥٩﴾	إِنَّ	الَّذِينَ	فَرَقُوا	دِينَهُمْ	وَكَانُوا
بیشک ہم (بھی)	انتظار کرنے والے ہیں	بیشک	جن لوگوں نے	الگ الگ کیا	اپنے دین کو	اور وہ ہوئے
مِنْهُمْ	فِي شَيْءٍ ط	إِنَّمَا	أَمْرُهُمْ	إِلَى اللَّهِ	ثُمَّ	يُنَبِّئُهُمْ
ان سے	کسی چیز میں	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	ان کا کام	اللہ کی طرف ہے	پھر	وہ بتادے گا ان کو
كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴿٦٠﴾	مَنْ	جَاءَ	بِالْحَسَنَةِ	فَلَهُ	عَشْرُ أَمْثَالِهَا ۖ	وَمَنْ
وہ لوگ کرتے تھے	جو	آیا	نیکی کے ساتھ	تو اس کے لیے	اس کے جیسی دس (نیکیاں) ہیں	اور جو
فَلَا يُجْزَىٰ	إِلَّا	مِثْلَهَا	وَهُمْ	لَا يُظْلَمُونَ ﴿٦١﴾		
تو اس کا بدلہ نہیں دیا جائے گا	مگر	اس کے جیسی (برائی) سے	اور ان پر	ظلم نہیں کیا جائے گا		



## نوٹ: 1

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین چیزیں جب ظاہر ہو جائیں گی تو ان کے ظہور سے پہلے کوئی اگر ایمان نہیں لایا تھا تو اسے ایمان لانا بیکار ہوگا اور پہلے اگر نیک عمل نہیں کیے تھے تو اب کرنا بیکار ہوگا۔ پہلی نشانی سورج کا مشرق کے بجائے مغرب سے طلوع ہونا۔ دوسرے دجال کا نکلنا۔ تیسرے دابۃ الارض کا ظاہر ہونا۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے سورج کے مغرب سے طلوع ہونے سے پہلے تک توبہ کر لی تو اس کی توبہ قبول ہو سکے گی ورنہ نہیں۔ اصحاب ستہ میں سے ایک نے اس کو روایت نہیں کیا باقی پانچ کتابوں میں موجود ہے (ابن کثیر)

## نوٹ: 2

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی شخص نے اگر کسی نیک کام کا ارادہ کیا لیکن عمل نہ کر سکا تو بھی اس کے لیے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے اور اگر عمل کر لیا تو دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ حسن نیت کا لحاظ کرتے ہوئے یہ اضافہ سات سو گنا تک بھی جا پہنچتا ہے اور اگر کسی نے گناہ کا ارادہ کیا لیکن اس پر عمل نہیں کیا تو اس کے لیے بھی ایک نیکی درج ہو جاتی ہے اور اگر وہ گناہ کا ارتکاب کر بیٹھے تو گناہ دس نہیں بلکہ ایک لکھا جائے گا اور اگر اللہ چاہے تو اس کو بھی مٹا دیتا ہے۔ (ابن کثیر)

## آیت نمبر (161 تا 165)

## ترکیب

(آیت - 161) صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ کا حال ہونے کی وجہ سے دِينًا قِيَمًا حالت نصب میں آیا ہے اور دِينًا قِيَمًا کا بدل ہونے کی وجہ مِلَّةً اِبْرٰهِيْمَ حالت نصب میں ہے جبکہ اِبْرٰهِيْمَ کا حال حَنِيفًا ہے۔ (آیت - 164) اَبْغَىٰ کا مفعول غَيْرَ اللّٰہ ہے اور رَبًّا تَمِيز ہے۔ تَزَوُّج کی ضمیر فاعلی ہی، نَفْسِ کے لیے ہے۔

## ترجمہ

قُلْ	اِنِّیْ	هٰدِیْ	رَبِّیْ	اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ؕ	دِیْنًا قِیْمًا	مِلَّةً اِبْرٰهِيْمَ
آپؐ کہیے	بیشک میں ہوں (کہ)	مجھے ہدایت دی	میرے رب نے	ایک سیدھے راستے کی طرف	سیدھا سادہ دین ہوتے ہوئے	جو ابراہیم کا مذہب ہے

حَنِیْفًا ؕ	وَمَا كَانَ	مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۝۱۶۱	قُلْ	اِنَّ	صَلَٰتِیْ	وَسُبْحٰنِیْ	وَمَحِیَّٰی
اس حال میں کہ وہ یکسو تھے	اور وہ نہیں تھے	شرک کرنے والوں میں سے	آپؐ کہیے	یقیناً	میری نماز	اور میری قربانی	اور میرا عرصہ حیات

وَمَمَاتِیْ	لِلّٰہِ	رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝۱۶۲	لَا شَرِکَ لَہٗ ؕ	وَبَدِّلْ لَکَ اٰمِرَتِیْ	اُمِرْتُ
اور میرا عرصہ موت	اللہ کے لیے ہی ہے	جو تمام جہانوں کا رب ہے	کسی قسم کا کوئی شریک نہیں	اس کے لیے	اور اس کا ہی

وَ اَنَا	اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ۝۱۶۳	قُلْ	اَ	غَیْرَ اللّٰہِ	اَبْغٰی	رَبًّا	وَ	ہُوَ
اور میں	فرمانبرداری کرنے والوں کا پہلا ہوں	آپؐ کہیے	کیا	اللہ کے سوا (کسی) کو	میں چاہوں	بطور رب کے	حالانکہ	وہ

رَبِّ کُلِّ شَیْءٍ ؕ	وَلَا تَكْنِیْبُ ؕ	کُلُّ نَفْسٍ	اِلَّا	عَلِیْہَا	وَلَا تَزُوْرُ	وَ اِذْرَکْ ؕ	وَزَرَّ اٰخِرٰی ؕ
ہر چیز کا رب ہے	اور نہیں کماتی	ہر جان	مگر یہ کہ	(وہ) اس پر ہے	اور نہیں اٹھائے گی	کوئی اٹھانے والی	کسی دوسری کا بوجھ

ثُمَّ	إِلَىٰ رَبِّكُمْ	مَّرْجِعُكُمْ	فَيُنَبِّئُكُمْ	بِمَا	كُنْتُمْ	فِيهِ	تَلْفُوتَ ۝
پھر	تمہارے رب کی طرف ہی	تمہیں لوٹنا ہے	تو وہ تمہیں بتا دے گا	اس کو	تم لوگ	جس میں	اختلاف کرتے ہو

وَهُوَ	الَّذِي	جَعَلَكُمْ	خَلِيفَ الْأَرْضِ	وَرَفَعَ	بَعْضَكُمْ	فَوْقَ بَعْضٍ	دَرَجَاتٍ
اور وہ	وہی ہے جس نے	بنایا تم لوگوں کو	زمین کے جانشین	اور بلند کیا	تمہارے کسی کو	کسی کے اوپر	بلحاظ درجات کے

لِيَبْلُوَكُمْ	فِي مَا	آتَاكُمْ	إِنَّ	رَبَّكَ	سَرِيعُ الْعِقَابِ	وَأِنَّهُ
تاکہ وہ آزمائے تمہیں	اس میں جو	اس نے دیا تم کو	بیشک	آپ کا رب	جلد سزا دینے والا ہے	اور بیشک وہ

لَغَفُورٌ	رَّحِيمٌ ۝
یقیناً بے انتہا بخشنے والا ہے	ہر حال میں رحم کرنے والا ہے

## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

068

## سورة الاعراف (7)

## آیت نمبر (1 تا 10)

ع ی ش

مَعَاشًا

(ض)

زندہ رہنا۔ زندگی گزارنا۔ ﴿وَجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا﴾ (78/ النبا: 11) ”اور ہم نے بنیادِ ن کو زندہ رہنے کے لیے۔“

اور عِيشَةً

﴿فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَاضِيَةٍ﴾ (69/ الحاقة: 21) ”تو وہ من بھاتی زندگی گزارنے میں ہے۔“

مَعِيشَةً

(ج) مَعَايش۔ زندگی گزارنے کا ذریعہ۔ سامانِ زندگی۔ ﴿لَحْنٌ فَسَنَّا بَيْنَهُمْ مَعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا﴾ (43/ الزخرف: 32) ”ہم نے تقسیم کیا۔ ان کی زندگی کے سامان کو دنیوی زندگی میں۔“

ق ی ل

قِيلُولَةً

(ض)

دوپہر کو آرام کرنا خواہ نیند نہ آئے۔

قَائِلٌ

اسم الفاعل ہے۔ دوپہر کو آرام کرنے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 4

مَقِيلٌ

اسم الظرف ہے۔ آرام کرنے کی جگہ۔ ﴿أَصْحَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَ أَحْسَنُ مَقِيلًا﴾ (25/ الفرقان: 24) ”اور جنت والے اس دن سب سے بہتر ہوں گے بلحاظ ٹھکانے کے اور

سب سے اچھے ہوں گے بلحاظ آرام گاہ کے۔“

ترکیب

(آیت۔ 2) کِتَابٌ کا مبتدا ہذا محذوف ہے اور مکرمہ مخصوصہ ہے۔ اُنْزِلَ اِلَيْكَ اس کی خصوصیت ہے۔ فَلَا يَكُنْ، کَانَ تائمہ ہے اور حَرْجٌ اس کا فاعل ہے۔ مِنْهُ کی ضمیر کِتَابٌ کے لیے ہے۔ ذِکْرٰی حال ہے۔ (آیت۔ 3) وَلَا تَتَّبِعُوا کا مفعول اَوْ لِيَاءَ ہے۔ تَذَكَّرُوْنَ کی تمیز قَلِيلًا ہے اور اس کے آگے مَا اس کو غیر معین کرنے کے لیے ہے۔ (دیکھیں آیت نمبر 2/ البقرة: 26، نوٹ۔ 1) یعنی بہت ہی کم۔ (آیت۔ 4-5) بَيَاتًا حال ہے اور اس کے آگے هُمْ قَائِلُونَ پورا جملہ بھی حال ہے۔ فَجَاءَهَا میں هَا کی ضمیر بستیوں کے لیے ہے جبکہ فَجَاءَهُمْ میں هُمْ کی ضمیر بستی والوں کے لیے ہے۔ (آیت۔ 6) اُرْسِلَ کا نائب فاعل هُوَ کی ضمیر ہے اس کا مرجع رَسُوْلٌ یا مَرْسِلٌ محذوف ہے (آیت۔ 8) ثَقُلْتُ اور خَفْتُ کا فاعل مَوَازِينُ ہے اور اس کے ساتھ هُ کی ضمیر مَنْ کی طرف عائد ہے۔

ترجمہ

الْقَصِّ ١	کِتَابٌ	اُنْزِلَ	اِلَيْكَ	فَلَا يَكُنْ	فِي صَدْرِكَ	حَرْجٌ	مِنْهُ
	یہ ایک ایسی کتاب ہے جو	اتاری	آپ کی طرف	پس چاہیے کہ نہ ہو	آپ کے سینے میں	کوئی تنگی	اس سے
لِتُنْذِرَ	بِهِ	وَذِكْرٰی	لِلْمُؤْمِنِيْنَ ٢	اِتَّبِعُوا	مَا	اُنْزِلَ	اِلَيْكُمْ
تا کہ آپ خبردار کریں	اس سے	اور نصیحت ہوتے ہوئے	ایمان لانے والوں کے لیے	تم پیروی کرو	اس کی جو	اتارا گیا	تمہاری طرف
مِّنْ رَّسٰلِكُمْ	وَلَا تَتَّبِعُوا	مِّنْ دُوْنِهٖ	اَوَّلِيَّآءَ ٣	قَلِيْلًا مَّا	تَذَكَّرُوْنَ ٤	وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ	
تمہارے رب کی طرف سے	اور پیروی مت کرو	اس کے سوا	دوسرے رفیقوں کی	بہت تھوڑی ہے جو	تم لوگ نصیحت پکڑتے ہو	اور کتنی ہی بستیاں ہیں	
اَهْلَكْنٰهَا	فَجَاءَهَا	بِأَسْنَا	بَيَاتًا	اَوْ هُمْ	قَائِلُونَ ٥	فَمَا كَانَ	
ہم نے ہلاک کیا جن کو	پھر آئی ان کے پاس	ہماری سختی	رات ہوتے ہوئے	یا اس حال میں کہ وہ	دوپہر کو آرام کرنے والے تھے	تو نہیں تھا	

دَعَوْهُمْ	اِذْ	جَاءَهُمْ	بَاسُنًا	اِلَّا اَنْ	قَالُوا	اِنَّا كُنَّا	ظَالِمِينَ ۝	فَلَنَسْتَكَنَّ ۝۶۵	الَّذِينَ
ان کا پکارنا	جب	آئی ان کے پاس	ہماری سختی	سوائے اس کے کہ	انہوں نے کہا	بیشک ہم تھے	ظلم کرنے والے	تو ہم لازماً پوچھیں گے	ان لوگوں سے

اُرْسِلْ	اِلَيْهِمْ	وَلَنَسْتَكَنَّ	الْمُرْسِلِينَ ۝	فَلَنَقْصَنَّ	عَلَيْهِمْ	يَعْلَمُ	وَمَا كُنَّا
بھیجا گیا	جن کی طرف	اور ہم لازماً پوچھیں گے	بھیجے ہوؤں سے	پھر ہم لازماً بیان کریں گے	ان پر	علم سے	اور ہم نہیں ہیں

غَافِبِينَ ۝	وَالْوَزْنُ	يَوْمَئِذٍ	الْحَقُّ ۝	فَمَنْ	ثَقُلَتْ	مَوَازِينُهُ	فَاُولَٰئِكَ	هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝
غائب ہونے والے	اور وزن	اس دن	حق ہے	پس وہ	بھاری ہوئے	جن کے ترازو	تو وہ لوگ	ہی فلاح پانے والے ہیں

وَمَنْ	خَفَّتْ	مَوَازِينُهُ	فَاُولَٰئِكَ	الَّذِينَ	خَسِرُوا	اَنْفُسَهُمْ	بِمَا	كَانُوا
اور وہ	ہلکے ہوئے	جن کے ترازو	تو وہ لوگ	وہ ہیں جنہوں نے	گھائے میں ڈالا	اپنے آپ کو	بسبب اس کے جو	وہ لوگ

بِاٰتِنَا	يُظْلَمُونَ ۝	وَلَقَدْ مَكَّنَّاكُمْ	فِي الْاَرْضِ	وَجَعَلْنَا	لَكُمْ	فِيهَا	مَعَاشٍ ط
ہماری نشانیوں کے ساتھ	نا انصافی کرتے تھے	اور بیشک ہم نے اختیار دیا ہے تم کو	زمین میں	اور ہم نے بنایا	تمہارے لیے	اس میں	زندگی کے ساز و سامان

قَلِيلًا مَّا	تَشْكُرُونَ ۝
بہت کم ہے جو	تم شکر کرتے ہو

## نوٹ: 1

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ ذمہ دار افسر ہو۔ تم سب سے اپنے اپنے زیر اثر ماتحتوں کے بارے میں پرسش ہوگی۔ بادشاہ سے رعایا کے بارے میں، مرد سے بیوی بچوں کے بارے میں، عورت سے شوہر کے بارے میں اور خادم سے اس کے آقا کے مال کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ (ابن کثیر)

## نوٹ: 2

وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ ۝ میں اس طرف اشارہ ہے کہ لوگ اس سے دھوکا نہ کھائیں کہ انسان کے اعمال کا کوئی جسم یا حجم نہیں ہوتا تو پھر ان کا وزن کیسے ہوگا۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ جس چیز کو ہم نہ تول سکیں اسے اللہ تعالیٰ بھی نہ تول سکے، کیونکہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اس کے علاوہ آج کل تو وہ چیزیں بھی تولی جاتی ہیں جن کے تولنے کا آج سے پہلے کوئی تصور بھی نہیں تھا۔ ہوا، ہوا میں نمی، برقی رو، سردی، گرمی وغیرہ تولی جاتی ہیں اور ان کا میٹر ہی ان کی ترازو ہے۔ پھر اس میں تعجب کی کیا بات ہے اگر اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے اعمال کو تول کر ہمیں دکھا دے۔

وزن اعمال کے ضمن میں دوسری الجھن یہ پیش آتی ہے کہ متعدد احادیث میں آیا ہے کہ محشر کی میزان میں سب سے بڑا وزن کلمہ طیبہ کا ہوگا۔ جس کے پاس یہ کلمہ ہوگا وہ سب پر بھاری رہے گا۔ اس کا تقاضہ تو یہ ہے کہ مومن کا پلڑا ہمیشہ بھاری رہے خواہ وہ کتنے بھی گناہ کرے۔ لیکن قرآن مجید کی آیات اور دوسری احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان کی نیکیوں اور برائیوں کو تولاجائے گا۔ جس کی نیکیوں کا پلڑا بھاری ہو گا وہ نجات پائے گا اور جس کے گناہوں کا پلڑا بھاری ہوگا اسے عذاب ہوگا۔

بعض علماء تفسیر نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا ہے کہ محشر میں وزن دو مرتبہ ہوگا۔ پہلے کفر و ایمان کا وزن جس کے ذریعہ مومن اور کافر کا امتیاز کیا جائے گا۔ اس وزن میں جس کے نامہ اعمال میں صرف کلمہ ایمان ہی ہے، اس کا پلڑا بھاری رہے گا اور وہ کافروں کے گروہ سے الگ کر دیا جائے گا۔ پھر دوسرا وزن نیک و بد اعمال کا ہوگا۔ اس میں کسی مسلمان کی نیکیاں اور کسی کی برائیاں بھاری ہوں گی اور اسی کے مطابق اسی کو جزاء و سزا ملے گی۔ اس طرح تمام آیات اور احادیث کا مضمون اپنی اپنی جگہ درست اور مربوط ہو جاتا ہے۔ (معارف القرآن)

نوٹ: 1

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن علماء کی روشنائی، جس سے انہوں نے علم دین اور احکام دین لکھے، اور ۱۱۵۵ کے خون کو تولا جائے گا۔ تو علماء کی روشنائی کا وزن شہیدوں کے خون کے وزن سے بڑھ جائے گا۔ (معارف القرآن)

### آیت نمبر (11 تا 18)

ذ ع م

(ف)

ذَامًا عیب لگانا۔  
مَذْمُومٌ اسم المفعول ہے۔ عیب لگایا ہوا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 18۔

د ح ر

(ف)

دُحُورًا کسی کو کہیں سے زبردستی نکالنا۔ ہانکنا۔ دھتکارنا۔ ﴿وَيُقَذَّفُونَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ۖ دُحُورًا﴾ (37/ الصافات: 8) ”اور ان پر پھینکے جاتے ہیں ہر طرف سے دھکے دیتے ہوئے۔“  
مَذْمُومٌ اسم المفعول ہے۔ ہانکا ہوا۔ دھتکارا ہوا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 18۔

ترکیب

(آیت۔ 12) اَلَا در اصل اَنْ لَا ہے۔ اس میں شامل اَنْ نے تَسْجُدَ کو نصب دی ہے۔ (آیت۔ 13) فَاهْبِطْ مِنْهَا میں اور آگے فِيهَا میں ھا کی ضمیریں جنت کے لیے ہیں۔ حالانکہ ان آیات میں جنت کا ذکر نہیں ہے لیکن قرآن کے دوسرے مقامات کے مطالعہ سے قرآن کے قاری کے لیے یہ بات معروف ہو جاتی ہے کہ یہ واقعہ جنت کا ہے۔ اس لیے جنت کا ذکر کیے بغیر یہاں اس کے لیے ضمیر استعمال کی گئی ہے۔ (آیت۔ 14) اِلٰی يَوْمٍ يُبْعَثُونَ میں يَوْمٍ مضاف ہے اور جملہ فعلیہ يُبْعَثُونَ اس کا مضاف الیہ ہے۔ (دیکھیں آیت۔ نمبر۔ 5/ المائدہ 119، ترکیب) (آیت۔ 16-17) لَا قُعْدَنَ کا مفعول صِرَاطُکَ ہے۔ لَا تَجِدُ کا مفعول اول اَسْكَرُھُمْ ہے اور شُكْرِیْنَ اس کا مفعول ثانی ہے۔ (آیت۔ 18) مَذْمُومًا اور مَذْمُورًا حال ہیں۔ اس لیے حالت نصب میں ہیں۔ لَمَنْ پر لام تاکید ہے اور من شرطیہ ہے۔ مِنْکُمْ میں کُمْ کی ضمیر مَنْ تَبَعَكَ کے لیے ہے۔

### ترجمہ

وَلَقَدْ خَلَقْنَاكُمْ	ثُمَّ	صَوَّرْنَاكُمْ	ثُمَّ	قُلْنَا	لِلْمَلَائِكَةِ	اسْجُدُوا	إِذْ
اور بیشک ہم نے پیدا کیا تم لوگوں کو	پھر	ہم نے شکل دی تمہیں	پھر	ہم نے کہا	فرشتوں سے	تم لوگ سجدہ کرو	آدم کے لیے
فَسَجَدُوا	إِلَّا	إِبْلِيسَ	لَمْ يَكُنْ	مِنَ السَّاجِدِينَ ۝	قَالَ	مَا	مَنْعَكَ
تو انہوں نے سجدہ کیا	سوائے	ابلیس کے	وہ نہیں تھا	سجدہ کرنے والوں میں سے	(اللہ نے) کہا	کس چیز نے	تجھے روکا
إِذْ	أَمَرْتُكَ	قَالَ	أَنَا	خَيْرٌ	مِّنْ نَّارٍ	وَخَلَقْتَهُ	مِنْ طِينٍ ۝
جب (کہ)	میں نے حکم دیا تجھ کو	(ابلیس نے) کہا	میں	بہتر ہوں	اس سے	تو نے پیدا کیا مجھ کو	آگ سے
قَالَ	فَاهْبِطْ	مِنْهَا	فَمَا يَكُونُ	لَكَ	أَنْ	تَتَكَبَّرَ	فِيهَا
(اللہ نے) کہا	پس تو نیچے اتر	اس سے	تو نہیں ہے	تیرے لیے	کہ	تو بڑا بنے	اس میں
فَاخْرُجْ	إِنَّكَ	مِنَ الصَّغِيرِينَ ۝	قَالَ	أَنْظِرْنِي	إِلَى يَوْمٍ	يُبْعَثُونَ ۝	
پس تو نکل	یقیناً تو	حقیر ہونے والوں میں سے ہے	(ابلیس نے) کہا	تو مہلت دے مجھے	اس دن تک (جب)	یہ لوگ اٹھائیں جائیں گے	



قَالَ	إِنَّكَ	مِنَ الْمُنْظَرِينَ ⑤	قَالَ	فَبِمَا	أَعْوَيْتَنِي ⑥	لَا تَعْدَنَّ
(اللہ نے) کہا	بیشک تو	مہلت دیے ہوؤں میں سے ہے	(ابلیس نے) کہا	پس بسبب اس چیز کے جس سے	تو نے گمراہ کیا مجھے	میں لازماً بیٹھوں گا
لَهُمْ	صِرَاطُكَ الْمُسْتَقِيمَ ⑥	ثُمَّ	لَا تَيْدِيَهُمْ	مِّنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ	وَمِنْ خَلْفِهِمْ	وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ
ان کے لیے	تیرے سیدھے راستے پر	پھر	میں لازماً آؤں گا ان کے پاس	ان کے سامنے سے	اور ان کے پیچھے سے	اور ان کی داہنی طرف سے
وَعَنْ شَمَائِلِهِمْ ط	وَلَا تَجِدُ	أَكْثَرَهُمْ	شَاكِرِينَ ⑦	قَالَ	أَخْرُجْ مِنْهَا	مَذْعُومًا
اور ان کی بائیں طرف سے	اور تو نہیں پائے گا	ان کے اکثر کو	شکر ادا کرنے والا	(اللہ نے) کہا	تو نکل	عیب لگایا ہوا ہوتے ہوئے
مَذْهُورًا ط	لَمَنْ	تَبِعَكَ	مِنْهُمْ	لَا مَلَكَيْنِ	جَهَنَّمَ	مِنْكُمْ ⑧
دھتکارا ہوتے ہوئے	بیشک جس نے	پیروی کی تیری	ان میں سے	تو میں لازماً بھردوں گا	جہنم کو	تم لوگوں سے
						سب کے سب سے

## نوٹ: 1

تخلیق انسانی کے جس آغاز کا ان آیات میں ذکر کیا گیا ہے اس کی تفصیل کو سمجھنا ہمارے لیے مشکل ہے۔ لیکن بہر حال یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ قرآن مجید انسانیت کے آغاز کی کیفیت ان نظریات کے خلاف بیان کرتا ہے جو موجودہ زمانے میں سائنس کے نام سے پیش کیے جاتے ہیں۔ ان نظریات کی رو سے انسان ایک غیر انسانی حالت سے مختلف مدارج طے کرتا ہوا مرتبہ انسانیت تک پہنچا ہے۔ اس کے برعکس قرآن ہمیں بتاتا ہے کہ انسانیت کا آغاز خالص انسانیت ہی سے ہوا ہے۔ اس کی تاریخ کسی غیر انسانی حالت سے قطعاً کوئی رشتہ نہیں رکھتی وہ اول روز سے انسان ہی بنایا گیا ہے۔

انسانیت کی تاریخ کے یہ دو مختلف نقطہ نظر ہیں جن سے انسانیت کے دو بالکل مختلف تصور پیدا ہوتے ہیں۔ ایک تصور میں انسان دراصل حیوان کی ہی ایک شاخ نظر آتا ہے۔ اس لیے اگر کوئی انسان حیوانات کا سطر زعم اختیار کرتا ہے تو یہ بالکل فطری طرز عمل ہوگا۔ اس کے برعکس قرآنی تصور میں انسان کو جانور کے بجائے انسان کی حیثیت سے دیکھا جائے گا۔ اسے حیوان ناطق نہیں بلکہ اللہ کا خلیفہ سمجھا جائے گا۔ انسان کو دوسری مخلوقات سے جو چیز ممتاز کرتی ہے وہ اس کا نطق (بات کرنے کی صلاحیت) نہیں ہے بلکہ اس کی اخلاقی ذمہ داری اور اختیارات کی وہ امانت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اس کے سپرد کیا ہے اور جس کی بناء پر وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہے۔ (تفہیم القرآن سے ماخوذ)

ادھر مولانا مودودیؒ نے کہا ہے کہ دیگر مخلوقات سے انسان کو ممتاز کرنے والی چیز نطق یعنی بات کرنے کی صلاحیت نہیں ہے۔ اس کی وجہ کو سمجھ لیں۔ قرآن مجید کے مختلف مقامات سے یہ بات ہمارے علم میں آتی ہے کہ کچھ دیگر مخلوقات کو بھی اللہ تعالیٰ نے نطق کی صلاحیت عطا کی ہے یہ اور بات ہے کہ ان کی بات چیت کو یا تو ہم سن نہیں سکے اور اگر سنتے ہیں تو سمجھ نہیں پاتے۔ مثال کے طور پر حضرت سلیمانؑ کے لشکر کو آتا دیکھ کر ایک چیونٹی نے چیونٹیوں سے کہا تھا کہ تم لوگ اپنے گھروں میں داخل ہو جاؤ۔ حضرت سلیمانؑ نے نہ صرف اس بات کو سن لیا بلکہ سمجھ بھی لیا۔ اور پھر انہوں نے اللہ تعالیٰ سے جو دعا مانگی وہ بھی قرآن مجید میں نقل کی گئی ہے۔ طلبا کو چاہیے کہ وہ یہ دعا یاد کر لیں۔ (النمل: 1 تا 19) اس کے آگے آیت نمبر 22 میں ہدھکا حضرت سلیمانؑ سے بات کرنے کا بھی ذکر ہے۔

ہمارا مسئلہ یہ ہے کہ ہم لوگ ہر نئے نظریہ نو آنکھ بند کر کے قبول کر لیتے ہیں پھر دوسروں پر اپنی قابلیت کا رعب ڈالنے کے لیے اس کا چرچا کرتے رہتے ہیں۔ اساتذہ طلبا سے اس کا تذکرہ کرتے ہیں تاکہ یہ ثابت کر سکیں کہ وہ بہت پڑھے لکھے ہیں۔ اکثر کے علم میں نہیں ہوتا یا ہم بھول جاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے شخص کو جھوٹا قرار دیا ہے جو سنی سنی بات کو تحقیق کیے بغیر آگے بڑھا دے، دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ وہی ”سائنسی“ نظریات جب مغربی محققین کی سائنٹفک کسوٹی پر غلط ثابت ہو جاتے ہیں تو اس کا چرچا نہیں ہوتا۔ ایسی تحقیقی باتوں کو عام کرنا مغربی میڈیا کی ذمہ داری نہیں ہے۔ وہ اگر چپ سادھ لیتے ہیں تو ان سے شکایت بے سود ہے۔ یہ مسلمان اہل

علم کی ذمہ داری ہے جس سے ہم کماحقہ عہدہ برآ نہیں ہو رہے ہیں۔ مغرب میں ڈارون کے نظریہ ارتقاء کو دفن ہونے برسوں گزر چکے ہیں لیکن ہم لوگ اسے آج تک سینے سے لگائے بیٹھے ہیں۔

ایسی حالت میں کہ جب اللہ تعالیٰ ابلیس پر غضب فرما رہا تھا، اس نے اللہ سے دعا مانگی کہ مجھے قیامت تک مہلت دے اور اللہ نے اس کی سن لی۔ اس سے قبولیت کی دعا کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے علم اور حکمت کے تحت جس کی چاہتا ہے دعا قبول کرتا ہے، خواہ وہ مومن ہو یا کافر۔ اس لیے کسی کی دعا قبول ہونا اس کے قب الہی کی سند نہیں ہے۔

نوٹ: 2

### آیت نمبر (19 تا 25)

و س و س

(رباعی)

کسی کے ذہن میں بُرا خیال ڈالنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 20۔  
 وَسْوَاسٌ  
 وَسْوَاسٌ  
 اسم ذات ہے۔ بُرا خیال۔ ﴿مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ﴾ (4/114: الناس: 4)  
 ”پیچھے ہٹنے والے بُرے خیال کی برائی سے۔“

ن ص ح

(ف)

نُصْحًا  
 کوئی ایسی بات یا کام کرنا جس میں دوسرے کی بھلائی ہو اور اپنی کوئی غرض نہ ہو۔ (۱) خیر خواہی کرنا۔  
 (۲) خالص ہونا۔ صاف ہونا۔ ﴿لَقَدْ أَرْسَلْنَاكَ رَسَالَةً رَّبِّي وَنَصَحْتُ لَكُمْ﴾ (7/الاعراف: 79)  
 ”بیشک میں پہنچا چکا ہوں اپنے رب کے پیغام کو اور میں نے خیر خواہی کی ہے تمہارے لیے۔“  
 ﴿وَلَا عَلَى الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ مَا يَنْفِقُونَ حَرَجٌ إِذَا نَصَحُوا لِلَّهِ وَرَسُولِهِ﴾ (9/التوبة: 91)  
 ”اور ان لوگوں پر جو نہیں پاتے اس کو جو وہ خرچ کریں، کوئی حرج نہیں ہے جب وہ لوگ دل سے صاف ہوئے اللہ کے لیے اور اس کے رسول کے لیے۔“

نُصْحٌ  
 اسم ذات بھی ہے۔ بے لوث خیر خواہی۔ ﴿وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِي﴾ (11/سور: 34) ”اور تم کو نفع نہیں دے گی میری بے لوث خیر خواہی۔“

نَاصِحٌ  
 اسم الفاعل ہے۔ خیر خواہی کرنے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 21۔  
 نَصُوحٌ  
 فَعُولٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ بے انتہا خالص۔ ﴿تَوْبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا﴾ (66/التحریم: 8)  
 ”تم لوگ توبہ کرو اللہ سے بے انتہا خالص توبہ۔“

ط ف ق

(س)

طَفَفًا  
 کسی کام کو شروع کرنے یا کرنے لگنے کا مفہوم دیتا ہے۔

خ ص ف

(ض)

خَصَفًا  
 سینا۔ ٹانگنا۔ چپکانا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 22۔

ترکیب

(آیت۔ 19) فَتَكُونَا کا فاسیہ ہے۔ اس لیے نون اعرابی گرا ہوا ہے۔ (آیت۔ 20) وَدِرِيّ مادہ ”وری“ سے باب مفاعلہ کا ماضی مجہول وَوَدِرِيّ ہے جس کو وَدِرِيّ لکھتے ہیں۔ (آیت: 22-23) لَمْ پَر عطف ہونے کی وجہ سے أَقْلٌ مجزوم ہے۔ اسی طرح لَمْ پَر عطف ہونے کی وجہ سے تَزَحْمَنَّا مجزوم ہے۔

863

## ترجمہ

وَيَا أَدَمُ اسْكُنْ	أَنْتَ	وَزَوْجُكَ	الْجَنَّةَ	فَكُلَا	مِنْ حَيْثُ	شِئْتُمَا	وَلَا تَقْرَبَا
اور آے آدمؑ	تم	اور تمہاری بیوی	اس باغ میں	پھر تم دونوں کھاؤ	جہاں سے	تم دونوں چاہو	اور تم دونوں قریب مت جانا

هَذِهِ الشَّجَرَةُ	فَتَكُونَا	مِنَ الظَّالِمِينَ ۝۹	فَوَسْوَسَ	لَهُمَا	الشَّيْطَانُ	لِيُبْدِيَ	لَهُمَا
اس درخت کے	ورنہ تم دونوں ہو جاؤ گے	ظلم کرنے والوں میں سے	پھر برا خیال ڈالا	ان کے لیے	شیطان نے	تاکہ وہ ظاہر کرے	ان کے لیے

مَا	وَأَرْبَى	عَنْهُمَا	مِنْ سَوَاتِرِهِمَا	وَقَالَ	مَا نَهَيْكُمَا	رَبُّكُمَا	عَنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ
اس کو جو	چھپایا گیا	ان دونوں سے	ان کی ستروں میں سے	اور اس نے کہا	تم دونوں کو نہیں روکا	تمہارے رب نے	اس درخت سے

إِلَّا	أَنْ	تَكُونَا	مَلَائِكِينَ	أَوْ	تَكُونَا	مِنَ الْخَالِدِينَ ۝۱۰	وَقَاَسَمَهُمَا
مگر (اس لیے)	کہ (کہیں)	تم دونوں ہو جاؤ	فرشتے	یا	تم دونوں ہو جاؤ	ہمیشہ رہنے والوں میں سے	اور اس نے دونوں کو قسم دی

إِنِّي	لَكُمْ	لِئِنْ التَّصَّحَّيْنَ ۝۱۱	فَدَلُّهُمَا	بِعُرْوَةٍ	فَلَمَّا	ذَاقَا
بیٹک میں	تم دونوں کے لیے	یقیناً خیر خواہی کرنے والوں میں سے ہوں	تو اس نے پھسلا دیا دونوں کو	فریبوں سے	پھر جب	دونوں نے چکھا

الشَّجَرَةَ	بَدَتْ	لَهُمَا	سَوَاتِرُهُمَا	وَطَفِقَا	يَخْصِفْنَ	عَلَيْهِمَا	مِنْ وَرَقِ الْجَنَّةِ ط
اس درخت کو	تو ظاہر ہو گئے	ان کے لیے	ان کی ستروں کے حصے	اور وہ دونوں لگے	چپکانے	اپنے اوپر	باغ کے پتوں میں سے

وَنَادَاهُمَا	رَبُّهُمَا	أَلَمْ أَنْهَكُمَا	عَنْ تِلْكَ الشَّجَرَةِ	وَأَقْبَلَ	تَكْبَرًا	إِنَّ
اور پکارا ان دونوں کو	ان کے رب نے	کیا میں نے روکا نہیں تھا تم دونوں کو	اس درخت سے	اور میں نے کہا نہیں تھا	تم دونوں سے	کہ

الشَّيْطَانُ	لَكُمْ	عَدُوٌّ مُبِينٌ ۝۱۲	قَالَا	رَبَّنَا	ظَلَمْنَا	أَنْفُسَنَا ۝۱۳	وَأِنْ	لَمْ تَغْفِرْ
شیطان	تم دونوں کا	ایک کھلا دشمن ہے	ان دونوں نے کہا	اے ہمارے رب	ہم نے ظلم کیا	اپنی جانوں پر	اور اگر	تو نے معاف نہ کیا

لَنَا	وَتَرَحُّبِنَا	لَنَكُونَنَّ	مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝۱۴	قَالَ	اهْطُوتَا	بَعْضُكُم	لِبَعْضٍ
ہم کو	اور تو نے رحم نہ کیا ہم پر	تو ہم لازماً ہو جائیں گے	گھٹا پانے والوں میں سے	(اللہ نے) کہا	تم لوگ نیچے اترو	تم میں کا کوئی	کسی کے لیے

عَدُوٌّ ط	وَلَكُمْ	فِي الْأَرْضِ	مُسْتَقَرٌّ	وَمَتَاعٌ	إِلَىٰ حِينٍ ۝۱۵	قَالَ	فِيهَا
دشمن ہے	اور تمہارے لیے	زمین میں	ایک ٹھکانہ ہے	اور برتنے کا کچھ سامان ہے	کچھ عرصہ تک	(اللہ نے) کہا	اس میں

تَحْيَوْنَ	وَفِيهَا	تَهُوتُونَ	وَمِنْهَا	تُخْرَجُونَ ۝۱۶
تم لوگ زندہ رہو گے	اور اس میں	تم لوگ مرو گے	اور اس میں سے	تم لوگ نکالے جاؤ گے

نوٹ: 1

گزشتہ چند آیات میں حضرت آدمؑ اور ابلیس کا جو واقعہ ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے مطالعہ سے چند اہم حقائق واضح طور پر سامنے آتے ہیں۔

(۱) انسان کے اندر شرم و حیاء کا ایک فطری جذبہ ہے۔ قرآن ہمیں بتاتا ہے کہ یہ شرم انسان کے اندر تہذیب کے ارتقاء سے پیدا نہیں ہوئی ہے، جیسا کہ بعض مغربی مفکرین نے قیاس کیا ہے، بلکہ درحقیقت یہ وہ فطری چیز ہے جو اول روز سے انسان میں موجود تھی۔

(۲) شیطان اپنی بڑائی کا خود مدعی تھا جبکہ انسان نے اپنی بڑائی کا خود دعویٰ نہیں کیا بلکہ بڑائی اسے دی گئی ہے۔ (یعنی جو انسان

خود اپنی بڑائی کا دعویٰ کرے وہ دراصل شیطان کا شاگرد ہے کیونکہ یہ انسانی نہیں بلکہ شیطانی عمل ہے۔ مرتب)۔  
(۳) شیطان نے خالص غرور اور تکبر کی بنا پر اللہ کی نافرمانی کی جبکہ انسان نے نافرمانی کو خود اختیار نہیں کیا بلکہ شیطان کے بہکانے سے وہ اس میں مبتلا ہوا۔

(۴) انسان نے شر کی کھلی دعوت کو قبول نہیں کیا بلکہ داعی شر کو داعی خیر بن کر اس کے سامنے آنا پڑا۔ وہ پستی کی طرف پستی کی طلب میں نہیں گیا بلکہ اس دھوکے میں گیا کہ یہ راستہ اسے بلندی کی طرف لے جائے گا۔

(۵) عام طور پر یہ جو مشہور ہو گیا ہے کہ شیطان نے پہلے بی بی حوا کو دام فریب میں گرفتار کیا پھر انہیں حضرت آدمؑ کو ورغلائے کا آلہ کار بنایا، قرآن اس کی تردید کرتا ہے۔ اس کا بیان یہ ہے کہ شیطان نے دونوں کو دھوکہ دیا اور دونوں اس سے دھوکہ کھا گئے۔

(۶) شیطان اپنے قصور کا اعتراف کرنے کے بجائے نافرمانی پر اور زیادہ جم گیا۔ جبکہ انسان نے اپنے قصور کا اعتراف کیا، اس پر نادم ہوا اور معافی مانگی اور اسے معاف کر دیا گیا۔

(۷) اس لیے جو انسانی راہ مطلوب و محمود ہے اسے شیطانی راہ سے بالکل الگ کر کے واضح کر دیا۔ اب یہ ہر انسان کی اپنی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے لیے انسانی راہ کو منتخب کرتا ہے یا شیطانی راہ اختیار کرتا ہے۔ (تفہیم القرآن سے ماخوذ)۔

نوٹ: 2

جنت سے نیچے اترنے کا خطاب حضرت آدمؑ، بی بی حوا اور ابلیس سے تھا۔ (اس لیے یہاں تنبیہ کے بجائے جمع کا صیغہ آیا ہے۔ مرتب)۔  
مفسرین نے ان مقامات کا بھی ذکر کیا ہے جہاں ان میں سے ہر ایک پھینکا گیا تھا۔ لیکن یہ ساری خبریں اسرائیلیات سے لی گئی ہیں۔ ان کی صحت سے خدا ہی واقف ہے۔ اگر ان مقامات کے تعین میں کوئی فائدہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس کا ضرور ذکر فرماتا یا حدیث میں کہیں مذکور ہوتا۔ (ابن کثیر)

## آیت نمبر (26 تا 30)

ر ی ش

(ض)

رِیْشًا کسی کے حال کی اصلاح کرنا۔  
رِیْشُ اسم جنس ہے۔ واحد رِیْشَةٌ جمع رِیَاشٌ۔ پرندوں کے پر۔ آرائش و زیبائش کی کوئی بھی چیز۔ زیر مطالعہ آیت۔ 26۔

ب د ع

(ف)

(افعال)

بَدَّءَ کسی کام کی ابتدا کرنا۔ پہل کرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 29۔  
اِبْدَاءُ ثلاثی مجرد کا ہم معنی ہے۔ ابتدا کرنا۔ ﴿اَوْ لَمْ يَكُنْ يَبْدِئُ اللّٰهُ الْخَلْقَ﴾ (29) / العنکبوت:  
(19) ”تو کیا انہوں نے غور نہیں کیا کہ اللہ کیسے ابتدا کرتا ہے تخلیق کی۔“

ترکیب

(آیت۔ 26) لِبَاسًا مَّكْرَهُ مَخْصُوصٌ ہے۔ یُؤَارِئُ اس کی خصوصیت ہے اور رِیْشًا حال ہے۔ (آیت۔ 27) یَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا، پورا جملہ اَخْرَجَ کا حال ہے۔ اِنَّہ کی ضمیر شیطان کے لیے بھی مانی جاسکتی ہے اور اسے ضمیر الشان بھی مانا جاسکتا ہے۔ ہماری ترجیح یہ ہے کہ اسے ضمیر الشان مانا جائے۔ (آیت۔ 29) مَسْجِدٍ ظَرْفِ مَکَانَ اور ظَرْفِ زَمَانٍ، دونوں معنی دیتا ہے۔ ہم ظرفِ زمان سے ترجمہ کریں گے۔ اسم الفاعل مُخْلِصِينَ حال ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔ اس نے فاعل کا کام کیا ہے اور اس نے الدِّین کو نصب دی ہے۔ (آیت۔ 30) پہلا فَرْیَقًا مفعول ہے ہڈی کا۔ دوسرا فَرْیَقًا بھی مفعول ہے اور اس کا فعل اَضَلَّ محذوف ہے۔ وَیَحْسَبُونَ کا واو حالیہ ہے۔

## ترجمہ

يَبْنِيْ اٰدَمَ	قَدْ اَنْزَلْنَا	عَلَيْكُمْ	لِبَاسًا	يُّوَارِي	سَوَاتِكُمْ	وَرِيْشًا
اے آدم کے بیٹو	ہم نے اتارا ہے	تم لوگوں پر	ایک ایسا لباس جو	چھپاتا ہے	تمہاری ستر کے حصوں کو	اور زیبائش ہوتے ہوئے

وَلِبَاسُ التَّقْوٰی	ذٰلِكَ	خَيْرٌ	ذٰلِكَ	مِنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ	لَعَلَّهُمْ	يَذْكُرُوْنَ ۝۵	يَبْنِيْ اٰدَمَ
اور تقویٰ کا لباس!	وہ (تو)	سب سے بہتر ہے	یہ	اللہ کی نشانیوں میں سے ہے	شائد وہ لوگ	نصیحت پکڑیں	اے آدم کے بیٹو

لَا يَفْتِنَنَّكُمْ	الشَّيْطٰنُ	كَمَا	اَخْرَجَ	اَبْوِيْكُمْ	مِّنَ الْجَنَّةِ	يَنْزِعُ	عَنْهَا
ہرگز لغزش نہ دے تم کو	شیطان	جیسے کہ	اس نے نکالا	تمہارے والدین کو	جنت سے	اس حال میں کہ اس نے کھینچ اتارا	ان دونوں سے

لِبَاسَهُمَا	لِيُرِيَهُمَا	سَوَاتِيَهُمَا	اِنَّهُ	يَرٰكُمْ	هُوَ	وَقَبِيْلُهُ	مِنْ حَيْثُ
دونوں کا لباس	تاکہ وہ دکھائے دونوں کو	ان کی ستروں کے حصے	حقیقت یہ ہے کہ	دیکھتا ہے تم لوگوں کو	وہ	اور اس کا قبیلہ	وہاں سے جہاں

لَا تَرَوْهُمْ ط	اِنَّكَ	جَعَلْنَا	الشَّيْطٰنِيْنَ	اَوْلِيَاۡءَ	لِلَّذِيْنَ	لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝۶	وَ اِذَا	فَعَلُوْا
تم نہیں دیکھتے ان کو	بیشک	ہم نے بنایا	شیطانوں کو	دوست	ان کے لیے جو	ایمان نہیں لاتے	اور جب کبھی	وہ لوگ کرتے ہیں

فَاَحْشَۃٌ	قَالُوْا	وَجَدْنَا	عَلَيْهَا	اٰبَاءَنَا	وَاللّٰهُ	اَمَرْنَا	بِهَا ط	قُلْ	اِنَّ اللّٰهَ
کوئی بے حیائی	تو کہتے ہیں	ہم نے پایا	اس پر	اپنے اجداد کو	اور اللہ نے	حکم دیا ہم کو	اس کا	آپ کہہ دیجئے	بیشک اللہ

لَا يٰۤاَمُرُ	بِالْفَحْشَآءِ ط	اَ	تَقُوْلُوْنَ	عَلٰی اللّٰهِ	مَا	لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۷	قُلْ	اَمَرَ	رَبِّيْ
حکم نہیں دیتا	بے حیائیوں کا	کیا	تم لوگ کہتے ہو	اللہ پر	وہ، جو	تم لوگ نہیں جانتے	آپ کہیے	حکم دیا	میرے رب نے

بِالْقِسْطِ ۚ	وَ	اَقِيْمُوْا	وُجُوْهَكُمْ	عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ	وَ اَدْعُوْهُ	مُخْلِصِيْنَ
انصاف کا	اور (یہ کہ)	تم لوگ سیدھا رکھو	اپنے چہروں کو	ہر مسجد کے وقت پر	اور پکارو اس کو	خالص کرنے والا ہوتے ہوئے

لَهُ	الدِّيْنِ ط	كَمَا	بَدَاكُمْ	تَعُوْدُوْنَ ۝۸	فَرِيقًا	هٰدٰی	وَفَرِيقًا
اس کے لیے	کل دین کو	جیسے	اس نے ابتدا کی تمہاری	(ویسے ہی) تم لوگ لوٹو گے	ایک فریق کو	اس نے ہدایت دی	اور ایک فریق کو (اس نے گمراہی دی)

حَقٍّ	عَلَيْهِمْ	الصَّلٰۤئَةُ ط	اِنَّهُمْ	اتَّخَذُوْا	الشَّيْطٰنِيْنَ	اَوْلِيَاۡءَ	مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ	وَ
(کیونکہ) ثابت ہوئی	ان پر	گمراہی	بیشک انہوں نے	بنایا	شیطانوں کو	دوست	اللہ کے علاوہ	اس حال میں کہ

يَحْسَبُوْنَ	اَنَّهُمْ	مُّهْتَدُوْنَ ۝۹
سمجھتے ہوئے	کہ وہ	ہدایت یافتہ ہیں





## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

### آیت نمبر (31 تا 37)

ترکیب

(آیت-32) زِينَةُ اللَّهِ اور الطَّيِّبَاتِ، دونوں حَرَمَ کے مفعول ہیں۔ اس لیے دونوں حالت نصب میں ہیں۔ خَالِصَةً حال ہے۔ یَوْمَ ظرف ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔ لِقَوْمٍ نکرہ مخصوصہ ہے۔ (آیت-33) الْفَرَا حِشَّ، الْإِثْمَ اور الْبَغْيَ، یہ سب حَرَمَ کے مفعول ہیں۔ جبکہ أَنْ تُشْرِكُوا اور أَنْ تَقُولُوا سے پہلے حَرَمَ محذوف ہے۔ سَاعَةً تمیز ہے۔

ترجمہ

يَلْبِسَ آدَمَ	خُذُوا	زِينَتَكُمْ	عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ	وَكُلُوا	وَأَشْرَبُوا	وَلَا تُسْرِفُوا ۚ	إِنَّهُ
اے آدم کے بیٹو	تم لوگ پکڑو	اپنی زینت کو	ہر مسجد کرنے کے وقت	اور کھاؤ	اور پیو	اور حد سے تجاوز مت کرو	بیشک وہ

لَا يُحِبُّ	الْمُسْرِفِينَ ۝	قُلْ	مَنْ	حَرَمَ	زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي	أَخْرَجَ	لِعِبَادِهِ	وَالطَّيِّبَاتِ
پسند نہیں کرتا	حد سے تجاوز کرنے والوں کو	آپؐ کہیے	کس نے	حرام کیا	اللہ کی اس زینت کو جو	اس نے نکالی	اپنے بندوں کے لیے	اور پاکیزہ چیزوں کو

مِنَ الرِّزْقِ ۚ	قُلْ	هِيَ	لِلَّذِينَ	آمَنُوا	فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا	خَالِصَةً	يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ
رزق میں سے	آپؐ کہہ دیجئے	یہ	ان لوگوں کے لیے ہے جو	ایمان لائے	دنوی زندگی میں	(لیکن) خالص ہوتے ہوئے	قیامت کے دن

كَذَلِكَ	نُفِصِلُ	الْأَلِيَّتِ	لِقَوْمٍ	يَعْلَمُونَ ۝	قُلْ	إِنَّمَا	حَرَمَ
اس طرح	ہم کھول کھول کر بتاتے ہیں	آیتوں کو	ایسے لوگوں کے لیے جو	علم رکھتے ہیں	آپؐ کہہ دیجئے	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	حرام کیا

رَبِّي	أَفْوَاحِشَ	مَا ظَهَرَ	مِنْهَا	وَمَا بَطَّنَ	وَالْإِثْمَ	وَالْبَغْيَ	بِغَيْرِ الْحَقِّ	وَأَنْ
میرے رب نے	بے حیائیوں کو	جو نمایاں ہوا	اس سے	اور جو پوشیدہ رہا	اور گناہ کو	اور زیادتی کرنے کو	حق کے بغیر	اور (اس نے حرام کیا) کہ

تُشْرِكُوا	بِاللَّهِ	مَا	لَمْ يُنْزَلْ	بِهِ	سُلْطَانًا	وَأَنْ	تَقُولُوا	عَلَى اللَّهِ	مَا
تم لوگ شریک کرو	اللہ کے ساتھ	اس کو	اس نے اتارا ہی نہیں	جس کی	کوئی سند	اور (اس نے حرام کیا) کہ	تم لوگ کہو	اللہ پر	وہ جس کا

لَا تَعْلَمُونَ ۝	وَلِكُلِّ أُمَّةٍ	أَجَلٌ ۖ	فَإِذَا	جَاءَ	أَجَلُهُمْ	لَا يَسْتَأْذِرُونَ
تم لوگ علم نہیں رکھتے	اور ہر ایک امت کے لیے	ایک وقت ہے	پھر جب	آجائے	ان کا وقت	تو وہ لوگ پیچھے نہیں ہوں گے

سَاعَةً	وَلَا يَسْتَفِيدُونَ ۝
ایک گھڑی (یعنی لمحہ بھر بھی)	اور نہ آگے ہوں گے

## نوٹ: 1

ایک عقیدہ یہ ہے کہ دنیا کی چیزوں کا استعمال قرب الہی میں رکاوٹ بنتا ہے۔ اس لیے کوئی جوگی بنتا ہے، کوراہبانیت اختیار کرتا ہے اور کچھ صوفی بھی ان کی نقل کرتے ہیں۔ لیکن اسلام اس سے منع کرتا ہے کیونکہ یہ سب چیزیں اللہ نے اپنے بندوں کے لیے ہی پیدا کی ہیں۔ اصول یہ ہے کہ دنیا میں جتنی چیزیں ہیں وہ سب حلال ہیں۔ جب تک کسی چیز کا حرام ہونا دلیل شرعی سے ثابت نہ ہو جائے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اصلاً تو یہ چیزیں اہل ایمان کے لیے ہی پیدا کی گئی ہیں۔ لیکن اس دنیا میں کافروں کو بھی ان سے استفادہ کرنے کی اجازت ہے کیونکہ یہ دنیا دارالجزا نہیں ہے بلکہ دارالامتحان ہے۔ البتہ قیامت میں یہ چیزیں صرف اہل ایمان کے لیے ہوں گی۔

جہاں اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزوں کو دلیل شرعی کے بغیر اپنے اوپر حرام کرنا منع ہے، وہیں ان کے استعمال میں حد سے تجاوز کرنا بھی منع ہے۔ اسراف کا مطلب ہے کسی جائز ضرورت پر ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا۔ مثلاً کھانے میں متعدد ڈشوں کا اور سویٹ ڈش میں ایک سے زائد ڈشوں کا اہتمام کرنا، بھوک سے زیادہ کھانا یا بھوک کے بغیر کھانا جیسے IN BETWEEN THE MEALS بسکٹوں یا اسنیکس کا اہتمام کرنا وغیرہ۔ اسی طرح کپڑے، جوتے اور رہائش کی دوسری ضروریات پر ضروریات سے زیادہ خرچ کرنا اسراف ہے اور ایسا کرنے والوں کو اللہ پسند نہیں کرتا۔

## نوٹ: 2

اٹم وہ خطائیں ہیں جو فاعل کی اپنی ذات سے متعلق ہیں اور بغی وہ زیادتی ہے جو دوسروں کے ساتھ کی جائے۔ (ابن کثیر)۔ بغی میں حق کے بغیر کا مفہوم از خود شامل ہے۔ کیونکہ زیادتی کہتے ہی اس کو ہیں جو حق کے بغیر ہو۔ آیت میں بَغْيٍ الْحَقِّ کا اضافہ تاکید کے لیے کیا گیا ہے۔ جیسے اردو لفظ ”دیکھنا“ میں آنکھوں سے دیکھنے کا مفہوم از خود شامل ہے۔ لیکن جب تاکید مقصود ہوتی ہے۔ تو ہم کہتے ہیں کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ (حافظ احمد یار صاحب مرحوم)

## نوٹ: 3

یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ افراد اور اقوام کے معاملہ میں اللہ نے ”اجل“ کے پیمانے الگ الگ رکھے ہیں۔ افراد کے پیمانے تو سالوں، مہینوں، دنوں، گھنٹوں اور منٹوں کے حساب سے پورے ہوتے ہیں۔ جب وہ پورے ہو جاتے ہیں۔ تو فرد ختم ہو جاتا ہے۔ جبکہ قوموں کا معاملہ اس سے مختلف ہے۔ ان کا حساب ان کے اخلاق زوال کی ایک خاص حد ہے۔ کوئی قوم جب گرتے گرتے اس حد کو پہنچ جاتی ہیں تو اس کا سفینہ غرق ہو جاتا ہے۔ جس طرح افراد کی موت کا وقت اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں معلوم، اسی طرح قوموں کے فنا ہونے کے وقت علم بھی اللہ کے سوا کسی کو نہیں ہے۔ (تدبر قرآن)

البتہ کسی فرد کے بالوں کی سفیدی، اعضاء کی کمزوری، چہرے کی جھریاں وغیرہ ایسی علامات ہیں جن کو دیکھ کر کہا جاسکتا ہے کہ اس فرد کا وقت اب قریب آگیا ہے۔ اسی طرح قوموں کی اخلاقی گراؤٹ کی کچھ علامات ہیں جنہیں دیکھ کر کہا جاتا جاسکتا ہے کہ اس قوم کے دن اب گنے جا چکے ہیں۔ ایسی علامات کے ظہور کی ابتداء عموماً اس وقت ہوتی ہے جب وہ قوم فوجی ساز و سامان اور طاقت کے اس درجہ پر پہنچ جاتی ہے جہاں اس دنیا میں کوئی مد مقابل باقی نہیں رہتا اور اسے نظر آتا ہے کہ اب وہ جو چاہے کرے، اس کا ہاتھ پکڑنے والا کوئی نہیں ہے۔ (سورۃ العلق، آیات 6-7) کے پھر طاقت کے نشے میں اسے ہر نقشۃ الثنا نظر آتی ہے، لیکن نظر آتا ہے۔ پھر وہ ایسی اخلاقی اقدار کو اپنے پاؤں تلے روندنا شروع کرتی ہے جن کی کبھی وہ خود علمبردار تھی پھر وہ صرف دھاندلی نہیں کرتی بلکہ پوری ڈھٹائی



اور بے حیائی سے کرتی ہے اور اسے اپنا حق سمجھتی ہے۔ اخلاقی گراوٹ کی پستی اس کے سینے میں سوراخ کرتی رہتی ہے اور وہ قوم اپنے ہاتھوں سے اپنی قبر کھودتی رہتی ہے۔

مثلاً موسیٰ اور ہارون نے فرعون کے دربار میں مطالبہ کیا تھا کہ بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ جانے دو اور ان کو عذاب دینے کا سلسلہ ختم کر دو۔ (سورہ طہ، آیت - 47)۔ اس وجہ سے فرعون نے ان پر جادوگر ہونے، آجکل کی اصطلاح میں دہشت گرد ہونے کا الزام لگایا اور اپنی قوم کو بتایا کہ یہ دونوں چاہتے ہیں کہ تم لوگوں کو تمہاری زمین سے نکال دیں اور تمہاری بے مثال تہذیب و تمدن کا ستیاناس کر دیں۔ (سورہ طہ، آیت - 63)۔ حالانکہ موسیٰ اس سرزمین سے بنی اسرائیل کو نکال کر لے جانا چاہتے تھے اور اس کے بعد فرعون کیوں کی تہذیب سے ان کو کوئی واسطہ نہ رہتا۔ اس طرح معمولی سمجھ بوجھ کا ہر آدمی آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ فرعون کا الزام کتنا بے بنیاد اور کیسی دھاندلی پر مبنی تھا۔ لیکن طاقت کے نشہ کا یہ عالم تھا کہ قوم نے اس الزام کو درست تسلیم کیا۔ اخلاقی گراوٹ کی یہ وہ حد ہے جسے عبور کرنے کے بعد وہ قوم اس زمین پر ایک قوم ایک حیثیت سے رہنے کے حق سے محروم ہوگئی اور انہوں نے اپنی بے مثال تہذیب کو اپنے ہاتھوں سے ہمیشہ کے لیے دفن کر دیا۔ فاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْأَبْصَارِ

### آیت نمبر (35 تا 39)

ترکیب

(آیت - 35) اِمَّا دَرِ اَصْلَ اِنْ مَّا ہے۔ اس میں اِنْ شرطیہ ہے اور مَّا تاکید کا ہے (آیت 2 / البقرة: 38، ترکیب)۔ يَقْضُونَ حال ہے رُسُلُ کا۔ اِمَّا کا جواب شرط فَمِنْ اَتَّقَى ہے اور یہ خود بھی شرط ہے۔ اس کا جواب شرط فَلَا خَوْفٌ ہے۔ (آیت - 37) رُسُلُنَا میں رُسُلُ عاقل کی جمع مکسر ہے۔ اس لیے اس کے لیے مؤنث کا صیغہ جَاءَتْ اور مذکر کا صیغہ يَتَوَفَّوْنَ، دونوں جائز ہیں۔ اُمَمٌ نکرہ مخصوصہ ہے۔ ان آیات میں شرط اور جواب شرط کی وجہ سے افعال ماضی کا ترجمہ حال یا مستقبل میں کیا جائے گا۔

### ترجمہ

يَبْنِيْ اٰدَمَ	اِمَّا	يَاۤاَيُّهَاكُمْ	رُسُلٌ	مِّنْكُمْ	يَقْضُوْنَ	عَلَيْكُمْ	اَيُّهَا	فَمِنْ	اَتَّقَى
اے آدم کے بیٹوں	اگر کبھی	تمہارے پاس آئیں	کچھ رسول	تم میں سے	بیان کرتے ہوئے	تم پر	میری آیات کو	تو جو	تقویٰ کرے گا

وَاَصْلَحَ	فَلَا خَوْفٌ	عَلَيْهِمْ	وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝	وَالَّذِيْنَ	كَذَّبُوْا	يَاۤاَيُّهَا	وَاَسْتَكَبَرُوْا
اور اصلاح کرے گا (اپنی)	تو کوئی خوف نہیں ہوگا	ان پر	اور نہ وہ لوگ غمگین ہوں گے	اور جنہوں نے	جھٹلایا	ہماری آیات کو	اور تکبر کیا

عَنْهَا	اُولٰٓئِكَ	اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ	هُمْ	فِيْهَا	خٰلِدُوْنَ ۝	فَمَنْ	اَظْلَمُ	مِمَّنْ	اِفْتَرٰى
ان سے	وہ لوگ	آگ والے ہیں	وہ لوگ	اس میں	ہمیشہ رہنے والے ہیں	تو کون	زیادہ ظالم ہے	اس سے جس نے	گھڑا

عَلَى اللّٰهِ	كَذَّبَا	اَوْ	كَذَّبَ	يَاۤاَيُّهَا	اُولٰٓئِكَ	يَنۡاَلُهُمْ	نَصِيْبُهُمْ	مِّنَ الْكِتٰبِ ط	حَتّٰى	اِذَا
اللہ پر	ایک جھوٹ	یا	جھٹلایا	اس کی آیات کو	وہ لوگ ہیں	پہنچے گا جن کو	ان کا حصہ	لکھے میں سے	یہاں تک کہ	جب

جَاءَتْهُمْ	رُسُلُنَا	يَتَوَفَّوْهُمْ ۚ	قَالُوْا	اَيَّنَّ	مَا
آئیں گے ان کے پاس	ہمارے پیغمبر (فرشتے)	ان کو پورا پورا لیتے ہوئے (یعنی روح قبض کرتے ہوئے)	تو وہ کہیں گے	کہاں ہے	وہ، جس کو



كُنْتُمْ تَدْعُونَ	مِنْ دُونِ اللَّهِ ط	قَالُوا	صَلُّوا	عَنَّا	وَشَهِدُوا	عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ ۖ	أَنَّهُمْ
تم لوگ پکارا کرتے تھے	اللہ کے علاوہ	تو لوگ کہیں گے	وہ گم ہو گئے	ہم سے	اور گواہی دیں گے	اپنے نفس کے خلاف	کہ وہ لوگ

كَافِرِينَ ۝	قَالَ	ادْخُلُوا	فِي أُمَّةٍ	قَدْ خَلَتْ	مِنْ قَبْلِكُمْ	كَانُوا	تھے
کفر کرنے والے	وہ (یعنی اللہ) کہے گا	تم لوگ داخل ہو جاؤ	ایک ایسی امت میں جو	جو گزر چکی ہے	تم لوگوں سے پہلے	تھے	

رَّسَالَتِ	وَالْإِنْسِ	فِي النَّارِ ط	كُلَّمَا	دَخَلَتْ	أُمَّةٌ	لَعَنَتْ	أُخْتَهَا ط
جنوں میں سے	اور انسانوں میں سے	آگ میں	جب کبھی	داخل ہوتی ہے	کوئی امت	تو لعنت کرتی ہے	اپنی بہن (یعنی دوسری امت) کو

حَتَّىٰ	إِذَا	أَدَارَكُوا	فِيهَا	جَمِيعًا	قَالَتْ	أُخْرَاهُمْ	لِأُولِهِمْ	رَبَّنَا	هُؤُلَاءِ
یہاں تک کہ	جب	وہ لوگ آلیں گے	اس میں	سب کے سب	تو کہے گی	ان کی دوسری	اپنی پہلی کے لیے	اے ہمارے رب	یہ ہیں

أَضَلُّونَا	فَاتِهِمْ	عَذَابًا مُّضْعَفًا	رَّسَالَتِ	قَالَ	لِحَيٍّ	ضِعْفٌ	وَلَكِنْ
جنہوں نے گمراہ کیا ہم کو	پس تو دے ان کو	دو گنا عذاب	آگ میں سے	وہ (یعنی اللہ) کہے گا	ہر ایک کے لیے	دو گنا ہے	اور لیکن

لَا تَعْلَمُونَ ۝	وَقَالَتْ	أُولَهُمْ	لِأُخْرَاهُمْ	فَمَا كَانَ	لَكُمْ	عَلَيْنَا	مِنْ فَضْلٍ	فَذُوقُوا
تم لوگ جانتے نہیں	اور کہے گی	ان کی پہلی	اپنی دوسری سے	پس نہیں تھی	تمہارے لیے	ہم پر	کسی قسم کی کوئی فضیلت	تو چکھو

الْعَذَابِ	بِمَا	كُنْتُمْ تَكْسِبُونَ ۝
عذاب کو	بسبب اس کے جو	تم لوگ کمائی کرتے تھے

## نوٹ: 1

آیت نمبر- 37 میں آیا ہے کہ نافرمان لوگوں کو اَلْكِتَابِ میں سے ان کا حصہ پہنچے گا اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیوی زندگی کے لیے ان کی تقدیر میں جو مہلت عمر اور رزق وغیرہ لکھا ہوا ہے، وہ ان کو ملے گا اور ان کی نافرمانی کی وجہ سے اس میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی کیونکہ یہ دنیا دار الامتحان ہے دارالجزا نہیں ہے۔

## نوٹ: 2

دوزخی لوگ اپنے پیش رو لوگوں کی طرف اشارہ کر کے اللہ تعالیٰ سے فریاد کریں گے کہ ان لوگوں نے ہم کو گمراہ کیا تھا، اس لیے ان کو دو گنا عذاب دے۔ ایک ان کی اپنی گمراہی کا اور دوسرا ہمیں گمراہ کرنے کا۔ جواب میں اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ سب کے لیے دو گنا عذاب ہے۔ اس کی وجہ سمجھ لیں جس کی وضاحت مولانا امین احسن اصلاحی صاحب نے کی ہے۔

نیکی ہو یا بدی، دونوں اپنی فطرت کے اعتبار سے متعدی چیزیں ہیں۔ یہ اپنے کرنے والے کی ذات تک محدود نہیں رہتی ہیں۔ بلکہ ان کے اثرات دوسروں تک بھی منتقل ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ نیکی کا ایک ذرہ احد پہاڑ کے برابر ہو سکتا ہے اور بدی کا ایک تخم لقم وودق جنگل کی شکل اختیار کر سکتا ہے۔ اس آیت میں اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے (جو سورۃ النساء، آیت نمبر- 85 میں اور احادیث میں بیان ہوا ہے) کہ تم میں سے اگلے اور پچھلے دونوں ہی کے لیے اپنے گناہوں کے ساتھ ساتھ ان کے گناہوں سے بھی حصہ ملنے والا ہے جن



کے لیے تم نے ان گناہوں کی مثال قائم کی۔ تم فریاد کر رہے ہو کہ تمہارے اگلوں نے تمہارے لیے بر مثال قائم کی۔ اس وجہ سے ان کو زیادہ عذاب ہو۔ ان کو بیشک زیادہ عذاب ملے گا۔ لیکن تم نے جو بری مثال اپنے بعد والوں کے لیے چھوڑی، اس کے نتائج 81<sup>81</sup> س طرح بچ جاؤ گے۔ جو پیمانہ ان کے لیے ہے وہی پیمانہ تمہارے لیے ہے۔ اگر ان کی روش بد کے ساتھ ساتھ تم اپنی روش بد کے اثرات کا بھی علم رکھتے تو تم مانتے کہ تم اور وہ، دونوں یکساں مجرم ہو۔ لیکن تمہیں اپنے بوئے ہوئے غم بد کی ہولنا کیوں کا علم نہیں ہے۔ اب وہ تمہارے سامنے آگے گا (تدبر قرآن)

یہاں پر کچھ ذہنوں میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ قیامت کے وقت زمین پر جو آخری نسل انسانی بدی میں ملوث ہوگی، ان کی بدی کے اثرات تو کسی اگلی نسل کو منتقل نہیں ہوں گے، تو کیا ان کو کھرا عذاب ہوگا۔ اس کا جواب نفی میں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے لُکُل (سب کے لیے، ہر ایک کے لیے) فرمایا ہے۔ اس کی وجہ وہ لوگ آسانی سے سمجھ لیں گے۔ جنہوں نے STATISTICS (اعداد و شمار کا علم) میں EXTRAPOLATION کا فارمولا پڑھا ہے۔ دوسرے طلباء اس کو اس طرح سمجھ لیں کہ کسی چیز کے گزشتہ کافی سالوں کے اعداد شمار موجود ہوں تو ماضی میں ہونے والی کمی یا اضافہ کے رجحان کی بنیاد پر مذکورہ فارمولے کے ذریعہ تخمینہ لگاتے لیتے ہیں کہ چند سالوں کے بعد اعداد و شمار کیا ہوں گے۔ عام طور پر یہ تخمینے تقریباً صحیح ثابت ہوتے ہیں۔ اگر کبھی تھوڑا بہت یا کبھی کبھار زیادہ فرق ہوتا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ انسانی علم پر فیکٹ نہیں بلکہ ناقص ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہر نقص سے پاک ہے۔ اس لیے اس کا علم بھی پر فیکٹ ہے اور وہ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ہے۔ اس کے لیے یہ بہت آسان ہے کہ وہ آخری نسلوں کی بدی کے منتقل ہونے والے اثرات کا بالکل ٹھیک ٹھیک (Exact) حساب کر کے ان لوگوں کو اس کی بھی سزا دے۔ اس لیے فرمایا لُکُلِ ضَعْفٌ۔

### آیت نمبر (40 تا 43)

ج م ل

(ک)

جَمَآلًا

خوب صورت ہونا۔ خوب سیرت ہونا۔

جَمَآلٌ

اسم ذات بھی ہے۔ خوبصورتی۔ ﴿وَلَكُمْ فِيهَا جَمَالٌ﴾ ”اور تمہارے لیے اس میں خوبصورتی ہے۔“

جَبِينٌ

فَعِيلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ خوبصورت۔ خوب سیرت۔ ﴿فَاصْفَحْ الصَّفْحَ الْجَبِينِ﴾ (15/ الحجر: 85) ”پس تو نظر انداز کر، خوب صورت نظر انداز کرنا۔“

جَمَلٌ

(ج) جَمَالَةٌ اونٹ۔ ﴿كَأَنَّهُ جُمِلَتِ صُفْرٌ﴾ (77/ المرسلات: 33) ”جیسے کہ وہ ہوں زرد اونٹ۔“

جَمَلًا

جمع کرنا۔ اکٹھا کرنا۔

جُمْلَةً

اکٹھا کی ہوئی چیز۔ ﴿لَوْ لَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ جُمْلَةً وَاحِدَةً﴾ (25/ الفرقان: 32) ”کیوں نہیں اتارا گیا ان پر قرآن اکٹھا ایک بار۔“

س م م

(ن)

سَمُومًا

جھلسنا۔

سَمُومًا

جھلس دینے والی گرم ہوا۔ لُو۔ ﴿وَالْجَاآنُ خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ تَارِ السَّهْوِ﴾ (15/ الحجر: 27) ”اور جن! ہم نے پیدا کیا اس کو اس سے پہلے لو کی آگ سے۔“

سَمٌ

تنگ سوراخ۔ جیسے سوئی کا ناکا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 40





## ترکیب

(آیت-41) مِهَادُ اور غَوَاشِ مبتداء مؤخر کرہ ہیں، لَہُمْ مِنْ جَہَنَّمَ ان دونوں کی قائم مقام خبر مقدم ہے۔ اُنْہُمْ مِنْ فَوْقِہُمْ، غَوَاشِ کی متعلق خبر ہے۔ (آیت-42) وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مبتداء ہے اور اُولَئِكَ اَصْحَابُ الْجَنَّةِ اس کی خبر ہے، درمیان میں لَا تُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا جملہ معترضہ ہے۔ آیت 43 سے شروع ہو کر آگے کئی آیات تک قیامت کا ذکر ہے اس لیے ان آیات میں افعال ماضی کا ترجمہ مستقبل میں ہوگا۔

## ترجمہ

اِنَّ الَّذِيْنَ	كَذَّبُوْا	يَايُنٰنَا	وَاَسْتَكْبَرُوْا	عَنْهَا	لَا تُفْتَحُ	لَهُمْ	اَبْوَابُ السَّمٰوٰتِ
بیشک جن لوگوں نے	جھٹلایا	ہماری نشانیوں کو	اور گھمنڈ کیا	ان سے	نہیں کھولے جائیں گے	ان کے لیے	آسمان کے دروازے

وَلَا يَدْخُلُوْنَ	الْجَنَّةَ	حَتّٰى	يَلْبِغَ	الْجَمْلُ	فِي سَمِّ الْخِيَاطِ ط	وَكٰذِبًا	نَجْزٰى
اور نہ ہی داخل ہوں گے	جنت میں	یہاں تک کہ	گھس جائے	اونٹ	سوئی کے ناکے میں	اور اس طرح	ہم بدلہ دیتے ہیں

الْمُجْرِمِيْنَ ۝	لَهُمْ	مِّنْ جَہَنَّمَ	مِهَادٌ	وَمِنْ فَوْقِہُمْ	غَوَاشٍ ط	وَكٰذِبًا	نَجْزٰى
جرم کرنے والوں کو	ان کے لیے	جہنم میں سے ہے	ایک بچھونا	اور ان کے اوپر سے	کچھ چھا جانے والی چیزیں	اور اس طرح	ہم بدلہ دیتے ہیں

الظَّالِمِيْنَ ۝	وَالَّذِيْنَ	آمَنُوْا	وَعَمِلُوْا	الصَّالِحٰتِ	لَا تُكَلِّفُ	نَفْسًا	اِلَّا وُسْعَهَا
ظلم کرنے والوں کو	اور جو لوگ	ایمان لائے	اور انہوں نے عمل کیے	نیک	ہم پابند نہیں کرتے	کسی جان کو	مگر اس کی وسعت کو

اُولٰٓئِكَ	اَصْحَابُ الْجَنَّةِ ؕ	ہُمْ	فِيْہَا	خٰلِدُوْنَ ۝	وَنَزَعْنَا	مَا	فِيْ صُدُوْرِہُمْ
تو وہ لوگ	جنت والے ہیں	یہ لوگ	اس میں	ہمیشہ رہنے والے ہیں	اور ہم کھینچ نکالیں گے	اس کو جو	ان کے سینوں میں ہے

مِّنْ غِلٍّ	تَجْرٰى	مِّنْ تَّحْتِہُمْ	اِلَّا نَّهْرٌ ؕ	وَقَالُوْا	الْحٰنَدُ	لِلّٰہِ	الَّذِيْ
کسی قسم کی کوئی کدورت	بہتی ہوں گی	ان کے نیچے سے	نہریں	اور وہ لوگ کہیں گے	تمام شکر و تعریف	اللہ ہی کے لیے ہے	جس نے

ہٰذَا	لِہٰذَا ؕ	وَمَا كُنَّا	لِنَهْتَدٰى	لَوْ لَا اَنْ	ہٰذَا	اللّٰہُ ؕ	لَقَدْ جَآءَتْ
پہنچایا ہم کو	یہاں تک	اور ہم نہیں تھے	کہ ہم ہدایت پاتے	اگر نہ ہوتا کہ	ہم کو ہدایت دیتا	اللہ	آچکے تھے

بِالْحَقِّ ط	وَنُودُوْا	اَنْ	تَلٰمُ الْجَنَّةُ	اَوْرِثْتُوْہَا	ہٰذَا	کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝
حق کے ساتھ	اور پکارا جائے گا	کہ	یہ جنت	تم لوگوں کو وراثت بنایا گیا اس کا	بسبب اس کے جو	تم لوگ کرتے تھے

## نوٹ: 1

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مومن بندہ کے لیے جب موت کا وقت آتا ہے تو حضرت عزرائیل اس کی روح کو خطاب کرتے ہیں کہ رب کی مغفرت کے لیے نکل۔ اس وقت اس کی روح اس طرح بدن سے نکل آتی ہے جیسے کسی مشکیزہ کا منہ کھول دیا جائے



تو اس کا پانی نکل جاتا ہے۔ اس کی روح کو لے فرشتے پہلے آسمان پر پہنچتے ہیں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے اسباغ کا اعمال نامہ علیین میں رکھو اور اس کو واپس کر دو۔ پھر یہ روح لوٹ کر قبر میں آتی ہے۔ سوال و جواب کے لیے۔ کافر کا جب موت کا وقت آتا ہے تو فرشتہ موت اس کی روح اس طرح نکالتا ہے جیسے کوئی خاردار شاخ گیلی اون میں لپٹی ہوئی ہو اور اس میں سے کھینچی جائے۔ اس کی روح کو لے کر فرشتے پہلے آسمان پر پہنچتے ہیں تو اس کا دروازہ نہیں کھولا جاتا بلکہ حکم ہوتا ہے اس بندے کا اعمال نامہ سچین میں رکھو اور اس کو واپس کر دو۔ پھر یہ روح لوٹ کر قبر میں سوال و جواب کے لیے آتی ہے۔ (معارف القرآن)

## نوٹ: 2

حکایات (Case Studies) میں جو واقعات ہوتے ہیں، عام طور پر وہ فرض ہوتے ہیں۔ ان کا مقصد اور افادیت یہ ہوتی ہے کہ کسی بات کو ایک واقعاتی شکل دینے سے وہ بات سمجھنا اور سمجھانا آسان ہو جاتا ہے۔ ہمارے استاد محترم پروفیسر حافظ احمد یار صاحب مرحوم نے ایسی ہی ایک حکایت اپنے طلباء کو سنائی تھی جو ان کے ترجمہ قرآن کیسٹ میں محفوظ ہے۔ اس کی افادیت کے پیش نظر ہم اسے نقل کر رہے ہیں۔

کہتے ہیں کہ دوزخی لوگ اللہ تعالیٰ کے پاس گئے اور درخواست کی کہ ہم اپنے کیے کی بہت سزا بھگت چکے۔ اب تو ہمیں معاف کر دے اور اپنی رحمت سے ہمیں بھی جنت میں داخل کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس کے لیے تم لوگوں کو ایک کام کرنا ہوگا۔ واپس جاؤ اور تمہارے دلوں میں ایک دوسرے کے خلاف جو بغض، کینہ، کدورت وغیرہ ہے، وہ سب دل سے نکال کر اور ایک دوسرے کو معاف کر کے واپس آؤ، تو میں تم لوگوں کو جنت میں داخل کر دوں گا۔ واپس آ کر انہوں نے سوچا کہ اگر میں نے اس کو معاف کر دیا تو میرا یہ دشمن بھی جنت میں چلا جائے گا۔ اس کو تو میں کسی قیمت پر بھی جنت میں نہیں جانے دوں گا خواہ مجھے خود بھی دوزخ میں رہنا پڑے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ کسی نے کسی کو معاف نہیں کیا اور سب کے سب دوزخ میں ہی پڑے رہے۔

اس حکایات میں ہمارے لیے کئی سبق ہیں۔ جن میں سے چند ایک یہ ہیں۔ (۱) اللہ تعالیٰ خود بھی غفور (بے انتہا بخشنے والا) ہے اور وہ معاف کرنے کے عمل کو پسند کرتا ہے۔ (۲) معاف کرنے کا فائدہ پہلے معاف کرنے والے کی ذات کو ہوتا ہے اس کے بعد وہ کسی اور کو منتقل ہوتا ہے۔ جبکہ معاف نہ کرنے والا اور انتقام کی فکر کرنے والا پہلے اپنا نقصان کرتا ہے اس کے بعد ہی وہ کسی دوسرے کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔ (۳) کسی معاشرے میں جب عفو و درگزر رواج پاتا ہے تو وہ معاشرہ امن و سکون کا گہوارہ بن جاتا ہے۔ جبکہ کسی معاشرے میں اگر انتقام لینا ضروری قرار پا جائے تو وہ معاشرہ انتشار اور بد امنی کا شکار ہو جاتا ہے۔

## آیت نمبر (44 تا 51)

ح ج ب

(ن) حَجَبًا دو چیزوں کے درمیان حائل ہو کر ایک کو دوسرے تک پہنچنے سے روکنا۔ (۱) حائل ہونا۔ (۲) روکنا۔

حِجَابٌ اسم ذات ہے۔ پردہ۔ اوٹ۔ رکاوٹ۔ زیر مطالعہ آیت۔ 46۔

مَحْجُوبٌ اسم المفعول ہے۔ روکا ہوا۔ ﴿إِنَّهُمْ عَنْ رَبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمْ حُجُّوا﴾ (83/المطففين: 15)

”بیشک وہ لوگ اپنے رب سے اس دن روکے ہوئے ہوں گے۔“

## ترکیب

(آیت۔ 44-45) وَجَدْنَا کا مفعول اول مَا ہے اور حَقًّا مفعول ثانی ہے۔ الَّذِینَ بدل ہے الظَّالِمِینَ کا۔ (آیت۔ 46) رَجُلٌ مبتدا مؤخر مکرر ہے اور مکرر مخصوصہ بھی ہے۔ اس کی خبر مَوْجُودٌ مَحْذُوفٌ ہے۔ عَلَى الْأَعْرَافِ قائم مقام خبر مقدم جبکہ یَعْرِفُونَ



اس کی خصوصیت ہے۔ نَادُوا کا فاعل اس میں هُمْ کی ضمیر ہے۔ جو رَجَالُ کے لیے ہے۔ (آیت۔ 47) صُرِفَتْ کا نائب فاعل أَبْصَارُهُمْ ہے جبکہ تَلْقَاءَ ظرف ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔

### ترجمہ

وَنَادَى	أَصْحَبُ	أَصْحَبُ النَّارِ	أَنْ	قَدْ وَجَدْنَا	مَا	وَعَدْنَا	رَبُّنَا	حَقًّا
اور پکاریں گے	جنت والے	آگ والوں کو	کہ	ہم نے پایا ہے	اس کو جو	وعدہ کیا ہم سے	ہمارے رب نے	برحق

فَهَلْ	وَجَدْتُمْ	مَا	وَعَدَ	رَبُّكُمْ	حَقًّا	قَالُوا	لَعَمْرُ	فَاذَنْ	مُؤَذِّنٌ	بَيْنَهُمْ
تو کیا	تم لوگوں نے پایا	اس کو جو	وعدہ کیا	تمہارے رب نے	برحق	وہ کہیں گے	ہاں	پھر پکارے گا	ایک پکارنے والا	ان کے مابین

أَنْ	لَعْنَةُ اللَّهِ	عَلَى الظَّالِمِينَ ۝	الَّذِينَ	يَصُدُّونَ	عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ	وَيَبْغُونَهَا	عِوَجًا
کہ	اللہ کی لعنت ہے	ظلم کرنے والوں پر	وہ لوگ جو	روکتے ہیں	اللہ کے راستے سے	اور جو تلاش کرتے ہیں اس میں	کجی کو

وَهُمْ	بِالْآخِرَةِ	كٰفِرُونَ ۝	وَبَيْنَهُمَا	حِجَابٌ	وَعَلَى الْأَعْرَافِ	رِجَالٌ
اور یہ لوگ	آخرت کا	انکار کرنے والے ہیں	اور ان دونوں کے درمیان	ایک رکاوٹ ہے	اور (اس کی) بلندیوں پر	کچھ لوگ ہیں

يَعْرِفُونَ	كُلًّا	بِسَيِّئِهِمْ ۝	وَنَادُوا	أَصْحَبَ الْجَنَّةِ	أَنْ	سَلِّمُ	عَلَيْكُمْ ۝	لَمْ يَدْخُلُوهَا
جو پہچانتے ہیں	سب کو	ان کی نشانی سے	اور وہ پکاریں گے	جنت والوں کو	کہ	سلامتی ہو	تم لوگوں پر	وہ لوگ داخل نہیں ہوئے اس میں

وَهُمْ	يُطْعَمُونَ ۝	وَإِذَا	صُرِفَتْ	أَبْصَارُهُمْ	تَلْقَاءَ أَصْحَابِ النَّارِ ۝	قَالُوا	رَبَّنَا
اور وہ لوگ	آرزو کرتے ہیں	اور جب کبھی	پھیری جائیں گی	ان کی نگاہیں	آگ والوں کی طرف	تو وہ کہیں گے	اے ہمارے رب

لَا تَجْعَلْنَا	مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝	وَنَادَى	أَصْحَابُ الْأَعْرَافِ	رِجَالًا	يَعْرِفُونَهُمْ	بِسَيِّئِهِمْ
تو مت بنانا ہمیں	ظالم قوم کے ساتھ	اور پکاریں گے	بلندیوں والے	کچھ لوگوں کو	وہ پہچانتے ہوں گے جن کو	ان کی نشانی سے

قَالُوا	مَا أَغْنَىٰ	عَنْكُمْ	جَبْعُكُمْ	وَمَا	كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُونَ ۝	أَهْوَلَاءِ	الَّذِينَ
کہیں گے	کام نہ آیا	تمہارے	تمہارا جتھا	اور وہ جس پر	تم لوگ گھمنڈ کرتے تھے	کیا یہ ہیں	وہ لوگ جن کی

أَقْسَبْتُمْ	لَا يَنَالُهُمُ	اللَّهُ	بِرَحْمَةٍ ۝	أَدْخُلُوا	الْجَنَّةَ	لَا خَوْفٌ	عَلَيْكُمْ
تم لوگ قسم کھاتے تھے	(کہ) نہیں پہنچے گا ان کو	اللہ	کسی رحمت سے	(جنہیں کہا گیا) داخل ہو	جنت میں	کوئی خوف نہیں ہے	تم لوگوں پر

وَلَا أَنْتُمْ	تَحْزَنُونَ ۝	وَنَادَى	أَصْحَبُ النَّارِ	أَصْحَابُ الْجَنَّةِ	أَنْ	أَفْبِضُوا	عَلَيْنَا	مِنَ الْمَاءِ
اور نہ ہی تم لوگ	بچھتاؤ گے	اور پکاریں گے	آگ والے	جنت والوں کو	کہ	تم لوگ بہاؤ	ہم پر	پانی میں سے (کچھ)

أَوْ	مِمَّا	رَزَقَكُمْ	اللَّهُ ۝	قَالُوا	إِنَّ	اللَّهِ	حَرَّمَهَا	عَلَى الْكَافِرِينَ ۝	الَّذِينَ
یا	اس میں سے جو	عطا کیا تم کو	اللہ نے	وہ لوگ کہیں گے	یقیناً	اللہ نے	حرام کیا دونوں کو	کافروں پر	وہ لوگ جنہوں نے



اَتَّخَذُوا	دِينَهُمْ	لَهُوَ	وَأَعْبَا	وَعَزَّيْتَهُمْ	الْحَيَاةُ الدُّنْيَا	فَالْيَوْمَ	نَنْسَهُمْ	كَلَّا	نَسُوا
بنایا	اپنے دین کو	تماشہ	اور کھیل	اور دھوکہ دیا ان کو	دنوی زندگی نے	تو آج	ہم بھول جائیں گے ان کو	جیسے کہ	وہ بھولے

لِقَاءَ يَوْمِهِمْ هَذَا	وَمَا	كَانُوا	بِأَيِّنَّا	يَجْحَدُونَ ﴿٥١﴾
اپنے اس دن کی ملاقات کو	اور ان کو	وہ جو	ہماری نشانیوں کو	جانتے بوجھتے انکار کرتے تھے

## نوٹ: 1

مادہ ’ل ق ی‘ کی لغت آیت نمبر 2-14 کے تحت دی گئی ہے۔ وہاں لفظ تَلَقَّاءُ نہیں دیا گیا ہے۔ اب نوٹ کر لیں کہ اس کا مادہ ’ل ق ی‘ ہی ہے اور وزن تَفْعَالٌ ہے۔ علمائے لغت بتاتے ہیں کہ اس وزن پر عربی میں دو ہی الفاظ آتے ہیں، ایک تَبَيَّنَا اور دوسرا تَلَقَّاءُ۔

تَلَقَّاءُ کے متعلق ایک رائے یہ ہے کہ یہ لَقِيَ۔ يَلْقَى کے متعدد مصادر میں سے ایک مصدر ہے۔ دوسری رائے یہ ہے کہ یہ باب مفاعلہ کا ظرف ہے یعنی ملاقات کی جگہ یا سمت۔ ہم نے دوسری رائے کو ترجیح دی ہے۔ کیونکہ قرآن مجید میں یہ لفظ تین جگہ آیا ہے اور تینوں جگہ کو ظرف مان کر ترجمہ کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔

## نوٹ: 2

جنت اور دوزخ کے درمیان حائل ہونے والے حصار کے بالائی حصہ کا نام اعراف ہے۔ یہ اَفْعَالٌ کے وزن پر عُرْف کی جمع ہے اور عرف ہر چیز کے اوپر والے حصہ کو کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے اہل اعراف کے متعلق پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہوں گی۔ اس لیے جہنم سے تو نجات ہوگئی مگر جنت میں ابھی داخل نہیں ہوئے۔ ان کو مقام اعراف پر روک لیا گیا۔ تمام اہل جنت اور اہل دوزخ کا فیصلہ ہونے کے بعد ان کا فیصلہ کیا جائے گا۔ بالآخر ان کی مغفرت ہو جائے گی۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ اہل اعراف کون لوگ ہیں۔ آپؐ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے والدین کی مرضی اور اجازت کے خلاف جہاد میں شریک ہوئے اور اللہ کی راہ میں شہید ہو گئے۔ ان کو جنت میں داخلہ سے ماں باپ کی نافرمانی نے روک دیا اور جہنم کے داخلے سے شہادت فی سبیل اللہ نے روک دیا۔ (منقول از معارف القرآن بحوالہ ابن کثیرؒ)

## آیت نمبر (52 تا 58)

## ط ل ب

کسی چیز کو حاصل کرنے کے لیے جستجو کرنا۔ (1) کسی چیز کے پیچھے لگنا۔ تلاش کرنا۔ (2) چاہنا۔ (زیر مطالعہ آیت 54)	طَلَبًا	(ن)
اسم الفاعل ہے۔ تلاش کرنے والا۔ چاہنے والا۔ ﴿ضَعَفَ الطَّالِبُ وَ الْمَطْلُوبُ﴾ (22/ الحج: 73) ”کمزور ہوا چاہنے والا اور جس کو چاہا گیا۔“	طَالِبٌ	
اسم المفعول ہے۔ جس کو تلاش کیا گیا۔ چاہا گیا۔	مَطْلُوبٌ	

## ح ث ث

کسی کو کسی کام پر ابھارنا۔ اکسانا۔	حَثًّا	(ن)
------------------------------------	--------	-----



حَثِیْتُ فَعِیْلُ کے وزن پر صفت ہے۔ تیز رو، تیز رفتار (اکسایا ہوا ہونے کی وجہ سے)۔ زیر مطالعہ آیت -54۔

س و ق

- (ن) مَسَاقًا جانور کو پیچھے سے ہانکنا۔ زیر مطالعہ آیت -57۔
- (س) سَوَقًا موٹی پنڈلی والا ہونا۔
- سَائِقٌ اسم الفاعل ہے۔ ہانکنے والا۔ ﴿مَعَهَا سَائِقٌ وَشَهِيدٌ ۝﴾ (50/ق:21) ”اس کے ساتھ ایک ہانکنے والا اور ایک گواہ ہوگا۔“
- سَاقٌ ج سَوَقٌ۔ پنڈلی۔ درخت کا تنہ۔ ﴿وَالْتَقَّتْ السَّاقُ بِالسَّاقِ ۝﴾ (75/القیامۃ:29) ”اور لپٹی پنڈلی پنڈلی سے۔“ ﴿فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سَوْقِهِ﴾ (48/الف:29) ”پھر وہ سیدھی ہوئی اپنے تنوں پر۔“
- سَوَقٌ ج: اَسْوَاقٌ۔ بازار۔ ﴿إِنَّهُمْ لَيَاْكُلُونَ الطَّعَامَ وَيَشْتَون فِي الْأَسْوَاقِ ط﴾ (25/الفرقان:20) ”بیشک وہ لوگ کھانا کھاتے ہیں اور چلتے ہیں بازاروں میں۔“

ن ک د

- (س) نَكَّدًا کنویں کا پانی کم ہونا۔ گزران کا تنگ ہونا۔
- نَكَّدٌ صفت ہے۔ سخت مزاج۔ بے فیض۔ زیر مطالعہ آیت -58۔

ترکیب

(آیت -53) تَأْوِيلُهُ کی ضمیر مفعولی بِكِتَابٍ کے لیے ہے اور نَسُوهُ کی ضمیر مفعولی بھی کتاب کے لیے ہے۔ فَيَشْفَعُوا اور فَتَعْمَلُ کے فاسیہ ہیں۔ (آیت -54) يُغْشَىٰ کا فاعل اس میں هُوَ کی ضمیر ہے۔ جَوَّالُهُ کے لیے ہے۔ يَطْلُبُهُ میں ضمیر فاعلی الْيَلِیٰ کے لیے اور ضمیر مفعولی النَّهَارَ کے لیے ہے۔ حَثِیْتُ حَال ہے۔ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُومُ، یہ سب خَلَقَ کے مفعول ہیں۔ مُسَخَّرَاتٍ حَال ہے۔ (آیت -56) بَعْدَ إِصْلَاحِهَا میں إِصْلَاحٌ مصدر ہے۔ جو معروف اور مجهول دونوں معنی دیتا ہے۔ ترجمہ میں ہم مجهول معنی کو ترجیح دیں گے۔ (دیکھیں آیت -3/آل عمران:154، نوٹ -1) رَحِمَتِ اللَّهِ کی خبر قَرِيبَةً کے بجائے قَرِيبٌ آئی ہے کیونکہ فَعِیْلٌ کا وزن اگر بمعنی مفعول ہو تو پھر مذکر اور مؤنث دونوں کے لیے تائے ثانیث کے بغیر ہی استعمال ہوتا ہے۔ (دیکھیں آسان عربی گرامر، حصہ سوم، پیرا گراف -9:60)۔ (آیت -57) أَقَلَّتْ کا فاعل اس میں هُوَ کی ضمیر ہے جو الرِّيح کے لیے ہے۔ پہلے بہ کی ضمیر سَحَابًا کے لیے ہے جبکہ دوسرے بہ کی ضمیر الْبَاء کے لیے ہے۔

ترجمہ

وَلَقَدْ جَنَنَهُمْ	بِكِتَابٍ	فَصَلَّنُهُ	عَلَىٰ عِلْمٍ	هُدًى	وَرَحْمَةً
اور ہم لائیں ہیں ان کے پاس	ایک ایسی کتاب	ہم نے کھول کھول کر بیان کیا ہے جس کو	علم (کی بنیاد) پر	ہدایت دیتے ہوئے	اور رحمت ہوتے ہوئے

لَقَوْمٍ	يُؤْمِنُونَ ۝	هَلْ يَنْظُرُونَ	إِلَّا	تَأْوِيلُهُ ط	يَوْمَ	يَأْتِي	تَأْوِيلُهُ	يَقُولُ	الَّذِينَ
ایسے لوگوں کیلئے جو	ایمان لاتے ہیں	وہ لوگ کیا انتظار کرتے ہیں	سوائے	اس کے انجام کار کے	جس دن	آئے گا	اس کا انجام	تو کہیں گے	وہ لوگ جو

نَسُوهُ	مِنْ قَبْلُ	قَدْ جَاءَتْ	رُسُلٌ رَّبِّنَا	بِالْحَقِّ ۚ	فَهَلْ	لَنَا	مِنْ شَفَعَاءَ
بھولے اس کو	اس سے پہلے	لائے تھے	ہمارے رب کے رسول	حق کو	تو کیا	ہمارے لیے	کوئی بھی شفاعت کرنے والا ہے





فَيَشْفَعُوا	لَنَا	أَوْ	نُرَدُّ	فَنَعْمَلْ	عَيَّرَ الَّذِي	كُنَّا نَعْمَلُ ط	قَهْرُ خَسْرًا
تاکہ وہ شفاعت کریں	ہماری	یا	ہم لوٹائے جائیں	نیتاً ہم عمل کریں	اس کے علاوہ جو	ہم کیا کرتے تھے	انہوں نے گھائے میں ڈالا ہے

أَنْفُسَهُمْ	وَصَلَّ	عَنْهُمْ	مَا	كَانُوا يَفْتَرُونَ ۝	إِنَّ	رَبَّكُمْ	اللَّهُ الَّذِي	خَلَقَ
اپنے آپ کو	اور گم ہوا	ان سے	وہ جو	وہ لوگ گھڑتے تھے	بیشک	تم لوگوں کا رب	وہ اللہ ہے جس نے	پیدا کیا

السَّمَوَاتِ	وَالْأَرْضِ	فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ	ثُمَّ	اسْتَوَىٰ	عَلَى الْعَرْشِ ۚ	يُغْشَىٰ	الَّيْلَ	الْهَارَ	يَطْلُبُهُ
آسمانوں کو	اور زمین کو	چھ دنوں میں	پھر	وہ متمکن ہوا	عرش پر	وہ ڈھانپتا ہے	رات کو	دن سے	وہ پیچھے لگتی ہے اسکے

حَيْثُ نَظَرْنَا	وَالشَّمْسِ	وَالْقَمَرِ	وَالنُّجُومِ	مُسَخَّرَاتٍ	بِأَمْرِ ط	آلَا	لَهُ	الْخَلْقِ
تیز رفتاری سے	اور (پیدا کیا) سورج کو	اور چاند کو	اور ستاروں کو	مطیع کیے ہوئے	اپنے حکم سے	خبردار!	اس کے لیے ہی ہے	پیدا کرنا

وَالْأَمْرِ ط	تَبَرَّكَ	اللَّهُ	رَبُّ الْعَالَمِينَ ۝	ادْعُوا	رَبَّكُمْ	نَضْرَعًا	وَحُفِيَّةً ط	إِنَّهُ
اور حکم دینا	بابرکت ہوا	اللہ	جو تمام جہانوں کا پرورش کر نیوالا ہے	تم لوگ پکارو	اپنے رب کو	گڑ گڑاتے ہوئے	اور چپکے چپکے	بیشک وہ

لَا يُحِبُّ	الْمُتَعَذِّبِينَ ۝	وَلَا تَفْسِدُوا	فِي الْأَرْضِ	بَعْدَ إِصْلَاحِهَا	وَادْعُوهُ	خَوْفًا
پسند نہیں کرتا	حد سے بڑھنے والوں کو	اور تم لوگ فساد مت پھیلاؤ	زمین میں	اس کی اصلاح کیے جانے کے بعد	اور پکارو اس کو	ڈرتے ہوئے

وَوَطَّعًا ط	إِنَّ	رَحِمَتَ اللَّهِ	قَرِيبٌ	مِّنَ الْمُحْسِنِينَ ۝	وَهُوَ الَّذِي	يُرْسِلُ	الرِّيحَ
اور آرزو کرتے ہوئے	بیشک	اللہ کی رحمت	قریب ہے	بھلائی کرنے والوں سے	اور وہ، وہ ہے جو	بھیجتا ہے	ہواؤں کو

بُشْرًا	بَيْنَ يَدَي رَحْمَتِهِ ط	حَتَّىٰ	إِذَا	أَقَلَّتْ	سَحَابًا ثِقَالًا	سُقْنُهُ	لِبَكْلِ مَمِيَّتٍ
خوشخبری ہوتے ہوئے	اپنی رحمت کے آگے	یہاں تک کہ	جب	وہ بلند کرتی ہیں	بھاری بادل کو	تو ہم ہانکتے ہیں اس کو	کسی مردہ بستی کی طرف

فَاَنْزَلْنَا	بِهِ	الْمَاءَ	فَاَخْرَجْنَا	بِهِ	مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ ط	كَذَلِكَ	نُخْرِجُ	الْهَوْتِ
پھر ہم اتارتے ہیں	اس سے	پانی کو	پھر ہم نکالتے ہیں	اس سے	تمام پھلوں میں سے	اسی طرح سے	ہم نکالیں گے	مردوں کو

لَعَلَّكُمْ	تَذَكَّرُونَ ۝	وَالْبَلَدِ الطَّيِّبِ	يَخْرُجُ	نَبَاتُهُ	بِإِذْنِ رَبِّهِ ۚ	وَالَّذِي	خَبْتُ
شاید کہ	تم لوگ نصیحت حاصل کرو	اور پاکیزہ بستی،	نکلتا ہے	اس کا سبزہ	اس کے رب کی اجازت سے	اور وہ (بستی) جو	نکمی ہوئی

لَا يَخْرُجُ	إِلَّا	نَكِدًا ط	كَذَلِكَ	نُصَرِّفُ	الْأَلْيَتِ	لِقَوْمٍ	يَشْكُرُونَ ۝
نہیں نکلتا (اس کا سبزہ)	مگر	بے فیض ہوتے ہوئے	اس طرح	ہم بار بار، بیان کرتے ہیں	نشانیوں کو	ایسے لوگوں کے لیے	جو شکر کرتے ہیں

نوٹ: 1

آج کل مساجد میں امانوں کا معمول ہو گیا ہے کہ عربی کے کچھ دعائیہ کلمات انہیں یاد ہوتے ہیں اور ختم نماز پر وہ انہیں پڑھ دیتے ہیں اور لوگ آمین کہہ دیتے ہیں۔ اکثر کو ان کلمات کا مطلب معلوم نہیں ہوتا۔ اس سارے تماشے کا حاصل چند کلمات کا پڑھنا ہوتا ہے۔ دعا مانگنے کی جو حقیقت ہے وہ یہاں پائی ہی نہیں جاتی۔ دعا پڑھی نہیں جاتی بلکہ مانگی جاتی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر کسی کو کلمات



881

کے معنی معلوم ہوں اور وہ سمجھ کر کہہ رہا ہو، لیکن اس کے لب و لہجہ میں تضرع یعنی عاجزی اور انکساری نہ ہو تو یہ دعا مانگنا نہیں ہے بلکہ مطالبہ پیش کرنا ہے، جس کا کسی بندے کو کوئی حق نہیں ہے۔ دعا کی روح تضرع ہے اور خفیہ یا آہستہ آواز سے مانگنا افضل اور قرین قبول ہے۔ کیونکہ بلند آواز سے دعا مانگنے میں تواضع اور انکساری کا باقی رہنا مشکل ہے۔ (معارف القرآن)۔

نوٹ: 2

آیات - 57-58 میں بارش اور اس کی برکتوں کے ذکر سے حیات بعد المات کا اثبات بھی مقصود ہے اور تمثیل کے پیرائے میں رسالت اور اس کی برکتوں کے ذریعہ سے نیک و بد لوگوں میں امتیاز نمایاں ہونے کا نقشہ دکھانا بھی پیش نظر ہے۔ رسول کی آمد اور خدائی تعلیم و ہدایت کے نزول کو بارانی ہواؤں کے چلنے اور ابر رحمت چھا جانے اور بارش کے برسنے سے تشبیہ دی گئی ہے۔ پھر بارش کے ذریعہ سے مردہ زمین کے جی اٹھنے اور اس کے اندر سے زندگی کے خزانے ابل پڑنے کو اس حالت کے لیے بطور مثال پیش کیا گیا ہے جو نبی کی تعلیم و تربیت سے مردہ انسانیت کے جاگ اٹھنے اور اس کے سینے سے بھلائیوں کے خزانے ابل پڑنے کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے اور بارش کی برکتیں صرف زرخیز زمین حاصل کرتی ہے۔ اسی طرح رسالت کی برکتیں صرف صالح لوگ حاصل کرتے ہیں (تفہیم القرآن)

فی زمانہ مذکورہ تمثیل کا اطلاق مسلمانوں کی اکثریت پر ہوتا ہے، جس میں جہلا کے ساتھ اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگ بھی شامل ہیں، کیونکہ قرآن اور حدیث کی تعلیم سے یہ لوگ نابلد ہوتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ اس لاعلمی کی حالت میں ان لوگوں میں نیک و بد کی تمیز کس بنیاد پر ہوگی اور ان لوگوں کو جب قرآن و حدیث کی کوئی بات بتائی جاتی ہے تو ان میں سے کون لوگ رہنمائی حاصل کرتے ہیں اور کون لوگ گمراہی میں اڑے رہتے ہیں۔ اس بات کو سمجھ لیں۔

اصول یہ ہے کہ پہلے انسان کو کچھ سکھاتے پڑھاتے ہیں پھر اس کا امتحان لیتے ہیں۔ اسی لیے انسان کی فطرت میں بہت کچھ ڈال کر اسے دنیا کی امتحان گاہ میں بھیجا جاتا ہے۔ ان میں سے ایک نیکی اور بدی کا شعور بھی ہے۔ (8/91)۔ جو لوگ اپنی فطرت کی پکار پر کان دھرتے ہیں اور زندگی میں برائیوں سے اجتناب کی روش اختیار کرتے ہیں، ان کی فطری پاکیزگی زندہ رہتی ہے۔ ایسے لوگوں کے سامنے جب اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی ہدایات آتی ہیں تو یہ لوگ اسے اپنے اندر اس طرح جذب کرتے ہیں جیسے زرخیز زمین بارش کے پانی کو۔ پھر حتی المقدور ان پر عمل کرتے ہیں جس کے نتیجے میں ان کی زندگی میں بھی اور معاشرے میں بھی بہار آتی ہے اور پھول مہکتے ہیں۔

فطری پاکیزگی کو زندہ رکھنے میں اس بات کو ایک فیصلہ کن حیثیت حاصل ہے کہ انسان اپنے دل میں کسی قسم کے جذبات، امنگوں اور خواہشات کی پرورش کرتا ہے اور اس کا انحصار اس بات پر ہوتا ہے کہ وہ اپنے لیے کس قسم کی صحبت کا انتخاب کرتا ہے۔ یہ صحبت خواہ افراد کی ہو کتب کی ہو یا مشترکہ ہو۔ دوسری بات یہ ہے کہ انسانی ذہن کبھی ساکت نہیں ہوتا۔ وہ ہر وقت کچھ نہ کچھ سوچتا رہتا ہے۔ ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ ہم کسی برائی کے متعلق نہ سوچیں۔ اگر ہوائی قلعے بنانے ہیں اور خیالی پلاؤ پکانا ہے تو ان کو اپنے تصور میں نیکیاں اور بھلائیاں کرنے کا ذریعہ بنالیں۔ اس طرح آپ کی امنگیں ان شاء اللہ راہ راست پر آجائیں گی اور سب سے بہتر یہ ہے کہ آپ دل ہی دل میں کوئی ذکر، ورد کرتے رہیں یا درود شریف پڑھتے رہیں۔



## آیت نمبر (59 تا 64)

### ترکیب

(آیت - 59) مَا نَافِيَهُ اسْمُ غَيْرُهُ ہے۔ اسی لیے غَيْرُ پر رفع آئی ہے۔ اس کی خبر محذوف ہے اور لَكُمْ قائم مقام خبر ہے۔ (آیت - 61) لَيْسَ کا اسم ضلالتہ ہے جو مؤنث غیر حقیقی ہے۔ اس لیے لَيْسَتْ کے بجائے لَيْسَ بھی جائز ہی اور اس کی خبر محذوف ہے۔ (آیت - 62) اُبْلِغْ کا مفعول اول كُمْ ہے اور رِسَلَتْ مفعول ثانی ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔

لَقَدْ اَرْسَلْنَا	نُوحًا	اِلٰى قَوْمِهٖ	فَقَالَ	يٰقَوْمِ	اعْبُدُوا	اللّٰهَ	مَا	لَكُمْ
بیشک ہم بھیج چکے ہیں	نوحؑ کو	ان کی قوم کی طرف	تو انہوں نے کہا	اے میری قوم	تم لوگ بندگی کرو	اللہ کی	نہیں ہے	تمہارے لیے

مِّنْ اِلٰهِ	غَيْرُهُۥ	اِنِّیْ	اَخَافُ	عَلَيْكُمْ	عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝۵۹	قَالَ	اَلْمَلَا	مِنْ قَوْمِهٖ
کوئی بھی الہ	اس کے علاوہ	بیشک میں	ڈرتا ہوں	تم لوگوں پر	ایک عظیم دن کے عذاب سے	کہا	سرداروں نے	ان کی قوم میں سے

اِنَّا	لَنُرٰىكَ	فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝۶۰	قَالَ	يٰقَوْمِ	لَيْسَ	بِیْ	ضَلٰلَةٍ	وَلٰكِنِّیْ
بیشک ہم	ضرور دیکھتے ہیں آپؑ کو	ایک کھلی گمراہی میں	انہوں نے کہا	اے میری قوم	نہیں ہے	مجھ میں	کوئی گمراہی	اور لیکن میں تو

رَسُوْلٌ	مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۶۱	اُبْلِغْكُمْ	رِسَلَتْ رَّبِّیْ	وَاَنْصَحُ	لَكُمْ	وَاَعْلَمُ
ایک رسول ہوں	تمام جہانوں کے رب (کی طرف) سے	میں پہنچاتا ہوں تم لوگوں کو	اپنے رب کے پیغامات	اور خیر خواہی کرتا ہوں	تمہاری	اور میں جانتا ہوں

مِّنَ اللّٰهِ	مَا	لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۶۲	اَوْ	عَجَبْتُمْ	اَنْ	جَاءَكُمْ	ذِكْرٌ	مِّنْ رَّبِّكُمْ
اللہ (کی طرف) سے	اسکو جو	تم لوگ نہیں جانتے	اور کیا	تمہیں عجیب لگا	کہ	آئی تمہارے پاس	ایک یاد دہانی	تمہارے رب (کی طرف) سے

عَلٰی رَجُلٍ	وَمِنْكُمْ	لِيُنْذِرَكُمْ	وَلِيَتَّقُوا	وَلَعَلَّكُمْ	تُرْحَمُوْنَ ۝۶۳	فَكَذَّبُوْهُ
ایک شخص پر	تم میں سے	تاکہ وہ وارننگ دے تم کو	اور تاکہ تم لوگ تقویٰ کرو	اور شاید کہ	تم پر رحم کیا جائے	تو انہوں نے جھٹلایا ان کو

فَاَنْجَيْنٰهُ	وَالَّذِيْنَ	مَعَهُۥ	فِي الْفُلِكِ	وَاعْرِفْنَا	الَّذِيْنَ	كَذَّبُوْا
پھر ہم نے نجات دی ان کو	اور انہیں جو	ان کے ساتھ تھے	کشتی میں	اور ہم نے غرق کیا	ان کو جنہوں نے	جھٹلایا

بِاٰیٰتِنَاۤ اِثْمُ	اِنَّهُمْ	كَانُوْا	قَوْمًا عَمِيْنٌ ۝۶۴
ہماری نشانیوں کو	بے شک وہ	تھے	ایک اندھی قوم

### نوٹ: 1

مادہ ”ع م ی“ کی لغت آیت نمبر - 2 / البقرة: 18 میں دی ہوئی ہے، وہاں لفظ عَمِيْنٌ رہ گیا تھا۔ یہ دراصل فَعِلٌ کے وزن پر صفت ہے جو قاعدے کے مطابق عَمِيٌّ کے بجائے عَمِي استعمال ہوتی ہے۔ اس کی جمع سالم قاعدے کے مطابق عَمِيُوْنَ کے بجائے عَمُوْنَ اور حالت نصب وجر میں عَمِيْنٌ کے بجائے عَمِيْن استعمال ہوتی ہے۔



نوٹ: 2

گزشتہ آیات 57-58 میں نبوت و رسالت کے متعلق جو اصولی بات تمثیل کے پیرائے میں بیان کی گئی تھی، اس کو 81 سلسل کئی رکوعوں میں تاریخی شواہد پیش کر کے واضح کیا گیا ہے۔ یہ تمام قومیں وہ تھیں جن کو اللہ نے عروج اور اقتدار عطا کیا تھا۔ لیکن انہوں نے اللہ کی نافرمانی کی اور اللہ کی زمین میں عدل و قسط کو درہم برہم کیا۔ جس کے نتیجے میں وہ ہلاک کی گئیں۔

”ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا یہی دستور رہا ہے کہ نافرمان لوگوں کو ڈھیل دیتے رہتے ہیں۔ عذاب اس وقت بھیجتے ہیں جب وہ اپنی کثرت، قوت اور دولت میں انتہا کو پہنچ جائیں اور اس میں بدمست ہو جائیں۔“ (منقول از معارف القرآن بحوالہ ابن کثیر)۔

نوٹ: 3

یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ عذاب اور ابتلا میں فرق ہوتا ہے۔ ایک تو یہ شکل ہوتی ہے کہ کسی قوم پر کوئی آفت جیسے زلزلہ، طوفان وغیرہ، اللہ تعالیٰ اس لیے بھیجتا ہے کہ وہ لوگ غفلت سے بیدار ہوں۔ اس قسم کی ابتلا میں اچھے بُرے سب آفت کی لپیٹ میں آتے ہیں۔ دوسری شکل یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی قوم پر ایک فیصلہ کن عذاب بھیجتا ہے۔ اس صورت میں عذاب کی زد سے وہ لوگ بچا لیے جاتے ہیں جو اصلاح کرنے والے یا ان کے پیرو ہوتے ہیں۔ (تدبر قرآن)

### آیت نمبر (65 تا 72)

ع ل ی

(س) اَلْيَا دَنِبَ كِي چکی کا بڑھ جانا یعنی استحقاق اور توقع کے بغیر کوئی فائدہ پہنچنا۔  
اَلْيَا (ج) اَلْآءِ۔ مہربانی۔ نعمت۔ زیر مطالعہ۔ آیت۔ 69

و ح د

(ض) وَحَدًّا وَاحِدٌ تنہا ہونا۔ اکیلا ہونا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 70۔  
فَاعِلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ تنہا۔ اکیلا۔ ﴿وَالْهَكْمُ إِلَهُ وَاحِدٌ﴾ (2/ البقرة: 163) ”اور تم لوگوں کا الہ اکیلا الہ ہے۔“  
وَحِيدٌ فَعِيلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ تنہا۔ اکیلا۔ ﴿ذَرْنِي وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيدًا﴾ (74/ المدثر: 11)  
”آپ چھوڑ دیں مجھ کو اور اس کو جسے میں نے پیدا کیا اکیلا۔“

ترکیب

گزشتہ آیت نمبر۔ 59 میں لَقَدْ أَرْسَلْنَا کا مفعول ہونے کی وجہ سے هُودًا حالت نصب میں ہے۔ (آیت۔ 69) فِي الْخَلْقِ میں الْخَلْقُ مصدر ہے جو معروف و مجہول دونوں معنی دیتا ہے۔ یہاں ہم مجہول معنی کو ترجیح دیں گے۔ بَصْطَةً تميز ہے۔ (آیت۔ 70) وَحَدًّا حال ہے۔ رَجُسٌ اور غَضَبٌ، وَقَعَ کے فاعل ہیں۔

### ترجمہ

وَالِي عَادٍ	اَحَاَهُمْ	هُودًا	قَالَ	يَقُومُ	اعْبُدُوا	اللَّهُ	مَا	لَكُمْ	مِّنْ إِلَهِ
اور (بیشک ہم بھیج چکے ہیں) قوم عاد کی طرف	ان کے بھائی	ہود کو	انہوں نے کہا	اے میری قوم	تم لوگ بندگی کرو	اللہ کی	نہیں ہے	تمہارے لیے	کوئی بھی معبود



غَيْرُهُ <sup>ط</sup>	أَفَلَا تَتَّقُونَ <sup>٥٤</sup>	قَالَ	الْبَلَاءُ	الَّذِينَ	كَفَرُوا	مِنْ قَوْمِهِ	إِنَّا	881 نَزَلْكَ
اس کے علاوہ	تو کیا تم لوگ تقویٰ نہیں کرتے	کہا	سرداروں نے	جنہوں نے	انکار کیا	ان کی قوم میں سے	بیشک ہم	ضرور دیکھتے ہیں آپ کو

فِي سَفَاهَةٍ	وَإِنَّا	لَنُظْلَمُكَ	مِنَ الْكَافِرِينَ <sup>٥٥</sup>	قَالَ	يَقُومُ	لَيْسَ	بِئ	سَفَاهَةً
بے عقلی میں	اور بیشک ہم	ضرور سمجھتے ہیں آپ کو	جھوٹوں میں سے	انہوں نے کہا	اے میری قوم	نہیں ہے	مجھ میں	کوئی بے عقلی

وَلِكُنِّي	رَسُولٌ	مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ <sup>٥٦</sup>	أُبَلِّغُكُمْ	رِسَالَتِي	وَإِنَّا	لَكُمُ
اور لیکن میں تو	ایک رسول ہوں	تمام جہانوں کے رب (کی طرف) سے	میں پہنچاتا ہوں تم لوگوں کو	اپنے رب کے پیغامات	اور میں	تمہارے لیے

نَاصِحٌ أَمِينٌ <sup>٥٧</sup>	أَوْ	عَجَبْتُمْ	أَنْ	جَاءَكُمْ	ذِكْرٌ	مِّن رَّبِّكُمْ	عَلَى رَجُلٍ	مِّنكُمْ
ایک دیانتدار خیر خواہ ہوں	اور کیا	تمہیں عجب لگا	کہ	آئی تمہارے پاس	ایک یاد دہانی	تمہارے رب (کی طرف) سے	ایک شخص پر	تم میں سے

لِيُنذِرَكُمْ <sup>ط</sup>	وَإِذْ كُرُواْ	إِذْ	جَعَلَكُمْ	خُلَفَاءَ	مِّن بَعْدِ قَوْمِ نُوحٍ	وَزَادَكُمْ	فِي الْخَلْقِ
تا کہ وہ وارننگ دے تم کو	اور یاد کرو	جب	اس نے بنایا تمہیں	خلیفہ	نوح کی قوم کے بعد	اور زیادہ کیا تمہیں	مخلوق میں

بَصُطَةً <sup>٥٨</sup>	فَإِذْ كُرُواْ	إِلَّا إِلَهُهُ	لَعَلَّكُمْ	تُفْلِحُونَ <sup>٥٩</sup>	قَالُواْ	أَجَعَلْتَنَا
بلحاظ کشادگی کے	پس یاد کرو	اللہ کی مہربانیوں کو	شائد تم لوگ	فلاح پاؤ	ان لوگوں نے کہا	کیا آپ آئے ہمارے پاس

لِنَعْبُدَ	اللَّهُ	وَحْدَهُ	وَنَذَرَ	مَا كَانُ	يَعْبُدُ	أَبَاؤُنَا
(اس لیے) کہ ہم بندگی کریں	اللہ کی	اس کے اکیلے ہوتے ہوئے	اور (اس لیے) کہ ہم چھوڑ دیں	اس کو جس کی	بندگی کرتے تھے	ہمارے آبا و اجداد

فَأْتِنَا	بِمَا	نَعِدُ نَا	إِنْ كُنْت	مِنَ الصَّادِقِينَ <sup>٦٠</sup>	قَالَ	قَدْ وَفَّقَ	عَلَيْكُمْ
پس تولے آ	اس کو جس کا	تو وعدہ کرتا ہے ہم سے	اگر تو ہے	سچوں میں سے	انہوں نے کہا	پڑ گئی ہے	تم لوگوں پر

مِّن رَّبِّكُمْ	رَجُسٌ	وَعَصَبٌ <sup>ط</sup>	أَ	تُجَادِلُونَنِي	فِي أَسْمَاءَ	سَبَّيْتُمُوهَا
تمہارے رب (کی طرف) سے	ایک نحوست	اور غضب	کیا	تم لوگ بحث کرتے ہو مجھ سے	کچھ ناموں میں	تم نے نام دھرے جن کے

أَنْتُمْ	وَأَبَاؤُكُمْ	مَا نَزَّلَ	اللَّهُ	بِهَا	مِن سُلْطٰنٍ <sup>ط</sup>	فَانتَظَرُواْ	إِنِّي	مَعَكُمْ
تم لوگوں نے	اور تمہارے آبا و اجداد نے	نہیں اتاری	اللہ نے	جس کی	کوئی بھی سند	پس تم لوگ راہ دیکھو	بیشک میں (بھی)	تمہارے ساتھ

مِّنَ الْمُنتَظِرِينَ <sup>٦١</sup>	فَاجْبِيْنَهُ	وَالَّذِينَ	مَعَهُ	بِرَحْمَةٍ	مِّنَّا	وَقَطَعْنَا
راہ دیکھنے والوں میں سے ہوں	پھر ہم نے نجات دی ان کو	اور ان لوگوں کو جو	ان کے ساتھ تھے	رحمت سے	اپنی طرف سے	اور ہم نے کاٹ دی

دَابِرَ الَّذِينَ	كَذَّبُواْ	بِآيَاتِنَا	وَمَا كَانُواْ	مُؤْمِنِينَ <sup>٦٢</sup>
ان لوگوں کی جڑ جنہوں نے	جھٹلایا	ہماری نشانیوں کو	اور وہ لوگ نہیں تھے	ایمان لانے والے





### نوٹ: 1

حضرت نوحؑ کی تیسری نسل میں سے ایک شخص کا نام اِرم تھا۔ اس کے ایک بیٹے کی اولاد میں عاد ہے اور دوسرے بیٹے کی اولاد میں ثمود ہے۔ اس طرح قوم عاد اور قوم ثمود، اِرم کی دو شاخیں ہیں ایک کو عاد اولیٰ اور دوسری کو ثمود یا عاد ثانیہ کہتے ہیں۔ جبکہ اِرم کا لفظ عاد اور ثمود دونوں کے لیے مشترک ہے۔

عمان سے لے کر حضرت موت اور یمن تک قوم عاد کی عادت کی بستیاں تھیں۔ اللہ نے دنیا کی ساری نعمتوں کے دروازے ان پر کھول دیے تھے۔ ان کی زمینیں بڑی سرسبز و شاداب تھیں۔ رہنے کے لیے بڑے بڑے اور شاندار محلات بناتے تھے۔ بڑے قد آور قوی الجشہ لوگ تھے۔ یہاں سے یہ ساری سرزمین میں دور دور تک پھیل گئے اور اپنی قوت کے مظاہرہ میں لوگوں پر ظلم و زیادتی کرنے لگے ”فخر اور غرور میں مبتلا ہو گئے اور دعویٰ کرنے لگے کہ ہم سے بڑھ کر قوی کون ہے اور بھول گئے کہ جس اللہ نے انہیں پیدا کیا وہ ان سے زیادہ قوی ہے۔ (41/ حمہ السجدہ: 15)“ پھر اللہ کو بھول کر بت پرستی میں مبتلا ہو گئے۔

حضرت ہودؑ نے ان کو توحید اختیار کرنے اور عدل و انصاف قائم کرنے کی تلقین کی لیکن یہ لوگ دولت و طاقت کے نشہ میں بدست تھے۔ انہوں نے بات نہ مانی تو ان پر پہلا عذاب یہ آیا کہ تین سال تک مسلسل بارش بند ہو گئی۔ زمینیں خشک ہو گئیں۔ کھیتیاں اور باغات جل گئے۔ یہ لوگ پھر بھی باز نہ آئے۔ تو ان پر شدید قسم کی آنکھی کا عذاب مسلط ہوا۔ جس کی ہوا میں بیہت ناک آواز تھی۔ باغات اور محلات زمین بوس ہو گئے۔ آدمی ہوا میں اڑتے اور پھر سر کے بل آگرتے تھے۔ اس طرح قوم عاد ہلاک کر دی گئی۔

جب قوم عاد پر عذاب آیا تو حضرت ہودؑ اور ان کے رفقاء نے ایک کھیت میں پناہ لی۔ یہ عجیب بات تھی کہ اس طوفانی ہوا سے بڑے بڑے محلات تو منہدم ہو رہے تھے مگر اس کھیت میں ہوا معتدل ہو کر داخل ہوتی تھی۔ اس لیے وہ لوگ وہاں مطمئن بیٹھے رہے اور ان کو کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوئی۔ قوم کے ہلاک ہو جانے کے بعد مکہ معظمہ منتقل ہو گئے اور پھر یہیں وفات پائی۔ (ابن کثیر اور معارف القرآن سے ماخوذ)

السلام وعلیکم رحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ ہم سب کی یہ سعی قبول فرمائے اور آخرت میں نجات کا ذریعہ بنائے جس جس نے بھی اس کار خیر میں مال، جان اور صلاحیتوں کو لگا یا اللہ قبول و منظور فرمائے انجمن خدام القرآن فیصل آباد میں اس کے فوٹو کا بی بھی دستیاب ہیں اور محترم ڈاکٹر جہاں زیب صاحب کے اس کتاب میں اضافہ جات کے ساتھ مطالعہ قرآن حکیم کے نام سے دستیاب ہیں

رابطہ کے لئے: [www.khuddam-ul-quran.cominfo@khuddam-ul-quran.com](http://www.khuddam-ul-quran.cominfo@khuddam-ul-quran.com)

0412437781, 0412437618, 03217805614

قرآن اکیڈمی سعید کالونی نمبر 2 کینال روڈ فیصل آباد



## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

8873

## آیت نمبر (73 تا 79)

ن و ق

(ن) نَوْقًا  
نَاقَةٌ  
چیز کو ترتیب سے جمانا۔ کام کو اچھی طرح کرنا۔  
اسم ذات ہے۔ اونٹنی۔ زیر مطالعہ۔ آیت۔ 73

س ه ل

(ک) سُهُولَةً  
سَهْلٌ  
نرم ہونا۔ آسان ہونا۔  
(ج) سُهُولٌ۔ نرم اور ہموار زمین۔ زیر مطالعہ آیت۔ 74۔

ن ح ت

(ض) نَحِيتًا  
لکڑی پتھر وغیرہ کو چھیل کر ہموار کرنا۔ سنگ تراشی کرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 74

ع ت و

(ن) عَتُوًّا اور عَتِيًّا  
عَاتِيَةً  
حد سے گزرنا۔ سرکشی کرنا۔ نافرمانی کرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 77  
اسم الفاعل کے معنی میں صفت ہے۔ حد سے گزرنے والی یعنی حد سے زیادہ ﴿فَأُهْلِكُوا بِرِيحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ﴾ (69/ الحاقة: 6) ”تو وہ لوگ ہلاک کیے گئے ایک حد سے زیادہ تیز ہوا سے۔“

ر ج ف

(ن) رَجْفًا  
رَجْفَةً  
رَاجِفَةً  
(انفال) اِرْجَافًا  
مُرْجَفًا  
کسی کا شدت سے مضطرب ہونا۔ (۱) لرزنا۔ کانپنا۔ (۲) زلزلہ آنا۔ ﴿يَوْمَ تَرْجُفُ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ﴾ (73/ الزلزلہ: 14) ”جس دن کانپنے کی زمین اور پہاڑ۔“  
زلزلہ۔ زیر مطالعہ۔ آیت۔ 78۔  
کانپنے والی (یہ قیامت کے پہلے صور کے لیے استعارہ ہے) ﴿يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ﴾ (79/ النازعات: 6) ”جس دن کانپنے کی کانپنے والی۔“  
افواہ پھیلا کر لوگوں میں اضطراب پیدا کرنا۔  
اسم الفاعل ہے۔ افواہ پھیلانے والا ﴿لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنْفِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ وَالْمُرْجِفُونَ فِي الْمَدِينَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ﴾ (33/ الاحزاب: 60) ”البتہ اگر باز نہ آئے منافق لوگ اور وہ لوگ جن کے دلوں میں روگ ہے اور افواہ پھیلانے والے مدینہ میں، تو ہم لازماً حاوی کر دیں گے آپ کو ان لوگوں پر۔“

ج ث م

(ن) جَثْمًا  
جَاثِمٌ  
سینے کو زمین سے لگانا۔ منہ کے بل لیٹنا۔  
اسم الفاعل ہے۔ اوندھے منہ لیٹنے والا۔ اوندھے منہ کرنے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 78۔

## ترکیب

(آیت-73) اَیَّۃٌ حَالٌ هَـ۔ فَذَرُوْهَا فَعَلْ اَمْرَہ۔ اس کا جواب امر ہونے کی وجہ سے تَاکُلْ مجزوم ہے۔ فَاِذَا فَاَسِیَہ ہے۔  
(آیت-74) تَنْحِثُوْنَ کا مفعول الْجِبَالُ ہے جبکہ بُیُوْتًا تَمِیز ہے۔ (آیت-75) لَمَنْ بدل ہے لِلَّذِیْنَ کا۔ اَنَّ کا اسم ہونے کی وجہ سے صَالِحًا حالت نصب میں ہے جبکہ مُرْسَلٌ اس کی خبر ہے۔ اَلنَّاقَةُ پر لام تعریف ہے۔

## ترجمہ

وَإِلَىٰ شَمُوْدَ	أَخَاهُمْ	صَلِحًا	قَالَ	يَقُوْمُ	اعْبُدُوا	اللّٰهَ	مَا	لَكُمْ
(بیشک ہم بھیج چکے ہیں قوم) شمود کی طرف	انکے بھائی	صالحؑ کو	انہوں نے کہا	اے میری قوم	تم لوگ بندگی کرو	اللہ کی	نہیں ہے	تمہارے لیے

مِّنْ اِلٰہٍ	غَيْرُہٗ	قَدْ جَاءَ نَّكُمْ	بَيِّنَةً	مِّنْ رَّبِّكُمْ	ہٰذِہٖ	نَاقَةُ اللّٰہِ	لَكُمْ
کوئی بھی الہ	اس کے علاوہ	آچکی ہے تمہارے پاس	ایک واضح (نشانی)	تمہارے رب (کی طرف) سے	یہ	اللہ کی اونٹنی ہے	تمہارے لیے

اَیَّۃٌ	فَذَرُوْهَا	تَاکُلْ	فِیۡ اَرْضِ اللّٰہِ	وَلَا تَمْسُوْهَا	بِسُوْءٍ	فَیَاْخُذْکُمْ
ایک نشانی ہوتے ہوئے	پس تم لوگ چھوڑو اس کو	(تا کہ) وہ کھائے	اللہ کی زمین میں	اور تم لوگ مت چھونا اس کو	کسی برائی سے	ورنہ پکڑ لے گا تم لوگوں کو

عَذَابُ الْیَمِّ	وَإِذْ کُرُوْا	إِذْ	جَعَلْکُمْ	خُلَفَآءَ	مِّنْۢ بَعْدِ عَادٍ	وَبَوَّآکُمْ	فِی الْاَرْضِ
ایک دردناک عذاب	اور یاد کرو	جب	اس نے بنایا تم کو	خلیفہ	(قوم) عاد کے بعد	اور اس نے ٹھکانہ دیا تم کو	زمین میں

تَتَّخِذُوْنَ	مِّنْ سُّهُوْلِہَا	قُصُوْرًا	وَتَنْحِثُوْنَ	الْجِبَالَ	بُیُوْتًا	فَإِذْ کُرُوْا	إِلَّا اللّٰہَ
تم لوگ بناتے ہو	اس کی نرم ہموار جگہ سے	محلات	اور تم لوگ تراشتے ہو	پہاڑوں کو	بطور گھر کے	پس یاد کرو	اللہ کی مہربانیوں کو

وَلَا تَعْتَوُا	فِی الْاَرْضِ	مُفْسِدِیْنَ	قَالَ	الْمَلَأَ	الَّذِیْنَ	اسْتَكْبَرُوْا	مِّنْ قَوْمِہٖ
اور ندناتے مت پھرو	زمین میں	فساد پھیلاتے ہوئے	کہا	سرداروں نے	جنہوں نے	گھمنڈ کیا	ان کی قوم میں سے

لِلَّذِیْنَ	اسْتَضْعِفُوْا	لِمَنْ	اٰمَنَ	مِنْہُمْ	اَ	تَعْلَمُوْنَ	اَنَّ	صَلِحًا	مُرْسَلٌ
ان لوگوں سے جن کو	کمزور سمجھا گیا	ان سے جو	ایمان لائے	ان میں سے	کیا	تم لوگ جانتے ہو	کہ	صالحؑ	بھیجے ہوئے ہیں

مِّنْ رَّبِّہٖ	قَالُوْا	إِنَّا	بِمَا	اُرْسِلَ	یہ	مُؤْمِنُوْنَ	قَالَ	الَّذِیْنَ
اپنے رب (کی طرف) سے	انہوں نے کہا	بیشک ہم	اس پر	وہ بھیجے گئے	جس کے ساتھ	ایمان لانے والے ہیں	کہا	انہوں نے جن لوگوں نے

اسْتَكْبَرُوْا	إِنَّا	يَاۤاٰدِیِّی	اٰمَنْتُمْ	یہ	کَفِرُوْنَ	فَعَقَرُوْا	النَّاقَةَ	وَعَتُوْا
گھمنڈ کیا	بیشک ہم	اس کا	تم لوگ ایمان لائے	جس پر	انکار کرنے والے ہیں	پھر انہوں نے ٹانگیں کاٹیں	اس اونٹنی کی	اور انہوں نے نافرمانی کی

عَنْ اَمْرِ رَبِّہُمْ	وَقَالُوْا	لِیُصْلِحَ	اِنْتِنَا	بِمَا	تَعِدُنَا	اِنْ	کُنْتَ	مِّنَ الْمُرْسَلِیْنَ
اپنے رب کے حکم کی	اور کہا	اے صالحؑ	تو لے آ	اس کو جس کا	تو وعدہ کرتا ہے ہم سے	اگر	تو ہے	بھیجے ہوؤں میں سے



فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ	فَاَصْبَحُوا	فِي دَارِهِمْ	جُثِيَيْنَ ۝	فَتَوَلَّى	عَنْهُمْ ۝	وَقَالَ
توپکڑا ان کو	زلزلہ نے	اپنے (اپنے) گھر میں	اوندھے منہ گرے ہوئے	پس انہوں نے رخ پھیرا	ان سے	اور کہا

يَقُومُ	لَقَدْ اَبْلَغْتَكُمْ	رِسَالَةَ رَبِّي	وَنَصَحْتُ	لَكُمْ	وَلَكِنْ	لَا تُجِبُونَ	النَّاصِحِينَ ۝
اے میری قوم	میں پہنچا چکا ہوں تم کو	اپنے رب کا پیغام	اور میں نے خیر خواہی کی	تمہاری	اور لیکن	تم لوگ پسند نہیں کرتے	خیر خواہی کرنے والوں کو

## نوٹ: 1

عرب کے قدیم ترین اقوام میں عاد کے بعد ثمود دوسری قوم ہے جو سب سے زیادہ مشہور معروف ہے۔ نزولِ قرآن سے پہلے اس کے قصے اہل عرب میں زبان زد عام تھے۔ اس قوم کا مسکن شمال مغربی عرب کا وہ علاقہ تھا جو آج بھی حجر کے نام سے موسوم ہے۔ اب تک وہاں ہزاروں ایکڑ رقبے میں وہ عمارتیں موجود ہیں جن کو ثمود کے لوگوں نے پہاڑوں میں تراش کر بنایا تھا۔ نبی ﷺ غزوہ تبوک کے موقع پر جب ادھر سے گزرے تو آپؐ نے مسلمانوں کو آثارِ عبرت دکھائے۔ آپؐ نے ایک کنویں کی نشاندہی کر کے بتایا کہ اس سے حضرت صالحؑ کی اونٹنی پانی پیتی تھی اور مسلمانوں کو ہدایت کی کہ صرف اسی کنویں سے پانی لیں، جبکہ باقی کنوؤں سے پانی لینے سے منع کر دیا۔

سورۃ الشعراء آیات 154 تا 158 میں تصریح ہے کہ ثمود والوں نے خود ایک ایسی نشانی کا مطالبہ کیا تھا جس سے وہ واضح ہو جائے کہ حضرت صالحؑ اللہ کے رسول ہیں۔ اور اس کے جواب میں انہوں نے اونٹنی کو پیش کیا تھا۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اونٹنی کا ظہور معجزے کے طور پر ہوا تھا۔ مگر قرآن اس امر کی تصریح نہیں کرتا کہ یہ اونٹنی کس طرح وجود میں آئی۔ کسی حدیث میں بھی اس کے معجزے کے طور پر پیدا ہونے کی کیفیت بیان نہیں کی گئی۔ اس لیے ان روایات کو تسلیم کرنا ضروری نہیں ہے جو مفسرین نے اس کی کیفیتِ پیدائش کے متعلق نقل کی ہیں۔ (تفہیم القرآن)

## آیت نمبر (80 تا 84)

غ ب ر

(ن) غُبُورًا

(۱) ٹھہر جانا۔ پیچھے رہ جانا۔ (۲) غبار آلود ہونا۔

غَايِرٌ

اسم الفاعل ہے۔ پیچھے رہ جانے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 83

غَبْرَةٌ

اسم ذات ہے۔ گرد۔ غبار۔ ﴿وَجُودٌ يُّؤَمِّنُ عَلَيْهَا غَبْرَةٌ﴾ (80/ عبس: 40) ”اور کچھ

چہرے ہوں گے اس دن جن پر گرد ہوگی۔“

## ترکیب

ترکیب میں کوئی خاص بات نہیں ہے۔

## ترجمہ

وَلَوْطًا	إِذْ	قَالَ	لِقَوْمِهِ	أَ	تَأْتُونَ	الْفَاحِشَةَ	مَا سَبَقَكُمْ
اور (بیشک ہم بھیج چکے ہیں) لوٹا کو	جب	انہوں نے کہا	اپنی قوم سے	کیا	تم لوگ کرتے ہو	یہ بے حیائی	نہیں سبقت کی تم پر



بہا	مِنْ أَحَدٍ	مِّنَ الْعَالَمِينَ ﴿٥٨﴾	إِنِّكُمْ	لَتَأْتُونَ	الرِّجَالَ	شَهْوَةً	دُونَ النِّسَاءِ ط
جس میں	کسی ایک نے (بھی)	تمام جہانوں میں سے	بیشک تم لوگ	یقیناً آتے ہو	مردوں کے پاس	شہوت کرتے ہوئے	عورتوں کے علاوہ

بَلْ	أَنْتُمْ	قَوْمٌ مُّسْرِفُونَ ﴿٥٩﴾	وَمَا كَانَ	جَوَابَ قَوْمِهِ	إِلَّا أَنْ	قَالُوا	أَخْرِجُوهُمْ
بلکہ	تم لوگ	ایک حد سے تجاوز کرنے والی قوم ہو	اور نہیں تھا	ان کی قوم کا جواب	سوائے اس کے کہ	ان لوگوں نے کہا	نکالو ان کو

مِّنْ قُرْبَيْكُمْ ؕ	إِنَّهُمْ	أُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُونَ ﴿٦٠﴾	فَأَنْجَيْنَاهُ	وَأَهْلَهُ	إِلَّا	أَمْرَاتَهُ ط
اپنی بستی سے	یقیناً یہ سب	ایک بڑا پاک باز گروہ ہے	تو ہم نے نجات دی ان کو	اور ان کے گھر والوں کو	سوائے	ان کی عورت کے

كَانَتْ	مِنَ الْغَدِيرِينَ ﴿٦١﴾	وَأَمْطَرْنَا	عَلَيْهِمْ	مَّطَرًا	فَأَنْظُرْ	كَيْفَ	كَانَ	عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِينَ ﴿٦٢﴾
وہ تھی	پیچھے رہ جانے والوں میں سے	اور ہم ی برسا یا	ان پر	ایک برسے والی چیز	تو دیکھو	کیسا	تھا	جرم کرنے والوں کا انجام

## نوٹ: 1

حضرت لوطؑ حضرت ابراہیمؑ کے بھتیجے ہیں۔ ان کا وطن بصرہ کے قریب ارض بابل کا علاقہ تھا۔ اس میں بت پرستی عام تھی۔ ان کی ہدایت کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو نبوت و رسالت عطا کی۔ قوم نے مخالفت کی اور ان کے گھر انہ میں سے صرف بی بی سارہ اور حضرت لوطؑ ایمان لائے۔ ان دونوں کو ساتھ لے کر حضرت ابراہیمؑ نے ملک شام کی طرف ہجرت فرمائی اور کنعان کے علاقہ میں مقیم ہوئے جو بیت المقدس کے قریب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت لوطؑ کو نبوت عطا فرما کر اردن اور بیت المقدس کے درمیان ایک مقام سدوم کے لوگوں کی ہدایت کے لیے مبعوث فرمایا۔ یہ علاقہ پانچ بڑے شہروں پر مشتمل تھا اور سدوم کا شہر ان کا دارالحکومت تھا۔ شہروں کے اس مجموعہ کو قرآن کریم نے مؤتلفہ اور متفکات کے الفاظ میں کئی جگہ بیان کیا ہے۔ یہ علاقہ سرسبز اور شاداب تھا۔ ہر طرح کے غلے اور پھلوں کی کثرت تھی۔ اللہ نے ان پر اپنی نعمتوں کے دروازے کھول دیے تھے۔ عام انسانی عادت کے تحت دولت و ثروت کے نشہ میں مبتلا ہو کر عیش و عشرت کے اس کنارے پر پہنچ گئے کہ خلاف فطرت فواحش کو بھی اختیار کر لیا۔ حضرت لوطؑ کی نصیحتوں کا انکار کیا اور انہیں اپنی بستی سے نکالنے کا فیصلہ کر لیا تو ان پر عذاب نازل ہوا۔

زیر مطالعہ آیت نمبر 84 میں مختصراً صرف اتنا ذکر کیا گیا ہے کہ ان پر ایک قسم کی بارش بھیجی گئی۔ البتہ سورہ ہود کی آیات 82-83 میں عذاب کی وضاحت کی گئی ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ ان پر پتھروں کی بارش بھی ہوئی تھی اور نیچے سے اس سرزمین کے طبقہ کو اوندھا پلٹ دیا گیا تھا۔ سورۃ الحجر کی آیات 72-73 سے معلوم ہوتا ہے کہ عذاب آنے سے پہلے آسمان سے کوئی سخت آواز چنگھاڑ کی صورت میں آئی تھی۔ یہ پانچوں الٹی ہوئی بستیاں آج بھی موجود ہیں۔ جو اب بحریت (Dead Sea) کے نام سے موسوم ہے۔ اس کی تہہ میں ان بستیوں کے کھنڈرات ہیں اور اس کے پانی میں کوئی بھی جاندار جیسے مچھلی، مینڈک وغیرہ زندہ نہیں رہ سکتے۔

## آیت نمبر (85 تا 93)

م د ن

(ن)

مُدُونًا

مَدِينَةً

شہر میں اقامت اختیار کرنا۔

ج: مَدَائِنُ۔ شہر۔ قصبہ۔ ﴿إِنَّ هَذَا لَمَكْرٌ مَّكْرُؤُمُوهُ فِي الْمَدِينَةِ﴾ (7/ الاعراف: 123) ”بیشک

یہ یقیناً ایک چال بازی ہے، تم لوگوں نے جو چال چلی ہے شہر میں۔“ ﴿فَارْسَلْنَا فِرْعَوْنَ فِي الْمَدَائِنِ

حٰشِرِينَ ۖ﴾ (26/ الشعراء: 53) ”تو بھیجا فرعون نے شہروں میں جمع کرنے والوں کو۔“





مَدَّيْنُ اسم علم ہے۔ خاص نام۔ زیر مطالعہ آیت۔ 85۔

973

ش ع ب

(ف) شَعْبًا

(۱) جمع کرنا۔ درست کرنا۔ (۲) متفرق کرنا۔ بگاڑنا۔

شَعْبٌ

ج: شُعُوبٌ: بڑا قبیلہ۔ قوم۔ ﴿وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوْا﴾ (49/ الحجرات: 13)

”اور اس نے بنایا تم لوگوں کو قومیں اور قبیلے باہمی تعارف کے لیے۔“

شُعْبَةٌ

ج: شُعْبٌ، فرقہ۔ درخت کی شاخ۔ ﴿اِنْطَلِقُوْا اِلٰی ظِلِّ ذٰی ثَلٰثِ شُعَبٍ﴾ (77/

البرسٹ: 30) ”تم لوگ چلو ایک ایسے سائے کی طرف جو تین شاخوں والا ہے۔“

شُعَيْبٌ

فُعَيْلٌ کے وزن پر اسم التصغیر ہے اور اسم علم ہے۔ خاص نام۔

ترکیب

(آیت۔ 86) تُوْعِدُوْنَ، تَصُدُّوْنَ اور تَبْغُوْنَ، یہ تینوں لَا تَقْعُدُوْا کا حال ہیں۔ (آیت۔ 89) اِنْ عُدْنَا شرط ہے اور

قَدْ اَفْتَرَيْنَا جواب شرط مقدم ہے۔ اس لیے ماضی کا ترجمہ مستقبل میں ہوگا۔

ترجمہ

وَ اِلٰی مَدَّيْنِ	اَخَاهُمْ	شُعَبِيًّا	قَالَ	يَقُومُ	اعْبُدُوا	اللّٰهُ
اور (بیشک ہم بھیج چکے ہیں) مدین والوں کی طرف	ان کے بھائی	شعیب کو	انہوں نے کہا	اے میری قوم	تم لوگ بندگی کرو	اللہ کی

مَا لَكُمْ	مِّنْ اِلٰهِ	غَيْرُهُ	قَدْ جَاءَكُمْ	بَيِّنَةٌ	مِّنْ رَّبِّكُمْ	فَاَوْفُوا
نہیں ہے تمہارے لیے	کوئی بھی الہ	اس کے علاوہ	آچکی ہے تمہارے پاس	ایک واضح (نشانی)	تمہارے رب (کی طرف) سے	پس تم لوگ پورا کرو

الْكَيْلِ	وَالْهِيْزَانِ	وَلَا تَبْخُسُوْا	النَّاسِ	اَشْيَاءَ هُمْ	وَلَا تُفْسِدُوْا	فِي الْاَرْضِ	بَعْدَ اِصْلَاحِهَا
ناپنے کو	اور ترازو کو	اور حق سے کم تم مت دو	لوگوں کو	ان کی چیزیں	فساد مت پھیلاؤ	زمین میں	اس کی اصلاح کیے جانے کے بعد

ذِكْرُكُمْ	خَيْرٌ	لَّكُمْ	اِنْ	كُنْتُمْ	مُؤْمِنِيْنَ	وَلَا تَقْعُدُوْا	بِجُلِّ صَوَاطِ	تُوْعِدُوْنَ
یہ	بہتر ہے	تمہارے لیے	اگر	تم لوگ ہو	ایمان لانے والے	تم لوگ مت بیٹھو	ہر ایک راہ پر	دھمکی دیتے ہوئے

وَتَصُدُّوْنَ	عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ	مَنْ	اٰمَنَ	بِهٖ	وَتَبْغُوْنَهَا	عِوَجًا	وَ اذْكُرُوْا	اِذْ	كُنْتُمْ
اور روکتے ہوئے	اللہ کی راہ سے	اس کو جو	ایمان لایا	اس پر	اور تلاش کرتے ہوئے اس میں	کوئی کجی	اور یاد کرو	جب	تم لوگ تھے

قَلِيْلًا	فَكَثُرَكُمْ	وَاَنْظُرُوْا	كَيْفَ	كَانَ	عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ	وَ اِنْ	كَانَ	طَآئِفَةٌ
تھوڑے سے	پھر اس نے کثرت دی تم کو	اور غور کرو	کیسا	تھا	فساد کرنے والوں کا انجام	اور اگر	ہے	ایک ایسا گروہ

مِّنْكُمْ	اٰمِنُوْا	بِالَّذِيْ	اُرْسِلْتُ	بِهٖ	وَ طَآئِفَةٌ	لَّمْ يُؤْمِنُوْا	فَاَصْبِرُوْا	حَتّٰى
تم میں سے	جو ایمان لایا	اس پر	میں بھیجا گیا	جس کے ساتھ	ایک ایسا گروہ	جو ایمان نہیں لایا	تو صبر کرو	یہاں تک کہ



يَحْكُمَ	اللَّهُ	بَيْنَنَا	وَهُوَ	خَيْرُ الْحَكِيمِينَ ﴿٥٨﴾	قَالَ	الْمَلَأُ	الَّذِينَ	اسْتَكْبَرُوا ﴿٥٩﴾	مِنْ قَوْمِهِ
فیصلہ کرے	اللہ	ہمارے مابین	اور وہ	فیصلہ کرنے والوں کا بہترین ہے	کہا	سرداروں نے	جنہوں نے	گھمنڈ کیا	ان کی قوم میں سے

لَنُخْرِجَنَّكَ	لِشُعَيْبٍ	وَالَّذِينَ	أَمَنُوا	مَعَكَ	مِنْ قَرِينِنَا	أَوْ	لَتَعُودَنَّ
ہم لازماً نکال دیں گے آپ کو	اے شعیب	اور ان کو جو	ایمان لائے	آپ کے ساتھ	اپنی بستی سے	یا	تم لوگ لازماً واپس ہو گے

فِي مَلَّتِنَا	قَالَ	أَوْ كُ	كُنَّا	كَرِهِينَ ﴿٦٠﴾	قَدْ افْتَرَيْنَا	عَلَى اللَّهِ	كَذِبًا
ہماری ملت میں	انہوں نے کہا	اور کیا اگر	ہم ہوں	کراہیت کرنے والے (واپسی سے)	ہم گھڑ چکے ہوں گے	اللہ پر	ایک جھوٹ

إِنْ	عُدْنَا	فِي مَلَّتِكُمْ	بَعْدَ إِذْ	نَجَّيْنَا	اللَّهُ	مِنْهَا	وَمَا يَكُونُ	لَنَا	أَنْ
اگر	ہم واپس ہوں گے	تمہاری ملت میں	اس کے بعد کہ جب	نجات دی ہم کو	اللہ نے	اس سے	اور نہیں ہوگا (ممکن)	ہمارے لیے	کہ

لَتَعُودَنَّ	فِيهَا	إِلَّا أَنْ	يَشَاءَ	اللَّهُ	رَبُّنَا	وَسِعَ	رَبُّنَا	كُلَّ شَيْءٍ	عِلْمًا	عَلَى اللَّهِ
ہم واپس ہوں	اس میں	سوائے اس کے کہ	چاہے	اللہ	جو ہمارا رب ہے	وسیع ہوا	ہمارا رب	ہر چیز پر	بلحاظ علم کے	اللہ ہی پر

تَوَكَّلْنَا	رَبَّنَا	افْتَحْ	بَيْنَنَا	وَبَيْنَ قَوْمِنَا	بِالْحَقِّ	وَأَنْتَ	خَيْرُ الْفَاتِحِينَ ﴿٦١﴾
ہم نے بھروسہ کیا	اے ہمارے رب	تو فیصلہ کر دے	ہمارے درمیان	اور ہماری قوم کے درمیان	حق کے ساتھ	اور تو	سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے

وَقَالَ	الْمَلَأُ	الَّذِينَ	كَفَرُوا	مِنْ قَوْمِهِ	لَئِنْ	اتَّبَعْتُمْ	شُعَيْبًا	إِثْمَكُمْ	إِذَا
اور کہا	سرداروں نے	جنہوں نے	انکار کیا	ان کی قوم میں سے	بیشک اگر	تم لوگوں نے پیروی کی	شعیب کی	تو یقیناً تم لوگ	پھر تو

لَخُسْرُونٌ ﴿٦٢﴾	فَاخَذَتْهُمْ	الرَّجْفَةُ	فَاَصْبَحُوا	فِي دَارِهِمْ	جُنُودُهُ ﴿٦٣﴾	الَّذِينَ
ضرور ہی خسارہ پانے والے ہو گے	پھر پکڑ ان کو	زلزلے نے	تو وہ ہو گئے	اپنے (اپنے) گھر میں	اوندھے منہ گرے ہوئے	وہ لوگ جنہوں نے

كَذَّبُوا	شُعَيْبًا	كَانَ	لَمْ يَغْنَوْا	فِيهَا	الَّذِينَ	كَذَّبُوا	شُعَيْبًا	كَانُوا	هُمْ	الْخُسْرَى ﴿٦٤﴾
جھٹلایا	شعیب کو	تو گویا کہ	وہ رہتے ہی نہ تھے	اس میں	جنہوں نے	جھٹلایا	شعیب کو	تھے	وہ لوگ ہی	خسارہ پانے والے

فَتَوَلَّى	عَنْهُمْ	وَقَالَ	يَقَوْمِ	لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ	رِسَالَتِ رَبِّي	وَكَصَحْتُ	لَكُمْ
تو انہوں نے رخ پھیرا	ان سے	اور کہا	اے میری قوم	میں پہنچا چکا تم کو	اپنے رب کے پیغامات	اور میں نے خیر خواہی کی	تمہاری

فَكَيْفَ	الْمَلَأُ	عَلَى قَوْمٍ كُفِرِينَ ﴿٦٥﴾
تو (اب) کیسے	میں افسوس کروں	ایک انکار کرنے والی قوم پر

اہل مدین حضرت ابراہیمؑ کے صاحبزادے مڈیان کی طرف منسوب ہیں جو ان کی تیسری بیوی قُطُوراء کے بطن سے تھے۔ ان کا علاقہ حجاز کے شمال مشرق اور فلسطین کے جنوب میں تھا اور ان کے شہر کا نام بھی مدین ہے۔ یہ شہر آج بھی شرق اردن کی بندرگاہ معان کے قریب موجود ہے۔ یہ ایک بڑی تجارت پیشہ قوم تھی۔ اس زمانے کی دو بڑی تفراتی شاہراہوں کے عین چوراہے پر ان کی بستیاں تھیں۔

نوٹ: 1

اس لیے عرب کا بچہ بچہ ان سے واقف تھا اور ان کے مٹ جانے کے بعد بھی عرب میں ان کی شہرت برقرار رہی کیونکہ عربوں کے تجارتی قافلے رات دن ان کے آثار قدیمہ سے گزرتے تھے۔

بنی اسرائیل کی طرح اہل مدین بھی مسلمان ہی تھے اور شعیبؑ کے ظہور کے وقت ان کی حالت ایک بگڑی ہوئی مسلمان قوم کی تھی۔ حضرت ابراہیمؑ کے بعد چھ سات سو سال تک مشرک اور بد اخلاق قوموں سے روابط کی وجہ سے یہ لوگ شرک بھی سیکھ گئے اور بد اخلاقیوں میں بھی مبتلا ہو گئے، مگر ایمان کا دعویٰ اور اس پر فخر برقرار تھا۔ حضرت شعیبؑ کا ان سے تقاضا یہی تھا کہ حضرت ابراہیمؑ انسانوں اور انسانی معاشرے کی جو اصلاح کر گئے ہیں اس کو مت بگاڑو۔ وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا کا یہی مطلب ہے۔

قرآن مجید نے ان کا ذکر کہیں اہل مدین اور اصحاب مدین کے نام سے کیا ہے اور کہیں اصحاب ایکہ کے نام سے۔ بعض مفسرین کی رائے ہے کہ یہ دونوں قومیں الگ الگ تھیں اور ان کی بستیاں بھی الگ تھیں۔ حضرت شعیبؑ پہلے ایک قوم کی طرف بھیجے گئے اور ان کی ہلاکت کے بعد دوسری قوم کی طرف مبعوث ہوئے۔ دونوں قوموں پر جو عذاب آیا اس کے الفاظ مختلف ہیں۔ اصحاب مدین کے لیے کہیں صیحہ اور کہیں رَجْفہ مذکور ہے اور اصحاب ایکہ کے لیے عذاب جمع ہوئے تھے۔ پہلے بادل سے آگ برسی پھر اس کے ساتھ سخت آواز چنگھاڑ کی شکل میں آئی پھر زلزلہ آیا۔ ابن کثیرؒ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ (تفہیم القرآن اور معارف القرآن سے ماخوذ)

### آیت نمبر (94 تا 102)

ض ح ی

(س) ضحیٰ سورج سے تکلیف اٹھانا۔ دھوپ لگنا۔ دھوپ کھانا۔ ﴿وَأَنْتَ لَا تَنْظُمُ فِيهَا وَلَا تَضْحَىٰ﴾ (20/ طہ: 119) ”اور یہ کہ تجھ کو نہ پیاس لگے اس میں اور نہ تجھ کو دھوپ لگے۔“  
ضحیٰ دن چڑھے۔ چاشت کا وقت۔ زیر مطالعہ آیت نمبر۔ 98۔

ض ر ع

(ف) ضَرَاعَةٌ کمزور ہونا۔ بے فائدہ ہونا۔  
ضَرِيعٌ فَعِيلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ بے فائدہ خاردار درخت۔ ﴿لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ إِلَّا مِنْ ضَرِيعٍ﴾ (88/ الغاشیہ: 6) ”نہیں ہوگا۔ ان کے لیے کوئی کھانا مگر ایک خاردار درخت میں سے۔“  
تَضَرُّعًا کمزوری اور عاجزی کا اظہار کرنا۔ گڑگڑانا۔ زیر مطالعہ آیت نمبر۔ 94۔

ترکیب

(آیت۔ 95) میں فَآخِذْ نَا کا مفعول هُمْ کی ضمیر ہے۔ جبکہ بَغْتَةً حال ہے۔ آیت نمبر۔ 97 میں بَيَّاتًا اور 98 میں ضحیٰ ظرف ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہیں۔ آیت نمبر۔ 100 میں مِنْ بَعْدِ أَهْلِهَا میں مِنْ بَعْدِ کے بعد ہلاکت کا لفظ محذوف ہے اور یہ پورا فقرہ لَمْ يَهْدِ كَا فاعل ہے۔ آیت نمبر۔ 102 میں لَفْسِقِينَ پر لام تاکید سے معلوم ہوا کہ اِنْ وَجَدْنَا كَا اِنْ نَافِيہ نہیں بلکہ اِنْ خَفِضَ ہے۔ جس کے معنی ہیں ”بے شک۔“



وَمَا أَرْسَلْنَا	فِي قَرْيَةٍ	مِّن نَّبِيٍّ	إِلَّا	أَخَذْنَا	أَهْلَهَا	بِالْبَاسَاءِ	وَالضَّرَاءِ	لَعَلَّهُمْ
اور ہم نے نہیں بھیجا	کسی بستی میں	کوئی بھی نبی	مگر یہ کہ	ہم نے پکڑا	اس کے لوگوں کو	سختی سے	اور تکلیف سے	شائد وہ لوگ

يَصْرَعُونَ ﴿٣٧﴾	ثُمَّ	بَدَّلْنَا	مَكَانَ السَّيِّئَةِ	الْحَسَنَةَ	حَتَّىٰ	عَقَوْا	وَقَالُوا	قَدْ مَسَّ
گڑگڑائیں	پھر	ہم نے بدل دیا	برائی کی جگہ کو	بھلائی سے	یہاں تک کہ	وہ لوگ بڑھے (ترقی کی)	اور کہا	چھوچکی ہے

أَبَاءَنَا	الضَّرَاءِ	وَالسَّيِّئَةِ	فَاخَذْنَاهُمْ	بَغْتَةً	وَّ	هُمْ	لَا يَشْعُرُونَ ﴿٣٨﴾	وَلَوْ
ہمارے باپ دادوں کو	تکلیف (بھی)	اور خوشی (بھی)	تو ہم نے پکڑا ان کو	اچانک	اس حال میں کہ	وہ لوگ	شعور نہیں رکھتے تھے	اور اگر

أَنۡ	أَهْلَ الْقُرَىٰ	أَمِنُوا	وَاتَّقُوا	لَفَتَحْنَا	عَلَيْهِمْ	بَرَكَاتٍ	مِّنَ السَّمَاءِ	وَالْأَرْضِ
یکہ	ان بستیوں والے	ایمان لاتے	اور تقویٰ اختیار کرتے	تو ہم ضرور کھول دیتے	ان پر	برکتیں	آسمان سے	اور زمین سے

وَلَكِنۡ	كَذَّبُواْ	فَاخَذْنَاهُمْ	بِمَا	كَانُوا۟ يَكْسِبُونَ ﴿٣٩﴾	أَفَاَمِنَ	أَهْلُ الْقُرَىٰ	أَنۡ
اور لیکن	انہوں نے جھٹلایا	تو ہم نے پکڑا ان کو	بسبب اس کے جو	وہ لوگ کمائی کرتے تھے	تو کیا امن میں ہوئے	بستیوں والے	(اس سے) کہ

يَأْتِيهِمْ	بَاسُنَا	بَيَّاتًا	وَّ	هُمْ	نَائِمُونَ ﴿٤٠﴾	أَوْ أَمِنَ	أَهْلُ الْقُرَىٰ	أَنۡ
پہنچے ان کو	ہماری سختی	رات کے وقت	اس حال میں کہ	وہ لوگ	سو رہے ہوں	اور کیا امن میں ہوئے	بستیوں والے	(اس سے) کہ

يَأْتِيهِمْ	بَاسُنَا	صُحًّی	وَّ	هُمْ	يَلْعَبُونَ ﴿٤١﴾	أَفَاَمِنُوا	مَكَرَ اللَّهِ
پہنچے ان کو	ہماری سختی	چاشت کے وقت	اس حال میں کہ	وہ لوگ	کھیلتے ہوں	تو کیا وہ لوگ امن میں ہوئے	اللہ کی خفیہ تدبیر سے

فَلَا يَأْمَنُ	مَكَرَ اللَّهِ	إِلَّا	الْقَوْمُ الْخَاسِرُونَ ﴿٤٢﴾	أَوْ	لَمْ يَهْدِ	لِلَّذِينَ	يَرْتَوْنَ
پس امن میں نہیں ہوتے	اللہ کی تدبیر سے	مگر	خسارہ پانے والے لوگ	اور کیا	رہنمائی نہیں کی	ان کے لیے جو	وارث ہوئے

الْأَرْضِ	مِنۡ بَعْدِ أَهْلِهَا	أَنۡ	لَّوۡ	نَشَاءُ	أَصْبَحْنَاهُمْ	يَذُوقُوهُمْ
زمین کے	اس کے رہنے والوں (کی ہلاکت) کے بعد	کہ	اگر	ہم چاہیں	تو انہیں بھی مصیبت میں مبتلا کر دیتے	بسبب ان کے گناہوں کے

وَنُطْبِعُ	عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ	فَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ ﴿٤٣﴾	تِلْكَ الْقُرَىٰ	نَقُصُّ	عَلَيْكَ	مِنۡ أَنْبِيَآءٍ
اور ہم چھاپ لگا دیتے ہیں	ان کے دلوں پر	تو وہ لوگ نہیں سنتے	یہ بستیاں	ہم سناتے ہیں	آپ کو	جن کی خبروں میں سے

وَلَقَدْ جَاءَهُمْ	رُسُلُهُمْ	بِالْبَيِّنَاتِ	فَمَا كَانُوا	لِيُؤْمِنُوا	بِمَا	كَذَّبُوا
اور آپچکے ہیں ان کے پاس	ان کے رسول	واضح (نشانیوں) کے ساتھ	تو وہ لوگ نہیں تھے	کہ ایمان لاتے	اس پر جس کو	انہوں نے جھٹلایا

مِنۡ قَبْلُ ط	كَذٰلِكَ	يُطْبِعُ	اللَّهُ	عَلَىٰ قُلُوبِ الْكَافِرِينَ ﴿٤٤﴾	وَمَا وَجَدْنَا	لَا كُفْرَهُمْ
اس سے پہلے	اس طرح	چھاپ لگاتا ہے	اللہ	انکار کرنے والوں کے دلوں پر	اور ہم نے نہیں پایا	ان کے اکثر کے لیے



مَنْ عَصَى	وَأِنْ	وَجَدْنَا	أَكْثَرَهُمْ	الْفَاقِينَ ۝۱۳
وعدہ کی کوئی پابندی	اور بیشک	ہم نے پایا	ان کے اکثر کو	یقیناً نافرمانی کرنے والے

## نوٹ: 1

ایک ایک قوم کا معاملہ الگ بیان کر کے جو سبق انسانیت کو دیا گیا ہے۔ اسے اب ایک جامع ضابطہ کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ اس ضابطے کی ایک اہم شق انبیاء کی بعثت ہے۔ اور اب چونکہ نبوت و رسالت کا دروازہ بند ہو چکا ہے، اس لیے ہم لوگ سمجھتے ہیں کہ آج کے دور میں اس ضابطہ کا اطلاق نہیں ہوگا اور ہمارا ان آیات سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ اس غلط فہمی کو دور کرنا ضروری ہے۔

انبیاء کی بعثت کجا مقصد یہ ہے کہ گم کردہ راہ انسانوں کو ہدایت اور راہنمائی فراہم کی جائے۔ لیکن ختم نبوت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ انسانیت کی رہنمائی کے سلسلہ کو ختم کر دیا گیا ہے، بلکہ اس کا مطالبہ یہ ہے کہ آخری نبی ﷺ جو ہدایت لائے تھے انہیں قیامت تک کے لیے محفوظ کر دیا گیا ہے، اس لیے اب کسی نئے نبی کو بھیجنے کی ضرورت باقی نہیں رہی اور اب قیامت تک قرآن و حدیث سے بعثت انبیاء کا مقصد پورا ہوتا رہے گا۔ اس لیے مذکورہ ضابطہ کا اطلاق آج بھی اسی طرح ہوگا۔ جیسے ماضی میں ہوا ہے اور قیامت تک اسی طرح ہوتا رہے گا۔

ضابطہ یہ ہے کہ اقوام کو اچھے اور برے حالات کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی فراہم کردہ رہنمائی کی طرف راغب کیا جاتا ہے۔ لیکن جب کسی قوم کا حال یہ ہو جاتا ہے کہ نہ تو مصائب سے ان کا دل اللہ کے آگے جھکتا ہے، نہ ہی نعمتوں پر وہ شکر گزار ہوتی ہے اور کسی حال میں بھی اصلاح قبول نہیں کرتی تو برد بادی اس کا مقدر ہو جاتی ہے۔ اپنے ہاتھوں کی لکھی ہوئی اس تقدیر کو ان کی قوت و اقتدار، دولت و ثروت اور ٹیکنالوجی تبدیل نہیں کر سکتی۔ گزشتہ آیات میں جن اقوام کا ذکر کیا گیا ہے وہ سب اپنے اپنے وقت میں عروج و ترقی کی اس حد کو پہنچ چکی تھیں کہ دنیا میں ان کا کوئی مد مقابل نہیں رہا تھا۔ لیکن جب ان کے ہاتھوں کی کمائی ان کے سامنے آئی تو ان کی سائنس و ٹیکنالوجی ان کو نہ بچا سکی۔

آج کے دور میں مغربی تہذیب بھی اپنے عروج کی اس حد کو پہنچ گئی ہے کہ اب دنیا میان ان کا کوئی مقابل باقی نہیں رہا۔ ان لوگوں نے آثار قدیمہ پر بھی بہت تحقیقات کی ہیں۔ اقوام کے عروج و زوال پر بڑی سائنٹیفک ریسرچ ہوئی ہیں۔ لیکن اس ساری افلاطونیت اور ارسطونیت میں کہیں بھی نہ تو مسبب الاسباب ہستی کا ذکر ہے اور نہ ہی اس کے ضابطوں کا۔ ایسی صورت میں اصلاح کا امکان ختم ہو گیا ہے اور تہذیب کی تباہی اس کا مقدر ہو گئی ہے۔

## آیت نمبر (103 تا 114)

ث ع ب

(ف)

ثَعْبًا  
ثُعْبَانٌ  
پانی کو جاری کرنا۔ پانی بہانا۔  
فُعْلَانٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ اڑ دھا۔ (کیونکہ یہ زمین پر ایسے چلتا ہے جیسے پانی بہتا ہے۔) یہ  
مذکر اور مونث دونوں طرح استعمال ہوتا ہے۔ زیر مطالعہ آیت - 107

(آیت - 103) بِهَآ کی ضمیر ایتینا کے لیے ہے۔ (آیت - 105) حَقِيقٌ عَلَى گزشتہ آیت میں اِنِّی پر عطف ہے۔ (آیت - 107) هِیَ کی ضمیر عَصَا کے لیے ہے جو مونث سماعی ہے۔ (آیت - 111) اَرْجُہ میں ہائے سکت نہیں ہے۔ کیونکہ اس صورت میں وَاَخَاہ کا فقرہ بے معنی ہو جاتا ہے۔ یہ دراصل امر اَرْجِج کی ضمیر مفعولی ہے۔ یہ قرآن مجید کی مخصوص قرأت اور املا ہے کہ اس کو اَرْجِجہ کے بجائے اَرْجُہ پڑھتے اور لکھتے ہیں۔ (آیت - 112) يٰۤاَتُوْکَ میں يٰۤاَتُوْ مَضَارِعَ مجزوم ہے، فعل امر اَرْسِلْ کا جواب امر ہونے کی وجہ سے۔ (آیت - 113) اِنَّ لَنَا لَآجْرًا جواب شرط مقدم ہے اور اِنَّ كُنَّا لَنَحْنُ الْغَالِبِيْنَ شرط ہے۔ اس لیے ان کا ترجمہ مستقبل میں ہوگا۔

## ترکیب



## ترجمہ

8973

ثُمَّ	بَعَثْنَا	مِنْ بَعْدِهِمْ	مُوسَىٰ	بِآيَاتِنَا	إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ	فَكَذَّبُوا	بِهَآءِ
پھر	ہم نے بھیجا	ان کے بعد	موسیٰ کو	اپنی نشانیوں کے ساتھ	فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف	تو انہوں نے ظلم کیا	ان (نشانوں) پر

فَانْظُرْ	كَيْفَ	كَانَ	عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ ۝	وَقَالَ	مُوسَىٰ	يُفِرُّعُونَ	إِنِّي	رَسُولٌ
تو غور کرو	کیسا	تھا	فساد پھیلانے والوں کا انجام	اور کہا	موسیٰ نے	اے فرعون	بے شک میں	ایک رسول ہوں

مَنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝	حَقِيقٌ	أَنْ	لَّا أَقُولَ	عَلَى اللَّهِ	إِلَّا	الْحَقُّ ۖ	قَدْ جِئْتُكُمْ
تمام جہانوں کے رب (کی طرف) سے	(مجھ) پر لازم ہے	کہ	میں نہ کہوں	اللہ پر	مگر	حق	میں لایا ہوں تمہارے پاس

بَيِّنَةٍ	مِّن رَّبِّكُمْ	فَارْسِلْ	مَعِيَ	بَنِي إِسْرَآءِيلَ ۝	قَالَ	إِنْ	كُنْتَ جِئْتَ
واضح (نشانیاں)	تمہارے رب (کی طرف) سے	پس تو بھیج	میرے پاس	بنی اسرائیل کو	اس نے کہا	اگر	تو لایا ہے

بَآيَةٍ	فَإِتِ	بِهَآءِ	إِنْ	كُنْتَ	مِنَ الصَّٰدِقِينَ ۝	فَالْفَىٰ	عَصَاةُ	فَإِذَا	هِيَ
کوئی نشانی	تو لے آ	اسے	اگر	تو ہے	سچ کہنے والوں میں سے	تو انہوں نے ڈالا	اپنا عصا	تو جب ہی	وہ

تُعْبَأْنَ مُبِينٌ ۝	وَنَزَعَ	يَدَهُ	فَإِذَا	هِيَ	بَيْضَاءُ	لِللَّطِيفِينَ ۝	قَالَ	الْمَلَا
ایک واضح (جیتا جاگتا) اڑدھاتھا	اور انہوں نے کھینچ نکالا	اپنا ہاتھ	تو جب ہی	وہ	سفید تھا	دیکھنے والوں کے لیے	کہا	سرداروں نے

مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ	إِنَّ	هَٰذَا	لَسِحْرٌ عَلَيْهِ ۝	يُرِيدُ	أَنْ	يُخْرِجَكُمْ	مِّنْ أَرْضِكُمْ ۚ
فرعون کی قوم میں سے	بیشک	یہ	یقیناً ایک علم والا جادوگر ہے	وہ ارادہ رکھتا ہے	کہ	وہ تم لوگوں کو نکالے	تمہاری زمین سے

فَمَاذَا	تَأْمُرُونَ ۝	قَالُوا	أَرْجِهْ	وَآخَاهُ	وَأَرْسِلْ	فِي الْمَدَآئِنِ	حٰشِرِينَ ۝
(فرعون نے پوچھا) پھر کیا	تم لوگ مشورہ دیتے ہو	انہوں نے کہا	تو ٹال دے اس کو	اور اس کے بھائی کو	اور تو بھیج	شہروں میں	جمع کرنے والوں کو

يَا تُؤْتِكُمْ بَٰرِكًا	سِحْرٌ عَلَيْهِ ۝	وَجَاءَ	السَّحَرَةُ	فِرْعَوْنَ	قَالُوا	إِنَّ	لَنَا
وہ لوگ لے آئیں گے تیرے پاس	ہر ایک جاننے والے جادوگر کو	اور آئے	جادوگر لوگ	فرعون کے پاس	انہوں نے کہا	بیشک	ہمارے لیے

لَا جَرَاءَ	إِنْ	كُنْ	أَنَحْنُ	الْغَالِبِينَ ۝	قَالَ	نَعَمْ	وَإِنَّكُمْ	لَمِنَ الْمَقْدَرِينَ ۝
یقیناً کچھ اجرت ہوگی	اگر	ہم ہوئے	کہ ہم ہی	غلبہ پانے والے ہوں	اس نے کہا	ہاں	اور بیشک تم لوگ	یقیناً قریب کیے ہوؤں میں سے ہو گے

یہ بات نوٹ کر لیں کہ قرآن مجید میں حضرت کے موسیٰ کے قصے میں دو فرعونوں کا ذکر آتا ہے۔ ایک وہ جس زمانے میں پیدا ہوئے اور اسی گھر میں پرورش پائی اس کا نام رمسیس تھا۔ دوسرا اس کا بیٹا منافح ہے۔ یہ اس وقت حکمران تھا جب موسیٰ اسلامی دعوت لے کر مصر پہنچے تھے اور یہی غرق ہوا تھا۔

نوٹ: 1



## نوٹ: 2

چند قوموں اور ان کے پیغمبروں کا حوالہ دینے کے بعد اب موسیٰ اور فرعون کا واقعہ قدرے تفصیل سے بیان کیا جا رہا ہے۔ اس میں متعدد مضامین اور اسباق ہیں۔ لیکن اس سارے قصے میں جو سب سے اہم سبق ہے وہ صحابہ کرامؓ کے لیے بھی تھا اور قیامت تک ہر اس اہل حق گروہ کے لیے رہے گا جو باطل سے پنجا آزمائی کی ”حماقت“ کرتا ہے۔

اس قصے کے پیرائے میں یہ سمجھائے کی کوشش کی گئی ہے کہ دعوت حق کے ابتدائی مرحلوں میں حق اور باطل کی قوتوں کا جو تناسب بظاہر نظر آتا ہے اس سے دھوکا نہیں کھانا چاہیے۔ حق کی تو پوری تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ وہ ایک معمولی اقلیت سے شروع ہوتا ہے اور بغیر کسی ساز و سامان کے اس باطل کے خلاف لڑائی چھیڑ دیتا ہے جس کی پشت پر بڑی بڑی قوموں اور سلطنتوں کی طاقت ہوتی ہے۔ پھر بھی آخر کار حق ہی غالب آکر رہتا ہے۔ اس قصے میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ حق کے مقابلہ میں جو چالیس چلی جاتی ہیں۔ وہ کسی طرح الٹی پڑتی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ باطل کی ہلاکت کا آخری فیصلہ کرنے سے پہلے اس کو کتنی طویل مدت تک سمجھنے اور درست ہونے کے مواقع دیتا چلا جاتا ہے۔ اور جب کسی بات کا اثر قبول نہیں کرتا تو پھر اسے ہلاک کر دیا جاتا ہے اور نشان عبرت بنا دیا جاتا ہے (تفہیم القرآن)

## آیت نمبر (115 تا 126)

## ل ق ف

(س)

لَقَفَّا کسی چیز کو جلدی جلدی لینا۔ نگلنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 117

## ترکیب

(آیت۔ 115) اس آیت میں جو امّا ہے یہ ان اور ما کا مرکب نہیں ہے۔ (آیت 2 / البقرہ: 38، ترکیب) بلکہ یہ ایک لفظ ہے۔ یہ بھی شرطیہ ہے اور دو فعلوں پر آتا ہے۔ اس کا ترجمہ عام طور پر ”یا تو“..... اور ”یا پھر“ کیا جاتا ہے۔ نَحْنُ الْمُلْقِينَ میں نحن ضمیر فاعل ہے اور نَكُونُ کی خبر ہونے کی وجہ سے الْمُلْقِينَ حالت نصب میں آیا ہے۔

## ترجمہ

قَالُوا	يُمُوسَىٰ	إِمَّا	أَنْ	تُلْقَىٰ	وَأِمَّا	أَنْ	تَكُونُ	نَحْنُ	الْمُلْقِينَ ۝	قَالَ
(جادوگر) بولے	اے موسیٰ	یا تو	یہ کہ	آپ ڈالیں	اور یا پھر	یہ کہ	ہم ہوں	کہ ہم ہی	ڈالنے والے ہوں	انہوں نے کہا

الْقَوَاۗءِ	فَلَمَّا	الْقَوَاۗءِ	سَحَرُوا۟	أَعْيَنَ النَّاسِ	وَأَسْتَرْهَبُوهُمْ	وَجَاءُوا۟	بِسِحْرِ عَظِيمٍ ۝
تم لوگ ڈالو	پھر جب	انہوں نے پھینکا	تو انہوں نے جادو کیا	لوگوں کی آنکھوں پر	اور ان کو خوفزدہ کیا	اور وہ لائے	ایک عظیم جادو

وَأَوْحَيْنَا۟	إِلَىٰ مُوسَىٰ	أَنْ	أَلْقِ	عَصَاكَ ۚ	فَإِذَا	هِيَ	تَلْقَفُ	مَا	يَأْفِكُونَ ۝
اور ہم نے وحی کیا	موسیٰ کی طرف	کہ	آپ ڈالیں	اپنا عصا	پھر جب ہی	وہ	نگلنے لگا	اس کو جو	وہ جھوٹی بناوٹ کر رہے تھے

فَوَقَعَ	الْحَقُّ	وَبَطَلَ	مَا	كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝	فَغَلِبُوا۟	هُنَالِكَ	وَانْقَلَبُوا۟	صَغِيرِينَ ۝
پس واقع ہوا	حق	اور باطل ہوا	وہ جو	وہ لوگ کیا کرتے تھے	پس وہ مغلوب ہوئے	وہیں	اور وہ پلٹے	حقیر ہوتے ہوئے



وَأَلْقَى السَّحَرَةُ سِجِّينَ ۖ قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۚ رَبِّ مُوسَى وَهَارُونَ ۖ	سجدہ کرنے والوں کی حالت میں	انہوں نے کہا	ہم ایمان لائے	تمام جہانوں کے رب پر	جو ہارون اور موسیٰ کا رب ہے
--	-----------------------------	--------------	---------------	----------------------	-----------------------------

قَالَ فِرْعَوْنُ اَمَنْتُمْ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّهٖ اَذَنْ لَّكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ	کہا	فرعون نے	تم لوگ ایمان لے آئے	اس پر	اس کے پہلے کہ	میں اجازت دیتا	تم لوگوں کو	بیشک	یہ	یقیناً ایک چال ہے
--	-----	----------	---------------------	-------	---------------	----------------	-------------	------	----	-------------------

مَكَرْمُوهُ فِي الْمَدِينَةِ لِتُخْرِجُوْا مِنْهَا ۚ اَهْلُهَا ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۚ	تم لوگوں نے تدبیر کی جس کی	اس شہر میں	تاکہ تم لوگ نکالو	اس (شہر) سے	اس کے لوگوں کو	تو غمگین	تم لوگ جان لو گے
--	----------------------------	------------	-------------------	-------------	----------------	----------	------------------

لَا قُطْعَانَ اَيُّدِيْكُمْ وَاَرْجُلُكُمْ ۚ مِنْ خِلَافٍ ثُمَّ لَا صِلٰبَ لَكُمْ ۚ اَجْعَلِيْنَ ۚ	میں لازماً کاٹوں گا	تمہارے ہاتھوں کو	اور تمہارے پیروں کو	مخالف (طرف) سے	پھر	میں لازماً سولی چڑھاؤں گا تم کو	سب کے سب کو
--	---------------------	------------------	---------------------	----------------	-----	---------------------------------	-------------

قَالُوا اِنَّا اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ۚ وَمَا تَنْفَعُ اٰتَاؤُنَا ۚ اِلَّا اَنْ سَوَّاهُ ۚ اَمَّا	انہوں نے کہا	بیشک ہم	اپنے رب کی طرف ہی	لوٹنے والے ہیں	اور تو انتقام نہیں لیتا	ہم سے	سوائے اس کے کہ	ہم ایمان لائے
--	--------------	---------	-------------------	----------------	-------------------------	-------	----------------	---------------

بِاٰتِ رَبِّنَا لَنَا ۚ جَاءَتْ نَارٌ رَّبَّنَا ۚ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا ۚ وَتَوَقَّعْنَا ۚ مُسْلِمِيْنَ ۚ	اپنے رب کی نشانیوں پر	جب	وہ آئیں ہمارے پاس	اے ہمارے رب	تو انڈیل دے	ہم پر	ثابت قدمی	اور تو موت دے ہم کو	اس حال میں کہ ہم فرمانبردار ہوں
--	-----------------------	----	-------------------	-------------	-------------	-------	-----------	---------------------	---------------------------------

## نوٹ: 1

آیت-120 میں اَلْقَى ماضی مجہول کا صیغہ آیا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ جادوگروں کو سجدے میں گرایا گیا تھا۔ اس سے ذہن میں کچھ الجھنیں پیدا ہوتی ہیں۔ البتہ اس واقعہ کے پس منظر کی چند باتیں اگر ذہن میں واضح ہوں تو پھر یہ الجھنیں دور ہو جاتی ہیں۔ اس لیے پس منظر کو سمجھ لیں۔

(1) اس زمانے میں مصر، عرب اور خود بنی اسرائیل میں بھی سجدہ تعظیمی کا رواج عام تھا۔ حضرت یوسفؑ کے بھائی ان کے سامنے سجدہ تعظیمی ہی میں گرے تھے۔ اس لیے جادوگروں کے لیے سجدہ میں گرنا کوئی نامانوس بات نہیں تھی۔ (2) اس وقت مصر کے لوگ سورج پرست تھے۔ اور سورج ان کا مہادیو یعنی رب اعلیٰ تھا۔ اسی معاشرے میں ایک محکوم قوم کی حیثیت سے بنی اسرائیل بھی تھے جو توحید پرست تھے۔ یہ نظریاتی تصادم ہی ان کی محکومیت کا سبب تھا۔ اگر وہ سورج پرستی اختیار کر کے فرعون کو سورج مہادیو کا اوتار تسلیم کر لیتے تو ان کی محکومیت ختم ہو جاتی۔ جیسے کہ قارون فرعون کی حکومت کا ایک اہم رکن بن گیا تھا۔ حالانکہ وہ بنی اسرائیل میں سے تھا۔ (28-76)۔ (3) اس زمانے میں جادوگری ایک بہت معزز پیشہ تھا اور عام طور پر جادوگر لوگ اپنے فن کے علم کے ساتھ ساتھ دیگر علوم سے بھی بخوبی واقف ہوتے تھے۔ جیسے مسلمانوں کے عروج کے زمانے میں طبیب یعنی حکیم ہونا ایک بہت معزز پیشہ تھا اور عام طور پر حکیم لوگ حکمت کے ساتھ ساتھ اسلامی فقہ، شعر و ادب، فلکیات وغیرہ جیسے علوم سے بھی پوری واقفیت رکھتے تھے۔ اسی طرح جادوگر لوگ توحید اور سورج پرستی کے نظریاتی تصادم کے علمی مضمرات سے بخوبی واقف تھے۔ (4) جادوگری کے علم اور فن پر عبور حاصل ہونے کے وجہ سے ان میں ہی یہ صلاحیت سب سے زیادہ تھی کہ وہ جادو اور معجزے میں تمیز کر سکیں۔

یہ وہ عوامل ہیں جن کی بنیاد پر حضرت موسیٰؑ کے عصا کو اڑدھان بننے دیکھ کر ان پر حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہو گئی کہ حضرت موسیٰؑ جادوگر نہیں ہیں بلکہ واقعی اللہ کے رسول ہیں۔ ان کا یہ احساس اتنا شدید تھا کہ وہ بے ساختہ سجدے میں گر پڑے، ان کے احساس کی شدت اور بے ساختگی کی کیفیت کو اجاگر کرنے کے لیے یہاں فعل اَلْقَى استعمال ہوا ہے۔



## آیت نمبر (127 تا 132)

89/3

ترکیب

(آیت-129) مِنْ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا میں مآ ظریفہ ہے۔ اَنْ يُّهْلِكَ کے اَنْ پر عطف ہونے کی وجہ سے یَسْتَخْلِفُ حالت نصب میں ہے۔ جبکہ فَيَنْظُرُ کی نصب فاسیہ کی وجہ سے ہے۔ (آیت-130) اَللِّسَيْنَيْنِ (مادہ ”س ن و“ کی لغت آیت نمبر 2/96 میں دی ہوئی ہے۔ سَنَةً (ایک سال) کی جمع سِنُونُ عربی محاورے میں قحط سالی کے لیے بھی آتی ہے۔ (آیت-132) مَهْمَا، اُن جوازم مضارع میں سے ہے جو شرط اور جواب شرط میں آنے والے دونوں مضارع افعال کو جزم دیتا ہے۔ (آسان عربی گرامر، پیرا گراف 2:43)۔ یہاں تَاتِنَا میں تَاتِ مجزوم ہے۔ جبکہ جواب شرط میں مضارع کی جگہ جملہ اسمیہ مَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِينَ آیا ہے اور محلاً مجزوم ہے۔

## ترجمہ

وَقَالَ	الْمَلَأُ	مِنْ قَوْمٍ فِرْعَوْنَ	أَ	تَذَرُ	مَوْلَى	وَقَوْمَهُ	لِيُفْسِدُوا	فِي الْأَرْضِ
اور کہا	سرداروں نے	فرعون کی قوم میں سے	کیا	تو ہے چھوڑ رکھا ہے	موسیٰ کو	اور اس قوم کو	کہ فساد پھیلانیں	زمین میں

وَوَيْدَكَ	وَالِهَتَكَ	قَالَ	سَنَقُولُ	أَبْنَاءَهُمْ	وَسَتَجِدُ	نِسَاءَهُمْ	وَإِنَّا
اور (تاکہ) وہ چھوڑ دے تجھ کو	اور تیرے معبودوں کو	اس نے کہا	ہم قتل کرتے رہیں گے	ان کے بیٹوں کو	اور زندہ رکھیں گے	ان کی عورتوں کو	اور یقیناً ہم

فَوْقَهُمْ	فِيهِمْ	قَالَ	مَوْلَى	لِقَوْمِهِ	اسْتَعِينُوا	بِاللّٰهِ	وَاصْبِرُوا	إِنَّ	الْأَرْضَ	لِلّٰهِ
ان کے اوپر	پوری طرح قابو یافتہ ہیں	کہا	موسیٰ نے	اپنی قوم سے	مدد مانگو	اللہ سے	اور ثابت قدم رہو	یقیناً	زمین	اللہ کی ہے

يُورِثُهَا	مَنْ	يَشَاءُ	مِنْ عِبَادِهِ	وَالْعَاقِبَةُ	لِلْمُتَّقِينَ	قَالُوا
وہ وارث بناتا ہے اس کا	اس کو جس کو	وہ چاہتا ہے	اس کے بندوں میں سے	اور (بھلا) انجام	تقویٰ کرنے والوں کے لیے ہے	انہوں نے کہا

أَوْذَيْنَا	مِنْ قَبْلُ	أَنْ	تَأْتِينَا	وَمِنْ بَعْدِ	مَا	جِئْتَنَا	قَالَ	عَلَى
افیت دی گئی ہم کو	اس سے پہلے	کہ	آپ آئے ہمارے پاس	اور اس کے بعد	جب	آپ آئے ہمارے پاس	انہوں نے کہا	امید ہے

رَبِّكُمْ	أَنْ	يُّهْلِكَ	عَدَاؤُكُمْ	وَيَسْتَخْلِفُكُمْ	فِي الْأَرْضِ	فَيَنْظُرَ	كَيْفَ
تمہارے رب (سے)	کہ	وہ ہلاک کرے	تمہارے دشمن کو	اور جانشین بنائے تم کو	زمین میں	تو پھر وہ دیکھے	کیسے

تَعْمَلُونَ	وَلَقَدْ أَخَذْنَا	أَلْ فِرْعَوْنَ	بِالْسِّنِينَ	وَنَقِصَ	مِنَ الشَّرِكِ	لَعَلَّهُمْ
تم لوگ عمل کرتے ہو	اور ہم پکڑ چکے ہیں	فرعون کے پیروکاروں کو	قحطوں سے	اور کچھ نقصان سے	پھلوں میں سے	شاید وہ لوگ

يَذْكُرُونَ	فَإِذَا	جَاءَتْهُمْ	الْحَسَنَةُ	قَالُوا	لَنَا	هَذِهِ	وَإِنْ	تُصِيبُهُمْ
نصیحت حاصل کریں	پھر جب بھی	آتی ہے ان کے پاس	بھلائی	تو وہ لوگ کہتے ہیں	ہمارے لیے ہے	یہ	اور اگر	آن لگتی ہے ان کو

سَيِّئَةً	يُظَاهِرُوا	بِمَوْلَى	وَمَنْ	مَعَهُ	آلَا	إِنَّمَا	ظَلَمُوا	عِنْدَ اللَّهِ
کوئی برائی	تو وہ لوگ منحوس گردانتے ہیں	موسیٰ کو	اور ان کو جو	ان کے ساتھ ہیں	سن لو	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	ان کی نحوست	اللہ کے پاس (سے) ہے



وَلَكِنَّ	أَكْثَرَهُمْ	لَا يَعْلَمُونَ ﴿٣٧﴾	وَقَالُوا	مَهْمَا	تَأْتِنَا بِهِ	مِنْ آيَةٍ	لَتَسْحَرَنَا
اور لیکن	ان کے اکثر	جانتے نہیں ہیں	اور انہوں نے کہا	جو کچھ	تولائے گا ہمارے پاس	کوئی بھی نشانی	تا کہ تو جادو کرے ہم پر

بِهَآءِ	فَبَا نَحْنُ	لَكَ بِمُؤْمِنِينَ ﴿٣٨﴾
اس سے	تو ہم نہیں ہیں	تیری بات ماننے والے

## آیت نمبر (133 تا 137)

ج ر د

(ن) جَزَدًا

کھال پر سے بال اتارنا۔ ننگا کرنا۔  
اسم جنس ہے۔ ٹڈی (واحد جَزَادَةٌ) ٹڈی زمین کا سبزہ چاٹ کر اس کو ننگا کر دیتی ہے۔ زیر مطالعہ  
آیت۔ 133

جَزَادٌ

ق م ل

قُبُلٌ

ثلاثی مجرد سے فعل نہیں آتا۔  
اسم جنس ہے۔ واحد قُبْلَةٌ۔ سر کے بالوں میں پڑنے والی جوں۔ گندگی پر بھنھانے والی باریک  
کھیاں۔ پھینکے۔ زیر مطالعہ آیت۔ 133۔

ن ک ث

(ن) نَكَّأَ

نَكَّأَ

کمبل کو ادھیڑنا۔ سوت کو ریشہ ریشہ کرنا۔ عہد شکنی کرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 135  
ج: اَنْكَأَ۔ ادھیڑا ہوا کمبل یا سوت۔ ﴿وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَقَضَتْ غَزْلَہَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ  
اَنْكَأَتْ﴾ (16/ النحل: 92) ”اور تم لوگ مت ہو اس عورت کی مانند جس نے توڑا اپنا کا تا ہوا سوت  
محنت کے بعد، ادھیڑا ہوا۔“

د م ر

(ن) دُمُورًا

تَدْمِيرًا

ہلاک ہونا۔  
(1) ہلاک کرنا۔ اس کا مفعولی بنفسہ آتا ہے۔ زیر مطالعہ آیت۔ 137۔ (2) کسی پر ہلاکت ڈالنا۔  
اس میں علی کا صلہ آتا ہے۔ ﴿دَقَّرَ اللّٰهُ عَلَیْہُمْ وَلِلْکَافِرِیْنَ اَمْثَالُہَا﴾ (47/ محمد: 10) ”ہلاکت  
ڈالی اللہ نے ان پر اور کافروں کے لیے اس کی جیسی ہیں۔“

ترکیب

(آیت۔ 137) اَوْرَثْنَا کا مفعول اول الْقَوْمَ ہے۔ مَشَارِقَ اور مَغَارِبَ اس کے مفعول ثانی ہیں۔ اَلْاَرْضِ پر لام تعریف ہے اور  
اَلَّتِی کا تعلق بھی اَلْاَرْضِ سے ہے۔ کَلِمَتُ مضاف ہے اس لیے اس کی صفت اَلْحُسْنٰی مضاف الیہ ربک کے بعد آئی ہے۔

ترجمہ

فَارْسَلْنَا	عَلَيْهِمْ	الطُّوفَانَ	وَالْجَرَادَ	وَالْقُمَّلَ	وَالضَّفَادِعَ	وَالدَّمَ	آيَاتٍ مُّفَصَّلَاتٍ
پھر ہم نے بھیجا	ان پر	طوفان	اور ٹڈی دل	اور جوئیں	اور مینڈک	اور خون	کھلی کھلی نشانیاں ہوتے ہوئے





فَاسْتَكْبَرُوا	وَكَانُوا	قَوْمًا مُّجْرِمِينَ ﴿٣٧﴾	وَلَبَّآ	وَقَعَ	عَلَيْهِمْ	الرَّجْزُ	قَالَ لَهُ	يُوسَىٰ
نتیجے میں انہوں نے گھمنڈ کیا	اور وہ تھے (ہی)	جرم کرنے والے لوگ	اور جب	واقع ہوتا	ان پر	عذاب	تو وہ کہتے	اے موسیٰ

ادْعُ	لَنَا	رَبَّكَ	بِمَا	عَهْدَ	عِنْدَكَ ۚ	لَيْنَ	كَشَفْتَ	عَنَّا	الرَّجْزَ
آپ پکاریے	ہمارے لیے	اپنے رب کو	اس کے ساتھ جس کا	اس نے وعدہ لیا	آپ سے	یقیناً اگر	آپ نے ہٹا دیا	ہم سے	اس عذاب کو

لَقَوْمٍ لَّكَ	وَلَقَدْ سَلَّيْنَا	مَعَكَ	بَنِي إِسْرَءِيلَ ۚ	فَلَبَّآ	كَشَفْنَا	عَنْهُمْ
تو ہم لازماً مان لیں گے آپ (کی بات) کو	اور ہم لازماً بھیج دیں گے	آپ کے ساتھ	بنی اسرائیل کو	پھر جب	ہم نے ہٹا دیا	ان سے

الرَّجْزَ	إِلَىٰ أَجَلٍ	هُمْ	بَلِغُوهُ	إِذَا	هُمْ	يَنْكُتُونَ ﴿٣٨﴾	فَأَنقَضْنَا	مِنْهُمْ
اس عذاب کو	ایک مدت تک	(کہ) وہ	پہنچنے والے تھے اس کو	جب ہی	وہ لوگ	عہد شکنی کرتے	پس ہم نے انتقام لیا	ان سے

فَاغْرَقْنَاهُمْ	فِي الْيَمِّ	بِأَنَّهُمْ	كَذَّبُوا	بِآيَاتِنَا	وَكَانُوا	عَنْهَا	غَافِلِينَ ﴿٣٩﴾	وَأَوْرَثْنَا
تو ہم نے غرق کیا ان کو	پانی میں	کیونکہ انہوں نے	جھٹلایا	ہماری نشانیوں کو	اور وہ تھے	ان سے	غفلت برتنے والے	اور ہم نے وارث بنایا

الْقَوْمَ الَّذِينَ	كَانُوا يُسْتَخَفُّونَ	مَشَارِقِ الْأَرْضِ	وَمَغَارِبَهَا	الَّتِي	بَرَكْنَا	فِيهَا ۖ	وَنَبَتْ
اس قوم کو جن کو	کمزور سمجھا جاتا تھا	اس زمین کے مشرقوں کا	اور اس کے مغربوں کا	وہ (زمین)	ہم نے برکت دی	جس میں	اور تمام ہوا

كَلِمَتِ رَبِّكَ الْحُسْنَىٰ	عَلَىٰ بَنِي إِسْرَءِيلَ ۚ	بِمَا	صَبَرُوا ۖ	وَدَعَرْنَا	مَا
آپ کے رب کا اچھا وعدہ	بنی اسرائیل پر	بسبب اس کے جو	وہ لوگ ثابت قدم رہے	اور ہم نے تباہ کیا	اس کو جو

كَانَ يَصْنَعُ	فِرْعَوْنُ	وَقَوْمُهُ	وَمَا	كَانُوا يَعْرِشُونَ ﴿٤٠﴾
بنایا تھا	فرعون	اور اس کی قوم نے	اور اس کو جو	اونچا کر کے چھایا تھا

## نوٹ: 1

فرعون کے جادوگر حضرت موسیٰ سے ہارنے کے بعد ان پر ایمان لے آئے تھے۔ لیکن فرعون اور اس کی قوم اسی طرح اپنی سرکشی اور کفر پر جمی رہی۔ تاریخی روایات کے مطابق اس واقعہ کے بعد حضرت موسیٰ بیس سال مصر میں مقیم رہ کر ان لوگوں کا اللہ کا پیغام سناتے اور حق کی دعوت دیتے رہے، اس عرصہ میں ان لوگوں پر مختلف عذاب آتے رہے جن کے ذریعہ قوم فرعون کو متنبہ کرنا اور راہ راست پر لانا مقصود تھا۔ ان میں سے ہر عذاب ایک معین وقت تک رہتا، پھر موقوف ہوتا اور کچھ مہلت دی جاتی کہ غور و فکر کر کے سنبھل جائیں۔ اسی طرح وقفہ وقفہ سے متعدد عذاب آتے رہے۔ لیکن ان لوگوں نے ان سے کوئی سبق حاصل نہیں کیا۔ پھر جب ہر طرح اتمام حجت ہو گئی تب ان کو غرق کیا گیا۔ (معارف القرآن)

## نوٹ: 2

زیر مطالعہ آیت نمبر- 137 میں ارشاد ہے کہ ہم نے اس کو برباد کر دیا جو فرعون اور اس کے پیروکار بنایا کرتے تھے۔ یہاں بنانے کے لیے یَصْنَعُ کا لفظ آیا ہے۔ جس کے معنی کسی کام کو مہارت سے کرنے کے ہیں۔ (مفردات القرآن)۔ بظاہر اس سے مراد ان کی عمارتیں ہیں کیونکہ یہ مصریوں کا خاص ذوق تھا اور انہوں نے فن تعمیر میں بڑی مہارت حاصل کر لی تھی۔ لیکن سورۃ الاعراف کی ان آیات



میں اور قرآن مجید کے دیگر مقامات پر جہاں قوم فرعون پر عذابوں کا ذکر ہے، وہاں زلزلہ یا کسی ایسے عذاب کا ذکر نہیں ہے۔ جس سے عمارتیں تباہ ہوں۔ اس لیے ذہن اس طرف منتقل ہوتا ہے کہ غالباً یہاں یَصْنَعُ کا لفظ اپنے عمومی مفہوم میں آیا ہے اور اس سے مراد حضرت موسیٰ کے خلاف وہ جھوٹے الزامات ہیں جو فرعون گھڑا کرتا تھا اور قوم اس کی ہاں میں ہاں ملاتی تھی۔ شاید اسی لیے یَصْنَعُ کے فاعل کے طور پر فرعون اور اس کی قوم کا الگ الگ ذکر آیا ہے۔ کیونکہ الزامات فرعون گھڑتا تھا اور قوم اس کی ہم نوا ہوتی تھی۔ مثلاً یہ کہ یہ جادوگر تم لوگوں کو تمہاری زمین سے نکالنا چاہتا ہے، تمہاری بے مثال تہذیب کو تباہ کرنا چاہتا ہے، جادوگروں کی شکست ان کی اور موسیٰ کی ملی بھگت کا نتیجہ تھی، موسیٰ کی دعا سے عذاب ٹل جانے پر وعدہ نہ پورا کرنے کے لیے حیلے بہانے تراشنا، وغیرہ وغیرہ۔ یَصْنَعُ کا اگر یہ مفہوم ہے تو پھر یَعْرِضُونَ کو بھی اس کے عمومی مفہوم پر محمول کرنا ہوگا کہ فرعون جو کچھ گھڑتا تھا، حکومت کی مشینری پروپیگنڈے کے ذریعے اسے لوگوں کے ذہنوں پر مسلط کر دیتی تھی تاکہ لوگوں کو موسیٰ کی رسالت اور بنو اسرائیل کی آزادی کے مطالبہ کی صداقت پر غور کرنے کا موقع نہ ملے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

مفتی محمد شفیعؒ کی رائے ہے کہ یَصْنَعُ کے مفہوم میں فرعون اور قوم فرعون کی بنائی ہوئی چیزوں میں ان کے مکانات و عمارات اور گھریلو ضرورت کے سامان، نیز وہ مختلف قسم کی تدبیریں جو وہ موسیٰ کے مقابلہ کے لیے کرتے تھے، سب داخل ہیں۔ (معارف القرآن)

السلام علیکم رحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ ہم سب کی یہ سعی قبول فرمائے اور آخرت میں نجات کا ذریعہ بنائے۔ جس جس نے بھی اس کار خیر میں مال، جان اور صلاحیتوں کو لگا یا اللہ قبول و منظور فرمائے انجمن خدام القرآن فیصل آباد میں اس کے فوٹو کا بی بھی دستیاب ہیں اور محترم ڈاکٹر جہاں زیب صاحب کے اس کتاب میں اضافہ جات کے ساتھ مطالعہ قرآن حکیم کے نام سے دستیاب ہیں

رابطہ کے لئے: [www.khuddam-ul-quran.cominfo@khuddam-ul-quran.com](mailto:www.khuddam-ul-quran.cominfo@khuddam-ul-quran.com)

0412437781, 0412437618, 03217805614

قرآن اکیڈمی سعید کالونی نمبر 2 کینال روڈ فیصل آباد

## آیت نمبر (138 تا 143)

ت ب ر

(س)

تَبَرَّأَ

ہلاک ہونا۔ برباد ہونا۔

تَبَارَّأَ

اسم ذات ہے۔ تباہی۔ بربادی۔ ﴿وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا تَبَارًا﴾ (71/نوح: 28) ”اور تو زیادہ نہ کر ظالموں کو مگر تباہی میں۔“

(تفعیل)

تَتَّبِعُوا

تباہ کرنا۔ برباد کرنا۔ ﴿وَكَلَّا تَبْزُونَ تَتَّبِعُوا﴾ (25/الفرقان: 39) ”اور سب کو ہم نے برباد کیا جیسا برباد کرنے کا حق ہے۔“

مُتَّبِعٌ

اسم المفعول ہے اور ظرف بھی (۱) برباد کیا ہوا۔ (۲) برباد شدہ جگہ۔ زیر مطالعہ آیت۔ 139۔

ج ل و

(ن)

جَلَّوْا

کسی چیز کو آشکار کرنا۔ نمایاں کرنا۔

جَلَّأَ

کسی کو شہر سے نکالنا۔ جلا وطن کرنا۔ ﴿وَلَوْ لَا أَنْ كَتَبَ اللَّهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَاءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا﴾ (59/الحشر: 3) ”اگر نہ ہوتا کہ لکھا اللہ نے ان پر جلا وطن کرنا تو وہ ضرور عذاب دیتا ان کو دنیا میں۔“

(تفعیل)

تَجْلِيَّةٌ

کسی چیز کو خوب روشن کرنا۔ ﴿وَالنَّهَارُ إِذَا جَلَّاهَا﴾ (91/الشمس: 3) ”قسم ہے دن کی جب وہ خوب روشن کر دے اس کو۔“

(تفعل)

تَجَلَّى

خوب روشن ہونا۔ جلوہ افروز ہونا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 143۔

د ک ک

دَكَّأَ

کسی چیز کو کوٹ کر ریزہ ریزہ کرنا۔ ہموار کرنا۔ ﴿وَحُصِّلَتِ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدَكَّتَا دَكَّةً وَاحِدَةً﴾ (69/الحاقة: 14) ”اور اٹھائی جائے گی زمین اور پہاڑ پھر دونوں کو کوٹ کر ہموار کیا جائے گا یکبارگی ہموار کرنا۔“

دَكُّ

اسم ذات بھی ہے۔ ہموار زمین۔ زیر مطالعہ آیت۔ 143۔

دَكَّاءٌ

نرم مٹی کا ٹیلہ۔ ﴿فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ رَبِّي جَعَلَهُ دَكَّاءً﴾ (18/الکہف: 98) ”پھر جب آئے گا میرے رب کا وعدہ تو وہ بنا دے گا اس کو ایک نرم مٹی کا ٹیلہ۔“

خ ر ر

(ض)

خَرَّأَ

بلندی سے پستی میں گرنا۔ آیت زیر مطالعہ۔ 143۔

ترکیب

(آیت۔ 138) جَاوَزَ (مفاعلة) کے معنی ہیں دریا کو پار کرنا، ب کے ساتھ معنی ہو جاتے ہیں کسی کو پار کرنا۔ قَوْمٌ نکرہ مخصوصہ ہے جبکہ يَعْكُفُونَ اس کی خصوصیت اور حال ہے۔ (آیت۔ 139) مَا هُمْ بِمَبْتَدَأٍ مَوْخِرٍ ہے، مُتَّبِعٌ اس کی خبر مقدم ہے اور فِيهِ متعلق خبر ہے۔ پھر یہ پورا جملہ إِنَّ هَؤُلَاءِ کی خبر ہے۔ اسی طرح مَا مَبْتَدَأٍ مَوْخِرٍ ہے۔ بَطِلٌ اس کی خبر مقدم ہے اور جملہ فعلیہ كَانُوا يَعْمَلُونَ متعلق خبر ہے اس لیے اس کا ترجمہ حال میں ہوگا۔ (آیت۔ 141) سُوءَ الْعَذَابِ مرکب اضافی ہے لیکن اس کا ترجمہ مرکب توصیفی میں ہوگا (دیکھیں

آیت - 20 / طہ: 49، نوٹ - 3) عَظِيمٌ کی رفع بتا رہی ہے کہ یہ بَلاء کی صفت ہے اگر رَب کی ہوتی تو عَظِيمٌ آتی ہے۔

923

## ترجمہ

وَجُوزْنَا	بَنِي إِسْرَائِيلَ	الْبَحْرَ	فَاتُوا	عَلَى قَوْمٍ	يَعْلَمُونَ	عَلَى أَصْنَامِهِمْ ۚ	قَالُوا
اور ہم نے پار کر لیا	بنی اسرائیل کو	سمندر کے	تو وہ پہنچے	ایک ایسی قوم پر	جو چمکے بیٹھے ہوئے تھے	اپنے کچھ بتوں پر	انہوں نے کہا

يُمُوسَى	اجْعَلْ	لَنَا	إِلَهًا	كَمَا	لَهُمْ	إِلَهَةٌ ۖ	قَالَ	إِنَّكُمْ	قَوْمٌ
اے موسیٰ	آپ بنادیں	ہمارے لیے	ایک الہ	جیسے کہ	ان کے لیے	کچھ الہ ہیں	(موسیٰ نے) کہا	بیشک تم لوگ	ایک ایسی قوم ہو

تَجْهَلُونَ ۚ	إِنَّ هَؤُلَاءِ	مُتَكَبِّرُونَ	مَا هُمْ	فِيهِ	وَلِبَطُلٌ	مَا	كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝۳۰
جو غلط عقائد رکھتی ہی	یقیناً یہ!	برباد کیا ہوا ہے	وہ	یہ لوگ	جس میں ہیں	اور باطل ہے	وہ، جو یہ لوگ کرتے ہیں

قَالَ	أ	عَبِّدُوا اللَّهَ	أَبْغِيكُمْ	إِلَهًا	وَّ	هُوَ	فَضَّلَكُمْ	عَلَى الْعَالَمِينَ ۝۳۱
(موسیٰ نے) کہا	کیا	اللہ کے علاوہ کو	میں چاہوں تمہارے لیے	بطور الہ	حالانکہ	اس نے	فضیلت دی ہے تم کو	تمام جہانوں پر

وَإِذْ	أَنْجَيْنَاكُمْ	مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ	يَسُومُونَكُمْ	سُوءَ الْعَذَابِ ۚ	يَقْتُلُونَ	أَبْنَاءَكُمْ
اور جب	ہم نے نجات دی	فرعون کے پیروکاروں سے	وہ تکلیف دیتے تھے تم کو	برے عذاب کی	وہ قتل کرتے تھے	تمہارے بیٹوں کو

وَيَسْتَحْيُونَ	نِسَاءَكُمْ ۖ	وَفِي ذُلِّكُمْ	بَلَاءٌ	مِّن رَّبِّكُمْ ۖ	عَظِيمٌ ۝۳۲	وَوَعَدْنَا
اور زندہ رکھتے تھے	تمہاری عورتوں کو	اور اس میں	ایک آزمائش تھی	تمہارے رب (کی طرف) سے	ایک بڑی (آزمائش)	اور ہم نے وعدہ کیا

مُوسَى	ثَلَاثِينَ لَيْلَةً	وَأَتَمَّهَا	بِعَشْرِ	فَنَمَّ	مِيقَاتُ رَبِّهِ	أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ۚ	وَقَالَ
موسیٰ سے	تیس راتوں کا	اور ہم نے مکمل کیا انہیں	دس سے	تو پورا ہوا	ان کے رب کے طے شدہ وقت	چالیس راتوں کا	اور کہا

مُوسَى	لَاخِيَهُ هَارُونَ	اخْلَفَنِي	فِي قَوْمِي	وَأَصْلَحْ	وَلَا تَتَّبِعْ	سَبِيلَ الْمُفْسِدِينَ ۝۳۳
موسیٰ نے	اپنے بھائی ہارون سے	تو میرے پیچھے رہ	میری قوم میں	اور اصلاح کر	اور پیروی مت کرنا	فساد کرنے والوں کے راستے کی

وَلَمَّا	جَاءَ	مُوسَى	لِبَيْعَاتِنَا	وَكَلَّمَهُ	رَبُّهُ ۖ	قَالَ	رَبِّ	أَرِنِي
اور جب	آئے	موسیٰ	ہماری طے شدہ جگہ پر	اور کلام کیا ان سے	ان کے رب نے	تو انہوں نے کہا	اے میرے رب	تو مجھے دکھا

أَنْظُرْ	إِلَيْكَ ۖ	قَالَ	كُنْ تَرَانِي	وَلَكِنْ	أَنْظُرْ	إِلَى الْجَبَلِ	فَإِنْ	اسْتَقَرَّ	مَكَانَهُ
تو میں دیکھوں	تیری طرف	(اللہ نے) کہا	تو ہرگز نہیں دیکھے گا مجھ کو	اور لیکن	تو دیکھ	اس پہاڑ کی طرف	پھر اگر	وہ برقرار رہا	اپنی جگہ پر

فَسَوْفَ	تَرَانِي ۚ	فَلَمَّا	تَجَلَّى	رَبُّهُ	لِلْجَبَلِ	جَعَلَهُ	دَكَا	وَحَرَّ	مُوسَى
تو عنقریب	تو دیکھے گا مجھ کو	پھر جب	تجلی کی	ان کے رب نے	اس پہاڑ کی طرف	تو اس نے کر دیا اس کو	ہموار زمین	اور گر پڑے	موسیٰ

صَحَقًا	فَلَمَّا	أَفَاقَى	قَالَ	سُبْحَنَكَ	ثُبْتُ إِلَيْكَ	وَأَنَا	أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٣٧﴾
بیہوش ہو کر	پھر جب	افاقہ ہوا	تو انہوں نے کہا	تیری پاکیزگی ہے	میں توبہ کرتا ہوں	اور میں	سب سے پہلے ایمان لایا

نوٹ: 1

آیت - 142 میں تیس دن کے بجائے تیس راتوں کا ذکر فرمایا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انبیاء کی شریعتوں میں مہینے قمری ہوتے ہیں اور قمری مہینہ چاند دیکھنی سے شروع ہوتا ہے، جو کہ رات ہی میں ہو سکتا ہے۔ اس لیے قمری مہینہ رات سے شروع ہوتا ہے۔ پھر اس کی ہر تاریخ غروب آفتاب سے شمار ہوتی ہے۔ جتنے آسمانی مذاہب ہیں ان سب کا حساب اسی طرح قمری مہینوں سے شروع ہوتا ہے اور تاریخ غروب آفتاب سے شمار کی جاتی ہے۔ ابن عربی کا قول ہے کہ شمسی حساب دنیوی منافع کے لیے ہے اور قمری حساب اداء عبادات کے لیے ہے۔ (معارف القرآن)

### آیت نمبر (144 تا 147)

ل و ح

(ن)

لَوْحًا

کسی چیز کا نمایاں ہونا۔

لَوْحًا

گرم ہونا۔ پیسا ہونا۔

لَوْحٌ

ج: أَلْوَا ح۔ اسم ذات بھی ہے۔ ہر چوڑی چیز جیسے لکھنے کی تختی، کشتی کے تختے وغیرہ۔ زیر مطالعہ

آیت - 145 اور ﴿بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَّجِيدٌ ﴿١﴾ فِي لَوْحٍ مَّحْفُوظٍ ﴿٢﴾﴾ (85/ البروج: 21-22) ”بلکہ

وہ قرآن مجید ہے ایک محفوظ تختی میں۔“ ﴿وَحَمَلْنَاهُ عَلَى ذَاتِ أَلْوَاحٍ وَدُسْرٍ ﴿١٥﴾﴾ (54/ القمر: 13)

”اور ہم نے سوار کیا اس کو کچھ تختیوں اور کیلوں والی پر۔“

لَوْاحٌ

فَعَالٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ بہت گرم ہونے والا۔ جھلنے والا۔ ﴿لَوَا حَةً لِلْبَشِيرِ ﴿٢٨﴾﴾

(74/ المدثر: 29) ”جھلنے والی ہے کھال کو۔“

ترکیب

(آیت - 145) فعل امر وَاْمُرْ کا جواب امر ہونے کی وجہ سے يَأْخُذُوا مجزوم ہوا ہے۔ اُوْرِيْكُمُ میں واو زائدہ ہے اور قرآن مجید کا

مخصوص اِملاء ہے۔ (آیت - 147) بِأَيَّتِنَا کی ب پر عطف ہونے کی وجہ سے لِقَاءِ حالت جر میں آیا ہے۔

### ترجمہ

قَالَ	يٰمُوسَىٰ	إِنِّي اصْطَفَيْتُكَ	عَلَى النَّاسِ	بِرِسَالَتِي	وَبِكَلَامِي ۖ	فَخَذُ	مَا
(اللہ نے) کہا	اے موسیٰ	میں نے ترجیح دی تجھ کو	لوگوں پر	اپنے پیغام کے لیے	اور اپنے کلام کے لیے	پس تو پکڑ	اس کو جو

اَتَيْنَكَ	وَكَنْ	مِّنَ الشَّاكِرِينَ ﴿٣٩﴾	وَكَتَبْنَا	لَهُ	فِي الْاَلْوَا ح	مِّنْ كُلِّ شَيْءٍ
میں نے دیا تجھ کو	اور تو ہو جا	شکر کرنے والوں میں سے	اور ہم نے لکھا	اس کے لیے	تختیوں میں	سب چیزوں میں سے

مَوْعِظَةً	وَتَفْصِيلًا	لِّكُلِّ شَيْءٍ ؕ	فَخَذُهَا	بِقُوَّتِي	وَاْمُرْ	قَوْمَكَ	يَاْخُذُوا
نصیحت ہوتے ہوئے	اور تفصیل ہوتے ہوئے	ہر چیز کے لیے	پس تو پکڑ اس کو	توت سے	اور تو حکم دے	اپنی قوم کو	کہ وہ لوگ پکڑیں



بِأَحْسَنِهَا	سَأُورِيكُمْ	دَارَ الْفَاسِقِينَ ﴿٩٢﴾	سَأَصْرِفُ	عَنْ أَيْتِي	الَّذِينَ	يَتَكَبَّرُونَ 923
اس کے بہترین کو	میں دکھاؤں گا تم لوگوں کو	نافرمانی کرنے والوں کا گھر	میں پھیر دوں گا	اپنی نشانوں سے	ان لوگوں کو جو	بڑے بنتے ہیں

فِي الْأَرْضِ	يَغْيِرُ الْحَقِّ	وَإِنْ	يَرَوْا	كُلَّ آيَةٍ	لَا يُؤْمِنُوا	بِهَآءِ	وَإِنْ	يَرَوْا
زمین میں	حق کے بغیر	اور اگر	وہ لوگ دیکھیں	ساری نشانیاں	تو (بھی) ایمان نہیں لائیں گے	ان پر	اور اگر	وہ دیکھیں

سَبِيلَ الرُّشْدِ	لَا يَتَّخِذُوهُ	سَبِيلًا	وَإِنْ	يَرَوْا	سَبِيلَ الْغَيِّ	يَتَّخِذُوهُ	سَبِيلًا
ہدایت کے راستے کو	تو نہیں پکڑیں گے اس کو	بطور راستے کے	اور اگر	وہ دیکھیں	گمراہی کے راستے کو	تو پکڑیں گے اس کو	بطور راستے کے

ذَلِكَ	بِأَنَّهُمْ	كَذَّبُوا	بِآيَاتِنَا	وَكَاثِبُوا	عَنْهَا	غَفِلِينَ ﴿٩٣﴾	وَالَّذِينَ	كَذَّبُوا
یہ ہے	بسبب اس کے کہ انہوں نے	جھٹلایا	ہماری نشانوں کو	اور وہ لوگ تھے	ان سے	غفلت برتنے والے	اور جنہوں نے	جھٹلایا

بِآيَاتِنَا	وَلِقَاءِ الْآخِرَةِ	حِطَّتْ	أَعْمَالُهُمْ	هَلْ يُجْزَوْنَ	إِلَّا	مَا	كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٩٤﴾
ہماری نشانوں کو	اور آخرت کی ملاقات کو	اکارت ہوئے	ان کے اعمال	انہیں کیا بدلہ دیا جائے گا	سوائے اس کے	جو	وہ لوگ کرتے تھے

آیت- 145 میں بِأَحْسَنِهَا سے مراد احکام الہی کا وہ صاف اور سیدھا مفہوم ہے جو عقل عام سے ہر وہ شخص سمجھ لے گا جس کی نیت میں فساد اور دل میں کجی نہ ہو۔ اور دَارَ الْفَاسِقِينَ دکھانے کا مطلب یہ ہے کہ تم لوگ ان قوموں کے آثار قدیمہ پر سے گزرو گے جنہوں نے اللہ کی بندگی اور اطاعت سے منہ موڑا۔ انہیں دیکھ کر تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ ایسی روش اختیار کرنے کا کیا انجام ہوتا ہے۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ: 1

آیت- 147 میں حِطَّتْ اعمال کا مطلب ہے کہ اعمال ضائع ہو گئے، بار آور نہ ہوئے اور لا حاصل رہے۔ (یعنی زندگی میں اگر کچھ نیکیاں کی بھی تھیں تو آخرت میں ان کا کوئی اجر و ثواب نہیں ملا۔ مرتب)۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں انسانی سعی و عمل کے بار آور ہونے کا انحصار کلیتاً دو امور پر ہے۔ ایک یہ کہ وہ سعی و عمل اللہ کے قانون شرعی کی اپنندی میں ہو۔ دوسرے یہ کہ اس سعی و عمل میں دنیا کے بجائے آخرت کی کامیابی پیش نظر ہو۔ یہ دو شرطیں جہاں پوری نہ ہوں گی وہاں لازماً حِطَّتْ واقع ہوگا۔ جس نے اللہ کی ہدایت سے منہ موڑ کر، باغیانہ انداز میں دنیا میں کام کیا، ظاہر ہے کہ وہ اللہ سے کسی اجر کی توقع رکھنے کا حقدار نہیں ہو سکتا۔ اور جس نے سب کچھ دنیا ہی کے لیے کیا اور آخرت کے لیے کچھ نہ کیا وہ کس طرح آخرت میں پھل پائے گا۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ: 2

### آیت نمبر (148 تا 154)

ح ل ی

(س)

حَلِيًّا

حَلِيَّةٌ

عورت کا زیور پہننا۔

ج: حُلِيٌّ۔ زیور۔ ﴿وَتَسْتَخْرِجُوا مِنْهُ حُلِيَّةً﴾ (16/ النحل: 14) ”اور تاکہ تم لوگ نکالو اس

سے کوئی زیور۔“ اور زیر مطالعہ آیت- 148۔

(تفعیل) تَحْلِيَةً زیور پہنانا۔ آراستہ کرنا۔ ﴿يُحَلَوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ﴾ (18/ الکہف: 31) ”وہ لوگ آراستہ کیے جائیں گے اس میں سونے کے کنگنوں سے۔“

ج س د

(س) جَسَدًا خون کا چپکنا۔ چمٹنا۔  
جَسَدٌ اسم ذات بھی ہے۔ بے جان جسم۔ دھڑ۔ ڈھانچا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 148

خ و ر

(ن) خَوَارًا گائے کا ڈکارنا۔ آواز کرنا۔  
خَوَارٌ اسم ذات بھی ہے۔ گائے کی آواز۔ زیر مطالعہ آیت۔ 148

ع س ف

(س) أَسْفًا افسوس کرنا۔ غمگین ہونا۔  
أَسِفٌ صفت ہے۔ افسوسناک۔ غمگین۔ زیر مطالعہ آیت۔ 150۔  
أَسْفَى اسم ذات ہے۔ افسوس۔ غم۔ ﴿يَا سَفَى عَلَى يُونُسَ﴾ (12/ یوسف: 84) ”اے افسوس! یوسفؑ کی جدائی پر۔“  
(افعال) اِنْسَافًا غمگین کرنا۔ غصہ دلانا۔ ﴿فَلَمَّا اَسْفُونَا اِنَّتَقِبْنَا مِنْهُمْ﴾ (43/ الزخرف: 55) ”پھر جب انہوں نے غصہ دلایا ہم کو تو ہم نے انتقام لیا ان سے۔“

ج ر ر

(ن) جَرًّا کھینچنا۔ گھسیٹنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 150۔

ش م ت

(س) شَمَاتًا کسی کی مصیبت پر خوش ہونا۔  
(افعال) اِشْمَاتًا کسی کو تکلیف دے کر دوسروں کو خوش کرنا۔ دشمن کو خوش کرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 150

س ک ت

(ن) سَكَّتَا تھم جانا۔ ساکت ہونا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 154

ترکیب

(آیت۔ 148) وَاتَّخَذَ کا فاعل قَوْمٌ مُّؤَلَّى ہے۔ اس کا مفعول عَجَلًا ہے جبکہ جَسَدًا بدل ہے عَجَلًا کا۔ خَوَارٌ مبتدا مؤخر مکررہ ہے، اس کی خبر مخدوف ہے اور لَهُ قائم مقام خبر مقدم ہے۔ (آیت۔ 150) جب منادی کے طور پر آتا ہے تَوَابُنْ اَمْرٌ ایک لفظ کے طور پر آتا ہے۔ اس لیے اَمْرٌ پر بھی نصب آئی ہے۔ اس کا مضاف الیہ یائے متکلم ہے جو گری ہوئی ہے۔

ترجمہ

وَإِتَّخَذَ	قَوْمٌ مُّؤَلَّى	مِنْ بَعْدِهِ	مِنْ حُلِيِّهِمْ	عَجَلًا	جَسَدًا	لَهُ	خَوَارٌ
اور بنایا	موسىؑ کی قوم نے	ان کے بعد	اپنے زیورات سے	ایک بچھڑا	جو ایک ڈھانچا تھا	اس کے لیے	گائے کی ایک آواز تھی

اَلَمْ يَرَوْا	اَنَّهُ	لَا يُكَلِّمُهُمْ	وَلَا يَهْدِيهِمْ	سَبِيلًا	اَتَّخَذُوْهُ	وَكَاْنُوْا
کیا انہوں نے دیکھا ہی نہیں	کہ وہ	کلام نہیں کرتا ان سے	اور نہ ہی وہ ہدایت دیتا ہے ان کو	کسی راستے کی	انہوں نے بنایا اس کو (معبود)	اور وہ لوگ تھے

ظَلِيْمِيْنَ ۝	وَلَبَّآ	سَقَطَ فِيْ اَيْدِيْهِمْ	وَرَاَوْا	اَنَّهُمْ	قَدْ ضَلُّوْا	قَالُوْا	لَیْنِ
ظلم کرنے والے	اور جب	وہ لوگ پچھتائے	اور انہوں نے دیکھا	کہ وہ	گمراہ ہو گئے ہیں	تو انہوں نے کہا	یقیناً اگر

لَمْ يَرْحَمْنَا	رَبُّنَا	وَيَغْفِرْ لَنَا	لَنَكُوْنَنَّ	مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝	وَلَبَّآ	رَجَعْ	مُّوْسٰی
رحم نہ کیا ہم پر	ہمارے رب نے	اور نہ بخشتا ہم کو	تو ہم لازماً ہو جائیں گے	خسارہ پانے والوں میں سے	اور جب	لوٹے	موسٰیؑ

اِلٰی قَوْمِهٖ	عَضْبَانَ	اَسْفَا	قَالَ	يٰۤاَيُّهَا	خَلَقْنٰهُنَّ	مِّنْ بَعْدِ اِيَّیْ ۚ
اپنی قوم کی طرف	غضبناک ہوتے ہوئے	غمگین ہوتے ہوئے	تو انہوں نے کہا	کتنی بری ہے وہ، جو	تم لوگوں نے جانشینی کی میری	میرے بعد

اَ	عَجَلْتُمْ	اَمَرَ رَبِّكُمْ ۚ	وَالْقٰی	الْاَنْوَاحَ	وَآخَذَ	بِاٰیْسِ اٰخِيْهِ	يَجْزُوْكَ
کیا	جلد بازی کی تم لوگوں نے	اپنے رب کے حکم سے (پہلے)	اور انہوں نے ڈالا	تختیوں کو	اور پکڑا	اپنے بھائی کو سر سے	کھینچتے ہوئے اس کو

اِلَیْهِ ۚ	قَالَ	اِبْنُ اَمَّرَ	اِنَّ الْقَوْمَ	اَسْتَضَعُّوْنِیْ	وَكَادُوْا	يَقْتُلُوْنِیْ ۚ
اپنی طرف	(ہاروں نے) کہا	اے میری ماں کے بیٹے	بیشک قوم نے	کمزور سمجھا مجھ کو	اور قریب تھا کہ وہ لوگ	قتل کرتے مجھ کو

فَلَا تُشِیْطُ	بِیْ	الْاَعْدَاۗءِ	وَلَا تَجْعَلْنِیْ	مَعَ الْقَوْمِ الظَّٰلِمِيْنَ ۝	قَالَ	رَبِّ
پس تو خوش مت کر	مجھ سے	دشمنوں کو	اور تو مت بنا مجھ کو	ظلم کرنے والوں لوگوں کے ساتھ	(موسٰی نے) کہا	اے میرے رب

اغْفِرْ لِّیْ	وَلَا اِخٰی	وَاَدْخُلْنَا	فِیْ رَحْمَتِكَ ۚ	وَاَنْتَ	اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ ۝	اِنَّ
تو بخش دے مجھ کو	اور میرے بھائی کو	اور تو داخل کر ہم دونوں کو	اپنی رحمت میں	اور تو	رحم کرنے والوں میں سے سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے	بیشک

الَّذِيْنَ	اَتَّخَذُوْا	الْعِجْلَ	سَيِّئًا لَهُمْ	غَضَبٌ	مِّنْ رَبِّهِمْ	وَذِلَّةٌ	فِی الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ
جن لوگوں نے	بنایا	بچھڑے کو (معبود)	ان کو پہنچے گا	غضب	ان کے رب (طرف) سے	اور ذلت	دنیا کی زندگی میں

وَكَذٰلِكَ	نَجْزِیْ	الْمُفْتَرِيْنَ ۝	وَالَّذِيْنَ	عَمِلُوْا	السَّیِّاٰتِ	ثُمَّ	تَابُوْا	مِّنْ بَعْدِهَا
اور اس طرح	ہم بدلہ دیتے ہیں	گھڑنے والوں کو	اور جنہوں نے	عمل کیے	برائیوں کے	پھر	انہوں نے توبہ کی	اس کے بعد

وَاٰمَنُوْا ۚ	اِنَّ	رَبَّكَ	مِّنْ بَعْدِهَا	لَغَفُوْرٌ	رَّحِيْمٌ ۝	وَلَبَّآ
اور ایمان لائے	تو بیشک	آپ کا رب	اس کے بعد (یعنی باوجود)	یقیناً بے انتہا بخشنے والا ہے	ہر حال میں رحم کرنے والا ہے	اور جب

سَكَتَ	عَنْ مُّوْسٰی	الْغَضَبِ	اَخَذَ	الْاَنْوَاحَ ۚ	وَفِیْ نُسُخَتِهَا	هُدٰی	وَرَحْمَةً
تھم گیا	موسٰی سے	غصہ	تو انہوں نے پکڑا	تختیوں کو	اور ان کی تحریر میں	ہدایت تھی	اور رحمت تھی

لِّلَّذِيْنَ	هُمْ لِرَبِّهِمْ	يَرْهَبُوْنَ ۝
ان کے لیے جو	اپنے رب سے ہی	ڈرتے ہیں

## نوٹ: 1

آیت- 150 میں ایک بہت بڑے الزام سے حضرت ہارونؑ کو بری کیا گیا ہے۔ جو یہودیوں نے ان پر لگایا ہے۔ 239 میں ہے کہ بنی اسرائیل کی فرمائش پر حضرت ہارونؑ نے سونے کا ایک بچھڑا بنا کر دیا اور اس کے لیے قربان گاہ بنائی۔ (خروج- باب- 32- آیت- 1- 6) عجیب بات ہے کہ بنی اسرائیل جن کو اللہ کا پیغمبر مانتے ہیں، ان میں سے کسی کی بھی سیرت کو انہوں نے داغدار کیے بغیر نہیں چھوڑا اور الزام بھی ایسے سخت لگائے جو اخلاق و شریعت کی نگاہ میں بدترین جرائم شمار ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ قوم جو اخلاقی پستیوں میں گری اور ان کے علماء و مشائخ بھی ان میں ملوث ہوئے، تو انہوں نے ان تمام جرائم کو انبیاء کی طرف منسوب کر ڈالا۔ جن کا وہ خود ارتکاب کرتے تھے، تاکہ یہ کہا جاسکے کہ جب نبی تک ان چیزوں کو نہ بچ سکے تو پھر کون بچ سکتا ہے، اس معاملہ میں یہودیوں کا حال ہندوؤں سے ملتا جلتا ہے۔ انہوں نے بھی اپنے دیوتاؤں اور اداؤں کی زندگیاں بد اخلاقی کے انسانوں سے سیاہ کی ہوئی ہیں تاکہ پنڈتوں اور پردھتوں کی اخلاقی پستیوں کا جواز رہے (تفہیم القرآن)

## آیت نمبر (155 تا 157)

(آیت- 155) اِخْتَارَ كَا مَفْعُولِ قَوْمَهُ، جبکہ سَبْعِينَ رَجُلًا اس کا بدل البعض ہے۔ (آیت- 157) اَللّٰہِیْ اور اَلَا مٰحِیْ یہ دونوں اَلرَّسُولِ کی صفت ہیں لیکن ترجمہ بدل کے طور پر بہتر ہوگا۔

## ترکیب

## ترجمہ

وَإِخْتَارَ	مُؤْمَلٰی	قَوْمَهُ	سَبْعِينَ رَجُلًا	لِّبَيِّنَاتِنَا	فَلَمَّا	أَخَذْتَهُمْ	الرَّجْفَةُ	قَالَ
اور چنا	مومئی نے	اپنی قوم سے	ستر مرد	ہماری مقرر کردہ جگہ کے لیے	پھر جب	پکڑا ان کو	زلزلے نے	تو (مومئی نے) کہا

رَبِّ	لَوْ شِئْتَ	أَهْلَكْتَهُمْ	مِّن قَبْلُ	وَإِنِّي ط	أ	تُهْلِكُنَا	بِسَا	فَعَلَ
اے میرے رب	اگر تو چاہتا تو	تو ہلاک کر دیتا ان کو	اس سے پہلے	اور مجھ کو بھی	کیا	تو ہلاک کرتا ہے ہم کو	بسبب اس کے جو	کیا

السُّفَهَاءُ	مِنَّا	إِنْ هِيَ إِلَّا	فَتَنَّتْكَ ط	تُضِلُّ	بِهَا	مَنْ	وَتَهْدِي	مَنْ
بیوقوفوں نے	ہم میں سے	نہیں ہے یہ	مگر	تیری آزمائش	تو بھٹکاتا ہے	اس سے	اس کو جس کو	اور تو ہدایت دیتا ہے (اس سے)

تَشَاءُ ط	أَنْتَ	لِيُنَا	فَاغْفِرْ لَنَا	وَارْحَمْنَا	وَأَنْتَ	خَيْرُ الْغَافِرِينَ ۝	وَأَكْتُبُ	لَنَا
تو چاہتا ہے	تو	ہمارا کار ساز ہے	پس تو بخش دے ہم کو	اور تو رحم کر ہم پر	اور تو	بخشنے والوں میں سب سے بہتر ہے	اور تو لکھ دے	ہمارے لیے

فِي هَذِهِ الدُّنْيَا	حَسَنَةً	وَفِي الْآخِرَةِ	إِنَّا هَدَيْنَا	إِلَيْكَ ط	قَالَ	عَذَابِي	أُصِيبُ
اس دنیا میں	بھلائی	اور آخرت میں (بھی)	بیشک ہم نے رجوع کیا	تیری طرف	(اللہ تعالیٰ نے) فرمایا	میرا عذاب،	میں پہنچتا ہوں

يَه	مَنْ	أَشَاءُ	وَرَحْمَتِي	وَسِعَتْ	كُلَّ شَيْءٍ ط	فَسَاكُنْهُمَا	لِلَّذِينَ	يَتَّقُونَ
اس کے ساتھ	جس پر	میں چاہتا ہوں	اور میری رحمت	وہ وسیع ہوئی	ہر چیز پر	پس میں لکھوں گا اس کو	ان کے لیے جو	تقویٰ کرتے ہیں

وَيُؤْتُونَ	الزَّكَاةَ	وَالَّذِينَ	هُمْ بِآيَاتِنَا	يُؤْمِنُونَ ۝	الَّذِينَ	يَتَّبِعُونَ	الرَّسُولَ
اور پہنچاتے ہیں	زکوٰۃ کو	اور وہ، جو	ہماری نشانیوں پر ہی	ایمان لاتے ہیں	وہ لوگ جو	پیروی کرتے ہیں	ان رسول کی

النَّبِيِّ	الْأُمِّيِّ	الَّذِي	يَجِدُ وَنَهْ	مَكْتُوبًا	عِنْدَهُمْ	فِي التَّوْرَةِ	وَالْإِنْجِيلِ ۖ	يَأْمُرُهُمْ
جونبی ہیں	امی ہیں	جن کو	یہ لوگ پاتے ہیں	لکھا ہوا	اپنے پاس	تورات میں	اور انجیل میں	وہ حکم دیتے ہیں ان کو

بِالْمَعْرُوفِ	وَيَنْهَاهُمْ	عَنِ الْمُنْكَرِ	وَيُحِلُّ	لَهُمْ	الطَّيِّبَاتِ	وَيُحَرِّمُ
نیکی کا	اور منع کرتے ہیں ان کو	برائی سے	اور وہ حلال کرتے ہیں	ان کے لیے	پاکیزہ (چیزوں) کو	اور حرام کرتے ہیں

عَلَيْهِمْ	الْخَبِيثَاتِ	وَيَصْخُ	عَنْهُمْ	إِصْرَهُمْ	وَالْأَغْلَلِ	الَّتِي	كَانَتْ	عَلَيْهِمْ ۖ	فَالَّذِينَ
ان پر	ناپاک (چیزوں) کو	اور اتارتے ہیں	ان سے	ان کے بوجھ کو	اور ان طوقوں کو	جو کہ	تھے	ان پر	پس جو لوگ

أَمَنُوا	يَه	وَعَزَّزُوا	وَنَصَرُوا	وَاتَّبَعُوا	النُّورَ	الَّذِي	أُنْزِلَ	مَعَهُ ۖ
ایمان لائے	ان پر	اور تقویت دی ان کو	اور مدد کی ان کی	اور پیروی کی	اس نور کی	جو کہ	اتارا گیا	ان کے ساتھ

أُولَٰئِكَ	هُمْ الْمُفْلِحُونَ ۝
تو وہ لوگ	ہی مراد پانے والے ہیں

## نوٹ: 1

آیت نمبر- 157 میں فلاح پانے کے لیے چار شرطیں ذکر کی گئی ہیں۔ اول رسول اللہ ﷺ پر ایمان۔ دوم آپ کی تکریم۔ سوم آپ کی امداد۔ چہارم قرآن کریم کی اتباع۔ زمانہ نبوت میں تو یہ تائید و نصرت آپ کی ذات کے متعلق تھی اور آپ کی وفات کے بعد آپ کے دین کی تائید و نصرت ہی رسول اللہ ﷺ کی تائید و نصرت ہے۔ ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ آیت کے شروع میں النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ کی اتباع کا ذکر ہے اور آیت کے آخر میں اس نور کی اتباع کا ذکر ہے جو آپ کے ساتھ اتارا گیا یعنی قرآن مجید۔ اس سے ثابت ہوا کہ نجات آخرت قرآن و سنت دونوں کے اتباع پر موقوف ہے۔ (معارف القرآن)

## آیت نمبر (158 تا 162)

## ب ج س

بَجَسًا	نخم چیرنا۔ کسی تنگ جگہ سے پانی جاری کرنا۔	(ن-ض)
إِنْجَاسًا	کسی تنگ جگہ سے پانی جاری ہونا۔ پھوٹ بہنا۔ زیر مطالعہ آیت- 160	(انفعال)

## ترکیب

(آیت- 160) قَطَعْنَا کا مفعول ثانی ہونے کی وجہ سے اِثْنَتَيْ عَشْرَةَ حالت نصب میں آیا ہے۔ اَسْبَاطًا اور اُمَمًا اس کے معدود یعنی تیز نہیں ہو سکتے کیونکہ یہ جمع کے الفاظ ہیں۔ اس لیے اِثْنَتَيْ عَشْرَةَ کا معدود مخدوف ہے۔ جو کہ قَبِيلَةٌ ہو سکتا ہے۔ جبکہ اَسْبَاطًا اور اُمَمًا حال ہیں۔ (آیت- 160) اِنْجَسَتْ کا فاعل ہونے کی وجہ سے اِثْنَتَا عَشْرَةَ حالت رفع میں ہے اور عَيْنًا اس کا معدود یعنی تیز ہے۔ (آیت- 161) زَادَ۔ يَزِيدُ کی عموماً ایک تیز آتی ہے۔ یہاں سَنَزِيدُ کی تیز مخدوف ہے اور الْمُحْسِنِينَ اس کا مفعول ہے۔



قُلْ	يَا أَيُّهَا النَّاسُ	إِنِّي	رَسُولُ اللَّهِ	إِلَيْكُمْ	جَمِيعًا	بِالَّذِي لَهُ	مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ
آپ کہیے	اے لوگو	بیشک میں	اللہ کا رسول ہوں	تم لوگوں کی طرف	سب کی طرف	اس (اللہ) کا جس کی	زمین اور آسمانوں کی حکومت ہے

لَا إِلَهَ	إِلَّا	هُوَ	يُحْيِي	وَيُمِيتُ ۚ	فَاْمُنُوا	بِاللَّهِ	وَرَسُولِهِ
کوئی الٰہ نہیں ہے	مگر	وہی	وہ زندگی دیتا ہے	اور وہ (ہی) موت دیتا ہے	پس تم لوگ ایمان لاؤ	اللہ پر	اور اس کے رسول پر

النَّبِيِّ	الْأُمِّيِّ	الَّذِي	يُؤْمِنُ	بِاللَّهِ	وَكَلِمَتِهِ	وَاتَّبِعُوهُ	لَعَلَّكُمْ	تَهْتَدُونَ ۝۳۱
جو نبی ہیں	امی ہیں	جو	ایمان رکھتے ہیں	اللہ پر	اور اس کے فرمانوں پر	اور تم لوگ پیروی کرو ان کی	شائد کہ تم لوگ	ہدایت پاؤ

وَمِنْ قَوْمِ مُوسَى	أُمَّةٌ	يَهْتَدُونَ	بِالْحَقِّ	وَبِهِ	يَعْدِلُونَ ۝۳۲	وَقَطَّعْنَهُمْ
اور موسیٰ کی قوم میں سے	ایک ایسا گروہ ہے	جو ہدایت دیتا ہے	حق کے ساتھ	اور اس کے ساتھ	عدل کرتا ہے	اور ہم نے تقسیم کیا ان کو

اِثْنَتَيْ عَشْرَةَ	أَسْبَاطًا	أُمَمًا	وَأَوْحَيْنَا	إِلَىٰ مُوسَى	إِذْ	اسْتَسْقَمَهُ	قَوْمُهُ
بارہ (قبیلوں) میں	نسلیں ہوتے ہوئے	گروہ درگروہ ہوتے ہوئے	اور ہم نے وحی کیا	موسیٰ کی طرف	جب	پانی مانگا ان سے	ان کی قوم نے

أَن	اضْرِبْ	بِعَصَاكَ	الْحَجَرَ	فَانْبَجَسَتْ	مِنْهُ	اِثْنَتَا عَشْرَةَ	عَيْنًا	قَدْ عَلِمَ	كُلُّ أَنَاسٍ
کہ	آپ ماریے	اپنی لاٹھی سے	اس پتھر کو	تو پھوٹ بجے	اس سے	بارہ	چشمے	جان لیا	سب لوگ نے

مَشْرِبَهُمْ ۖ	وَضَلَّلْنَا	عَلَيْهِمْ	الْغَمَامَ	وَأَنزَلْنَا	عَلَيْهِمْ	الْمَنَ وَالسَّلْوَىٰ ۖ	كُلُّوا	مِنْ طَيِّبَاتِ مَا
اپنی پینے کی جگہ کو	اور ہم نے سایہ کیا	ان پر	بادل کا	اور ہم نے اتارا	ان پر	من و سلوی	کھاؤ	اسکی پاکیزہ (چیزوں) میں سے

رَزَقْنَاهُمْ ۖ	وَمَا ظَلَمُونَا	وَلَكِنْ	كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۝۳۳	وَإِذْ	قِيلَ	لَهُمْ
ہم نے عطا کیا تم کو	اور انہوں نے ہم پر ظلم نہیں کیا	اور لیکن (یعنی بلکہ)	وہ لوگ ظلم کرتے تھے اپنے آپ پر	اور جب	کہا گیا	ان سے

اسْكُنُوا	هَذِهِ الْقَرْيَةَ	وَكُلُوا	مِنْهَا	حَيْثُ	شَعْتُمْ	وَقُولُوا	حِطَّةٌ	وَادْخُلُوا	الْبَابَ
تم لوگ سکونت اختیار کرو	اس بستی میں	اور کھاؤ	اس میں	جہاں سے	تم لوگ چاہو	اور کہو	معافی ہو	اور داخل ہو	دروازے میں

سُجَّدًا	تَغْفِرْ	لَكُمْ	خَطِيئَتَكُمْ ۖ	سَنَزِيدُ	الْمُحْسِنِينَ ۝۳۴
سجدہ کرنے والوں کی حالت میں	تو ہم بخش دیں گے	تمہارے لیے	تمہاری خطاؤں کو	ہم زیادہ کریں گے (بلحاظ درجہ)	بھلائی کرنے والوں کو

فَبَدَّلَ	الَّذِينَ	ظَلَمُوا	مِنْهُمْ	قَوْلًا	غَيْرَ الَّذِي	قِيلَ	لَهُمْ	فَارْسَلْنَا	عَلَيْهِمْ
تو بدل دیا	ان لوگوں نے جنہوں نے	ظلم کیا	ان میں سے	بات کو	اس کے علاوہ جو	کہا گیا	ان سے	پھر ہم نے بھیجا	ان پر

رَجْزًا	مِّنَ السَّمَاءِ	بِمَا	كَانُوا يَظْلِمُونَ ۝۳۵
ایک عذاب	آسمان سے	بسبب اس کے جو	وہ ظلم کرتے تھے

نوٹ: 1

آیت - 158 اس بات کی دلیل ہے کہ نبوت رسول اللہ ﷺ پر ختم ہوگئی اور آپ قیامت تک ساری دنیا کے پیغمبر ہیں۔ 923 وہ نبوک میں آپؐ تہجد کی نماز کے لیے اٹھے تو کچھ صحابہ کرامؓ آپؐ کی حفاظت کرنے لگے۔ نماز کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ پانچ چیزیں خصوصیت کے ساتھ مجھے دی گئی ہیں۔ مجھ سے پہلے سے ح رُغائیتیں کسی دوسرے پیغمبر کو نہیں دی گئیں۔ (۱) میں دنیا جہان کے لوگوں کی طرف پیغمبر بن کر آیا ہوں۔ اس سے پہلے کوئی رسول صراپنی قوم کی طرف ہی رسول ہو کر آتا رہا ہے۔ (۲) مجھے صرف رعب سے ہی دشمن پر نصرت حاصل ہو جاتی ہے۔ (۳) مال غنیمت میرے اور میری امت کے لیے حلال کر دیا گیا ہے۔ مجھ سے پہلے مال غنیمت کھانا گناہ کبیرہ تھا۔ (۴) ساری زمین میرے لیے پاک ہے اور مسجد ہے۔ جہاں کہیں نماز کا وقت آیا اسی مٹی سے مسح یعنی تیمم کیا اور اسی مٹی پر نماز پڑھ لی۔ مجھ سے پہلے لوگ صرف اپنی عبادت گاہوں میں عبادت کرتے تھے۔ (۵) مجھ سے کہا گیا کہ ایک درخواست کی اجازت ہے، مانگ لو۔ میں نے اپنا سوال یوم قیامت پر اٹھا رکھا ہے۔ وہ تمہارے لیے ہے اور قاتل توحید کے لیے ہے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی یہودی یا نصرانی نے میری امت سے میرے آنے کی خبر سن لی مگر مجھ پر ایمان نہیں لایا تو وہ جنت میں نہیں جاسکتا۔ (ابن کثیر)۔

### آیت نمبر (163 تا 166)

ح و ت

حَوْتُ

(ن)

ج: حَيْنَتَان۔ مچھلی (زیادہ تر بڑی مچھلی کے لیے آتا ہے) ﴿فَالْتَقَبَهُ الْحَوْتُ﴾ (37/ الصافات: 142) ”پھر نگل لیا ان کو مچھلی نے“۔ زیر مطالعہ آیت - 163۔

ع ذ ر

مَعَذَرَةٌ

(ض-ن)

(۱) کسی کو الزام سے بری کرنا۔ عذر قبول کرنا۔ (علی کے صلہ کے ساتھ) (۲) خود کو الزام سے بری کرنا۔ عذر پیش کرنا۔ (الی کے صلہ کے ساتھ) زیر مطالعہ آیت - 164۔

عُذْرٌ

اسم ذات ہے۔ وہ حجت یا دلیل جس سے الزام کا انکار ہو۔ مجبوری۔ عذر۔ ﴿قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَدُنِّي عُذْرًا﴾ (18/ الکہف: 76) ”آپ پہنچ چکے میرے پاس سے عذر کو۔“

مِعْذَارٌ

ج: مَعَاذِيرُ۔ مِفْعَال کے وزن پر اسم الآلہ ہے۔ الزام سے بری ہونے کا اوزار۔ عذر، بہانہ۔ ﴿وَلَوْ أَنفَىٰ مَعَاذِيرُهُ﴾ (75/ القیامہ: 15) ”اور خواہ وہ ڈالے یعنی پیش کرے اپنے بہانے۔“

تَعْذِيرٌ

(تفعیل)

مجبوری بیان کرنے یا بہانے بنانے میں مبالغہ کرنا۔

مُعْذِرٌ

اسم الفاعل ہے۔ مجبور یا بیان کرنے والا۔ بہانے بنانے والا۔ ﴿وَجَاءَ الْمُعَذِّرُونَ مِنَ الْأَعْرَابِ﴾ (9/ التوبہ: 90) ”اور آئے بہانے بنانے والے دیہاتوں سے۔“

إِعْتِذَارًا

(افتعال)

اہتمام سے عذر پیش کرنا۔ ﴿يَعْتِذِرُونَ إِلَيْكُمْ إِذَا رَجَعْتُمْ إِلَيْهِمْ﴾ (9/ التوبہ: 94) ”وہ لوگ عذر پیش کریں گے تمہاری طرف جب تم لوگ واپس ہو گے ان کی طرف۔“

ترکیب

(آیت - 163) کَانَتْ کی خبر ہونے کی وجہ سے حَاضِرَةٌ حالت نصب میں ہے اور اَلْبَحْرِ کا مضاف ہونے کی وجہ سے تنوین ختم ہوئی

ہے، (آیت - 164) مَعَذَرَةً کو فعلِ مخدوف کا مفعول مطلق بھی مانا جاسکتا ہے اور مفعول لہ بھی۔ ہم مفعول لہ کے لحاظ سے ترجمہ کریں  
923 گے۔

## ترجمہ

وَسَأَلَهُمْ	عَنِ الْقَرْيَةِ	الَّتِي	كَانَتْ	حَاضِرَةً الْبَحْرِ	إِذْ	يَعْدُونَ	فِي السَّبْتِ
اور آپ پوچھے ان سے	اس بستی کے بارے میں	جو	تھی	سمندر کی بستی	جب	وہ لوگ حد سے بڑھے	ہفتہ (کے حکم) میں

إِذْ	تَأْتِيهِمْ	حَيْثَا نُهُم	يَوْمَ سَبْتِهِمْ	شُرْعًا	وَيَوْمَ	لَا يَسْبِتُونَ	لَا تَأْتِيهِمْ
جب	پہنچتی تھیں ان کے پاس	ان کی مچھلیاں	ان کے ہفتہ کے دن	تیرتی ہوئی	اور جس دن	ہفتہ کا دن نہ ہوتا	وہ نہیں آتی تھیں ان کے پاس

كَذَلِكَ	نَبَّوهُمْ	بِمَا	كَانُوا يَفْسُقُونَ ﴿٣٨﴾	وَإِذْ	قَالَتْ	أُمَةٌ	مِّنْهُمْ	لِمَ
اس طرح	ہم نے آزمایا ان کو	بسبب اس کے جو	وہ لوگ نافرمانی کرتے تھے	اور جب	کہا	ایک گروہ نے	ان میں سے	کیوں

تَعْظُونَ	قَوْمًا	بِاللَّهِ	مُهْلِكُهُمْ	أَوْ	مُعَذِّبُهُمْ	عَذَابًا شَدِيدًا	قَالُوا
تم لوگ وعظ کرتے ہو	ایک ایسی قوم کو،	اللہ	ہلاک کرنے والا ہے جن کو	یا	عذاب دینے والا ہے ان کو	ایک شدید عذاب	انہوں نے کہا

مَعَذَرَةً	إِلَىٰ رَبِّكُمْ	وَلَعَلَّهُمْ	يَتَّقُونَ ﴿٣٩﴾	فَلَمَّا	نَسُوا	مَا	ذُكِّرُوا	بِهِ
عذر پیش کرنے کے لیے	تمہارے رب کی طرف	اور شاید وہ لوگ	تقویٰ اختیار کریں	پھر جب	وہ لوگ بھولے	اس کو	انہیں یاد دلایا گیا	جس سے

أَنْجَيْنَا	الَّذِينَ	يَتَّقُونَ	عَنِ السُّوءِ	أَخَذْنَا	الَّذِينَ	ظَلَمُوا	بِعَذَابٍ بَّيِّنٍ
تو ہم نے نجات دی	ان کو جو	منع کرتے تھے	برائی سے	اور ہم نے پکڑا	ان کو جنہوں نے	ظلم کیا	ایک سخت عذاب سے

بِمَا	كَانُوا يَفْسُقُونَ ﴿٤٠﴾	فَلَمَّا	عَتَوْا	عَنْ مَا	نُهُوا	عَنْهُ
بسبب اس کے جو	وہ لوگ نافرمانی کرتے تھے	پھر جب	انہوں نے سرکشی کی	اس سے	انہیں منع کیا گیا	جس سے

قُلْنَا	لَهُمْ	كُونُوا	قَوْمًا خَاسِرِينَ ﴿٤١﴾
تو ہم نے کہا	ان سے	تم لوگ ہو جاؤ	دھتکارے جانے والے بندر

ان آیات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جس بستی میں علانیہ احکام الہی کی خلاف ورزی ہو رہی ہو وہ ساری بستی قابلِ مواخذہ ہو جاتی ہے۔ اور اس کا کوئی باشندہ محض اس بنا پر بری نہیں ہو سکتا کہ اس نے خود خلاف ورزی نہیں کی، بلکہ اسے اللہ کے سامنے اس کا ثبوت فراہم کرنا ہوگا کہ وہ اپنی استطاعت کے مطابق اصلاح کی کوشش کرتا رہا تھا۔ قرآن وحدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ”ڈرو اس فتنہ سے جس کے وبال میں خصوصیت کے ساتھ صرف وہی لوگ گرفتار نہیں ہوں گے جنہوں نے تم میں سے ظلم کیا ہو۔“ (8/ الانفال: 25)۔ اس کی تشریح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ خاص لوگوں کے جرائم پر عام لوگوں کو سزا نہیں دیتا۔ جب تک عام لوگوں کی حالت یہ نہ ہو جائے کہ وہ بُرے کام ہوتے دیکھیں اور وہ ان کاموں کے خلاف اظہارِ ناراضی کرنے پر قادر ہوں اور پھر بھی اظہارِ ناراضی نہ کریں۔ پس جب لوگوں کا یہ حال ہو جاتا ہے تو اللہ خاص و عام سب کو عذاب میں مبتلا کر دیتا ہے۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ: 1

## آیت نمبر (167 تا 171)

ن ت ق

(ن-ض)

نُتَقَا کسی چیز کو کھینچ کر پھیلانا۔ اونچا کرنا۔ زیر مطالعہ آیت -171۔

ترکیب

(آیت -167) اِلٰی یَوْمِ الْقِیَمَةِ کا تقاضہ ہے کہ لَیْبَعَثَنَّ کا ترجمہ مستقبل استمراری سے کیا جائے۔ سُوءَ الْعَذَابِ مرکب اضافی ہے لیکن اردو میں اس کا استعمال مرکب توصیفی میں ہوتا ہے۔ (آیت -169) خَلْفُ مصدر ہے اور اسم جمع کے طور پر بھی آتا ہے۔ جیسے کہ یہاں ہے۔ کیونکہ آگے نفل وَرِثُوا جمع کے صیغہ میں آیا ہے۔ اور خَلْفُ نکرہ مخصوصہ بھی ہے۔ اَنْ لَا یَقُولُوا کی دو ترکیبیں ممکن ہیں۔ ایک یہ کہ لَا یَقُولُوا دراصل نفل نفی لَا یَقُولُونَ تھا جو اَنْ کی وجہ سے حالت نصب میں آیا ہے۔ دوسرے یہ کہ لَا یَقُولُوا نفل نہیں غائب ہے۔ ترجمہ میں ہم دوسری صورت کو ترجیح دیں گے۔

## ترجمہ

وَإِذْ	تَاذَنَ	رَبُّكَ	لَیْبَعَثَنَّ	عَلَيْهِمْ	اِلٰی یَوْمِ الْقِیَمَةِ	مَنْ	یَسْؤُهُمْ
جب	سنا دیا	آپ کے رب نے	(کہ) وہ لازماً بھیجتا رہے گا	ان پر	قیامت کے دن تک	اس کو جو	تکلیف دے گا ان کو

سُوءَ الْعَذَابِ ط	إِنَّ	رَبُّكَ	لَسَرِیْعُ الْعِقَابِ ؕ	وَإِنَّهُ	لَغَفُورٌ	رَّحِیْمٌ ۝۴
برے عذاب کی	بیشک	آپ کا رب	یقیناً پکڑنے کا تیز ہے	اور بیشک وہ	وہ یقیناً بے انتہا بخشنے والا ہے	ہر حال میں رحم کرنے والا ہے

وَقَطَعْنَاهُمْ	فِی الْاَرْضِ	اُمَمًا	مِنْهُمْ	الصَّالِحُونَ	وَمِنْهُمْ	دُونَ ذٰلِكَ ۚ	وَبَلَّوْنَهُمْ
اور ہم نے تقسیم کیا ان کو	زمین میں	گروہوں میں	ان میں سے	نیک (بھی) ہیں	اور ان میں سے	اس کے علاوہ (بھی) ہیں	اور ہم نے ان کو آزمایا

بِالْحَسَنَاتِ	وَالسَّیِّئَاتِ	لَعَلَّهُمْ	یَرْجِعُونَ ۝۵	وَخَلَفَ	مِنْ بَعْدِهِمْ	خَلْفٌ	وَرِثُوا
بھلائیوں سے	اور برائیوں سے	شاید وہ لوگ	لوٹ آئیں	پھر جانشین ہوئے	ان کے بعد سے	کچھ ایسے جانشین	جو وارث ہوئے

الْكِتَابِ	یَاخُذُونَ	عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰی	وَيَقُولُونَ	سَبِّعْهُ لَنَا ؕ	وَإِنْ	یَأْتِيَهُمْ
اس کتاب کے	جو پکڑتے ہیں	اس نزدیک (زندگی) کے عارضی سامان کو	اور کہتے ہیں	ہم بخش دیے جائیں گے	اور اگر	پہنچتا ہے ان کے پاس

عَرَضٌ	مِثْلُهُ	یَاخُذُوهُ ط	أَلَمْ یُؤْخَذْ	عَلَيْهِمْ	مِّثْلَاقُ الْكِتَابِ	أَنْ	لَّا یَقُولُوا
کچھ (اور) عارضی سامان	اس کے جیسا	تو وہ پکڑتے ہیں اس کو (بھی)	کیا نہیں لیا گیا	ان سے	کتاب کا عہد	کہ	وہ لوگ مت کہیں

عَلَى اللّٰهِ	إِلَّا	الْحَقُّ	وَدَّرَسُوا	مَا	فِیْهِ ط	وَالدَّارُ الْاٰخِرَةُ	خَیْرٌ	لِّلَّذِیْنَ
اللہ پر	مگر	حق	اور انہوں نے مطالعہ کیا	اس کا جو	اس میں ہے	اور آخری گھر	بہتر ہے	ان کے لیے جو

یَتَّقُونَ ط	أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝۶	وَالَّذِیْنَ	یَسْسُکُونَ	بِالْكِتَابِ	وَأَقَامُوا	الصَّلٰوةَ ط
تقویٰ اختیار کرتے ہیں	تو کیا تم لوگ عقل استعمال نہیں کرتے	اور جو لوگ	مضبوطی سے تھامتے ہیں	کتاب کو	اور قائم رکھتے ہیں	نماز کو

إِنَّا	لَا نُضِيعُ	أَجْرَ الْمُصْلِحِينَ ۝	وَإِذْ	تَنفَعْنَا	الْجَبَلِ	فَوَقَّهْمُ ۝۹۲۳	كَأَنَّهُ
(تو) بیشک ہم	ضائع نہیں کرتے	اصلاح کرنے والوں کے اجر کو	اور جب	کھینچ کر اونچا کیا ہم نے	پہاڑ کو	ان کے اوپر	گویا کہ وہ

طَلَّةٌ	وَضَلُّوا	أَنَّهُ	وَأَقْعُ	بِهِمْ ۚ	حُدُوا	مَا	اتَيْنَكُم
ایک سائبان ہے	اور انہوں نے گمان کیا	کہ وہ	پڑنے والا ہے	ان پر	(تب ہم نے کہا) تم لوگ پکڑو	اس کو جو	ہم نے دیا تم کو

بِقُوَّةٍ	وَأَذْكُرُوا	مَا	فِيهِ	لَعَلَّكُمْ	تَتَّقُونَ ۝
مضبوطی سے	اور یاد رکھو	اس کو جو	اس میں ہے	شاید تم لوگ	تقویٰ اختیار کرو

### آیت نمبر (172 تا 174)

#### ترجمہ

وَإِذْ	أَخَذَ	رَبُّكَ	مِنْ بَنِي آدَمَ	مِنْ ظُهُورِهِمْ	ذُرِّيَّتَهُمْ	وَأَشْهَدَهُمْ	عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ
اور جب	پکڑا (یعنی نکالا)	آپ کے رب نے	آدم کے بیٹوں سے	ان کی پیٹھوں سے	ان کی اولاد کو	اور اس نے گواہ بنایا ان کو	اپنے آپ پر

أَلَسْتُ	بِرَبِّكُمْ ط	قَالُوا	بَلَىٰ ۚ	شَهِدْنَا ۚ	أَنْ	تَقُولُوا	يَوْمَ الْقِيَمَةِ	إِنَّا كُنَّا
(پھر پوچھا) کیا میں نہیں ہوں	تمہارا رب	انہوں نے کہا	کیوں نہیں	ہم نے گواہی دی	کہیں	تم لوگ کہو	قیامت کے دن	کہ ہم تھے

عَنْ هَذَا	غُفْلِينَ ۝	أَوْ	تَقُولُوا	إِنَّمَا	أَشْرَكَ	أَبَاؤُنَا	مِنْ قَبْلُ	وَكُنَّا
اس سے	بے خبر	یا	کہیں تم لوگ کہو	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	شرک کیا	ہمارے آباؤ اجداد نے	پہلے سے	اور ہم تھے

ذُرِّيَّةٌ	مِنْ بَعْدِهِمْ ۚ	أَفْتَهَلِكُنَا	بِسَا	فَعَلَ	الْمُبْطِلُونَ ۝	وَكَذَلِكَ
اولاد	ان کے بعد	تو کیا ہلاک کرے گا ہم کو	بسبب اس کے جو	کیا	ناحق کرنے والوں نے	اور اس طرح

نُفُصِلُ	الْآلِيتِ	وَلَعَلَّهُمْ	يَرْجِعُونَ ۝
ہم کھول کھول کر بیان کرتے ہیں	نشانوں کو	اور شاید وہ لوگ	لوٹ آئیں

#### نوٹ: 1

مذکورہ آیت میں جس واقعہ کا ذکر ہے اسے عہد الست کہتے ہیں۔ اس کو سمجھنے کے لیے پہلے یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ یہ دنیا ہماری امتحان گاہ ہے۔ مختلف پیرائے میں قرآن مجید میں تین مقامات پر یہ حقیقت واضح کی گئی ہے۔ (11/7-18/7-67/2)۔ اصول یہ ہے کہ کسی کا امتحان لینے سے پہلے اسے کچھ سکھاتے پڑھاتے ہیں پھر امتحان لیتے ہیں، اب سوال یہ ہے کہ انسان کو کچھ سکھا پڑھا کر امتحان گاہ میں بھیجا جاتا ہے یا ویسے ہی بھیج دیا جاتا ہے۔ اس سوال کا جواب پہلے ہم اپنے مشاہدہ کی مدد سے حاصل کریں گے، پھر قرآن مجید سے۔

بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو اسے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی غذا کہاں ہے۔ ماں کے سینے سے دودھ چوسنے کے لیے ایک خاص ٹیکنیک کی ضرورت ہے، ورنہ دودھ منہ میں نہیں آئے گا۔ بچہ اس ٹیکنیک سے واقف ہوتا ہے۔ دودھ پینے کے لیے ایک خاص احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ حلق کے نیچے غذا کی نالی کے ساتھ ہوا کی نالی بھی ہوتی ہے۔ ذرا سی بے احتیاطی سے دودھ ہوا کی نالی میں جاسکتا ہے۔ بچہ کو یہ احتیاط



بھی آتی ہے۔ بچے کو نہ صرف رونا آتا ہے بلکہ ضروریات کے لیے رونے کے فن کو استعمال کرنا بھی جانتا ہے۔ اسے معلوم ہوتا ہے کہ لب رونا اور کب ہنسنا چاہیے۔ اس انداز میں مشاہدے کو کام میں لا کر ہم معلوم کر سکتے ہیں کہ انسان بہت کچھ سیکھ کر اپنے کمرہ امتحان میں داخل ہوتا ہے۔

قرآن مجید ایسی تمام باتوں کا ذکر نہیں کرتا۔ البتہ انسان جن باتوں کا علم لے کر دنیا میں آتا ہے، ان میں سے دو علوم بنیادی ہیں کیونکہ اصلاً انہیں کا امتحان اسے دینا ہے۔ ان کا ذکر قرآن نے کیا ہے۔ اولاً صحیح عقیدہ یعنی اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا علم جس کا ذکر آیات زیر مطالعہ میں ہے اور ثانیاً صحیح عمل یعنی نیکی اور بدی کا شعور، جس کا ذکر سورۃ الشمس کی آیت نمبر 8 میں ہے۔

اب آیات زیر مطالعہ کے ضمن میں یہ بات خاص طور سے نوٹ کریں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے وجود کا اور اس کے رب ہونے کا علم شعور حالت میں دیا گیا تھا، جس کی وضاحت وَأَشْهَدُهُمْ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ کے الفاظ سے کی گئی۔ اور صرف علم دینے پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ ساتھ میں دو وارنگ بھی دی گئی تھیں۔ اولاً یہ کہ ہم یہ کہہ کر اللہ تعالیٰ کا انکار کر بیٹھیں کہ ہم تو بے خبر تھے۔ ثانیاً یہ کہ اللہ تعالیٰ کا اقرار تو کریں لیکن اس کی ربوبیت میں دوسروں کو شریک کر بیٹھیں۔ اس کے ساتھ ہی بتا دیا گیا کہ قیامت کے دن یہ بہانہ نہیں چلے گا کہ غلطی تو ہمارے باب دادانے کی تھی اس لیے ہمیں کچھ نہ کہو۔ اس طرح عہد الست کی تعلیمات میں تین باتیں شامل ہیں۔ (۱) اللہ تعالیٰ کا وجود۔ (۲) اس کا تھا حاجت روا، مشکل کشا ہونا۔ دوسرے الفاظ میں رب ہونا یعنی توحید۔ (۳) ہر شخص کا خود ذمہ دار اور جواب دہ ہونا۔

اب مسئلہ یہ ہے کہ عہد الست ہم میں سے کسی کو بھی یاد نہیں ہے۔ تو پھر ہم امتحان کیسے دیں اور پاس کیسے ہوں۔ قرآن تسلیم کرتا ہے اور بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یاد دہانی کا پورا نظام قائم کر کے اور اس سے فائدہ اٹھانے کے لیے انسان کو ضروری استعداد دے کر بھیجا ہے۔ جو بھی اپنی استعداد کو استعمال کرے گا اسے پورا واقعہ تو یاد نہیں آئے گا لیکن اس کی تعلیمات یاد آ جائیں گی۔ اور زندگی کے امتحان کا پہلا پرچہ یہی ہے کہ انسان اپنا بھولا ہوا سبق یاد کرے۔ پھر یاد کی ہوئی تعلیمات کی روشنی میں اسے اگلے پرچے حل کرنے ہیں۔

یاد دہانی کا نظام کیا ہے؟ اس کو سمجھنے کے لیے ایک لفظ کا مفہوم سمجھنا ضروری ہے۔ وہ لفظ آیت ہے، جس کے معنی ہیں نشانی۔ یہ نوٹ کر لیں کہ نشانی کسی بات کا علم نہیں دیتی۔ اس کا کام یہ ہے کہ بھولا ہوا علم یاد دلادے۔ مثلاً میرا کوئی دوست تحفہ میں مجھے ایک قلم دیتا ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ میں اپنے دوست کو بھول گیا۔ ایک دن پرانی چیزوں میں سے وہ قلم نکل آیا۔ اس پر نظر پڑتے ہی وہ دوست مجھے یاد آ گیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دوست کی یاد میرے شعور سے توجو ہو گئی تھی لیکن تحت الشعور میں موجود تھی۔ نشانی اسے وہاں سے ابھار کر شعور کی سطح پر لے آئی۔

یاد دہانی کے نظام کے سلسلہ میں اب یہ سمجھ لیں کہ یہ کائنات ہی یاد دہانی کا نظام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آسمانوں کو، سورج اور چاند کو، رات اور دن کے الٹ پھیر کو، زمین اور اس کی تمام چیزوں کو، خود انسان کے وجود کو، غرض یہ کہ اس کائنات کی ہر چیز کو نشانیاں کہا گیا ہے اور ان پر غور و فکر کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ قرآن میں اس ضمن میں تقریباً سات سو آیات ہیں، جبکہ انسان کی پیدائش اور اس کے وجود پر غور کرنے کے متعلق آیات اس کے علاوہ ہیں۔ ان نشانیوں پر غور کرنے سے بھولا ہوا سبق کیسے یاد آئے گا۔ اس بات کو ایک مثال کی مدد سے سمجھ لیں۔ اگر آپ کسی باغ میں جاتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ وہاں کی گھاس اور پودوں کے اُگنے اور ان کی تراش و خراش میں ایک ترتیب، نظم اور حسن ہے، تو آپ تسلیم کریں گے کہ اس باغ کا ایک مالی ہے، چاہے وہ مالی وہاں موجود نہ ہو اور کہیں نظر نہ آ رہا ہو۔ اس کے برعکس اگر وہاں پر گھاس اور پودے بے ترتیبی کے ساتھ جھاڑ جھنکار کی طرح اُگے ہیں تو آپ یہی کہیں گے کہ یہ خود رو ہیں اور ان کا کوئی مالی نہیں ہے۔

اس بات کو ذہن میں رکھ کر اب ذرا اس کائنات پر ایک نظر ڈالیں۔ ایک حقیر سے ذرہ ایٹم کے اندر الیکٹران سے لے کر زمین، چاند، سورج، سیارے، یہ سب کے سب گردش کر رہے ہیں۔ ان سب کی گردش دائیں سے بائیں جانب (Anticlockwise)

ہے۔ ہر ایک کی گردش کا ایک مقررہ راستہ یعنی مدار ہے۔ کوئی بھی چیز اپنے مدار سے ذرا سا بھی ادھر ادھر نہیں کھسکتی۔ ہر ایک کے مدار کی شکل بیضوی ہے۔ اب ذرا سوچیں! خود بخود وجود میں آنے والی اتنی مختلف اشیاء میں کیا یہ ترتیب، یہ نظم، یہ ضابطہ ممکن ہے؟ آپ کا دل گواہی دے گا کہ ایسا ممکن نہیں، بلکہ ان سب کا کوئی ڈیزائنر یعنی مصور ہے۔ جس نے انہیں پیدا کیا ہے اور وہی ان کو کنٹرول کیے ہوئے ہے۔ اللہ تعالیٰ کی یاد کو تازہ کرنے کا یہ وہ طریقہ ہے جس کی جانب قرآن انسان کی راہنمائی کرتا ہے۔

ہم جانتے ہیں کہ زمین گول ہے۔ لیکن ہمارے لیے یہ فرش کی مانند ہے، ورنہ ہم ادھر ادھر لڑھکتے پھرتے۔ زمین کی ایک نہیں بلکہ دو گردشیں ہیں لیکن ہمیں یہ ساکت لگتی ہیں۔ اگر اس کی حرکت کو ہم محسوس کرتے تو ہمیں چکر آتے۔ یہ اس کائنات کے مصور اور خالق کے توازن و تناسب (Sense of Proportion) کا کمال ہے۔ (87/ الاعلیٰ: 2-3)۔ اس پہلو سے کائنات کی کسی بھی چیز پر جو بھی غور کرے گا اس کا دل گواہی دے گا کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں بھی اور اپنی صفات میں بھی اکمل (Perfect) ہے۔ یعنی اس کی ذات و صفات ہر قسم کی کمی، کمزوری یا خامی سے پاک ہے۔ سبحان اللہ کا یہی مطلب ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ یہ سائنسی معلومات تو انسان نے آج حاصل کی ہیں۔ اس سے پہلے کے انسان کے لیے کائنات میں کیا نشانیاں تھیں۔ تو ایسی نشانیاں کے ذکر سے تو قرآن مجید بھرا پڑا ہے، جس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ ہر دور کا انسان اپنی ذہنی سطح کے مطابق کائنات پر غور کر کے اپنا بھولا ہوا سبق یاد کر سکتا تھا۔ مثلاً زمین میں بیج تو ہم ڈالتے ہیں۔ لیکن اسے درخت بنانے والا اور اس میں پھل لانے والا کون ہے؟ (67/ الملک: 60)۔ سرسبز درخت سے آگ کون نکالتا ہے؟ (36/ یسین: 80)۔ انگور اور کھجور کے باغ ہیں، کھیتیاں ہیں، ان سب کو پانی تو ایک ہی دیا جاتا ہے۔ لیکن پھل مختلف آتے ہیں اور ذائقہ میں ایک سے بڑھ کر ایک۔ یہ کس کا کمال ہے؟ (13/ الرعد: 4)۔ دودھ دینے والے جانور چارہ کھاتے ہیں۔ اسی سے خون بھی بنتا ہے اور گوبر بھی۔ پھر اسی خون اور گوبر کے درمیان سے خالص دودھ نکلتا ہے۔ یہ کس کا نظام ہے؟ (16/ النحل: 6)۔ علیٰ ہذا القیاس۔

کوئی ہٹ دھرم ہو جائے تو اور بات ہے ورنہ یہ حقیقت بہت واضح ہے کہ کائنات کی ایک ایک چیز میں ایسی نشانیاں موجود ہیں کہ انسان ان میں سے کسی ایک پر بھی غور کر لے تو عہد الست کی تعلیمات کو اس کے تحت الشعور سے ابھار کر اس کے شعور کی سطح پر لے آئے گی اور انسان کو اپنا بھولا سبق یاد آجائے گا۔

## نوٹ: 2

جہاں تک توحید اور بدیہیات فطرت کا تعلق ہے، ان کے باب میں قیامت کے دن مواخذہ ہر شخص سے مجرد اس اقرار کی بنا پر ہوگا جو ان آیات میں مذکور ہے، قطع نظر اس سے کہ اس کو کسی نبی کی دعوت پہنچی یا نہیں۔ اگر کسی نبی کی دعوت اس کو پہنچی ہے تو ایک مزید حجت اس پر قائم ہوگئی ہے۔ لیکن کسی نبی کی دعوت اگر نہیں پہنچی ہے تو یہ بدیہیات فطرت کے معاملہ میں کوئی عذر نہ بن سکے گی۔ ان پر مواخذہ کے لیے عہد الست کافی ہے۔ (تدبر قرآن)

## نوٹ: 3

اس عہد کا نقش اگر انسان کے شعور اور حافظہ میں تازہ رہنے دیا جاتا تو انسان کا اس امتحان گاہ میں بھیجا جانا فضول ہو جاتا کیونکہ اس کے بعد آزمائش اور امتحان کے کوئی معنی باقی نہیں رہتے۔ لہذا اس کو حافظہ میں تروتازہ نہیں رکھا گیا لیکن وہ تحت الشعور میں یقیناً محفوظ ہے۔ (تفہیم القرآن)

## آیت نمبر (175 تا 178)

س ل خ

- (ف) سَلَخًا کسی چیز کی کھال کھینچنا۔ کسی چیز میں سے کسی چیز کو کھینچ کر نکالنا۔ ﴿وَإِيَّاهُ تَلَمَّسُ مِنْهُ النَّهَارُ﴾ (36/یس: 37) ”اور ایک نشانی ان کے لیے رات ہے۔ ہم کھینچ لیتے ہیں اس سے دن کو۔“
- (انفعال) اِنْسَلَا حًا (1) کسی کا کسی چیز سے نکل جانا۔ شک جانا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 175
- (2) کسی چیز کا گزر جانا۔ ﴿فَإِذَا انْسَلَخَ الْأَشْهُرُ الْحُرُمُ﴾ (9/التوبہ: 5) ”پھر جب گزر جائیں محترم مہینے۔“

ل ه ث

(س) لَهَّثًا پیاس یا تھکان کی وجہ سے ہانپ کر زبان نکالنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 176

## ترجمہ

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ	نَبَأَ الَّذِي	اتَيْنَاهُ	اٰتَيْنَا	فَاَنْسَلَخْ	مِنْهَا	فَاتَّبَعَهُ	الشَّيْطٰنُ	فَكَانَ
اور آپ پڑھ کر سنائیں ان کو	اس کی خبر	ہم نے دیں جس کو	اپنی نشانیاں	پھر وہ نکل گیا	ان سے	پھر پیچھے لگا اس کے	شیطان	تو وہ ہو گیا
مِنَ الْغٰوِيْنَ	وَلَوْ	شِئْنَا	لَرَفَعْنَاهُ	بِهَا	وَلَكِنَّةً	اَخْلَدَ	اِلَى الْاَرْضِ	
گمراہوں میں سے	اور اگر	ہم چاہتے	تو ہم ضرور بلند کرتے اس کو	ان سے (یعنی آیات کے علم سے)	اور لیکن	وہ ہمیشہ کے لیے مائل ہوا	زمین کی طرف	
وَاتَّبَعَ	هُوَ	فَمَثَلُهُ	كَمَثَلِ الْكَلْبِ	اِنْ	تَحٰصُلْ	عَلَيْهِ	يَلْهَثْ	اَوْ
اور اس نے پیروی کی	اپنی خواہش کی	تو اس کی مثال	کتے کی مثال کی مانند ہے	اگر	تو بوجھ ڈالے	اس پر	تو وہ ہانپے گا	یا
يَلْهَثُ	ذٰلِكَ	مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ	كَذَّبُوْا	بِاٰتِنَا	فَاَقْصَصْ	اَلْقَصَصَ	لَعَلَّهُمْ	
تو (بھی) ہانپے گا	یہ	ان لوگوں کی مثال ہے جنہوں نے	جھٹلایا	ہماری نشانوں کو	پس آپ بیان کریں	اس قصے کو	شاید وہ لوگ	
يَتَفَكَّرُوْنَ	سَاءَ	مَثَلًا	اِلَ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ	كَذَّبُوْا	بِاٰتِنَا	وَاَنْفُسَهُمْ	كَانُوا يَظْلِمُوْنَ	۵
غور و فکر کریں	کتنی بری ہے	مثال	اس قوم کی جس نے	جھٹلایا	ہماری نشانوں کو	اور اپنے آپ پر (ہی)	وہ لوگ ظلم کرتے تھے	
مَنْ	يَّهْدِ	اللّٰهُ	فَهُوَ الْمُهْتَدِیْ	وَمَنْ	يُضِلْ	فَاُولٰٓئِكَ	هُمُ الْخٰسِرُوْنَ	۱
جس کو	ہدایت دے	اللہ	تو وہ ہی ہدایت پانے والا ہے	اور جس کو	وہ گمراہ کرے	تو وہ لوگ	ہی خسارہ پانے والے ہیں	

آیت۔ 175 کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی خاص شخص کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ لیکن نہ تو قرآن مجید میں اور نہ ہی کسی حدیث

نوٹ: 1

میں یہ بتایا گیا کہ وہ شخص کون تھا۔ مفسرین نے مختلف نام لئے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ خاص شخص تو پردہ میں ہے، البتہ یہ مثال

ہر اس شخص پر چسپاں ہوتی ہے جس میں یہ صفات پائی جاتی ہوں (تفہیم القرآن)۔ اس لیے کسی شخص کو تلاش کرنے کے بجائے ہمیں اس کردار کو پہچاننے اور اس سے سبق حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، کیونکہ یہ کردار ہر معاشرے اور ہر دور میں پایا جاتا ہے۔ اس پہلو سے جب ہم آیات زیر مطالعہ پر غور کرتے ہیں تو مذکورہ کردار کو سمجھنے میں کوئی مشکل پیش نہیں آتی۔

اللہ تعالیٰ کا کسی انسان کو آیات دینے کا مطلب ہے نشانوں کا علم عطا کرنا۔ جن کی مدد سے انسان اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرتا ہے اور جس کا منطقی تقاضہ یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کی جستجو کرے اور اس کی ناراضگی سے بچنے کی سعی کرے۔ کوئی شخص اگر اس تقاضے کو پورا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی شخصیت اور کردار کو بلندی عطا کرتا ہے۔ لیکن جو اس تقاضے کو پورا نہیں کرتا اور اپنی خواہشات کو ہی ترجیح دیتا ہے تو گویا وہ اپنے علم اور معرفت کے دائرے سے نکل گیا۔ اسی کو فَاُتْسَلَخَ کہا گیا ہے، اس رویہ کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ انسان ہمیشہ کے لیے زمین ہی کی طرف مائل ہو جائے یعنی دنیا کے ساز و سامان اور عیش و آرام کی ہی جستجو کرتا رہے۔ ایسے شخص کو کتے کی مانند کہا گیا ہے کیونکہ کتے کے نظام تنفس کی یہ خصوصیت ہے کہ جب وہ تازہ ہوا اندر کھینچتا ہے تو اس میں موجود آکسیجن سے اسے تسکین نہیں ہوتی۔ اس لیے وہ جلدی سے ہوا باہر نکال کر دوبارہ تازہ ہوا کھینچتا ہے۔ اس عمل کے تسلسل سے اس پر ہانپنے کی کیفیت طاری رہتی ہے۔ اسی طرح جب کوئی شخص دنیا کا ہی ہو کر رہ جاتا ہے تو اسے دنیاوی ساز و سامان سے تسکین حاصل نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ ہل من مزید کی ہوس میں گرفتار ہو کر ہر وقت ہانپنے کی کیفیت کا شکار رہتا ہے۔

دنیا کا ہی ہو رہے یعنی اَخْلَكَ إِلَى الْأَرْضِ میں اصل خرابی کا ذہن میں واضح ہونا ضروری ہے کیونکہ اسلام تارک دنیا ہونے سے منع کرتا ہے اور اس کے برعکس دنیاوی ساز و سامان کو استعمال کرنے کی تاکید کرتا ہے۔ مثلاً آیات 57 / الحدید: 27، 7 / الاعراف: 31 تا 33، 67 / الملک: 15 وغیرہ۔ حقیقت یہ ہے کہ گنتی کی چند حرام چیزوں کو چھوڑ کر باقی اشیاء نہ تو بذات خود بری ہیں اور نہ ان کے استعمال میں کوئی برائی ہے۔ برائی اس وقت پیدا ہوتی ہے جب ان کو زندگی کے ذریعہ کے طور پر استعمال کرنے کی بجائے ہم ان کو زندگی کا مقصد بنا بیٹھتے ہیں۔ اس بات کی اہمیت کے پیش نظر اسے مزید سمجھ لیں۔

کھانا پینا، سونا جاگنا، بچے پیدا کرنا اور پھر مرجانا، یہ وہ سطح ہے جس پر جانور زندگی بسر کرتے ہیں۔ انسانوں کے لیے زندگی گزارنے کا یہ انداز انسانیت کی توہین ہے۔ عقل و فہم کی صلاحیتوں کی بنیاد پر انسان کو اشرف المخلوقات کا رتبہ ملا ہے، اس کا تقاضا ہے کہ انسان کسی نصب العین کو اپنا مقصد زندگی بنائے اور دنیا کے ساز و سامان کو اس کے حصول کا ذریعہ بنائے۔ بلند ترین نصب العین یہ ہے کہ انسان اپنے حاجت روا، مشکل کشا اور روزی رساں کو پہچانے اور اس کی رضا و خوشنودی کو اپنی زندگی کا مقصد بنائے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے زندگی کو برقرار رکھنا اور جسمانی اور ذہنی صلاحیتوں کو پروان چڑھانا انسان کی ضرورت ہے۔ اس ضرورت کو پورا کرنے کی غرض سے جب وہ دنیا کی اشیاء کو استعمال کرتا ہے تو ان میں غذا کی تاثیر ہوتی ہے، یعنی ان کے استعمال سے تسکین بھی حاصل ہوتی ہے اور صلاحیتیں بھی پروان چڑھتی ہیں۔ آیت 176 میں اسی حقیقت کی طرف ہماری رہنمائی کی گئی ہے۔ لیکن جب انسان ذرائع زندگی کو ہی اپنا مقصد زندگی بنا بیٹھتا ہے تو پھر انہیں اشیاء میں نشہ کی تاثیر پیدا ہو جاتی ہے، یعنی ان کے استعمال سے نہ تو تسکین حاصل ہوتی ہے اور نہ صلاحیتیں پروان چڑھتی ہیں۔ بلکہ ان میں انحطاط کا عمل شروع ہو جاتا ہے، اس بات کو یوں سمجھیں کہ انگور ایک خوش ذائقہ اور صحت بخش غذا ہے۔ لیکن یہی انگور جب گل سڑ جاتا ہے تو اس میں نشہ پیدا ہو جاتا ہے۔ یعنی نہ اس میں تسکین رہتی ہے اور نہ یہ صحت بخش رہتا ہے۔ یہی مثال دنیا کے باقی ساز و سامان کی ہے۔

بظاہر ایسا نظر آتا ہے کہ دنیا کو مقصد زندگی بنانے والوں کی صلاحیتیں تو خوب پروان چڑھتی ہیں اور لوگ دنیا میں تو بڑے کامیاب ہوتے ہیں۔ لیکن تھوڑا سا غور کرنے سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ بلڈ پریشر، شوگر، ہارٹ بائی پاس، اعصابی امراض اور نفسیاتی پیچیدگیوں وغیرہ کے امراض میں مبتلا ہونے والوں کی غالب اکثریت ایسے ہی کامیاب لوگوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ پھر تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ ایسے لوگوں کے جسمانی انحطاط کا آغاز تو بہت پہلے ہو جاتا ہے البتہ اس کا نتیجہ ظاہر ہونے میں ایک وقفہ حائل ہوتا ہے۔ ان کے



ذہنی انحطاط کی علامت یہ ہے کہ آج کے ماہرین انسانوں کے کسی مسئلہ کو جب حل کرتے ہیں تو اس سے نئے مسائل جنم لیتے ہیں۔ پھر ان کے حل سے مزید مسائل وجود میں آتے ہیں۔ یہ وہ کیفیت ہے جس پر کتے کے نظام تنفس کی مثال پوری طرح چسپاں ہوتی ہے۔ اور ان کے کردار کے انحطاط پر بات کرنا حد ادب ہے۔

آج أَخْلَكَ إِلَى الْأَرْضِ یعنی حُب دنیائے انسانوں کی اکثریت کو تسکین سے محرومی اور ہل من مزید کی ہوس میں مبتلا کر رکھا ہے۔ اس مشاہدے نے معاشیات کے اس اصول کو جنم دیا ہے کہ Human Wants Are Insatiable (انسانی ضروریات قابل تسکین نہیں ہیں) ماہرین معاشیات کا کہنا ہے کہ انسانی ضرورت پوری ہوتی ہے تو کوئی دوسری ضرورت جنم لے لیتی ہے اور یہ ایک سلسلہ لامتناہی ہے۔ لیکن غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس اصول میں لفظ Wants دو دھاری تلوار ہے۔ ایک طرف تو اس کا اطلاق Human Needs (انسانی ضروریات) پر ہوتا ہے اور دوسری طرف یہ Human Desires (انسانی خواہشات) پر بھی منطبق ہوتا ہے۔ اس وجہ سے انسانی ضروریات اور خواہشات آپس میں گڈمڈ ہو کر ایک ہی چیز نظر آنے لگتی ہیں، جبکہ یہ دونوں مختلف چیزیں ہیں۔ اس لیے لفظ Wants کو نکال کر اگر یہی اصول اس طرح بیان کیا جائے کہ انسانی خواہشات قابل تسکین نہیں ہیں تو یہ بات درست ہے۔ لیکن اگر یہ کہا جائے کہ انسانی ضروریات قابل تسکین نہیں ہیں تو یہ بات بالکل غلط ہے۔ اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ کہ ایک لفظ Wants نے کیا قیامت ڈھائی ہے اور انسانوں کو کیسی سنگین غلط فہمی میں مبتلا کر رکھا ہے، جس کی وجہ سے آج انسانیت کیسے کیسے دکھ جھیل رہی ہے۔

آج ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ انسان أَخْلَكَ إِلَى الْأَرْضِ یعنی حُب دنیا کی حقیقت کو پہنچانے اور اس سے بچنے کے لیے شعوری طور پر اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرے کیونکہ اس کا انجام بڑا حسرتناک ہے۔ ایک مقولے میں تھوڑی سی ترمیم کر کے اس کی حقیقت کو آسانی سے سمجھا جاسکتا ہے۔

"Hub-Be-Dunya" is Just Like a Cigarette,

Which Burns With Flame And Ends In Ashes .

(از لطف الرحمن خان)

آیت نمبر (179 تا 186)

ل ح د

(ف)	لَحْدًا	(1) بغلی قبر کھودنا۔ کسی طرف مائل ہونا۔ (2) عقیدے یا مذہب سے پھر جانا۔
(افعال)	الْحَادَا	عقیدے یا مذہب میں شک پیدا کرنا۔ کج روی کرنا۔ جھگڑنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 180
(افتعال)	الْتِحَادَا	اہتمام سے کسی طرف مائل ہونا۔
	مُلْتَحَدًا	اسم المفعول ہے جو اسم ظرف کے طور پر آتا ہے۔ پناہ گاہ۔

م ت ن

(ک)	مَتَانَةً	مضبوط و قوی ہونا۔
	مَتِينٌ	فَعِيلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ پختہ۔ مضبوط۔ زیر مطالعہ آیت۔ 183

ترجمہ

وَلَقَدْ ذَرَأْنَا	لِجَهَنَّمَ	كَثِيرًا	مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ	لَهُمْ	قُلُوبٌ	لَّا يَفْقَهُونَ
اور بیشک ہم نے پیدا کیا	جہنم کے لیے	بہتوں کو	انسانوں اور جنوں میں سے	ان کے لیے	دل ہیں	(لیکن) وہ لوگ سوچتے سمجھتے نہیں



بِهَا	وَلَهُمْ	أَعْيُنٌ	لَّا يُبْصِرُونَ	بِهَا	وَلَهُمْ	أَذَانٌ	لَّا يَسْمَعُونَ
ان سے	اور ان کی	آنکھیں ہیں	(لیکن) وہ لوگ دیکھتے نہیں	ان سے	اور ان کے	کان ہیں	(لیکن) وہ لوگ سنتے نہیں

بِهَا	أُولَئِكَ	كَأَلَانَعَامٍ	بَلْ	هُمْ	أَضَلُّ	أُولَئِكَ	هُمْ الْغٰفِلُونَ ﴿٥٤﴾	وَلِلّٰهِ
ان سے	وہ لوگ	موشیوں کی مانند ہیں	بلکہ	وہ لوگ	زیادہ گمراہ ہیں	یہ لوگ	ہی غفلت برتنے والے ہیں	اور اللہ کے لیے ہی ہیں

الْأَسْبَاطُ الْحُسْنَى	فَادْعُوهُ	بِهَا	وَذُرُّوا	الَّذِينَ	يُلْجِدُونَ	فِيْ أَسْمَائِهِ
تمام خوبصورت نام	تو تم لوگ پکارو اس کو	ان سے	اور چھوڑ دو	ان کو جو	کجروی اختیار کرتے ہیں	اس کے ناموں میں

سَيَجْزُونَ	مَا	كَأَنَّا يَعْمَلُونَ ﴿٥٥﴾	وَمِمَّنْ	خَلَقْنَا	أُمَّةٌ	يَهْدُونَ
ان کو بدلہ دیا جائے گا	اس کا جو	وہ لوگ کرتے تھے	اور ان میں سے جن کو	ہم نے پیدا کیا	کچھ ایسے لوگ ہیں	جو ہدایت دیتے ہیں

بِالْحَقِّ	وَبِهِ	يَعْدِلُونَ ﴿٥٦﴾	وَالَّذِينَ	كَذَّبُوا	بِآيَاتِنَا	سَنَسْتَدْرِجُهُمْ	مِّنْ حَيْثُ
حق کی	اور اس ہی سے	وہ انصاف کرتے ہیں	اور جنہوں نے	جھٹلایا	ہماری نشانیوں کو	ہم ان کو آہستہ آہستہ پکڑیں گے	وہاں سے

لَّا يَعْلَمُونَ ﴿٥٧﴾	وَأُمْلَىٰ	لَهُمْ	إِنَّ	كَيْدِي	مَتَّيْنٌ ﴿٥٨﴾	أَوْ	لَمْ يَتَفَكَّرُوا	مَا
وہ لوگ نہیں جانتے (جس کو)	اور میں ڈھیل دیتا ہوں	ان کو	بیشک	میری تدبیر	پختہ ہے	کیا	انہوں نے غور نہیں کیا (کہ)	نہیں ہے

بِصَاحِبِهِمْ	مِّنْ جَنَّةٍ	إِنْ	هُوَ	إِلَّا	نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿٥٩﴾	أَوْ	لَمْ يَنْظُرُوا
ان کے ساتھی کو	کسی قسم کا کوئی جنوں	نہیں ہے	وہ	مگر	ایک واضح خبردار کرنے والا	کیا	انہوں نے نظر نہیں ڈالی

فِي مَلَكُوتِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ	وَمَا	خَلَقَ	اللَّهُ	مِنْ شَيْءٍ	وَأَنْ	عَسَىٰ	أَنْ	يَكُونُ قَدِ اقْتَرَبَ
زمین اور آسمانوں کی بادشاہت میں	اور اس میں جو	پیدا کیا	اللہ نے	کسی چیز سے	اور یہ کہ	ہوسکتا ہے	کہ	قریب آچکا ہو

أَجَلُهُمْ ﴿٦٠﴾	فَبِأَيِّ حَدِيثٍ	بَعْدُ	يَوْمَ مَنُونٍ ﴿٦١﴾	مَنْ	يُضِلُّ	اللَّهُ	فَلَا هَادِيَ
ان کے خاتمے کا وقت	تو کون سی بات پر	اس کے بعد	وہ لوگ ایمان لائے گے	جس کو	گمراہ کرے	اللہ	تو کوئی بھی ہدایت دینے والا نہیں ہے

لَهُ	وَيَذَرُهُمْ	فِي طُغْيَانِهِمْ	يَعْمَهُونَ ﴿٦٢﴾
اس کو	اور وہ چھوڑ دیتا ہے ان کو	ان کی سرکشی میں	بھٹکتے ہوئے

## نوٹ: 1

آیت نمبر-179 میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جنوں اور انسانوں میں سے بہتوں کو ہم نے جہنم کے لیے پیدا کیا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ ان میں سے کن کو جہنم کے لیے پیدا کیا ہے؟ اس کا جواب آگے دے دیا ہے کہ ان لوگوں کو جہنم کے لیے پیدا کیا ہے جو اپنی صلاحیتوں کا صحیح استعمال نہیں کریں گے۔ اور دنیا کے کمرہ امتحان میں چونکہ اللہ نے انسان کو اختیار دے دیا ہے کہ وہ اپنی صلاحیتوں کو جس مقصد کے لیے چاہے استعمال کرے، جو عقیدہ اور نظریہ چاہے اختیار کرے اور جیسا چاہے عمل کرے، اس لیے یہ بات ہر انسان کے اپنے اختیار میں ہے کہ وہ چاہے تو اپنا نام پاس ہونے والوں یعنی جنت میں جانے والوں میں لکھوائے اور چاہے تو فیل ہونے والوں یعنی جہنم میں جانے والوں میں لکھوائے۔ انسان کے اس اختیار کو۔ اللہ تعالیٰ خود سلب کرتا ہے۔ اور نہ ہی دوسرے کو اس کی اجازت دیتا ہے۔ اسی

لیے فرمادیا کہ لَا اِكْرَاكَ فِي الدِّينِ (ضابطہ حیات کے ضمن میں کسی قسم کا کوئی جبر نہیں ہے) (2/256)۔ دوسرے 928 میں اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ ضابطہ حیات کے ضمن میں انسانوں کو مکمل اختیار حاصل ہے۔ (از لطف الرحمن خان)

## نوٹ: 1

آیت نمبر 2/7 کے نوٹ - 3 میں ہم سماعت اور بصارت کی وضاحت کر چکے ہیں۔ لیکن مناسب ہے کہ اس مقام پر ہم اس بات کو ذرا وضاحت سے سمجھ لیں کیونکہ آیت - 179 میں اس Process کی نشاندہی کی گئی ہے جس سے گزر کر انسان فیصلہ کرتا ہے اور اپنے اختیار کو استعمال کرتا ہے۔ مذکورہ نوٹ - 3 میں ہم سمجھ چکے ہیں کہ جب آنکھ اپنی حاصل کردہ معلومات کو ذہن تک پہنچاتی ہے تو اس کی اس صلاحیت کو بصارت کہتے ہیں۔ اسی طرح جب کان اپنی حاصل کردہ معلومات کو ذہن تک پہنچاتا ہے تو اس کی صلاحیت سماعت کہلاتی ہے۔ اب سمجھنے والی بات یہ ہے کہ آیت زیر مطالعہ میں بصارت اور سماعت کا ذکر کس حوالہ سے کیا گیا ہے۔

اس سلسلے میں یہ بات پھر یاد کر لیں کہ قرآن مجید کا یہ ایک خاص انداز ہے کہ کبھی وہ کسی چیز کے جز کی طرف اشارہ کر کے پوری چیز مراد لیتا ہے۔ (آیت - 2/البقرة: 112، نوٹ - 1) اس بات کو ذہن میں رکھ کر مذکورہ آیت پر غور کریں تو یہ بات آسانی سے سمجھ میں آ جاتی ہے کہ یہاں دراصل ہمارے حواس خمسہ اور ان کی ذہن تک معلومات پہنچانے کی صلاحیت کی بات ہو رہی ہے۔ پھر انسانی ذہن حاصل شدہ معلومات کو ذخیرہ (Store) کرنے سے پہلے ان کا تجزیہ کر کے کوئی فیصلہ کرتا ہے، جسے ہم عقل کہتے ہیں۔ اس طرح یہاں بصارت اور سماعت کے ذکر میں عقل کا استعمال از خود شامل ہے۔

عقل کے ضمن میں قرآن مجید کے طالب علم اور جدید تعلیم یافتہ افراد کے نکتہ نظر میں فرق ہے۔ کیونکہ کچھ عرصہ پہلے تک ماہرین نفسیات کا کہنا تھا کہ حاصل شدہ معلومات سے ذہن کوئی نتیجہ اخذ کرتا ہے اور انسانی جسم میں موجود موٹر سنٹر کو حکم دیتا ہے، تو انسان کا عمل اس کے مطابق ہوتا ہے۔ لیکن قرآن مجید کے مطالعہ سے یہ بات ہمارے علم میں آتی ہے کہ ذہن کے فیصلے اور عمل کے درمیان میں ایک مرحلہ اور بھی ہے اور وہ یہ کہ ذہن کے فیصلے کو انسان کا دل یا تو قبول کرتا ہے یا رد کرتا ہے۔ پھر انسان کا عمل عقل کے نہیں بلکہ اس کے دل کے فیصلے کے مطابق ہوتا ہے۔ مثلاً ہم کہتے ہیں کہ بات تو ٹھیک ہے، پر کیا کریں دل نہیں مانتا۔ یعنی ذہن اس بات کو قبول کر رہا ہے اور اس کا فیصلہ ہے کہ یہ کام کیا جائے لیکن دل قبول نہیں کر رہا ہے۔ اس لیے میں یہ کام نہیں کر سکتا۔ اس کے برعکس جب کسی بات پر ہمارا دل ٹھک جاتا ہے تو وہ کام ہم کتنے شوق اور لگن سے کرتے ہیں، یہ بات سب لوگ خوب جانتے ہیں۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ آخر میں فیصلہ دل کا ہوتا ہے۔ اور اب تو ماہرین نے بھی اپنی اصلاح کر لی ہے۔ جدید مینجمنٹ سائنس کا اصول یہ ہے کہ عمل کے لیے تہا Conviction (ذہن کا قائل ہونا) کافی نہیں ہے۔ بلکہ اس کے ساتھ Motivation (شوق اور لگن) کا ہونا بھی ضروری ہے۔ اب یہ بات بہت واضح ہے کہ Motivation کا تعلق عقل سے نہیں ہے بلکہ جذبہ سے ہے۔ جس کا مقام دل ہے، اور دل کے فیصلہ کرنے کو قرآن فقہ کہتا ہے۔ اسی لیے آیت زیر مطالعہ میں فرمایا کہ ان کے دل ہیں لیکن ان سے وہ تفقہ نہیں کرتے۔

اب سوال یہ ہے کہ عقل کا فیصلہ تو حواس خمسہ کی فراہم کردہ معلومات کی بنیاد پر ہوتا ہے لیکن دل کے فیصلے کی بنیاد کیا ہے؟ تو یہ بات نوٹ کر لیں کہ دل کا فیصلہ ”معلومات“ کی بنیاد پر ہوتا ہے جنہیں انسان کی فطرت میں ڈال کر اُسے کمرۂ امتحان میں بھیجا جاتا ہے، جس میں سرفہرست اللہ کی معرفت اور نیکی و بدی کا شعور ہے اور جس کی وضاحت آیت 7-172 کے نوٹ - 1 میں کی جا چکی ہے۔ جب تک دل یہ کام کرتا رہتا ہے کہ عقل کے فیصلے کو اگر وہ اپنی فطرت کے مطابق پائے تو اسے قبول کر لے، ورنہ رد کر دے، تو اس کا مطلب ہے کہ وہ تفقہ کر رہا ہے۔ اور جب دل یہ کام شروع کر دیتا ہے کہ عقل کے فیصلے کو اپنی خواہشات اور امنگوں کے مطابق پائے تو قبول کرے ورنہ رد کر دے اور اپنی فطرت کی پکار کا گلا گھونٹتا رہے، تو اس کا مطلب ہے کہ اس نے تفقہ کرنا چھوڑ دیا ہے۔ اسی کو گزستہ آیت نمبر - 176 میں اپنی خواہشات کی پیروی کرنا کہا گیا ہے اور اس کا سبب اَخْلَكَ إِلَى الْاَرْضِ کا مرض بتایا گیا ہے۔ ایسے لوگ اس دنیا میں خود کو اس عذاب میں مبتلا کر لیتے جس میں ایک کتاب بتلا ہوتا ہے اور آخرت کے لیے اپنا نام جہنم میں جانے والوں کی فہرست میں لکھوا لیتے ہیں۔

اس نوٹ کے شروع میں ہم نے فیصلہ کرنے کے Process کی بات کی تھی۔ اس کی فطری ترتیب یہ ہے کہ اس کی ابتدا حواسِ خمسہ سے ہوتی ہے اور اختتامِ دل پر ہوتا ہے لیکن اس Process کے معطل ہونے یا منقطع ہونے کی ابتدا دل سے ہوتی ہے اور اختتامِ حواسِ خمسہ پر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آیت زیر مطالعہ میں پہلے یہ فرمایا کہ ان کے دل ہیں لیکن وہ اس سے تفقہ نہیں کرتے۔ اس کے بعد فرمایا کہ ان کی آنکھیں ہیں لیکن ان سے بصارت نہیں کرتے اور کان سے سماعت نہیں کرتے۔ (از لطف الرحمن خان)

### آیت نمبر (187 تا 188)

ر س و

- (ن) رَسُوًا  
رَاسِيَةً  
تَجَرَّاسِيَاتٌ اور رَوَّاسِيٌ۔ اسم الفاعل ہے۔ ٹھہرنے یا جم جانے والی۔ اس بنیادی مفہوم کے ساتھ مختلف معانی میں آتا ہے۔ قرآن میں رَوَّاسِيٌ پہاڑوں کے لیے آیا ہے۔ ﴿وَقَدْ وَرَّسِيَّتٌ ط﴾ (34/ الباء: 13) ”اور جم جانے والی دگیں۔“ ﴿وَجَعَلَ فِيهَا رَوَّاسِيً﴾ (13/ الرعد: 3) اور اس نے بنایا اس میں پہاڑوں کو۔“
- (افعال) اِرْسَاءً  
مُرْسِيً  
ٹھہرانا۔ جمانا۔ ﴿وَالْجِبَالِ اُرْسِهًا﴾ (79/ الذُّرُوعُ: 32) اور پہاڑوں کو، اس نے جمایا ان کو  
اسم المفعول ہے اور ظرف کے طور پر بھی آتا ہے۔ ٹھہرایا یا جمایا ہوا۔ ٹھہرانے یا جمانے کی جگہ یا وقت۔  
زیر مطالعہ آیت۔ 187

ح ف و

- (ن) حَفُوءًا  
حَقًّا  
کسی کو کوئی چیز دینا۔ (2) عزت دینا۔ مہربان و شفیق ہونا۔  
(1) زیادہ سفر کرنے کی وجہ سے جانور کا گھسے ہوئے گھروالا ہونا۔ (2) انسان کا کسی چیز کے متعلق پورا پورا علم رکھنے والا ہونا۔
- حَفِيٌّ  
حَفَاءً  
فَعِيلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ (1) مہربان۔ شفیق۔ ﴿اِنَّكَ كَانَ بِنِي حَفِيًّا﴾ (19/ مريم: 47)  
بیشک وہ مجھ پر بہت مہربان ہے۔“ (2) پورا پورا علم رکھنے والا۔ زیر مطالعہ آیت 187  
کسی سے کوئی چیز مانگنے میں اصرار کرنا۔ ﴿اِنْ يَسْأَلْكُمُوهَا فَيُحْفِكُمْ﴾ (47/ محمد: 37) اگر وہ مانگے تم لوگوں سے اسے پھر وہ اصرار کرے تم سے۔“

### ترجمہ

يَسْأَلُونَكَ	عَنِ السَّاعَةِ	آيَاتٍ	مُرْسِهًا	قُلْ	إِنَّمَا	عَلِمَهَا
وہ لوگ پوچھتے ہیں آپ سے	قیامت کے بارے میں	کب ہے	اس کے قائم ہونے کا وقت	آپ کہہ دیجیے	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	اس کا علم
عِنْدَ رَبِّي	لَا يُجَلِّيَهَا	لَوْ قَتَلَهَا	إِلَّا	هُوَ	ثَقُلْتُ	فِي السَّهْوِ وَالْأَرْضِ ط
میرے رب کے پاس ہے	ظاہر نہیں کرے گا (کوئی) اس کو	اس کے وقت پر	مگر	وہی	وہ بھاری ہوئی (یعنی ہوگی)	زمین اور آسمانوں میں
لَا تَأْتِيَكُمْ	إِلَّا	بَغْتَةً	يَسْأَلُونَكَ	كَانَكَ	حَفِيٌّ	عَنْهَا ط
وہ نہیں پہنچے گی تم لوگوں کو	مگر	اچانک	وہ پوچھتے ہیں آپ سے	جیسے آپ	پورا علم رکھنے والے ہیں	اس کے بارے میں
				آپ کہہ دیجیے		

إِنَّمَا عَلَّمَهَا	عِنْدَ اللَّهِ	وَلَكِنَّ	أَكْثَرَ النَّاسِ	لَا يَعْلَمُونَ ﴿٢٣﴾	قُلْ	لَا أَمْلِكُ
اس کا علم تو بس	اللہ کے پاس ہے	اور لیکن	لوگوں کی اکثریت	جانتی نہیں ہے	آپ کہہ دیجیے	میں مالک نہیں ہوں

لِنَفْسِي	نَفْعًا	وَلَا ضَرًّا	إِلَّا	مَا	شَاءَ	اللَّهُ	وَلَوْ	كُنْتُ أَعْلَمُ	الْغَيْبِ	لَا سَكُنْتُ
اپنی جان کے لیے	کسی نفع کا	اور نہ ہی کسی تکلیف کا	مگر	وہ، جو	چاہا	اللہ نے	اور اگر	میں جانتا ہوتا	غیب کو	تو میں ضرور جمع کرتا

مِنَ الْخَيْرِ ﴿٢٤﴾	وَمَا مَسْنِي	الشُّوْءِ ﴿٢٥﴾	إِنْ	أَنَا	إِلَّا	كَذِبٌ	وَبَشِيرٌ
بھلائی میں سے	اور نہ چھوٹی مجھ کو	برائی	نہیں	ہوں میں	مگر	ایک خبردار کرنے والا	اور بشارت دینے والا

لَقَوْمٍ	يُؤْمِنُونَ ﴿٢٦﴾
ایسی قوم کے لیے	جو ایمان لاتی ہے

## نوٹ: 1

بعض اسلامی کتابوں میں دنیا کی عمر سات ہزار سال بتائی گئی ہے۔ یہ کوئی حدیث نہیں ہے بلکہ اسرائیلی روایات سے لیا ہوا مضمون ہے۔ اسلامی روایات میں ایسی بے سند باتوں کو داخل کر دینے کا مقصد شائد اسلام کے خلاف بدگمانیاں پیدا کرنا ہو۔ علماء طبقات الارض نے دنیا کی عمر لاکھوں سال بتائی ہے یہ بات نہ کسی قرآنی آیت سے نکراتی ہے اور نہ کسی حدیث سے۔ حافظ ابن حزم اندلسی نے فرمایا کہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ دنیا کی عمر کا صحیح اندازہ نہیں کیا جاسکتا۔ اس کا صحیح علم صرف پیدا کرنے والے ہی کو ہے۔ (تدبر قرآن)

## نوٹ: 2

آیت۔ 188 میں اس غلط عقیدے کی تردید ہے جو مشرکین نے انبیاء کرامؑ کے بارے میں قائم کر رکھا تھا کہ وہ غیب داں ہوتے ہیں اور ان کا علم اللہ تعالیٰ کی طرح تمام کائنات پر حاوی ہوتا ہے۔ نیز یہ کہ وہ ہر نفع نقصان کے مالک ہوتے ہیں۔ اور جس کو چاہیں نفع و نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ اس آیت میں واضح کر دیا گیا کہ انبیاء کرامؑ نہ قادر مطلق ہوتے ہیں اور نہ عالم الغیب، بلکہ ان کو علم و قدرت کا اتنا ہی حصہ حاصل ہوتا ہے جتنا من جانب اللہ ان کو دیا جائے۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ جو حصہ علم ان کو عطا ہوتا ہے وہ ساری مخلوقات سے زیادہ ہوتا ہے۔ خصوصاً ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو علم عطا کیا گیا تھا وہ سب سے زیادہ تھا۔ چنانچہ آپؐ نے ہزاروں غیب کی خبریں دیں جن کی سچائی کا لوگوں نے مشاہدہ کیا۔ (تدبر قرآن) آیت نمبر (7/ الاعراف: 189 تا 196)

## ص م ت

(ن) صَبَتَا خاموش رہنا۔  
صَامِتٌ اسم الفاعل ہے۔ خاموش رہنے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 193

## ب ط ش

(ن) بَطْشًا پکڑنا۔ گرفت کرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 195  
بَطْشٌ اسم ذات بھی ہے۔ پکڑ۔ گرفت۔ ﴿إِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ ﴿١٩٥﴾﴾ (البروج: 12) ”بیشک آپؐ کے رب کی پکڑ یقیناً شدید ہے۔“

## ترکیب

(آیت-193) وَإِنْ تَدْعُوهُمْ فِي نِوْثٍ كَرَلَيْسَ لَهُمْ وَاحِدٌ يُّجِبُهُمْ جَمْعٌ كَاصِينَةٍ۔ واحد تَدْعُو ہے۔ اس پر اِنْ داخل ہوتا تو واو گر جاتی اور اِنْ تَدْعُوهُمْ آتا۔ لیکن یہ تَدْعُوْنَ تھا۔ اِنْ کی وجہ سے نون اعرابی گرا ہے تو اِنْ تَدْعُوهُمْ آیا ہے۔ اسی طرح سے آیت-194 میں فعل امر فَادْعُوهُمْ بھی جمع کا صیغہ ہے۔ یہ اَدْعُوا تھا۔ ضمیر مفعولی آنے کی وجہ سے الف گرا ہوا ہے۔ (آیت-196) وَلِيَّ مَن قَرَأَ قُرْآنًا كَاصِيَةً۔ یہ دراصل وَلِيَّیْ ہے یعنی وَلِيَّیْ پر مضاف الیہ کے طور پر یائے متکلم لگی ہوئی ہے۔

## ترجمہ

هُوَ	الَّذِي	خَلَقَكُمْ	مِّنْ نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ	وَجَعَلَ	مِنْهَا	زَوْجَهَا	لِيَسْكُنَ
وہ	وہ ہے جس نے	پیدا کیا تم لوگوں کو	ایک جان سے	اور اس نے بنایا	اس (جان) سے	اس کا جوڑا	تاکہ وہ سکون پکڑے

إِلَيْهَا	فَلَمَّا	تَغَشَّيْهَا	حَصَلَتْ	حَمَلًا خَفِيًّا	فَمَزَتْ	بِهِ	فَلَمَّا
اس سے	پھر جب	اس (مذکر) نے ڈھانپ لیا اس (مونث) کو	تو اس (مونث) نے اٹھایا	ایک ہلکا بوجھ	پھر وہ چلی	اس کے ساتھ	پھر جب

أَثَقَلَتْ	دَعَا	اللَّهُ	رَبَّهُمَا	لِئِنْ	اتَّيْتَنَا	صَالِحًا	لَنَكُونَنَّ
اس نے بوجھ لادا	تو دونوں نے پکارا	اللہ کو	جو دونوں کا رب ہے	بیشک اگر	تو دے گا ہم کو	ایک نیک (اولاد)	تو ہم لازماً ہوں گے

مِنَ الشَّكِرِينَ ﴿١٩٦﴾	فَلَمَّا	أَنْتَهُمَا	صَالِحًا	جَعَلَا	لَهُ	شُرَكَاءَ	فِيهَا
شکر کرنے والوں میں سے	پھر جب	اس نے دی انہیں	ایک نیک (اولاد)	تو دونوں نے بنایا	اس کے لیے	کچھ شریک	اس میں جو

أَنْتَهُمَا	فَتَعَلَّى	اللَّهُ	عَمَّا	يُشْرِكُونَ ﴿١٩٧﴾	أَيُّشْرِكُونَ	مَا	لَا يَخْلُقُ	شَيْئًا
اس نے دیا ان کو	تو بلند ہے	اللہ	اس سے جو	یہ لوگ شریک بناتے ہیں	کیا یہ لوگ شریک بناتے ہیں	اس کو جو	تخلیق نہیں کرتا ہے	کوئی چیز

وَهُمْ	يُخْلَقُونَ ﴿١٩٨﴾	وَلَا يَسْتَطِيعُونَ	لَهُمْ	نَصْرًا	وَلَا أَنْفُسَهُمْ	يَبْصُرُونَ ﴿١٩٩﴾
اور وہ (خود بھی)	پیدا کیے جاتے ہیں	اور وہ لوگ استطاعت نہیں رکھتے	ان کیلئے	کسی مدد کی	اور نہ ہی اپنے آپ کی	وہ لوگ مدد کرتے ہیں

وَإِنْ	تَدْعُوهُمْ	إِلَى الْهُدَى	لَا يَتَّبِعُوهُمْ ط	سَوَاءٌ	عَلَيْكُمْ	أَدْعُوهُمْ	أَمْ	أَنْتُمْ
اور اگر	تم لوگ پکارو گے ان کو	ہدایت کی طرف	تو وہ پیروی نہیں کریں گے تمہاری	برابر ہے	تم لوگوں پر	خواہ تم لوگ پکارو ان کو	یا	تم لوگ

صَامِتُونَ ﴿٢٠٠﴾	إِنَّ	الَّذِينَ	تَدْعُونَ	مِن دُونِ اللَّهِ	عِبَادٌ	أَمْثَلُكُمْ	فَادْعُوهُمْ
خاموش رہنے والے ہو	بیشک	وہ لوگ جن کو	تم لوگ پکارتے ہو	اللہ کے علاوہ	(وہ) بندے ہیں	تمہارے جیسے	پس تم لوگ (ذرا) پکارو تو ان کو

فَلْيَسْتَجِيبُوا	لَكُمْ	إِنْ	كُنْتُمْ	صَادِقِينَ ﴿٢٠١﴾	أَ	لَهُمْ	أَجَلٌ	يَّشُونَ	بِهَآءُ
تو انہیں چاہیے کہ وہ جواب دیں	تم کو	اگر	تم لوگ ہو	سچ کہنے والے	کیا	ان کے	پیر ہیں	وہ چلتے ہیں	جن سے

أَمْ	لَهُمْ	أَيُّ	يَبْطِشُونَ	بِهَآءُ	أَمْ	لَهُمْ	أَعْيُنٌ	يُبْصِرُونَ	بِهَآءُ	أَمْ	لَهُمْ	أَذَانٌ
یا	ان کے	ہاتھ ہیں	وہ پکڑتے ہیں	جن سے	یا	ان کی	آنکھیں ہیں	وہ دیکھتے ہیں	جن سے	یا	ان کے	کان ہیں



يَسْعَوْنَ	بِهَاطٍ	قُلْ	ادْعُوا	شُرَكَاءَكُمْ	ثُمَّ	كَيْدُونَ	فَالْمُحْسِنُونَ ۝
وہ سنتے ہیں	جن سے	آپ کہہ دیجیے	تم لوگ پکارو	اپنے شریکوں کو	پھر	تدبیر کرو میرے خلاف	پھر تم لوگ مہلت نہ دو مجھ کو

إِنَّ	وَالِيَّ	اللَّهُ الَّذِي	نَزَّلَ	الْكِتَابَ ۝	وَهُوَ	يَتَوَكَّلُ	الصَّالِحِينَ ۝
بیشک	میرا کارساز	وہ اللہ ہے جس نے	اتارا	کتاب کو	اور وہ	دوست رکھتا ہے	نیک لوگوں کو

## نوٹ: 1

جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا پر غور کرتے ہوئے سائنس کے انکشاف کو بھی ذہن میں رکھیے، جس کا ذکر ڈاکٹر رفیع الدین مرحوم نے اپنی کتاب قرآن اور علم جدید میں کیا ہے، کہ زندگی کے آغاز میں جسد انسانی کی اولین صورت ایک جونک کی طرح ایک ہی خلیہ پر مشتمل تھی اور ایک خلیہ سے جاندار کے تولد کا طریق یہ ہے کہ وہ بڑھ کر خود بخود دو حصوں میں تقسیم ہو جاتا ہے، جن میں سے ہر ایک حصہ ایک مکمل جاندار ہے۔ پھر بدنی ارتقا کے اگلے مراحل پر ایک حصہ مادہ ک فرانس کے لیے اور دوسرا حصہ زرک فرانس کے لیے موزوں بن جاتا ہے (تدبر قرآن) (بی بی حوا کو حضرت آدم کی پسلی سے پیدا کیے جانے کا ذکر قرآن یا حدیث میں کہیں نہیں ملتا۔ اسرائیلی روایات میں اس کا ذکر ہے) (ترجمہ قرآن کیسٹ - حافظ احمد یار صاحب مرحوم)

## نوٹ: 2

آیت نمبر - 189 - 190 میں اس حقیقت کو واضح کیا گیا ہے کہ نوع انسانی کا پہلا جوڑا جس سے آفرینش کی ابتدا ہوئی، اس کا خالق بھی اللہ ہی تھا، کوئی دوسرا اس کا تخلیق میں شریک نہیں تھا۔ پھر ہر مرد و عورت کے ملاپ سے جو اولاد پیدا ہوتی ہے، اس کا خالق بھی اللہ ہی ہے۔ اس کا اقرار تمہارے دلوں میں موجود ہے۔ اسی لیے امید و بیم کی حالت میں جب دعا مانگتے ہو تو اللہ ہی سے مانگتے ہو۔ پھر جب امیدیں پوری ہو جاتی ہیں تو تمہیں شریک کی سوجھتی ہے۔ یہاں ایک اور بات قابل توجہ ہے۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے عرب کے مشرکین کی مذمت کی ہے۔ ان کا قصور یہ تھا کہ وہ اولاد تو اللہ ہی سے مانگتے تھے مگر جب بچہ پیدا ہو جاتا تھا تو اللہ تعالیٰ کے شکر انے میں دوسروں کو حصہ دار ٹھہرا لیتے تھے۔ لیکن ہم لوگ اولاد بھی غیروں سے مانگتے ہیں منتیں بھی غیروں کے نام کی ہی مانتے ہیں اور نیاز بھی ان ہی کے آستانوں پر چڑھاتے ہیں۔ پھر بھی موحد ہی رہتے ہیں (تفہیم القرآن)

## نوٹ: 3

آیت 196 میں بتایا گیا ہے کہ انبیاء کرام کی تو بڑی شان ہے۔ اللہ تعالیٰ تو عام صالح اور نیک مسلمانوں کا بھی کارساز اور مددگار ہوتا ہے۔ اس لیے مخالفین کی مخالفت اسے نقصان نہیں پہنچا پاتی۔ اور اگر کبھی بقا ضائع حکمت اس کو کوئی نقصان پہنچ بھی جائے تو بھی اس کے اصل مقصد میں کوئی خلل نہیں پڑتا۔ مومن صالح کا اصل مقصد اللہ کی رضا ہے۔ اگر وہ دنیا میں کسی وجہ سے ناکام بھی ہو جائے تو بھی رضائے الہی کا اصل مقصد اسے حاصل ہو جاتا ہے (معارف القرآن)

امام حسینؑ کا مقصد اگر خلافت کا حصول تھا تو اس میں تو وہ کامیاب نہیں ہوئے۔ لیکن تاریخ گواہ ہے کہ یہ ان کا مقصد نہیں تھا۔ ان کا مقصد تو بس ایک تھا۔ اللہ کی رضا جوئی اور اس پر استقامت۔ اس مقصد کے حصول میں وہ ایسا کامیاب ہوئے کہ دنیا تو دنیا، فرشتے بھی حیرت سے تکتے ہی رہ گئے۔

شہادت	ہے	مقصود	و	مطلوب	مومن
نہ	مال	غنیمت	نہ	کشور	کشائی

## آیت نمبر (197 تا 206)

ن ز غ

- (ف) نَزَعًا کسی کو کسی کے خلاف ابھارنا۔ ناچاقی پیدا کرنا۔ ﴿إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ بَيْنَهُمْ ط﴾ (17/ بنی اسرائیل: 53) ”بیشک شیطان ناچاقی ڈالتا ہے ان کے مابین۔“ (۲) کسی غلط کام پر اکسانا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 200۔
- نَزَعُ اسم ذات بھی ہے۔ ناچاقی۔ اکساہٹ۔ وسوسہ زیر مطالعہ آیت۔ 200۔

ن ص ت

- (ض) نَصَبًا چپ ہو کر سننا۔ چپ چاپ سننا۔
- انْصَبْتُ فعل امر ہے۔ چپ چاپ سن۔
- (افعال) انْصَابًا ثلاثی مجرد کا ہم معنی ہے۔ زیر مطالعہ آیت۔ 204۔

ع ص ل

- (ک) أَصَالَةً ج: أَصُولٌ۔ اسم ذات ہے۔ جڑ۔ بنیاد۔ ﴿إِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِي أَصْلِ الْجَحِيمِ﴾ (37/ الصافات: 64) ”بیشک وہ ایک ایسا درخت ہے جو نکلتا ہے دوزخ کی جڑ سے۔“ ﴿أَوْ تَرَكْتُوهَا قَائِمَةً عَلَى أَصُولِهَا﴾ (59/ الحشر: 5) ”یا تم لوگوں نے چھوڑا اس کو کھڑا ہوا اپنی جڑوں پر۔“
- متغیر ہونا۔ کمزور ہونا۔
- (س) أَصَالًا ج: أَصَالٌ۔ فَعِيلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ متغیر۔ کمزور۔ پھر اس مفہوم میں عصر اور مغرب کا درمیانی وقت لیتے ہیں۔ شام کا وقت۔ ﴿وَسَبِّحْهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا﴾ (33/ الاحزاب: 42) ”اور تم لوگ تسبیح کرو اس کی صبح کے وقت اور شام کے وقت۔“ اور زیر مطالعہ آیت۔ 205۔

## ترجمہ

وَالَّذِينَ	تَدْعُونَ	مِنْ دُونِهِ	لَا يَسْتَطِيعُونَ	نَصْرَكُمْ	وَلَا أَنْفُسَهُمْ	يَنْصُرُونَ ۝
اور وہ لوگ جن کو	تم لوگ پکارتے ہو	اس کے علاوہ	وہ استطاعت نہیں رکھتے	تمہاری مدد کی	اور نہ ہی اپنے آپ کی	وہ مدد کرتے ہیں

وَأِنْ	تَدْعُوهُمْ	إِلَى الْهُدَى	لَا يَسْعَوْا	وَتَرَاهُمْ	يَنْظُرُونَ	إِلَيْكَ	وَ
اور اگر	تم لوگ پکارو ان کو	ہدایت کی طرف	تو وہ لوگ نہیں سنتے	اور آپ دیکھتے ہیں ان کو	(کہ) وہ تکتے ہیں	آپ کی طرف	اس حال میں کہ

هُمْ لَا يُبْصِرُونَ ۝	خُنِ	الْعَفْوُ	وَأُمِرُّ	بِالْعُرْفِ	وَأَعْرِضْ	عَنِ الْجَاهِلِينَ ۝	وَأَمَّا
وہ دیکھ کر سمجھتے نہیں ہیں	آپ پکڑیں	درگزر کو	اور حکم دیں	نیکی کا	اور کنارہ کشی کریں	جاہلوں سے	اور اگر

يَنْزِعَنَّكَ	مِنَ الشَّيْطَانِ	نَزَعٌ	فَاسْتَعِذْ	بِاللَّهِ ط	إِنَّهُ	سَمِيعٌ	عَلِيمٌ ۝	إِنَّ
اکسائے ہی آپ کو	شیطان سے	کوئی وسوسہ	تو آپ پناہ مانگیں	اللہ سے	یقیناً وہ	سننے والا ہے	جاننے والا ہے	یقیناً

الَّذِينَ	اتَّقَوْا	إِذَا	مَسَّهُمْ	طَلِيفٌ	مِّنَ الشَّيْطَانِ	تَذَكَّرُوا	فَإِذَا	هُمْ
جو لوگ	تقویٰ کرتے ہیں،	جب کبھی	چھوتا ہے ان کو	کوئی وسوسہ	شیطان سے	تو وہ (یاد الہی) میں لگ جاتے ہیں	پھر فوراً ہی	انہیں

قُبُصْرُونَ ﴿٦٠﴾	وَإِخْوَانُهُمْ	يَسُدُّوْنَهُمْ	فِي النَّجَى	ثُمَّ	لَا يَقْصِرُونَ ﴿٦١﴾	وَإِذَا	لَمْ تَأْتِهِمْ
سوجھ آ جاتی ہے	اور ان کے بھائی	کھینچتے ہیں ان کو	گمراہی میں	پھر	وہ لوگ کمی نہیں کرتے	اور جب	آپ نہیں لاتے ان کے پاس

بَايَةَ	قَالُوا	لَوْ لَا	اجْتَبَيْتَهُمَا	قُلْ	إِنَّمَا أَتَّبِعُ	مَا	يُوحَى	إِلَى
کوئی آیت	تو وہ کہتے ہیں	کیوں نہیں	تصنیف کیا آپ نے اس کو	آپ کہہ دیجئے	میں تو بس پیروی کرتا ہوں	اس کی جو	وحی کیا گیا	میری طرف

مِنْ رَّبِّي ۚ	هَذَا	بَصَائِرُ	مِنْ رَبِّكُمْ	وَهْدَى	وَرَحْمَةً	لِّقَوْمٍ	يُؤْمِنُونَ ﴿٦٢﴾
میرے رب کی طرف سے	یہ	دلیلیں ہیں	تمہارے رب کی طرف سے	اور ہدایت ہے	اور رحمت ہے	ایسے لوگوں کے لیے	جو ایمان رکھتے ہیں

وَإِذَا	قُرِئَ	الْقُرْآنُ	فَاسْتَبْعُوا	لَهُ	وَأَنْصِتُوا	لَعَلَّكُمْ	تَرْحَمُونَ ﴿٦٣﴾	وَأَذْكُرُ
اور جب بھی	پڑھا جائے	قرآن	تو تم لوگ کان لگا کر سنو	اس کو	اور چپ چاپ سنو	شاید تم لوگوں پر	رحم کیا جائے	اور آپ یاد رکھیں

رَبِّكَ	فِي نَفْسِكَ	تَضَرَّعًا	وَّخِيفَةً	وَدُّوْنَ الْجَهْرِ	مِنَ الْقَوْلِ	بِالْغَدُوِّ	وَالْأَصَالِ
اپنے رب کو	اپنے جی میں	گڑ گڑاتے ہوئے	اور ڈرتے ہوئے	اور نمایاں کیے بغیر	قول میں سے (کچھ)	صبح کے وقت	اور شام کے وقت

وَلَا تَكُنْ	مِّنَ الْغَافِلِينَ ﴿٦٤﴾	إِنَّ	الَّذِينَ	عِنْدَ رَبِّكَ	لَا يَسْتَكْبِرُونَ	عَنْ عِبَادَتِهِ
اور آپ مت ہوں	غافلوں میں سے	بیشک	وہ لوگ جو	آپ کے رب کے نزدیک ہیں	وہ بڑائی نہیں چاہتے	اس کی عبادت سے

وَيَسْبِحُونَكَ	وَلَهُ	يَسْجُدُونَ ﴿٦٥﴾
اور وہ تسبیح کرتے ہیں اس کی	اور اس کے لیے ہی	وہ سجدہ کرتے ہیں

نوٹ: 1

جب آیت نمبر 199 اتری تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبریل سے پوچھا کہ اس سے کیا مقصد ہوا تو جبریل نے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتا ہے کہ جو تمہاری ذات پر کوئی زیادتی کرے تو اس کو معاف کر دیا کرو، جو تم کو نہ دے اس کو دو، جو تم سے تعلق توڑے تم اس سے تعلق جوڑو۔ (ابن کثیر)

لفظ عفو کے کئی معنی ہیں اور اس موقع پر ہر معنی کی گنجائش ہے۔ اسی لیے علماء تفسیر نے مختلف معنی لیے ہیں، جمہور مفسرین کی رائے میں اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ آپ اس چیز کو قبول کر لیا کریں جو لوگ آسانی سے کر سکیں یعنی واجبات شرعیہ میں آپ لوگوں سے اعلیٰ معیار کا مطالبہ نہ کریں بلکہ وہ جس پیمانہ پر آسانی سے عمل پیرا ہو سکیں اتنے ہی درجہ کو قبول کر لیا کریں۔ (معارف القرآن)۔

اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ کوئی خدا کے حقوق واجب میں قصور کرے تو بھی اعراض کر جاؤ یا اللہ سے کفر کے تو بھی درگزر کرو یا مسلمانوں سے لڑے تو بھی خاموش رہو۔ ایسی غلط فہمی نہیں ہونی چاہیے۔ (ابن کثیر)



## انڈیکس برائے لغت (حصہ دوم)

آیت نمبر	مادہ	آیت نمبر	مادہ	آیت نمبر	مادہ
56/5 المائدہ:	7- ح ز ب	ث	1- ث ب ر	144/6 الانعام:	1- ع ب ل
141/6 الانعام:	8- ح ص د	4/النساء:71	2- ث ی ہ	46/5 المائدہ:	2- ع ث ر
24/4 النساء:	9- ح ص ن	7/الاعراف:107	3- ث ق ل	11/4 النساء:	3- ع خ و
187/7 الاعراف:	10- ح ف و	4/النساء:40	4- ث ل ث	74/6 الانعام:	4- ع ز ر
62/4 النساء:	11- ح ل ف	11/4 النساء:	5- ث ن ی	150/7 الاعراف:	5- ع س ف
148/7 الاعراف:	12- ح ل ی	11/4 النساء:	ج	26/5 المائدہ:	6- ع س و
70/6 الانعام:	13- ح م م	51/4 النساء:	1- ج ب ت	205/7 الاعراف:	7- ع ص ل
103/5 المائدہ:	14- ح م ی	22/5 المائدہ:	2- ج ب ر	75/5 المائدہ:	8- ع ف ك
2/4 النساء:	15- ح و ب	78/7 الاعراف:	3- ج ث م	76/6 الانعام:	9- ع ف ل
163/7 الاعراف:	16- ح و ت	33/6 الانعام:	4- ج ح د	69/7 الاعراف:	10- ع ل ی
142/4 النساء:	17- ح و ذ	4/5 المائدہ:	5- ج ر ح	45/5 المائدہ:	11- ع ن ف
111/5 المائدہ:	18- ح و ر	133/7 الاعراف:	6- ج ر د	ب	
146/6 الانعام:	19- ح و ی	150/7 الاعراف:	7- ج ر ر	119/4 النساء:	1- ب ت ك
71/6 الانعام:	20- ح ی ر	2/5 المائدہ:	8- ج ر م	160/7 الاعراف:	2- ب ج س
121/4 النساء:	21- ح ی ص	148/7 الاعراف:	9- ج س د	31/5 المائدہ:	3- ب ح ث
10/6 الانعام:	22- ح ی ق	56/4 النساء:	10- ج ل د	29/7 الاعراف:	4- ب د ع
خ		143/7 الاعراف:	11- ج ل و	6/4 النساء:	5- ب د ر
25/4 المائدہ:	1- خ د ن	40/7 الاعراف:	12- ج م ل	78/4 النساء:	6- ب ر ج
143/7 الاعراف:	2- خ ر ر	54/5 المائدہ:	13- ج ه د	77/6 النساء:	7- ب ز غ
161/6 الانعام:	3- خ ر ص	36/4 النساء:	14- ج و ر	70/6 الانعام:	8- ب س ل
100/6 الانعام:	4- خ ر ق	ج		72/4 النساء:	9- ب ط ع
22/7 الاعراف:	5- خ ص ف	44/5 المائدہ:	1- ح ب ر	195/7 الاعراف:	10- ب ط ش
99/6 الاعراف:	6- خ ض ر	106/5 المائدہ:	2- ح ب س	31/6 الانعام:	11- ب غ ت
3/5 المائدہ:	7- خ م ص	54/7 الاعراف:	3- ح ث ث	1/5 المائدہ:	12- ب ه م
3/5 المائدہ:	8- خ ن ق	46/7 الاعراف:	4- ح ج ب	ت	
148/7 الاعراف:	9- خ و ر	65/4 النساء:	5- ح ر ج	139/7 الاعراف:	1- ت ب ر
104/4 النساء:	10- خ و ض	84/4 النساء:	6- ح ر ض	26/5 المائدہ:	2- ت ی ه

آیت نمبر	مادہ
14۔ س م م	7/ الاعراف: 40 <sup>11</sup>
15۔ س ھ ل	7/ الاعراف: 74
16۔ س و ق	7/ الاعراف: 57
17۔ س ی ب	5/ المائدہ: 103

ش

1۔ ش ح ح	4/ النساء: 128
2۔ ش ح م	6/ الانعام: 146
3۔ ش ر ح	6/ الانعام: 125
4۔ ش ر ع	5/ المائدہ: 48
5۔ ش ع ب	7/ الاعراف: 85
6۔ ش م ت	7/ الاعراف: 150
7۔ ش م ل	6/ الانعام: 143
8۔ ش ن ع	5/ المائدہ: 2
9۔ ش ی د	4/ النساء: 78
10۔ ش ی ع	6/ الانعام: 65

ص

1۔ ص ب ح	6/ الانعام: 96
2۔ ص د ف	6/ الانعام: 46
3۔ ص غ ر	6/ الانعام: 124
4۔ ص غ و	6/ الانعام: 113
5۔ ص ل ب	4/ النساء: 23
6۔ ص ل ی	4/ النساء: 10
7۔ ص م ت	7/ الاعراف: 193
8۔ ص ن ع	5/ المائدہ: 14
9۔ ص ن م	6/ الانعام: 74

آیت نمبر	مادہ
10۔ ر م ح	5/ المائدہ: 94
11۔ ر م ی	4/ النساء: 112
12۔ ر ی ش	7/ الاعراف: 26

ز

1۔ ز خ ر ف	6/ الانعام: 112
2۔ ز ر ع	6/ الانعام: 141
3۔ ز ع م	4/ النساء: 60
4۔ ز ل م	5/ المائدہ: 3
5۔ ز ی ت	6/ الانعام: 99

س

1۔ س ح ت	5/ المائدہ: 42
2۔ س د د	4/ النساء: 9
3۔ س د س	4/ النساء: 11
4۔ س ر ق	5/ المائدہ: 387
5۔ س ط ر	6/ الانعام: 25
6۔ س ع ر	4/ النساء: 10
7۔ س ف ح	4/ النساء: 24
8۔ س ف ل	4/ النساء: 145
9۔ س ق ط	6/ الانعام: 59
10۔ س ك ت	7/ الاعراف: 154
11۔ س ك ر	4/ النساء: 43
12۔ س ل ح	4/ النساء: 102
13۔ س ل خ	7/ الاعراف: 175

آیت نمبر	مادہ
11۔ خ و ل	4/ النساء: 23

د

1۔ د ح ر	7/ الاعراف: 18
2۔ د ر ر	6/ الانعام: 6
3۔ د ر ك	4/ النساء: 78
4۔ د ر ی	4/ النساء: 11
5۔ د ك ك	7/ الاعراف: 143
6۔ د م ر	7/ الاعراف: 137
7۔ د م ع	5/ المائدہ: 83

ذ

1۔ ذ ع م	7/ الاعراف: 18
2۔ ذ ب ذ ب	4/ النساء: 143
3۔ ذ ر ع	6/ الانعام: 136
4۔ ذ ك و	5/ المائدہ: 3
5۔ ذ ی ع	4/ النساء: 83

ر

1۔ ر ب ع	4/ النساء: 12
2۔ ر ج س	5/ المائدہ: 90
3۔ ر ج ف	7/ الاعراف: 78
4۔ ر د ی	5/ المائدہ: 3
5۔ ر س و	7/ الاعراف: 187
6۔ ر ط ب	6/ الانعام: 59
7۔ ر غ م	4/ النساء: 100
8۔ ر ف ق	4/ النساء: 69
9۔ ر ك س	4/ النساء: 88



آیت نمبر	مادہ
10- ص ی د	5/ المائدہ:1

ض

1- ض ء ن	6/ الانعام:143
2- ض ح ی	7/ الاعراف:98
3- ض ر ع	7/ الاعراف:94
4- ض ی ق	6/ الانعام:125

ط

1- ط ب ع	4/ النساء:155
2- ط ر د	6/ الانعام:52
3- ط ر ق	4/ النساء:168
4- ط ع ن	4/ النساء:46
5- ط ف ء	5/ المائدہ:64
6- ط ف ق	7/ الاعراف:22
7- ط ل ب	7/ الاعراف:54
8- ط م س	4/ النساء:47
9- ط و ل	4/ النساء:25

ظ

1- ظ ف ر	6/ الانعام:146
----------	----------------

ع

1- ع ت د	4/ النساء:18
2- ع ت و	7/ الاعراف:77
3- ع ث ر	5/ المائدہ:107
4- ع ج ز	5/ المائدہ:31
5- ع ذ ر	7/ الاعراف:164
6- ع ز ر	5/ المائدہ:12

آیت نمبر	مادہ
7- ع ش ر	4/ النساء:19

8- ع ل ق	4/ النساء:129
9- ع م د	4/ النساء:93
10- ع م م	4/ النساء:23
11- ع و ل	4/ النساء:3
12- ع ی ش	7/ الاعراف:10

غ

1- غ ب ر	7/ الاعراف:83
2- غ ر و	5/ المائدہ:14
3- غ س ل	5/ المائدہ:43
4- غ ل و	4/ النساء:171
5- غ م ر	6/ الانعام:93
6- غ ن م	4/ النساء:94
7- غ و ط	4/ النساء:43
8- غ ی ر	4/ النساء:119

ف

1- ف ء د	4/ النساء:110
2- ف ت ر	5/ المائدہ:19
3- ف ت ل	4/ النساء:49
4- ف ت ی	4/ النساء:25
5- ف خ ر	4/ النساء:36
6- ف ر د	6/ الانعام:94
7- ف ر ط	6/ الانعام:31
8- ف ض و	4/ النساء:21
9- ف ط ر	6/ الانعام:14

آیت نمبر	مادہ
10- ف ق ہ	4/ النساء:74
11- ف ل ق	6/ الانعام:95

ق

1- ق د و	6/ الانعام:90
2- ق ر ط س	6/ الانعام:7
3- ق ر ف	6/ الانعام:113
4- ق ر ن	4/ النساء:38
5- ق س س	5/ المائدہ:82
6- ق س م	4/ النساء:8
7- ق ص د	5/ المائدہ:66
8- ق ص ر	4/ النساء:101
9- ق ل د	5/ المائدہ:2
10- ق م ل	7/ الاعراف:133
11- ق ن و	6/ الانعام:99
12- ق ہ ر	6/ الانعام:18
13- ق و ت	4/ النساء:85
14- ق ی ل	7/ الاعراف:4

ک

1- ک ر ب	6/ الانعام:64
2- ک س ل	4/ النساء:142
3- ک ش ف	6/ الانعام:17
4- ک ع ب	5/ المائدہ:6
5- ک ل ب	5/ المائدہ:4
6- ک ل ل	4/ النساء:12
7- ک و ک ب	6/ الانعام:76

آیت نمبر	مادہ
8۔ ک ی ل	6/ الانعام: 152

ل

1۔ ل ح د	7/ الاعراف: 180
2۔ ل ح م	5/ المائدہ: 3
3۔ ل ط ف	6/ الانعام: 103
4۔ ل ع ب	5/ المائدہ: 57
5۔ ل ق ف	7/ الاعراف: 177
6۔ ل م س	4/ النساء: 43
7۔ ل ه ث	7/ الاعراف: 176
8۔ ل ه و	6/ الانعام: 42
9۔ ل و ح	7/ الاعراف: 145
10۔ ل و م	5/ المائدہ: 54

م

1۔ م ت ن	7/ الاعراف: 183
2۔ م د ن	7/ الاعراف: 85
3۔ م ر ء	4/ النساء: 4
4۔ م ر د	4/ النساء: 117
5۔ م س ح	4/ النساء: 43
6۔ م ط ر	4/ النساء: 103
7۔ م ع ز	6/ الانعام: 143
8۔ م ق ت	4/ النساء: 22
9۔ م ک ن	6/ الانعام: 6
10۔ م ل ق	6/ الانعام: 151
11۔ م ی د	5/ المائدہ: 112
12۔ م ی ل	4/ النساء: 27

آیت نمبر	مادہ
ن	

1۔ ن ع ی	6/ الانعام: 26
2۔ ن ب ط	4/ النساء: 83
3۔ ن ط ق	7/ الاعراف: 171
4۔ ن ج م	6/ الانعام: 97
5۔ ن ح ت	7/ الاعراف: 74
6۔ ن ح ل	4/ النساء: 4
7۔ ن د م	5/ المائدہ: 31
8۔ ن ش ء	6/ الانعام: 6
9۔ ن ص ت	7/ الاعراف: 204
10۔ ن ص ح	7/ الاعراف: 21
11۔ ن ص ف	4/ النساء: 11
12۔ ن ض ف	4/ النساء: 56
13۔ ن ط ح	5/ المائدہ: 3
14۔ ن ف ر	7/ الاعراف: 71
15۔ ن ف و	5/ المائدہ: 33
16۔ ن ق ب	5/ المائدہ: 12
17۔ ن ق ر	4/ النساء: 53
18۔ ن ک ث	7/ الاعراف: 135
19۔ ن ک د	7/ الاعراف: 58
20۔ ن ک ف	4/ النساء: 172
21۔ ن ه ج	5/ المائدہ: 48
22۔ ن و ق	7/ الاعراف: 73

آیت نمبر	مادہ
23۔ ن و ی	6/ الانعام: 95

و

1۔ و ح د	7/ الاعراف: 70
2۔ و د ع	6/ الانعام: 98
3۔ و د ی	4/ النساء: 92
4۔ و ر ق	6/ الانعام: 59
5۔ و ز ر	6/ الانعام: 31
6۔ و ز ن	6/ الانعام: 152
7۔ و س ل	5/ المائدہ: 35
8۔ و س و س	7/ الاعراف: 20
9۔ و ص ف	6/ الانعام: 100
10۔ و ف ق	4/ النساء: 35
11۔ و ق ذ	5/ المائدہ: 3
12۔ و ق ر	6/ الانعام: 25
13۔ و ق ع	4/ النساء: 100
14۔ و ق ی	6/ الانعام: 27

ھ

1۔ ھ ل م	6/ الانعام: 150
2۔ ھ ن ء	4/ النساء: 4
3۔ ھ ی م ن	5/ المائدہ: 48

ی

1۔ ی ع س	5/ المائدہ: 3
2۔ ی ب س	6/ الانعام: 59
3۔ ی ن ع	6/ الانعام: 99

# انڈیکس برائے قواعد و موضوعات (حصہ دوم) <sup>1</sup>

قواعد و موضوعات	حوالہ	قواعد و موضوعات	حوالہ
<b>ت</b>		<b>ع</b>	
1- توبہ کی حقیقت اور اس کی قبولیت	4/ النساء: 171، 2، نوٹ۔	1- اسماء العدد کے چند اصول	4/ النساء: 11، نوٹ۔ 1
2- تقدیری اور اختیاری معاملات	4/ النساء: 32، نوٹ۔ 4	2- امانتوں کی قسمیں	4/ النساء: 58، نوٹ۔ 2
3- تدبیر قرآن کا ایک اصول	5/ المائدہ: 27، نوٹ۔ 1	3- اولی الامر کی وضاحت	4/ النساء: 59، نوٹ۔ 1
4- تِلْقَاء کی وضاحت	7/ الاعراف: 47، نوٹ۔ 1	4- اسلامی جنگوں کا مقصد	4/ النساء: 75، نوٹ۔ 1
<b>ج</b>		5- اسلامی جنگوں میں کامیابی کی ضمانت	4/ النساء: 76، نوٹ۔ 2، 3
1- جہاد فرض عین یا فرض کفایہ	4/ النساء: 36، نوٹ۔ 2	6- اسلام میں انار کی کی اجازت نہیں ہے	4/ النساء: 89، نوٹ۔ 4
2- جاہلیت کا اصطلاحی مفہوم	5/ المائدہ: 50، نوٹ۔ 2	7- اقرار زبانی اور قلبی کی وضاحت	4/ النساء: 136، نوٹ۔ 2
3- جنوں میں رسالت کا مسئلہ	6/ الانعام: 130، نوٹ۔ 1	8- اسلامی سزاؤں کی نوعیت	5/ المائدہ: 33، نوٹ۔ 3
<b>ح</b>		9- اللہ کی فطرت کا مفہوم	6/ الانعام: 14، نوٹ۔ 2
1- حقوق العباد	4/ النساء: 36، نوٹ۔ 1	10- اسراف کی وضاحت	6/ الانعام: 141، نوٹ۔ 1
2- حسد کا سبب اور علاج	5/ المائدہ: 27، نوٹ۔ 2	11- انسان کو قتل کرنے کی صورتیں	6/ الانعام: 151، نوٹ۔ 2
3- حضرت ابراہیمؑ کا جرم فلکی کو رب کہنا	6/ الانعام: 76، نوٹ۔ 2	12- ابتداء انسانیت کے دو نکتہ نظر	7/ الاعراف: 11، نوٹ۔ 1
4- حبط اعمال کی وجہ	7/ الاعراف: 147، نوٹ۔ 2	13- آدم و ابلیس کے قصے سے رہنمائی	7/ الاعراف: 23، نوٹ۔ 1
<b>خ</b>		14- اقوام عالم کی عمر کا پیمانہ	7/ الاعراف: 34، نوٹ۔ 3
1- ختم نبوت کی ایک اور سند	4/ النساء: 41، نوٹ۔ 2	15- اعراف کے لوگ	7/ الاعراف: 46، نوٹ۔ 2
2- ختم نبوت کا ایک اور ثبوت	6/ الانعام: 76، نوٹ۔ 2	16- اصحاب مدین کی تاریخ	7/ الاعراف: 85، نوٹ۔ 1
3- ختم نبوت کی ایک اور سند	7/ الاعراف: 147، نوٹ۔ 2	17- اقوام عالم کے لیے ایک ضابطہ	7/ الاعراف: 94، نوٹ۔ 2
<b>د</b>		18- اجتماعی جرائم کے لیے اللہ کا قانون	7/ الاعراف: 165، نوٹ۔ 1
1- دعائیں قبول نہ ہونے کی وجہ	5/ المائدہ: 79، نوٹ۔ 1	19- انبیاء کرام کا علم غیب	7/ الاعراف: 188، نوٹ۔ 3
2- دعا قبول ہونے کی حقیقت	7/ الاعراف: 15، نوٹ۔ 2	<b>ب</b>	
3- دو گئے عذاب کی وجہ	7/ الاعراف: 38، نوٹ۔ 2	1- بچوں کی مالی تربیت	4/ النساء: 6، نوٹ۔ 1، 2
4- دعا کی روح	7/ الاعراف: 55، نوٹ۔ 1	2- بیویوں میں عدل کی وضاحت	4/ النساء: 129، نوٹ۔ 1
5- دنیا پرستی کی اصل خرابی	7/ الاعراف: 175، نوٹ۔ 1	3- بری صحبت سے بچنے کا حکم	4/ النساء: 140، نوٹ۔ 2، 3
		4- باطنی پاکیزگی کا حصول	7/ الاعراف: 57، نوٹ۔ 2
		5- بائبل میں انبیاء پر اخلاقی الزامات کی وجہ	7/ الاعراف: 150، نوٹ۔ 1
		6- بی بی حوا کی پیدائش	7/ الاعراف: 189، نوٹ۔ 1

قواعد و موضوعات	حوالہ
-----------------	-------

ر	
---	--

1۔ رجم کی سزا کی سند	4/ النساء: 15، نوٹ۔ 1، 2
2۔ رسولوں کے علم کی حقیقت	5/ المائدہ: 109، نوٹ۔ 1
3۔ رویت باری تعالیٰ کا مسئلہ	6/ الانعام: 103، نوٹ۔ 1
4۔ روح کے لیے آسمان کا دروازہ کھلانا	7/ الاعراف: 40، نوٹ۔ 1

## س

1۔ سفارش کرنے کی شرائط	4/ النساء: 58، نوٹ۔ 2
2۔ سواء السبیل کا اصطلاحی مفہوم	5/ المائدہ: 12، نوٹ۔ 1

## ش

1۔ شرک پر ایک نوٹ۔	4/ النساء: 49، نوٹ۔ 4
2۔ شہادت کا وسیع مفہوم	5/ المائدہ: 8، نوٹ۔ 2
3۔ شراب کی حرمت کا حکم	5/ المائدہ: 90، نوٹ۔ 2
4۔ شرح صدر کی علامت	6/ الانعام: 122، نوٹ۔ 1

## ص

1۔ صغیرہ گناہوں کی معافی	4/ النساء: 31، نوٹ۔ 3
--------------------------	-----------------------

## ع

1۔ عورتوں کا حق ملکیت	4/ النساء: 19، نوٹ۔ 1
2۔ عبوری احکام کی حکمت	2/ البقرہ: 106، نوٹ۔ 1 4/ النساء: 33، نوٹ۔ 1
3۔ عیسائیت عیسائی علماء کی نظر میں	5/ المائدہ: 72، نوٹ۔ 1
4۔ عیسیٰؑ کی الوہیت کی نفی	5/ المائدہ: 110، نوٹ۔ 2
5۔ عیسیٰؑ کے بندہ ہونے کی دلیل	5/ المائدہ: 112، نوٹ۔ 1
6۔ علم الیقین کی مزید وضاحت	6/ الانعام: 8، نوٹ۔ 1
7۔ عقیدے کی تبدیلی سے دل کا تعلق	6/ الانعام: 110، نوٹ۔ 1
8۔ عمومی توبہ کا دروازہ بند ہونا	6/ الانعام: 158، نوٹ۔ 1
9۔ علم کی تبلیغ کا رتبہ	7/ الاعراف: 8، نوٹ۔ 3
10۔ عذاب اور اسلام کا ابتلا کا فرق	7/ الاعراف: 64، نوٹ۔ 3
11۔ عہد الست کیا ہے	7/ الاعراف: 172، نوٹ۔ 1

## غ

1۔ غلو فی الدین کا مطلب	4/ النساء: 171، نوٹ۔ 1
-------------------------	------------------------

قواعد و موضوعات	حوالہ
-----------------	-------

2۔ غیر ضروری سوالات کی ممانعت	5/ المائدہ: 101، نوٹ۔ 1
-------------------------------	-------------------------

## ف

1۔ فاعل حقیقی اور فاعل مجازی	6/ الانعام: 122، نوٹ۔ 1 (د)
2۔ فرعون کے قصہ کا اہم سبق	7/ الاعراف: 103، نوٹ۔ 2
3۔ فیصلہ کرنے کا Process	7/ الاعراف: 179، نوٹ۔ 2

## ق

1۔ قصر نماز کے احکام	4/ النساء: 101، نوٹ۔ 1
2۔ قرآن کی ایک پیشین گوئی	5/ المائدہ: 51، نوٹ۔ 2
3۔ قسم کی قسمیں	5/ المائدہ: 89، نوٹ۔ 2
4۔ قانون ساز اسمبلی کا اختیار	6/ الانعام: 116، نوٹ۔ 1
5۔ قوم عاد و ثمود کی تاریخ	7/ الاعراف: 65، نوٹ۔ 1
6۔ قوم لوط	7/ الاعراف: 80، نوٹ۔ 1
7۔ قمری حساب کی اہمیت	7/ الاعراف: 142، نوٹ۔ 1

## م

1۔ منافقوں کو قتل کرنے کا حکم	4/ النساء: 89، نوٹ۔ 2، 3
2۔ مسلمان کے قتل کی سزا	4/ النساء: 93، نوٹ۔ 1
3۔ مسلمان کو کافر کہنے کی ممانعت	4/ النساء: 94، نوٹ۔ 1
4۔ مشرکوں کی ایک قسم	6/ الانعام: 23، نوٹ۔ 2
5۔ مشیت الہی کا مطلب	6/ الانعام: 148، نوٹ۔ 1
6۔ معاف کرنے کی افادیت	7/ الاعراف: 43، نوٹ۔ 2
7۔ موسیٰؑ پر جادو گروں کے ایمان لانے کا پس منظر	7/ الاعراف: 115، نوٹ۔ 1

## ن

1۔ نبوت خواتین میں نہیں رہی	5/ المائدہ: 75، نوٹ۔ 2
2۔ نواصب مضارع میں اضافہ	6/ الانعام: 52، ترکیب
3۔ نیکی اور بدی کا اندراج	6/ الانعام: 160، نوٹ۔ 2

## و

1۔ وسیلہ کی وضاحت	5/ المائدہ: 35، نوٹ۔ 1
2۔ وزن اعمال کی وضاحت	7/ الاعراف: 8، نوٹ۔ 2